
امداد باہمی

# نذر

بنام نامی گرامی

جناب مستطاب معلی القاب عزت و جلالت مآب اعلیٰ حضرت سکندر صولت

# لفٹننٹ کرنل نواب محمد حمید اللہ خان صاحب بہادر

جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ سی۔ وی۔ او

## فرمان فرمائے ریاست عالیہ بھوپال

خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

حضور پُرنور کے سایۂ عاطفت میں اس کتاب کے لیے تمام ضروری مواد بہم پہنچایا گیا اور مختلف نظروں کی تحقیق و تشریح کے مواقع حاصل ہوئے جن کے بغیر کتاب اس ملک کے باشندوں کی ضروریات کے مطابق نہ ہو سکتی

گر قبول افتد زہے عز و شرف

# فہرست مضامین

## باب اول



## باب دوم



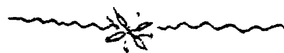
## باب سوم

# باب چہارم



# باب پنجم

# فہرست تصاویر



# صحت اغلاط

کتاب میں حسب ذیل غلطیاں رہ گئی ہیں۔ پڑھنے سے قبل درستی کر لی جاوے

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۲ | ۱۸ | مختصر | مختصر |
| ۹ | ۱۴ | بادشاہان | بادشاہان |
| ۲۶ | ۲ | امل | اہل |
| ۲۸ | ۱۸ | سنہ ۱۹۲۲ | سنہ ۱۹۲۳ |
| // | ۱۹ | ۵۱۱۹ میل | ۵۳۶۹ میل |
| ۴۰ | // | طورپرپر | طورپر |
| ۶۷ | ۱۱ | بوت | ثبوت |
| // | ۱۳ | بت | ثابت |
| // | ۱۴ | یاد | بنیاد |
| ۷۱ | ۱۹ | درعام مہاجنی | اورعام مہاجنی |
| ۹۸ | ۱۲ | با اعتبار | با اعتبار |
| ۱۰۱ | ۹ | سنہ ۹–۱۹۱۶ء | سنہ ۱۶–۱۹۰۹ء |
| ۱۳۰ | ۳ | قومی | قوی |
| // | ۱۳ | یدیتا ہے | دیدیتا ہے |
| ۱۴۷ | ۲ | ضایع..... کیونکہ | ضائع کرنے کا خدشہ نہیں ہوتا کیونکہ |
| ۱۵۰ | ۱ | رجان | رجحان |
| // | // | حاجت ررائی | حاجت روائی |
| ۱۵۸ | ۶ | عموگا | عموماً |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۲۱۸ | ۱۷ | حصص داران | حصہ داران |
| ۲۱۹ | ۱۱ | ارزِ بازار | عرضِ بازار |
| ؍؍ | ۱۶ | ؍؍ | ؍؍ |
| ۲۲۴ | ۱۵ | ؍؍ | ؍؍ |
| ۲۲۷ | ۱۰ | ترسیل وترسیل | ترسیل وترسل |
| ۲۳۰ | ۱ | اسٹاک | اسٹاف |
| ۲۳۶ | ۲ | ارزبازار | بعرض بازار |
| ۲۳۸ | ۲ | فصل سویم | فصل چہارم |
| ۲۴۱ | ۴ | چھوڑنے | چھوڑانے |
| ؍؍ | ۱۰ | زراغب | زراعت |
| ۲۴۲ | ۷ | مویشی۔بیل گاڑی | مویشی وبیل گاڑی |
| ؍؍ | ۱۶ | کیجانے | کیے جانے |
| ۲۴۵ | ۶ | یورا یورا | پورا پورا |
| ؍؍ | ۱۳ | مشترکا | مشترکاً |
| ؍؍ | ۱۴ | چشم پوشی | چشم پوشی |
| ۲۵۱ | ۲ | کو یہ | کو یہ |
| ۲۵۷ | ۱۳ | لقد | نقد |
| ۲۵۹ | ۴ | مرغوب | مرعوب |
| ؍؍ | ؍؍ | عتراض | اعتراض |
| ۲۶۰ | ۴ | مقر | معترر |
| ؍؍ | ۵ | یقینا | یقیناً |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۲۶۰ | ۱۹ | نمایندان | نمایندون |
| ۲۶۲ | ۱ | بنک | بنک |
| ۲۶۳ | ۱۷ | اعتبار | اعتبار سے |
| ۲۶۴ | ۱۹ | البا | ایسا |
| ۲۶۵ | ۵ | و | کو |
| ۲۶۸ | ۱۵ | یورپ | یورپ (مین انجمنہاے امداد باہمی کا نشوونما) |
| ۲۷۰ | ۱۲ | تجریک | تحریک |
| ″ | ۱۸ | دبانے کی ا۔ | دبانے کی۔ |
| ۲۷۳ | ۱۰ | Stores | Shares |
| ۲۸۱ | ۹ | سکینج | ایکسچینج |
| ۲۸۲ | ۱۹ | پورے طور | پورے طور پر |
| ۲۸۳ | ۳ | ممکن | امکان |
| ″ | ۷ | طور پ | طور پر |
| ″ | ۸ | ختراع | اختراع |
| ″ | ″ | بکہ | بلکہ |
| ۲۸۴ | ۵ | دا | دیا |
| ۲۸۶ | ۱۶ | چند٠ | چندہ |
| ۲۸۷ | ۱۲ | سنہ ۱۸۶۸-۶۷ء | سنہ ۱۸۶۸-۶۲ء |
| ۲۸۸ | ۷ | حقس | حصص |
| ″ | ۹ | جرل وربینڈ | جنرل وربینڈ |
| ″ | ″ | Verbass | Verband |
| ۲۸۹ | ۷ | بندے | بنڈے |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۲۹۰ | ۴ | ابتد | ابتدا |
| ۲۹۴ | ۱۹ | رنیز | نیز |
| ۲۹۶ | ۳ | جانی | جاتی |
| ۲۹۸ | ۲ | (خالی) | National Federation of German Agricultural Societies |
| ۲۹۹ | ۱۲ | اوپر کے | اوپر کے |
| 〃 | ۱۶ | زاتی | ذاتی |
| ۳۰۰ | ۳ | ممبران کہ | ممبران کو |
| 〃 | ۱۶ | عالت | علالت |
| ۳۰۲ | ۲ | Lau alle | Lausalle |
| ۳۰۳ | ۱۷ | مکس | ممکن |
| ۳۰۴ | ۳ | سنہ ۱۹۱۹ء | (۱۹۱۶) |
| ۳۰۶ | ۱۷ | ہروقت | ہر وقت |
| ۳۰۷ | ۹ | جماعت مین | جماعت کے کام مین |
| 〃 | ۱۳ | نہوتا | ہوتا |
| ۳۱۵ | ۱۰ | بھیجدیا یے | بھیجدیے |
| ۳۱۶ | ۱۴ | شیفٹن لینڈ | لینڈ شیفٹن |
| ۳۲۳ | ۲ | اووری زیر | اووری ایریز |
| ۳۲۴ | ۱۶ | تخم لی | تخم کی |
| ۳۲۶ | ۱۴ | ابیبا بنک | مگر پیپلس بنک |
| ۳۲۷ | ۴ | سنہ ۸۹۷ء | سنہ ۱۸۹۷ء |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۳۲۹ | ۱۸ | بھروسہ کرنے | بھروسہ نہ کرنے |
| ۳۳۱ | ۹ | (مٹا ہوا) | Consumers |
| ″ | ۳ | ″ | Employers |
| ۳۳۵ | ۸ | ہو رہے | ہو رہے ہین |
| ″ | ۱۸ | کو سخت | کو جو سخت |
| ۳۳۹ | ۵ | لحاض | لحاظ |
| ″ | ۱۱ | پیکسویزی | پیکیوییزی |
| ″ | ۱۶ | سقیم حالت حالت | سقیم حالت |
| ۳۴۳ | ۷ | کیپیل | کیسٹیل |
| ۳۴۵ | ۴ | حلی ہذا | علی ہذا |
| ۳۴۶ | ۱۴ | (خالی جگہ) | Fluid |
| ۳۴۷ | ۱ | ملک | باشندگان ملک |
| ″ | ۱۰ | ہوے ہین | ہو رہے ہین |
| ۳۴۸ | ۱۸ | پرَ فرض | پر قرض |
| ۳۵۰ | ۹ | سوشیٹا یومیٹی ٹیریا | سوشیٹا یومن ٹیریا |
| ۳۵۱ | ۱ | سب ہدایت | حسب ہدایت |
| ۳۵۴ | ۳ | Herzgovina | Bosnia |
| ″ | ۱۷ | کام کا | کام |
| ۳۵۵ | ۹ | دولتمندام ا | دولتمندون |
| ۳۵۹ | ۷ | بمقام | مقام |
| ۳۶۰ | ۱۶ | اور ہر سود | اور سود |
| ۳۶۹ | ۸ | کارخانہ قایم ہوگئین | کارخانے قائم ہوگئے |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۳۶۹ | ۸ | سائنسٹ | سائنٹسٹ |
| ۳۷۴ | ۱۴ | نے کے | بنانے کے |
| 〃 | 〃 | کنیٹونل | کانٹی نینٹل |
| ۳۷۵ | 〃 | سنہ ۹۱۵ء | سنہ ۱۹۱۵ء |
| ۳۷۷ | ۱ | اور | کھولا گیا اور |
| 〃 | ۵ | ٹار | تار |
| ۳۸۴ | ۷ | ہارڈنگ | باروئنگ |
| ۳۸۶ | ۱۸ | الائمنٹ | الاٹمنٹ |
| ۳۹۰ | ۱ | جس وقت | اس وقت |
| 〃 | ۳ | سنہ ۱۸۹-۹۹ | سنہ ۱۸۹۹-۹۸ء |
| ۳۹۴ | ۱۳ | تمام | کام |
| ۳۹۶ | ۶ | سربرآورہ | سربرآوردہ |
| ۴۰۹ | ۴ | فبس | فیس |
| ۴۱۰ | ۱۷ | بلجمن | بلجین |
| 〃 | ۱۸ | لووین | لورین |
| 〃 | ۱۹ | Lourine | Louraine |
| ۴۱۲ | ۷ | ہرکاری گری | ہرکارہ گری |
| ۴۱۳ | ۲ | یین ی | یین یہی |
| ۴۱۵ | ۱۵ | جیسے | (زائد ہے) |
| ۴۱۷ | ۴ | ۰۰۰ ہوتی | فی حصہ ہوتی |
| ۴۳۲ | ۵ | انھیں | ان میں |
| ۴۳۹ | ۱۴ | کرکر کے | کر کے |

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# باب اوّل

## فصل ۱

### دیباچہ

یہ تکلف ہے کہ بے آب و خورش جیتے ہیں    غم دل کھاتے ہیں اور خون جگر پیتے ہیں

عرصے سے ہندوستان کے افلاس کو رفع کرنے کے واسطے مختلف تدابیر سوچی جارہی ہین اور حقیقتاً جبکہ جہد للبقا کی کشمکش ہر طرف بڑھ رہی ہے اور دنیا کی اکثر اقوام نیز جمیع ممالک مین تقریباً علم الاقتصادیات کی نبیاد پر متعدد پہلوون سے مسابقت کی کوشش جاری ہے بلکہ حیات قومی اور ملکی کا دارومدار اسی علم کی آگاہی پر سمجھا جارہا ہے اور ترقی و تنزل اقوام کا راز صرف اقتصادیات ہی کی مہارت کو کہا جاتا ہے اور امثال مین جرمنی۔ جاپان یا امریکہ کو بالخصوص پیش کیا جاتا ہے تو اہل ہند کا بھی سب سے بڑا فرض یہی ہے کہ اس کے مسائل کے حل مین جس قدر کوشش کیجا سکے کرین اور افلاس ملکی کو ہمیشہ کے واسطے دور کرنے کے لیے اس علم کو معراج کمال پر پہنچا کر ترقی دنیا کے علم بردار بن جاوین۔

دنیا کی بڑی بڑی جنگون کی مار دھاڑ۔ اشتراکیت کے حامیون کی چیخ پکار۔

ارتقاے تمدن والون کے شور وغل اور سب سے بڑھکر کاریگرون یا مزدوری پیشہ لوگون کی اوس مخالفت بلکہ جایز احتجاج نے جو کہ اُنھون نے سرمایہ دارون کے مقابلہ مین پھیلا رکھی ہے کل دنیا کی حکومتون کو ایسے ہل چل کے گرداب مین ڈال رکھا ہے کہ اب یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ جو قوم اس بھنور سے بچ کر نکل آئے اوسی کو ایک زندہ قوم کہا جائیگا۔ چنانچہ جس طرح روس۔ آسٹریا۔ جرمنی۔ انگلستان۔ اٹلی۔ ٹرکی۔ فرانس۔ مصر۔ اور امریکہ کے رہنے والے آزادی کا جھنڈا لیے ہوے دنیا کو حریت کا سبق دے رہے ہین اوسی طرح اب ہندوستان مین بھی ہر طرف قومی آزادی کی صداے احتجاج بلند کی جا رہی ہے۔ تعاون و ترک تعاون۔ سودیشی اور بدیشی اشیا کے استعمال۔ صنعت و حرفت۔ تجارت و زراعت۔ کلون کی ایجاد و ساخت۔ روپیہ کی دنیا کی بازارون مین قدر و قیمت۔ بنکون اور دیگر قسم کے مرتب اتحادون۔ بلکہ ایسے ہی دیگر مالی مسائل پر غور و خوض ہین جن سے کہ آجکل کی دنیا۔ دنیاے ملک بھر مصروف ہے۔ اور یورپ کی تقلید مین اکابر قوم بلکہ اقتصادیات سے دولت مین اضافہ ہونے۔ بلکہ دولت سے احتیاجات کے پورے ہونے۔ نیز اقتدار قومی کی بڑھنے پر پورا پورا یقین کرنے لگے ہین۔ لیکن جسطرح موجودہ حصص دنیا کے اقتصادی حالات کی بحث مین قوانین افزایش دولت نیز اوسکے استعمال و تقسیم کو شامل کیا جاتا ہے۔ یعنی یہ کہ کسطرح کسی قوم یا ملک کو دولت حاصل ہوتی ہے اور وہ اوسکا کیا مصرف کرتا ہے۔ ایسے ہی ہندوستان کے اقتصادی حالات کے حل مین بھی مذکورہ امور کو مد نظر رکھنا ہوگا اور تجربہ سے جو کچھ بھی نتایج پیدا ہوے ہین یا آیندہ پیش آنے والے ہین چونکہ ان کے بتلائے بغیر نہ صحیح اندازہ ہوسکے گا اور نہ مرض کا علاج ہی تجویز کیا جا سکیگا اس لیے کتاب ہٰذا کے مقدمہ مین اسکی کوشش کی گئی ہے کہ مختصر طور پر چند ضروری حالات اور کیفیات ملکی دکھلا کر تجویزات کو پیش کیا جائے۔

# فصل دوم

## مقدمہ

مہابھارت کے واقعات کے بعد سے ہندوستان مین سب سے اول ہندو بادشاہ کشن ولد ہند ہوا جس نے ہاتھی کی سواری کو ایجاد کیا۔ اور درودگری تیز آہنگری یعنی بڑھئی اور لوہار کا کام اوسی کے وزیر بنگ نے نکالا اور جاری کیا۔ بعض مورخین کا خیال ہے کہ لکھنے اور پڑھنے کا طریقہ بھی اسی عہد مین شروع ہوا۔ شہر اودھ کی بنا بھی اسی عہد مین ہوئی۔ اسکے بڑے بیٹے مہاراج کے زمانے مین برہمنون کے سپرد کاروبار وزارت۔ نجوم۔ طبابت اور لکھنے پڑھنے کے خدمات کیے گئے۔ زراعت اور کاشت ایک دوسرے گروہ کے سپرد ہوئی اور ایسے ہی حرفہ اور پیشہ کے لیے بھی علیحدہ ایک جماعت مقرر ہوئی۔ زراعت کی ایسی ترقی ہوئی کہ دوسری ولایتون سے لوگ آکر آباد ہونے لگے۔ صوبہ بہار اسی زمانے مین آباد ہوا۔ نیز ستارہ پرستی اور آتش پرستی کا رواج بھی بڑھا۔ عبادت گاہین اور مدرسے بھی بہت بنائے گئے اور طالب علمون کے لیے اوقاف قائم ہوے۔ رفاہ رعیت۔ فوج اور کاروبار سلطنت کے واسطے ضابطے اور قواعد بھی جاری کیے گئے۔ ہر فرقے کے بزرگ کے نام سے اوس فرقے کو نامزد کیا گیا مثلاً راٹھور۔ چوہان اور پواڑ وغیرہ۔ ملک ایران کے بادشاہون سے تعلقات دوستانہ بھی قائم ہوے جبکہ وہان فریدون کی حکومت کا زمانہ تھا۔ علم راگ کہ جو موسیقی مین ہندوستان ہی کی ایجاد ہے دکن کے حصہ تلنگانہ سے مالچند اسی عہد مین گوالیار مین لائے اور تین موسیقی دان کلاوتون کی اولاد مین جاری ہوا۔ مہاراج ہی کی نسل کے

ایک بادشاہ کے زمانے مین جس کا نام سورج تھا عمارات اور زراعت کی ترقی ہوئی۔ نیز ایک برہمن نے جو جہار کھنڈ کے پہاڑ سے آکر اس کا ملازم ہوا تھا بت پرستی کو جاری کیا۔ اور بادشاہ کو یہ سمجھایا کہ جو شخص اپنی تصویر سونے یا چاندی یا پتھر وغیرہ کی بنا کر پوجے تو بہت اچھا ہوتا ہے اور اس مین بڑا ثواب ہے۔ اسی سورج بادشاہ نے قنوج کی بنیاد رکھی تھی۔ اور بہراج اس کے بیٹے نے شہر بنارس کو اپنے ہی نام سے آباد کیا گو اسکی بھی بنیاد سورج ہی نے رکھی تھی۔ شہر دہلی کی بنیاد راجہ دہلو کے وقت مین ہوئی۔ راجہ فور کے زمانہ مین سکندر ہندوستان مین آیا۔ اور فور سے جنگ عظیم ہوئی۔ رایان دکن اسی کے عہد مین بڑے نامور ہوے۔ گل چند نے گلبرگہ بنایا۔ مرج چند نے قصبہ مرج آباد کیا۔ بجے چند نے بیجانگر۔ اور راجہ بیدر نے قلعہ بیدر بنایا شہر لکھنؤ کی بنیاد لشکل نے ڈالی تھی۔ پوار۔ راٹھور۔ اور بیس راجاؤن کی حکومت بھی خوب بڑھی چڑھی رہی۔ نیز برہمنون کے عہد مین چندراگپتا کا زمانہ بھی عمدہ اور باضابطہ حکومت کا شاہد ہے۔ بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے آٹھ سو سال قبل عہد سوترا (Rationalistic Age) مین بادشاہ کے فرائض چورون سے رعایا کو محفوظ رکھنا اور نوع انسانی کو ہر طرح بچانا تھا۔ جرائم پیشہ کو سزا دینا۔ زراعت کی حفاظت کرنا اور گزون اور اوزان کو غلط رہنے سے روکنا تھا۔ بادشاہ کو اپنے استعمال کے لیے رعایا کی جائداد کی ضبطی کا حق نہ تھا۔ صرف اون کی آمدنی سے چھٹے حصے تک بطور ٹیکس کے لے سکتا تھا۔ گوتم نے لکھا ہے کہ ذیل کے طریقون کے ٹیکس جایز تھے زمین کی پیداوار سے چھٹے حصے سے دسوین حصے تک۔ مویشیون اور سونے وغیرہ پر جائداد کا ٹیکس۔ نیز دیگر قسم کی آمدنیون۔ مثلاً پھل۔ پھول۔ پتیان۔ جڑون۔ بوٹیون کی

فروخت پر بیس فی صدی تک لیا جاسکتا تھا۔ کاروباریون سے مہینے مین ایک دن کام لینا بھی ایک قسم کا شاہی حق تھا۔ مگر وصولی مین سختی جایز نہ تھی اور جو نہ دیسکتا اوس کو مستثنےٰ کیا جاتا۔ قماربازی اور قمارخانے عام تھے۔ شاہی محل مین قمارخانہ ضرور ہوتا جس کو منو کے قانون نے بہت مٹایا۔ عام زبان پالی بولی جاتی تھی اور اوس کے بعد پراکرت بولی جانے لگی۔ اور بدھ حکومت کے زمانے مین توسنسکرت بہت کچھ مٹ گئی۔ لیکن کل ملک ہندوستان کے آریہ ورتھ کی اصلی خواہش اپنی نیز اپنی اولاد اور کھیتون کی سرسبزی تھی۔ شاہی محصول ہر سال کی حالت کے مطابق بدلتا رہتا تھا۔ یعنی برے ہنگام مین زیادہ محصول رعایا سے لیا جاتا۔ یا شاہی خزانہ سے کاربراری کی جاتی۔ اچھے یعنی امن وامان کے وقتون مین محصول مین کمی کی جاتی جس سے رعایا جلد خوشحال ہو جاتی۔ اور حکومت کی ہر طرح نہ صرف وفادار ہی رہتی بلکہ جس طرح بادشاہ اپنی رعایا کو مثل اولاد کے جانتا۔ ویسے ہی رعایا اپنے حکمرانون کو ماں باپ سمجھتی۔ منوشاستر کے رُو سے عام رواج کو قانونی حیثیت دی گئی تھی۔ نرخ سودا اور اجناس بھی حکومت کی طرف سے مقرر ہوتا تھا۔ ضروریات زندگی کے واسطے ہر گاؤن مین مٹی سے لیکر معدد دھاتون کا سامان تیار کیا جاتا۔ مذہبی تعلیم اور سیاسی زندگی کے لیئے اعلےٰ طبقے کے لوگ مخصوص تھے۔ کاشتکاری یا محنت یا مزدوری کرنا عوام کا کام تھا۔ قدیم فنون، شیشہ سازی۔ رنگسازی عرق سازی یا حساب دانی، علمی اصولون پر مبنی نہ تھے۔ بلکہ عملی طور پر صنعتی نیز دیگر علوم وفنون کی تعلیم ہوتی تھی۔ غریبی عام طور پر بری سمجھی جاتی تھی چنانچہ پنچ تنتر اور ہتوپدیش[1] مین

[1] یہ دونون اہل ہنود کی مشہور کتابین ہین۔

غریبی کی بڑی مذمت کی گئی ہے اور ہتوپدیش مین ہے کہ "جب افلاس آیا تو آدمی خفیف ہوا۔ خفیف ہوکر ایماندار نہین رہتا۔ پھر حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے تب ہمت ہار جاتا ہے اور مایوسی آجاتی ہے۔ جس کے غلبہ سے عقل سلب ہوجاتی ہے اور تباہی کی راہ لگ جاتا ہے۔ ہاے افلاس تو سب قباحتون کا سرچشمہ ہے"۔ اسی طرح وید مین بھی دولت کی نعمتون اور فلاکت کی قباحتون کا ذکر نہایت صراحت کے ساتھ موجود ہے۔ غریبی کو ایک زندہ بلا دکھلایا ہے اور یہی سبب تھا کہ ہر گاؤن اور شہر مین مختلف فرقون کی برادریان یا پنچایتین تھین جن کا پورا پورا اثر اون پر تھا اوس کے احکامات بلا کسی چون وچرا کے سب لوگ ماننا اپنا فرض جانتے اور برادری بھی ہر جایز ضرورت یا خواہش کے پورا کرنے کے لیے تیار رہتی۔ لڑائی اور جھگڑے سب آپس مین طے ہوجاتے۔ ہر گاؤن اپنی ضروریات کے واسطے دوسرے کا محتاج نہ تھا۔ گاؤن کے فقیر۔ مزدور۔ اہل حرفہ اور کاشتکار۔ سب کے فراغت سے پیٹ پالنے کا ذمہ دار کل گاؤن اور گاؤن کا مالک اخلاقاً اپنے کو سمجھتا تھا۔ کسی حصہ ملک کی قحط سالی کا اثر عالمگیر نہوتا۔ میلے ٹھیلے۔ تیرتھ اور جاترا کے وقت سفر اختیار کیے جاتے لیکن ان مین مہمان نوازی اکثر بڑے بڑے پیمانون پر کی جاتی۔ خوب دان اور پن ہوتا۔ حکومت کے مقام پر شہر بن جاتے اور گاؤن وغیرہ کے لوگ اپنی ضروریات کے رفع کرنے۔ نیز حکمرانون کے سلام اور اُن سے انعام حاصل کرنے کے لیے وہان جایا کرتے۔ پیشہ ورون یا تاجرون مین مقابلہ نہ تھا اور نہ معاہدات تحریری کا وجود تھا۔ زبانی پابندی ایک مذہبی فرض سمجھا جاتا تھا۔ پیشہ ورون کی برادری۔ موجودہ زمانہ کی طرح اُن کا گلڈ (Guild) یعنی مرکزی اتحاد تھا

ان کے کام کے اوقات مقرر تھے۔پشتینی پیشہ ور مثلاً کمھار۔لوہار۔سونار۔بڑھئی
نائی۔دھوبی۔بھنگی۔اکثر معاوضۂ خدمات زمین کی پیداوار سے حاصل کرتے۔بلکہ
ہر ایک کے حقوق مقرر تھے اور بعض برت کے طور پر کام کاج کرتے۔سرمایہ دار
اور مزدوری پیشہ مین اب کا ساجھگڑا نہ تھا۔کاشتکار اور مزدور کی ضرورت کے وقت
زمیندار اور مہاجن پوری امداد کرتا۔سودخواری کا رواج کم تھا۔کاشتکاری۔اور
سپاہیانہ زندگی کی بڑی قدر تھی بلکہ صنعتی اور دستکاری کی زندگی کو ادنےٰ درجہ
دیا گیا تھا۔نرخ بازار اور اوزان کا مقرر کرنا گو حکومت کے ذمہ تھا تاہم برادری اور پنچایتون
کے سیرداون کی نگرانی تھی۔تجارت مین آزادی نہ تھی۔بلکہ بعض اوقات حقوق
تجارت محفوظ بھی رکھے جاتے تھے۔تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت سلیمان کے تخت
مین ہاتھی دانت کی کاریگری۔اوس کے جواہرات اور مور وغیرہ ہندوستان ہی کے
بنے ہوئے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدایش سے سات سال قبل ہندوستان
کی تجارت بیبیلان (Babylon) سے بھی پائی جاتی ہے شاہان بغداد کے
شاہی محلات اور عمارات مین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدایش کے بعد سے دسوین
صدی مین ہندوستان کی معدنی اشیاء کا لگایا جانا بھی پایا جاتا ہے اور یہ سب
اسی کا پتہ دیتے ہین کہ کسی طریق کی تجارت دوسرے ممالک سے ہوتی تھی خصوصاً
ایران سے۔لیکن عام رواج لوگون کے بیرون ملک جانے کا نہ تھا اور مذہبی مخالفت
یا تعلیم کے عام نہ ہونے سے جدید تحقیقاتون یا سفرون کے شوق اور سیاسی مہمات
پر توجہ بالکل نہ تھی۔فرقہ بندی کے تعصبات ہر جگہ موجود تھے۔پروہتون۔مہنتون
اور پنڈتون بلکہ کاہنون کا تسلط ہر گھر مین تھا۔بھاٹ اور کتھک ناچ اور گانے

کے لیے بیڑیوں کے ساتھ ساتھ عوام کے خوش کرنے کے لیے جگہ جگہ بسے ہوئے تھے اور گاؤن گاؤن جاکر اپنے حقوق وصول کرتے تھے - ملک مین عام طور پر قومیت کا خیال نہ تھا- دماغ بھی پرانے طریقون پر چلنے کے عادی تھے اور غلامی کی خو پڑ گئی تھی- چھوٹی چھوٹی ریاستین لڑائی اور جھگڑے بڑھنے سی قائم ہوگئی تھین- نہ حکومت کا کوئی خاص مرکز تھا نہ میل ملاپ کا کوئی خاص ذریعہ- بے شک مستورات ملک اپنے مردون کا پورے طور پر ہاتھ بٹاتی تھین اور وفاداری کے ساتھ اپنے گھرون اور بچون کی خدمت اپنا فرض جانتی تھین- محنت و مزدوری کے باعث تندرستی کی نعمت ان کے پاس تھی- فاہیان (Fahian) ایک چینی سیاح جو ہندوستان مین بودھ حکومت کے زمانہ مین آیا تھا کہتا ہے کہ "اس وقت کی حکومت اور رعایا دونون کی حالت عمدہ اور خوشحال نظر آتی تھی"

اسلامی سلطنتون مین سبکتگین غوریون- اور غزنیون نے ہندوستان کے فتح کرنے مین اپنا مقصد بادشاہت کرنا رکھا تھا اور بت پرستی کو مٹا کر تبلیغ اسلام اپنا اصلی فرض قرار دیا تھا- خلجیون کے زمانے مین سلطان علاءالدین نے علاوہ ملک گیری کے امن وامان کا ایسا بندوبست کیا تھا کہ رعایا کو بفراغت بسر کرنے کی عرصے تک مہلت ملی- تجارت بھی خوب جاری ہوئی- راستے مین سونا اچھالتے بھی ڈر نہ رہا چنانچہ تاریخ فرشتہ مین ہے- "راہہا تمام ممالک امن شدہ- تجار تنہا بے رفیق و قافلہ تردد ہمی کردند- و مردم ہرگونہ متاع خود کہ بہر صحرا و کوہ کہ میرسند خانہ ہفت حصار پنداشتند می انداختند- و بفراغت ہمی غنودند- و ابنائے سبیل و مسافر و غریب در ہر دہے کہ فرود می آمدند مقدم و رعیت آن دہ علوفہ دادہ بکمال عزت ہمی داشتند"

ترجمہ۔ تمام ملک کے راستے پر امن ہوگئے۔ تاجر راتون کو بے یار اور قافلے کے راستہ چلتے تھے۔ اور لوگ اپنی ہر قسم کی پونجی کو لیکر جس وقت کہ پہاڑ اور جنگل مین پہونچ جاتے تھے یہ سمجھکر کہ وہ سات قلعون کے اندر ہین ڈال دیتے تھے۔ اور اطمینان کے ساتھ سوتے تھے۔ راہگیر اور مسافر اور غریب جب کسی گاؤن مین پہونچ جاتے تو مکھیا اور رعیت اوس گاؤن کی اُن کو کھانا دیتے اور بہت عزت سے رکھتے تھے۔

اسی بادشاہ نے شراب کی علانیہ خرید و فروخت و استعمال کی ممانعت کی۔ مقدم۔ چودھری اور پٹواری بھی مقرر ہوئے۔ اور ان کی نگرانی بھی خوب کرائی۔ رشوتون کا سدباب کیا۔ شادی اور بیاہ تک امیرون مین بغیر منظوری بادشاہ اُس وقت نہ ہو سکتے۔ جاگیرات و انعامات کی اراضیات بھی خالصہ کر لی گئی تھین۔ باغیون کا استیصال بھی اسی بادشاہ نے کیا اور رعایا کی بابت یون حکم دیا کہ "نصف محصول را بر حکم مساحت بلا قصور بازیافت نمایند۔ و بار رقومات بر ضعفا نیندازند"

ترجمہ۔ آدھے محصول کو پیمایش یا ناپ تول کے مطابق ضرور وصول کرین۔ اور رقمون کا بار کمزورون یا غریبون پر نہ ڈالین۔

اوسی کا یہ قول بھی تھا کہ "احکام و ضوابط بادشاہی برائے بادشاہان متعلق و مقرر است و شریعت را دران دخلے نیست و مخصوص علما قطع خصومات و فصل قضایا و طریق عبادات است"

ترجمہ بادشاہی احکام اور قاعدے بادشاہی کے لئے مقرر ہین اور ان مین شریعت کو دخل نہ تھا اور علماء کا کام خاصکر باہمی لڑائی کا چکانا اور مقدمات کا فیصل کرنا اور عبادت کا طریقہ بتلانا ہے۔

نیز اپنے قاضی سے جو کچھ کہ ہندوستان کی حکومت کرنے کی نسبت کہا تھا وہ بھی سبق آموز

ہے اور وہ یہ تھا "مہمات دنیا خصوصاً ہندوستان بہ محض شریعت نظام و رونق نمی یابد و تا سیاستہائے عظیم بظہور نہ رسانم ملک آرام نمی پذیرد" ....

ترجمہ - دنیا کے کام عام طور سے اور ہندوستان کے خاص طور سے محض شریعت کے ذریعے انتظام اور رونق نہین پا سکتے اور جب تک کہ ملک کا انتظام اچھی طرح نہ کرون یا بڑے بڑے سیاسی کام نہ انجام دون ملک آرام نہین پا سکتا ہے -

ارزانی غلہ کے قواعد بھی اسی وقت مین درست ہوئے - نرخ غلہ کا مقرر کرنا بھی شاہی حق ہوگیا - منڈی کے نرخ کو بادشاہی نرخ کے مطابق کرانے کے لیے شحنہ مقرر رہوتا - حصۂ دیوانی یا محصول بادشاہی غلہ کی صورت مین لیا جاتا - اگر بازار مین غلہ کم ہوجاتا تو شاہی محصول کے غلہ سے لیکر فروخت ہوتا - قحط سالیون کے وقت غلہ سے بھی امداد ہوتی - ایسے ہی کپڑے وغیرہ کی فروخت و بیع کا انتظام اسی بادشاہ نے کیا غرضکہ تجارت کے تمام سامان کا نرخ اور اوس کے ضابطے مقرر ہوے تھے -

سلاطین مغلیہ نے ہندوستان کے رسم و رواج اور کاروبار سے اپنے کو اتنا یگانہ کرلیا تھا کہ بجز چند انتظامی امور کے رعایا کی زندگی مین کسی عظیم انقلاب کو روا نہین رکھا - اونھون نے محاصل کے وصول - شفع اور ہبہ وغیرہ کے قوانین کو مدون کیا -

آئین اکبری نے اراضیات کے باقاعدہ بندوبست کی بنیاد رکھی - جو موجودہ متمدن دنیا مین اب بھی آپ اپنی مثال ہے - عدالتین بھی قائم ہوئین جن مین ملکی قوانین اور پنچایتی طریق سے تصفیون کو جایز رکھا گیا - دربارون اور عدالتون مین کسی قسم کی مذہبی تفریق نہ تھی اور نہ کسی خاص فرقے کے لیے خاص حقوق مقرر تھے - وسعت سلطنت کے سبب نیز مرکز حکومت کے قائم ہوجانے سے دور دراز حصص ملک سے آمد و شد

قائم ہوگئی - راستے بھی بن گئے جس سے تجارت کے لیے میدان وسیع ہوگیا اور بیرون ملک سے تجارتی نیز تمدنی تعلقات مین اضافہ ہی ہوتا رہا - بلکہ اسلامی صنعتون کا رواج قدر دانی سے مقامی صنعتون کے ساتھ ساتھ جاری ہوگیا - دکن کا ہمرو - ڈھاکے کی ململ - بنارس کا ریشم یا کمخواب - ٹانڈے کی جامدانی - بدر کے ظروف - دہلی کے جوتے - جے پور اور آگرہ وغیرہ کے پتھر کے کام - لکھنؤ کی چکن - کٹک کے سونے اور چاندی کے کام وغیرہ وغیرہ خوب ہی مشہور اور کامیاب ہوے اور گو ہندی تجار عام طور پر ملک سے باہر جانا گوارا نہ کرتے تھے تاہم مسلمان نوواردِ ایران - عرب اور وسط ایشیا سے خاصی تجارت کرتے رہتے - حج اور زیارت کے لیے بھی عرب شام اور فلسطین وغیرہ تک سفر کرتے تھے - حقیقتاً اکبر بادشاہ ہی نے علاءالدین کے بعد ہندوستان مین ملکی ضروریات کو مدنظر رکھکر تجارت مین حسب ضرورت آزادی بھی دی اور روک بھی کی - علم طب - اور طبیبون نے بھی ملک کے کونے کونے مین اپنی بساط بچھادی تھی - کاشتکار کی نگاہ مین اس وقت بھی اوس کا حکمران ایک دنیاوی دیوتا تھا اور اوس کے رحم و کرم - چھوٹ اور عنایات کی رعایا ممنون تھی عشر بطور مالگذاری کے لیا جاتا تھا بلکہ بٹائی کا طریقہ پیداوار مین زیادہ رائج تھا - کوئی خاص قوم حکمران نہ سمجھی جاتی تھی - ہندو اور مسلمان شیر و شکر ہوگئے تھے - مسلمانون نے ہندوستان کو اپنا گھر بنا لیا تھا - بادشاہ کو وراثتاً اور قدرتاً رعایا کے نزدیک مکمل مختار مانا جاتا تھا - اور ایک قسم کی الوہیت اوس کی ذات مین سمجھی جاتی تھی - سیاسیات اور مذہب دونون مین خودمختاری کی روش اوس کے لیے جایز تھی - اوس تک رسائی نہ ہندو کے لیے مخصوص تھی نہ مسلمان کے لیے - وہ ظل اللہ تھا

جس کے باعث حکومت سے کبھی کوئی شکایت رعایا کو نہ پیدا ہوتی۔ امرائے حکومت مین بڑے بڑے مہاراجے اور راجے۔ نواب اور مہاجن سب شامل تھے۔ دربارون مین سب ہی کا اثر تھا۔ بلکہ حکومت مین کسی نہ کسی طرح حصہ دار مانے جاتے تھے۔ امرا عموماً نمود و نمایش مین اسراف کے عادی تھے اور قرضداری سے گھبراتے نہ تھے کیونکہ حکمران کی ایک نظر عنایت سے بیڑہ پار ہوجاتا تھا اور ملکی مہمات مین جانبازی اپنا کھیل دکھلا کر رہتی تھی۔ دم بھر مین غریب سے غریب مالامال ہوجاتے فوج مین بھی مذہب یا رنگ کی تفریق نہ تھی۔ صرف خیرخواہی شرافت اور عزت کا تمغہ دلاتی۔ اور بڑے بڑے رئیس زادے فوجی نوکری کو عزت جانتے۔ بادشاہ اور امرائے دولت کی فیاضی سے کرورون بندگان خدا کی پرورش ہوتی۔ دور دراز مقامات سے غربا در دولت شاہی پر جاتے ہی مصیبت سے دور ہوجاتے۔ خطابات کے عطیون کے ساتھ مناصب اور جاگیرین دیجاتین۔ چندون اور ٹیکسون سے ملکی کام نہ لیے جاتے اور اگر کبھی ضرورت ہوتی تو وقتی طور پر رعایا خوشی سے حکومت کی امداد کرتی۔ مگر ان مین ہمیشگی نہ تھی بلکہ اوس کا معاوضہ کسی نہ کسی طرح کی رعایت کی شکل مین حکومت ضرور کرتی۔ قحط سالیون اور مصیبت کے وقت خزانۂ شاہی کا منھ کھول دیا جاتا

مہاجنی کاروبار ملک مین زورون سے جاری تھا۔ اور اہل ہنود کے لیے مخصوص تھا۔ روپیہ عام طور پر زمانۂ سابق کی طرح مہاجن زمین مین دفن کرکے رکھتے یا ظروف مین رکھکر تہخانون اور دیگر محفوظ مقامات مین چھپا دیتے۔ قیمتی دھاتون اور جواہرات کو زیورات اور ظروف کی شکل مین محفوظ کیا جاتا۔ مکانات کی ساخت بھی ایسی ہوتی کہ جس سے چورون کو مشکل سے دولت کا پتہ چلتا۔ بڑے بڑے مہاجنین کے کاروبار

کی کوٹھیان سلطنت کے پایۂ تخت یا کسی مشہور یا تجارتی مقام پر قائم ہوتین لیکن انکی شاخین اُن کے نیبون کے ذریعے سے اندرون ملک مین ہر قسم کا کاروبار جاری کرتی تھین۔ غلہ وغیرہ کی تجارت بھی انھین کا پیشہ تھا سیٹھون اور ساہوکارون کے کھاتے اور حسابات ایسے ہوتے تھے کہ جن سے پشتہا پشت کا حساب اگر ختم بھی ہوجاتا تب بھی نہ مہاجن خاندانی کھاتون کو ہمیشہ کے لیے بند کرتے اور نہ قرض لینے والے اپنے حساب کے بند ہوجانے کو اچھی نگاہ سے دیکھتے۔ بلکہ ایک گونہ ایسی کارروائی کو اپنی خاندانی توہین جانتے۔ سلطنتون کے خزانے کی کنجی انھین سیٹھون اور ساہوکارون کے ہاتھ مین بلا تکلف دیدی گئی تھی اور شرق سے غرب تک ان کی ہنڈویون اور رقعون کا اعتبار تھا۔ اکثر مہاجنون کو بڑے بڑے امرا اور خاندانی لوگ اپنے گھر بار کا کل کاروبار سپرد کردیتے اور دیوان جی کے ہاتھ مین بڑی بڑی ریاستون کا سیاہ وسفید کرنا تھا ان کا اثر دربارون مین اوتنا ہی ہوتا تھا جتنا کہ دیگر درباریون کا۔ بلکہ کچھ زائد جس کے باعث ان کی سخت گیری یا وصولی مطالبات مین زیادتیون پر نگاہ کم کی جاتی۔ امرا بھی حاجت روائی کے سبب ان کا ہر طرح خیال کرتے۔ اور عمال حکومت کی خاطرداری تو ان کا عین فرض تھا جس سے رعایا کی داد و فریاد اکثر حکمران تک پہونچنے سے رکی رہتی۔ تاہم ایک حد تک رعایا مین اور ان مین اتفاق تھا۔ تخم ریزی کا ذمہ دار اخلاقاً مہاجن اپنے ہی کو سمجھتا اور پیداوار کے تیار ہونے پر اپنا مطالبہ تمام بارون پر مقدم منظور کرالیتا جس سے کاشتکار کی ادائی لگان وغیرہ نیز اوس کی پرورش کے لیے پوری امداد دینا اپنا ہی فرض جانتا۔ قحط اور مصیبت کے وقت حکومت کے ساتھ ساتھ رعایا کی امداد کر کے بڑے بڑے مہاجن بھی خیرات اور پن کرتے اور ایسی امداد کو بھول جایا کرتے۔

یہ ضرور تھا کہ چھوٹے چھوٹے کاشتکارون کو ان تک پہونچنے مین ہمہ وقت آسانی نہ تھی تاہم اون کی مقامی دوکانون سے حاجت براری ہوجاتی تھی۔ بڑے بڑے مہاجنون کا طریقہ ماندو بود بھی ایسا نہ تھا۔ اور چھوٹے چھوٹے کاروبار سے ان کو عار تھا اوس وقت اون کو ایک دشمن نما دوست سمجھا جاتا تھا۔ ان کی شرح سود حیثیت اور قرض لینے والے کے اعتبار کے لحاظ سے ہوتی تھی۔ اور یہ سود خوار نہ تھے۔

چھوٹے چھوٹے مہاجن اور بنیے اپنے مکانون کے قریب چار پانچ میل کے اندر یا بازارون مین گاؤن گاؤن روپیہ کا لین دین عموماً کرتے اور بڑے مہاجنون سے کم سود پر روپیہ لاکر زیادہ سود پر قرض مین پھیلاتے جو فصل یا مال کی تیاری پر یا کسی میعاد مقررہ پر نقد یا غلہ یا مال کی صورت مین اصل مع سود یا سوائی یا ڈیوڑھ یا بندھوڑ کے وصول کرتے۔ کبھی کبھی لین دین مین نقصان بھی اوٹھاتے مگر پھر بھی سود در سود وغیرہ کے باعث راس المال مین گھاٹا نہ ہوتا۔ ٹاٹ کے اولٹ دینے کو یہ تک بُرا جانتے۔ حساب اور بہی کھاتے سب بڑے مہاجنون کی طرح انھین کے گھر مین رہتے اور اونھین پر اگر ضرورت سمجھتے تو قرضدارون کے دستخط کرلیتے۔ دادا کا قرض پوتا ادا کرنے مین عذر نہ کرتا اور مہاجن بھی ادائی کا اطمینان رکھتے۔ کاشتکار بلکہ عوام غربا ارزانی بلکہ ملکی حالات کے باعث اس قدر مفلوک الحال نہ تھے کہ ایمان فروشی سے میعاد کا عذر کرکے مہاجن سے قطع تعلق کا بندوبست کرتے۔ ان کے سال بھر کے خرچ کے بعد بھی اتنا پس انداز ضرور ہوجاتا تھا کہ خوشی سے اصل اور سود کو ادا کرسکتے۔ عموماً کاشتکاری ہی زیادہ تر ذریعۂ معیشت تھی۔ اسی کے واسطے عام طور پر ملک کو قرض کی ضرورت ہوتی اور قرض آسانی سے مل جاتا اور جو کاشتکار یا دستکار

قرض لاتا - بلا تقاضا اکثر واپس کرآتا - یا معاملت کرلیتا - دعوون یا ڈگریون کی زیادہ
ضرورت نہ پڑتی تھی - سود لینا اور دینا دونون کو عوام اہل اسلام بُرا جانتے اور اہل ہنود
بھی ان کے ساتھ مروتاً اور اخلاقاً ایسے کاروبار کو اچھی نگاہ سے نہ دیکھتے - بلکہ قرض حسنہ
کا بھی بہت کچھ رواج تھا - مالکان اراضی کی ہرطرح پر نظر پرورش اپنے کاشتکارون
پر رہتی اور اون کی تکلیف یا مصیبت کو اپنی تکلیف جانتے - غرضکہ دونون ہاتھون سے
تالیان بجتی تھین - متمول کاشتکار ہمیشہ اپنے مُسرف مالک اراضی کی مالی امداد کسی
نہ کسی طرح نذر وغیرہ سے بھی کرتے رہتے - مہاجن بھی کسی کی خانہ ویرانی یا پگڑی اوتارنے
کا خیال دل مین نہ لاتے - زیورات اور اسباب منقولہ کا رہن زورون سے جاری تھا
اکثر ایک پشت کا رہن شدہ مال یا اسباب تیسری یا چوتھی پشت مین چھوٹتا - مگر
بنیے یا دوکاندار تک جیسا کہ مال پاتے تھے ویسا ہی واپس کردیتے - چھوٹے چھوٹے
مہاجنون کے باعث شرح سود اکثر بڑھ جاتی تھی جس کے کئی سبب تھے - مثلاً روپیہ کو
زمین مین دفن کرنے یا زیورات مین سونے اور چاندی کو منتقل کردینے سے کاروبار
مین آزادی سے سونے اور چاندی کا سکہ کم نظر آنے لگتا اور جب سکے کی ضرورت
ہوتی تو مہاجن ہی کے پاس خلقت دوڑتی - مہاجن بھی تمام خطرات کو مدنظر رکھکر
شرح سود مین زیادتی کردیتے - دوسرے قوانین مالگذاری اور دیگر ملکی قوانین
پورے طور پر مدون نہ تھے - نہ حقوق کاشتکاران زیادہ محفوظ تھے - نیز عام بازار مین
اعتبار حقوق اراضی یا خود اراضی کی قیمت زیادہ نہ تھی - تیسرے سونے اور چاندی بلکہ
تمام دھاتون کے کانون سے نکالنے کا معقول انتظام نہ تھا اور نہ بیرون ملک سے
اون کی آمد ہی مین آسانیان تھین - غرضکہ کل ملک مین قرض دینے والون نے

ایک خاص قسم کی خصوصیت بلکہ قومیت کی شکل اختیار کر لی تھی اور نوعیت پیشہ کے لحاظ سے تمام ملک مین قرض لینے والون کے مقابلے مین قرض دینے والے لوگ یا فرقے۔ کاروبار سے یک گونہ زیادہ واقف کار ہو گئے تھے۔ اور ایسے ہی کاروباری کو مہاجن کہا جانے لگا تھا۔

فقرا اور فقرا رون کے ماننے والے بکثرت ملک مین دکھلائی پڑنے لگے تھے۔ گانا اور ناچ گو سلطنت کے مذہب کے خلاف ہی مانا جاتا تھا مگر اخلاقاً جایز ہو گیا تھا۔ بھانڈ اور قوال ہر وقت ڈیوڑھیون پر کھڑے رہتے اور گانے والیان یا کشمیری طائفے تمدن ملک کا جزو تھے۔ شادی اور موت کی رسمون نے کیا ہندو اور کیا مسلمان سب کو اسراف مین مبتلا کر دیا تھا۔ انفرادی ترفّع اور نمود و نمایش کے سبب سب سے بڑھکر مواقع اسراف ہی ہوتے تھے اور اسی کو حوصلہ کہا جاتا تھا۔

۱۶۱۴ء مین شاہ جیمس اول کے زمانے مین سر ٹامس رو (Sir Thomas Roe) ہندوستان آئے اور بادشاہ جہانگیر سے انگریزون کے لیے ہندوستان مین تجارت کی اجازت حاصل کر کے تین سال ٹھیرے اور حالات ملکی کا اندازہ کر کے واپس گئے۔ شاہجہانی حکومت کا دور مشہور عالم ہے اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے ورود کا بھی یہی زمانہ تھا۔ مدراس اور بنگال مین انگریزون کا داخلہ اب اچھی طرح ہونے لگا تھا۔ حکومت مین قوت نہ ہونے کے سبب اور دماغی جمود کے باعث جو عیش پرستی اور کاہلی کے لازمی نتایج تھے۔ نیز بے علمی اور بے ہنری کے باعث ہر طرف سے بدامنی اور ہر قسم کی بداخلاقی کا زور شروع ہونے لگا۔ قومی اچھائیان بری ہو کر برائیان بننے لگین۔ امرا اور غربا سب ایک ہی حال مین مبتلا ہونے لگے بلکہ لوٹ مار اور

نوچ کھسوٹ پر زندگی کا دار و مدار اب سمجھا جانے لگا - اودھر یوروپین اقوام کے ملک مین پہونچ جانے سے اہل ملک کی آنکھین کھل گیئن اور نقطۂ نظر ہی بدلنے لگا - اُن کی صورت، اُن کے قواعد اور ضابطے، اُن کی تجارت کے سامان، اُن کی عقلی اور علمی کارگذاریون بلکہ بر موقع امداد اور صلاحون نے مختلف قومون کے حوصلے بڑھانا شروع کر دیے - یہان تک کہ ایک معمولی یوروپ کا کاروباری شیشہ اور لکڑی یا لوہے کی چیزین دکھلا کر پھسلا اور بہلا لیتا تھا - مالی مسائل یا ملکی ترتیب اور انتظامی حالات - چاہے سیاسی ہوتے چاہے فوجی - کسی کا کوئی نگران نہ تھا طوائف الملوکی کا دور آگیا تھا - مدتون کے مذہبی اختلافات کی دبی ہوئی آگ یکبارگی بھڑک اوٹھی - قومی اختلافات بھی ظاہر ہونے لگے - عالمگیر کی حکومت نے سنبھالا لیا - گو لڑائی اور جھگڑون کی بنیاد قائم ہو گئی تھی اور سلطنت کے ساتھ تمدن قومی کے مٹنے کا بھی وقت آچکا تھا - اب رفتہ رفتہ امن و امان جانے لگا اور شاہ عالم کے دور نے سلطنت اور اوس کے کل برکات کا خاتمہ کر دیا - مختلف یوروپین اقوام بھی میدان مین آگئی تھین جس سے مختلف تمدنون اور مختلف زبانون کا رواج ہونے لگا اور بادشاہ وقت سے اپنی اپنی قوتون اور اثرات کے لحاظ سے سب فائدہ اُٹھانے لگے - آزادی خیال کے بھی کچھ جھونکے سمندرون کی لہرون سے گذر کر ہندوستانیون کے دماغون کو چھونے لگے - مرچ - چاول - تیل - ادرک - مصالحہ ناریل - افیون - نیشکر - روئی - باریک کپڑے اور ریشم وغیرہ یورپ والے ہندوستان سے لیجانے لگے اور بجائے خشکی کے سمندرون مین آمد و رفت بڑھ گئی - گو پندرھوین صدی سے تجارت کا سلسلہ یورپ اور ہندوستان مین جاری تھا مگر سترھوین صدی

مین پورا زور ہو گیا۔ شہنشاہ اورنگ زیب کے بعد پچاس سال تک کوئی قومی مرکزی حکومت نہ رہنے سے لوٹ مار ہر طرف ملک مین نمایان تھی۔ گاؤن گاؤن طبل اور نقارے دکھلائی پڑتے تھے جن کا مصرف صرف یہ تھا کہ ڈاکوون کی آمد کا اعلان کیا جاتا۔ تمام راستے مخدوش ہو گئے تھے۔ کھیتیان برباد اور بلا زراعت ہو گئی تھین سڑکین جو بنائی بھی گئی تھین وہ بیکار ہو گئی تھین۔ اون کی درستی نہ ہو سکتی تھی۔ صرف گھوڑے اور بیل کی سواری رہ گئی تھی۔ مسافر بغیر ٹول = Toll ) محصول دیے ہوے ایک مقام سے دوسرے مقام پر یعنی ایک چھوٹے سے زمیندار یا عامل کی حکومت سے نکل کر دوسرے کی حکومت مین نہین جا سکتا تھا۔ مال و اسباب کا چھپانا بھی اب مشکل ہو گیا تھا۔ کیونکہ سخت سے سخت مظالم کر کے دریافت کیے جانے کی کوشش کیجاتی تھی۔ رہی سہی شاہی دولت بھی نادر شاہ لوٹ کر ساتھ لے گئے۔ مرہٹے ہر طرف چوتھ وصول کرنے لگے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی جو ۱۶۰۰ء سے محض بغرض تجارت قائم ہو کر ۱۸۵۸ء تک قائم رہی اوسے ۱۸۱۳ء تک مکمل اختیارات ہندوستان سے تجارت کے مل چکے تھے لیکن کسی انگریز تاجر کو اوس وقت تک تنہا اس کا اختیار نہ تھا کہ خود کسی قسم کے تجارتی مال کی خرید یا فروخت ہندوستان مین کمپنی سے علیحدہ ہو کر کر سکتا اور نہ ۱۸۳۳ء سے قبل ہندوستانیون کو ایسٹ انڈیا کمپنی ہی اپنی کسی اعلےٰ ملازمت یا کسی بڑی تنخواہ کی جگہ پر رکھ سکتی تھی بلکہ اسی سال کے قانون سے اس کی اجازت ہوئی۔ ۱۸۵۳ء تک جو حالت کہ ملک کی جان برائٹ (John Bright) نے اپنی تقریرون مین بیان کی تھی وہ بہت ہی افسوسناک تھی۔ یہان تک کہ ۱۸۵۷ء مین غدر ہوا اور ۱۸۵۸ء مین کمپنی سے حکومت کو نکال کر بادشاہ کے ہاتھ مین بلکہ برٹش

پارلامنٹ کے ہاتھ مین دیا گیا اور جان برائٹ نے اوسی وقت پارلامنٹ کے سامنے اپنی تقریر مین ہندوستان کی حالت کو یون بیان کیا کہ "رعایائے ہند بے حد افلاس مین مبتلا ہے اور ٹیکس جو اون پر لگائے گئے ہین تمام دنیا کے ٹیکسون کے مقابلہ مین بہت ہی سخت اور ظالمانہ ہین۔ نہ پولیس کا انتظام۔ نہ انصاف کا صیغہ۔ نہ تعلیمی پالیسی اور نہ مالی شعبہ کسی قابل اطمینان حالت مین ہے" اسی سال وہ شاندار شاہی اعلان (Great Proclamation) بھی شائع ہوا جس سے بڑی بڑی امیدین ملک مین بندھین۔ لیکن کل ملک اب بے ہتھیار بھی کیا گیا۔ اور حکمران قوم ملکی قوم سے بالکل علیحدہ نظر آنے لگی۔ کثیر آبادی ملک کی بے حد افلاس کی حالت مین نمایان ہوگئی بلکہ ایک وقت کے کھانے کو بھی محتاج معلوم ہوئی۔ لوگ بیماریون اور قحط سے بکثرت مرنے لگے۔ ملکی صنعتین بھی بالکل برباد ہوگئین۔ صرف کاشتکاری ہی ذریعۂ معاش عام طور پر رہ گئی۔ اہل ملک کا حکومت مین کسی قسم کا حصہ نہ رہا۔ بلکہ اون کی آواز بھی بے اثر پائی جانے لگی۔ تین یونیورسٹیون کے قائم ہو چکنے سے لوگ نئی تعلیم حاصل کر کے نئی روشنی سے ضرور آراستہ ہونے لگے تھے۔ فوجی حکومت گو طرف تھی تاہم ملک مین بیداری اور آزادی کا اثر نمایان ہونے لگا تھا اور ۱۸۷۶ء مین ایڈم اسمتھ (Adame Smith) نے اپنی کتاب دولت اقوام {Wealth of nations} کو بھی شائع کیا جس نے پڑھے لکھے ہندوستانیون کی اور بھی آنکھین کھول دین۔ دخانی قوتون کی کارگذاریون نے بھی انقلاب عظیم پیدا کر دیا تھا۔ پھر جب ۱۸۷۷ء مین دربار دہلی ہوا اور اوس کے شان و شکوہ بلکہ اسراف نے اہل ملک کے دل ہلا دیے اور ملک کی حالت کا تب ہی پورا اندازہ کیا گیا۔ کیونکہ اوسی

وقت جنوبی حصۂ ہندوستان مین سخت قحط پڑا ہوا تھا جس کا اثر بنگال اور پنجاب تک پہونچ گیا تھا۔ ملک مین جابجا سیاسی جلسے وغیرہ ہونے لگے انڈین اسوسی ایشن (Indian Association) قائم ہوئی نیشنل لیگ بنی اور صوبہ وار بھی سیاسی ایسوسی ایشنین قائم ہونے لگین۔ مسٹر ہیوم (Mr Hume) نے ۱۸۸۳ء مین پہلی قومی کانفرنس اہل ملک کی پونا مین کرائی اور دسمبر ۱۸۸۵ء مین پھر دوسری قومی کانفرنس ہوئی جس کو کہ ہندوستان کی پہلی قومی کانگریس (National Congress) کہا جاتا ہے۔ اس مین اوس وقت کے تمام ملکی حالات کو علانیہ طور پر حکومت سے ظاہر کیا گیا بلکہ سیاسی۔ مالی۔ معاشرتی۔ قانونی زراعتی۔ تعلیمی۔ تجارتی۔ صنعتی اور اقتصادی وغیرہ پستیون کی طرف پورا پورا متوجہ کیا گیا اور دیگر نوآبادیون کی طرح آزادی کی خواہش کو ملک کی واسطے حکومت کے سامنے بھی پیش کیا گیا۔

اب حکومت انگریزی کے باقاعدہ نظام کے کچھ کچھ قائم ہو جانے سے ہندوستان مین ایک انقلاب عظیم ہو گیا تھا۔ کچھ لوگ خوش حال تھے جو ریاست یا وثیقہ رکھتے تھے یا نقد زر و جواہر۔ کچھ محنت یا نوکری وغیرہ سے بسر اوقات کرتے تھے۔ ائین وکالت پیشہ یا ڈاکٹرون کی اچھی گذرتی تھی۔ اگر یہ مقروض بھی ہو جاتے تو اوسکی ادائی کا انتظام ہو جاتا۔ کاشتکاران ملک کی حالت خراب کہی جانے لگی تھی۔ اور انھین کے ساتھ چھوٹے پیشہ ور بھی محتاج ہوتے جاتے تھے۔ غربا جنکی بسر محض روزانہ مزدوری پر تھی یا امداد و خیرات پر انمین بہت سے کارخانون مین جانے لگے یا بیرون ملک نکل کر نوآبادیون کے بسانے کے لیے بھیجے گئے۔ اسپتال۔ مدرسے اور خیرات خانے بھی باقاعدہ بن گئے۔ درگاہون اور مندرون کے انتظام مین بھی باقاعدگی کرائی گئی جس سے پیشہ ور فقیرون کی کمی ہو گئی۔ ریل تار ڈاکخانہ وغیرہ

مرتب ہوے۔ نیز مختلف دفاتر قائم ہوکر ائمین انگریزی زبان کا زیادہ رواج ہونے لگا
ریل کے سفرون کی آسانیون کے باعث متوسط الحال اور غربا باہر
گھرون سے دور جاکر نوکریان اور پیشے کرنے لگے۔ یورپ کی صنعتون نے
کل ملک پر اپنا جال سا بچھا دیا اور سفرون کا شوق بڑھنے لگا۔ قدیم
تعلیم اور طریقون کو چھوڑکر لوگ جدید تعلیمی اصولون اور زبان انگریزی بلکہ یورپین تمدن
کے زیادہ شیدا ہو گئے۔ جس سے عام طور پر ایشیائی اور مغربی ہر دو تعلیمات کے
برکات مکمل طور پر اکثر نہ حاصل ہو سکتے۔ حکمرانون کی پالیسی استحکام حکومت کے
لیے باہر سے طے ہوکر عمل مین لائی جا رہی تھی۔ خاص خاص اہل ملک شرکت حکومت
ملکی فلاح اور اوس کے جدید اصولون کی پیروی کے فوائد حکومت اور رعایا دونون
کو بتلا رہے تھے۔ دنیا کی تجارت۔ علوم اور فنون۔ صنعت و حرفت بلکہ مالی مسائل کا
کما حقہ غور و خوض عام طور پر ابھی نہ تھا۔ امرا کو غربا کی پروا نہ تھی۔ اپنے عیش اور آرام
یا حکومت کی خوشامد سے انھین فرصت ہی نہ ملتی۔ ان کا محبوب گروہ مصاحبین
روپیہ کے صرف کے نت نئے طریقے بتلا کر خوب ہی خواب غفلت مین ڈالے ہوے
تھا۔ دن کو رات اور رات کو دن جب تک بنا کر نہ دکھلاتا خیر خواہی کا تمغہ نہ پاتا۔
اگر متوسط الحال طبقے کے کسی خاندان مین کوئی شخص جدید تعلیم حاصل کر کے
ابھرا بھی تو سیکڑون محتاج بھائی بند اس سے متعلق ہو جاتے اور ہندوستانی
رسم و رواج بلکہ اخلاق اور معاشرت کے سبب ایسا شخص کنبے بھر کی امداد پر مجبور ہوتا
اور وہ سیر چشم یا فیاض کہلاتا۔ ہندوون کے خاندان مشترکہ کو قانونی حیثیت
دی گئی۔ نیز دیگر ملکی قوانین مدون ہوے۔ ہر قوم کے واسطے اوس کے مذہبی

قانون پر عمل کرنے کی متمدن اصول کے ساتھ اجازت ہوئی۔ غرضکہ باقاعدہ
عدالتین اور ہزارہا شعبہ جات حکومت قائم کیے گئے۔ لیکن اب بھی شادی اور
موت کے موقعون پر پڑھے لکھے اسراف کے مجرم بنتے۔ مگر حوصلہ مند کہے جاتے
اور قدامت پرستی کو ایک وصف کہکر تاویلات سے تھوڑی دیر کے واسطے دل کو
ضرور سمجھا لیتے۔ حالانکہ جس وقت اسراف کے نتائج مترتب ہونے لگتے تو لطف
آجاتا۔ آباء و احداد کی بچی کھچی کھرچن یا عام طور پر اعتبار کے قائم رہنے سے مصیبت
مین گونہ کمی رہتی۔ لیکن قرض حسنہ کے نام تک کے معدوم ہوجانے سے اکثر اپنے
اعزا یا احباب یا مہاجنین کے سامنے دست طلب ہی پھیلاتے اور ایک وقت کی
واہ واہ کے واسطے عمر بھر کے لیے اپنے ورثا سے نظر کو نیچا کرنے پر مجبور ہوجاتے۔ حقیقتاً
جو نمود یا نمایش کے سچے طریقے تھے وہ ملک سے جارہے تھے اور تبدیل تمدن سے
ایک ایسی پستی کی راہ پر ملک کا ملک لگ رہا تھا کہ جس کے نتائج بجز غلامی اور
نامردی کے دوسرے نہ نظر آتے تھے۔ تعلیمی ضروریات یا جدید اصولون کی پیروی کو اگر
کوئی تبلانے کھڑا ہوتا تھا تو قدامت پرستی اور مذہبی تعصب سدِّ راہ ہوتے بلکہ ایسے
محسن کی تذلیل و تحقیر کو فخر و مباحات کی نظرون سے دیکھا جاتا۔ مسلمان بادشاہون
کے عہد کی رعایاے ہند کی قابلیت دماغی یا اون کے اخلاق اگرچہ اون کے
حکمرانون کے مقابلے مین مساوی نہ بھی مانے جائین تب بھی اتنے گرے ہوے
نہ تھے کہ اون کا مقابلہ یا اون کے پہلو بہ پہلو کام کرنے سے اہل ملک عاجز ہوتے
لیکن اس وقت کی حکومت انگریزی کے امن و امان کے زمانے مین۔ حکمران اور
اہل ملک کی ہر حالت مین زمین و آسمان کا فرق نظر آگیا۔ تعلیمی طریقون۔ تجارتی

آزادی - اخبارون کی کثرت - کلون - ریلون اور جہازون کے استعمال سے نے نقطۂ نظر ہی بدل دیا - آبادی بڑھ گئی - ذرائع علمی اور تدبیر مملکت نیز تنظیم و ترتیب کاروبار نے نئے نئے دروازے ہمت دکھلانے کے لیے کھول دیے - بنکون اور تجارت کی منڈیون نے دیگر ممالک سے مقابلہ کرا دیا - سامان راحت اور آرام بڑھ گئے - نتیجہ مین نہ صرف حکومت اور اہل ملک مین پورا مقابلہ ہونے لگا بلکہ خود اہل ملک مین مقابلہ شروع ہو گیا - ہندوستان ہی کی فوج اور ہندوستان ہی کے لوگون نے طوق غلامی پہن کر اور محکومی کی اولٹی تلوار سے اپنے ہی بھائیون کا گلا کاٹنا اپنا کام سمجھا اور نوکری سے پیٹ پالنا عین عزت خیال کیا گیا - تجارت وصنعت وحرفت کو سیکھنا توہین تھا - مدرسون کے ادب مین یورپین مذاہب اور یورپین اصحاب کی بہادری اور اوصاف کی تعلیم دی جانے لگی اور ملکی مذاہب یا ملکی اکابرین قوم کا چرچا ہی نہ رہا - جن سے متعلمون مین ابتدائی اثرات مذہبی اور قومی خراب ہوتے گئے بلکہ اپنے مذاہب اور اپنی گذشتہ بڑائی کی طرف سے شبہون کا اثر پورا پورا دماغون مین اکثر بیٹھ جاتا - محض ہندو یا مسلمان کے گھر پیدا ہونے سے بچے ہندو یا مسلمان رہتے - عموماً یونی ورسٹیون مین کامٹی (Comtes) اور سپنسر (Spencer) کے اقوامی ارتقا کے منصوبون کی تعلیم دیجانے لگی تھی - اور متعلمون کا یہ سمجھنا کچھ بیجا نہ رہا کہ علم مذہب کے بعد علم کلام اور آخر مین علم حقیقۃ الاشیاء سے دیگر اقوام دنیا کی طرح اون کا بھی گذرنا کوئی معیوب اور خلاف عقل بات نہ تھی - اور بغیر اس کے وہ تعلیم یافتہ بھی نہ کہلاتے - اپنا مذہبی اور قومی فلسفہ نہ آنکھون سے دیکھنے کو ملتا نہ کانون سے سننے کو - قصے اور کہانیان بھی یورپ ہی کے چوہون اور بلی تک کی

پڑھائی جاتی تھین - اسی لیے مسلمانون اور ہندوون نے اپنی اپنی یونی ورسٹیون کے قائم کرنے کا خیال کیا - سرسید احمد خان نے علی گڈھ کالج قائم کر دیا اور جا بجا مدرسے اور پاٹ شالے بھی ملکی چندون سے کھل گئے۔

اونیسوین صدی کے آخر سے ہندوستان کا دور زندگی پھر بدلتا ہے اور مغربی ممالک کے بہت کچھ اثرات ہر طبقے کے لوگون پر نمایان ہونے لگتے ہین - انفرادی دولت اور تسلط کا ولولہ سب کے دلون مین پیدا ہو گیا - غیر ممالک سے تجارت سفرون کی آسانی - روپیہ کی جلد سے جلد اولٹ پھیر کی سہولیت اور ظاہری امن و امان نے افراد ملک کو اپنی بقا اور ذاتی نفع کی طرف حد درجہ مشغول کر دیا - تعلیمی حالت جدید اصولون پر مرتب ہونے لگی اور اگلے زمانے کی سی بھڑک مین بھی کمی ہو گئی - یورپ کی آزادی خیال و عمل ہر رگ و پے مین سرایت کر گئی - تجارت صنعت - بلکہ روپیہ کے کاروبار سے بہت کچھ لوگ واقف ہو گئے - بڑے بڑے مہاجن اور زمیندار بھی یورپ کے بنکون کی دیکھا دیکھی اپنے بنک بنانے لگے - یا یورپین بنکون اور کمپنیون مین شریک ہو گئے - ہر قسم کے کارخانجات بھی قائم ہونے کی طرف توجہ بڑھ گئی - یورپ کی تعلیم سے لاکھون سیراب ہو گئے اور ملک مین واپس آ کر اہل ملک کی امداد کے لیے تیار نظر آنے لگے جس طرح انفرادی اقتدار کے برکات عام ہو کر لوگون کو نفع ذاتی کی طرف متوجہ کرتے گئے اوسی طرح انفرادی امداد کا خیال بھی کم ہونے لگا - مرتب یا باقاعدہ امداد اور خیرات کا طریقہ چاہے کمپنیون کے قائم کرنے کے واسطے ہوتا - چاہے مدرسون - یونی ورسٹیون یا اسپتالون کے لیے ہوتا حصص اور چندون کے ذریعے سے عام رواج پا گیا - خود حکومت نے

اس کا سبق دیا۔ کوئی گھر ایسا نہ تھا جہان کسی نہ کسی قسم کی کوئی تعلیم نہ ہوتی
لیکن نیم تعلیم یافتون اور بیکارون کا گروہ بھی اب ضرور بڑھنے لگا تھا۔ جو کاروبار
نہ ہونے سے بے چین نظر آنے لگے اور قوت لایموت کے واسطے جد وجہد۔ چاہے
اوس سے بدامنی ہی کیون نہو اپنا فرض جاننے لگے۔ نوکریان ضرورت کے مطابق
اہل ملک کو اب بھی نہ ملتی تھین نہ بعد ختم تعلیم لوگون کے پاس عام طور پر کافی سرمایہ
ہی ہوتا تھا کہ جس سے زندگی گذر سکتی۔ محض کاشتکاری سے سب کی گذر ناممکن
تھی۔ اسی لیے صنعتی اور حرفتی یا مخصوص علوم کا سکھلانا ضروری سمجھا گیا۔ بیرونی سرمایہ دارون
نے اور حکومت نے سرمایۂ شرکت کے بڑے بڑے بنک جابجا بنا دیے۔ نیز حکومت نے
کاشتکاری ضروریات کے واسطے کوآپریٹیو بنکون کی بھی تجویز کی اور حکام حکومت کو
اس طرف پورا پورا متوجہ کیا گیا۔ اب سودیشی کی تحریکات کی بھی ابتدا کی گئی
اور کہا جانے لگا کہ تجارت کے حقوق مین حفاظت کے نہ ملنے سے کوئی بھی اقتصادی
مقابلہ یا جنگ ناممکن تھی بلکہ مرجح فہرست محصول (Preferential Tariff)
یا سخت چنگی (Heavy duties) وغیرہ کے لگا دینے سے کوئی بھی ملکی صنعت
اوبھرنے نہ پاتی تھی۔

بیسوین صدی کی ابتدا ہی سے مسلمانان ہند بھی اپنے ہندو بھائیون کی طرح
بیدار ہو چلے اور تعلیم پا کر اپنے پیرون پر کچھ کھڑے بھی ہوے بلکہ حقوق طلبی مین
ہندوون۔ سکھون۔ دیسی عیسائیون۔ اور پارسیون کے ساتھ شرکت کرنے لگے
چنانچہ ۳۰۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۶ء کو مسلم لیگ بھی اونھون نے قائم کی۔ اور اب کانگریس کے
ساتھ ساتھ لیگ کے بھی جلسے ہونے لگے اور مطالبات ملکی مین سب قومین ہم آواز

ہوگئین۔ تعلیم بھی ملک مین خوب بڑھی۔ سرکاری یونی ورسٹیون کے علاوہ اہل ملک کی یونی ورسٹیان بھی قائم ہوگئین۔ دیسی ریاستہاے ہندمین بھی مقامی یونی ورسٹیون کا انتظام ہونے لگا اور سائنس کی تعلیم پر زیادہ زور دیا جانے لگا۔ عام طور پر دیسی ریاستون نے انگریزی حکومت کی تقلید شروع کردی تھی۔ اور وہان کی رعایا بھی اب کچھ بیدار ہو چلی تھی مگر اپنے رئیس کو اپنا بادشاہ جانتی تھی۔ بلکہ مغلئی کے برکات انگریزی اثرات سے جدا ہی دکھلائی پڑتے تھے۔ اب نطاشی[1] (Nietzschean) کے فلسفۂ عمل کی طرف ملک کی توجہ بھی بڑھنے لگی جس نے دنیا کو یہ سبق پڑھا دیا تھا کہ "نظام عالم کی بے ترتیبی جمود کا باعث نہین بلکہ خود انسان کی کم نظری۔ اوس کے قائم کیے ہوے معیار عمل کی پستی نیز عمل اور فعل کا ترک بلکہ ماحول پر دار و مدار کار رکھنا اوس کے اسباب تھے۔ اور یہی بزدلی کے علامات تھے۔" مادۂ اولی (Protoplasm) یا انسان کا ابتدا مین بندر ہونا۔ قنوطیت (Pessimism) رجائیت (Optimism) وغیرہ کی بے عمل فلسفیانہ بحثون کو عام طور پر لوگ پس پشت ڈالنے لگے اور انسان اعلے (Superman) بننے کی طرف قدم بڑھانے لگے۔ تجارتی زندگی بلکہ عملی کاروبار کو دنیاوی زندگی کے لیے لازمی سمجھا جانے لگا۔ مگر ملک کی بسراوقات اب بھی زیادہ تر کاشتکاری اور زراعت پر تھی اور ملک کے پرانے طریقون کا اون مین رواج تھا۔ آبپاشی کی کمی۔ بارش پر زیادہ دار و مدار تھا غریب کاشتکار جو کچھ بھی محنت سے پیدا کرتا۔ یا غریب دستکار آنکھین پھوڑ کر یا ہاتھ پیر چلا کر کچھ کام

[1] وہ روسی فلسفی جو انیسوین صدی کے آخر مین بڑا نامور ہوا ہے۔

بھی تیار کرتا تو تجارت مین مکمل آزادی کے باعث اون کی محنتون کے عوض قلیل رقم ملتی۔ اور بیرون ملک کے سرمایہ دار یا ملکی تجار پورا نفع اوٹھاتے۔ ملک کے کسی نہ کسی حصہ سے ہر سال قحط سالی کی صداے ہولناک ضرور سنائی دیتی اب بھی کاشتکار اور مالک اراضی مین جھگڑا نہ تھا۔ ایک دوسرے کو راضی رکھتا اور معمولی مزدور چار آنہ یومیہ پر خوشی سے زندگی گذار لیتا۔ بدقسمتی سے ملک کا معزز گروہ مستورات ابھی تک قدامت پرستی اور پردے کے رواج سے مجبور رھا۔ نہ اون کے واسطے تعلیم ہی کا ایسا سامان تھا کہ جس سے آیندہ کی امیدین بندھتین۔ نہ مردون مین اخلاقی جرءت ہی اتنی پیدا ہو گئی تھی کہ پورے طور پر اوس کا ارادہ کر لیتے۔ متوسط درجے کے لوگون کی مستورات اپنے مردون کی لاچاری مین فاقہ تک سے ساتھ دیتین اور غیرت ان کا اصلی زیور تھا۔ غربا اور پیشہ ورون کی عورات بیشک اب بھی اپنے مردون کے ساتھ ساتھ کام کر رہی تھین۔ بیرونی عیسائی مشنون نے کچھ کچھ مستورات کی تعلیم کا بیڑا اوٹھالیا تھا۔ جن کی دیکھا دیکھی ہندوستانیون نے بھی کچھ ہمت کی۔ اور درحقیقت عیسائی ہو جانے کے ڈر نے بہت کچھ اہل ملک کو تعلیم نسوان کی طرف مائل کیا۔ اور مذہب عیسوی کے پھیلنے مین خفیف رکاوٹ ضرور ہو گئی۔ کسی نے خوب کہا ہے کہ "ہندوستان کی مہاجنی قرض داری مکتی فوج کو اعلاے مذہب عیسوی مین بہت کچھ مانع ہوئی اور قرض کے ڈر سے بہت لوگون نے عیسائیت نہین قبول کی۔ گو عام جہالت اور قحط سالیون نے عیسائی مشنون کی کامیابی مین ضرور امداد دی"۔

کہا جاتا ہے کہ اگلے زمانے مین ہندوستان مین سونے اور چاندی کی اینٹین

جگہ بہ جگہ دکھلائی دیتی تھین۔ جن کی چمک دمک کو دیکھکر دور دور سے غیر ممالک کے لوگ بڑی بڑی مصیبتین جھیل کر ہندوستان آتے تھے۔ نہ مزدورون اور کاریگرون کی کمی تھی۔ نہ مزدوری کی شرح دیگر ممالک کے مقابلے مین کبھی یہان زیادہ تھی۔ اور مختلف موسم۔ ملک کی قدرتی پیداوار بلکہ زیر زمین دولت کا شمار ہی نہ تھا۔ روئی اور ریشم کی پیداوارون کی قدیم شہرت۔ متعدد دھاتون بلکہ مٹی تک کے ظروف وغیرہ کی ساخت۔ بڑے بڑے دریاؤن کے پانی کی قوت سے کام کرنے کے مواقع۔ سیدھے۔ محنتی اور سچے باشندون کی بود و باش۔ غرضکہ تمام سامان ملک کچھ کم امید افزا نہ تھے۔ تاہم بیسوین صدی کے اقتصادیات و سیاسیات کے متعلمون کو ملک کی حالت یہ دکھلائی پڑتی ہے کہ بتیس کرور سے زائد ملک کی آبادی ہے جس مین نوے فی صدی کاشتکار ہین جو باوجود زمین کے عمدہ ہونے کے صرف قوت لایموت ہی پاتے ہین اور اب تک ملک کی برآمد مال مین اشیاے خوردنی و خام اشیا ہی پیش کر رہے ہین۔ نیز زرعی حالت سے بھاگ کر مزدور بھی صنعتی گروہون مین جا کر شامل ہو رہے ہین۔ اراضی زیر کاشت مین تقریبا ۱۵۷ ملین روپیہ کی سالانہ فصلین پیدا ہوتی ہین۔ ۲۷۰ ملین ایکڑ اراضی قابل زراعت سے ۱۵۵ ملین ایکڑ پرتی یا افتادہ پڑی ہے۔ اور ۹۰ ملین روپیہ کی آمدنی کا تقریبًا دو لاکھ پچاس ہزار میل مربع جنگل ہے۔ لیکن اون کے کٹ جانے اور لکڑی کے باہر چلے جانے سے شمالی ہند کے رہنے والون کو بالخصوص تکلیف ہے۔ ملک کی پختہ سڑکین تقریبًا اب دو لاکھ میل سے کچھ زائد ہی ہو گئی ہین۔ ریلوے بھی سنہ ۱۸۷۲ سے سنہ ۱۹۲۲ تک ۵۱۹۱ میل سے لیکر ۳۷۲۶۶ میل تک بن گئی تھی اور صرف بائیس سال مین

نوٹ۔ اخبار پانیر۔ الٰہ آباد مورخہ ۲۴۔ اگست سنہ ۲۳ء۔

۱۰۸ کرور روپیہ کا منافع بعد اخراجات کے بچا تھا۔ سنہ ۲۲-۱۹۲۱ء مین ۵۶۱ کروڑ سے
زائد مسافرون نے ریل پر سفر کیا۔ مگر اب بھی غربا پورے آرام کے نہ ملنے کے شاکی
ہین۔ امید کی جاتی ہے کہ سنہ ۱۹۲۵ء سے ہر جگہ حکومت کی ریل ہو جائیگی اور اوس
وقت سے اہل ملک کا ان پر بھی اختیار ہو سکے گا۔ ملک کی تعلیمی حالت یہ ہے کہ
صرف ۳٫۳۹ فی صدی باشندگان ملک تعلیم پا رہے ہین جن مین ۵٫۵۹ فی صدی
مرد ہین اور ۱٫۱۹ فی صدی مستورات ہین۔ ابتدائی تعلیم مین صرف تین فی صدی
لوگ ہین اور درمیانی درجون مین ۰٫۶۵ فی صدی۔ ایسے ہی یونی ورسٹیون
مین ۰٫۰۲۵ فی صدی ہین۔ لیکن ابتدائی تعلیم کے لڑکے عموماً پانچ مین ایک ہی
درمیانی درجون کی تعلیم تک پہونچ پاتے ہین۔ کچھ عرصے سے اگلے زمانے کے
سے مدارس اور مکتب بھی سیاسی مصلحتون سے جاری کرائے جا رہے ہین تا کہ غربا
کے لڑکون کو اپنے ہی مقام پر تعلیم حاصل ہو سکے۔ ایک کاشتکار اور دستکار کے
لڑکے کو ابھی تک اپنے آبائی پیشے کی تعلیم کی پوری ضرورت ہے جس سے کہ وہ کفایت
اور آسانی سے اپنے خاندانون کی پرورش کر سکتے ہین اور مان باپ کا ہاتھ بٹا سکتے
ہین۔ ہان اگر یورپ کی طرح تعلیم یافتہ مستورات اور مرد گھر گھر خود جا کر بچون کو پڑھانے
لگین تو بہت جلد علمی ترقیون کا سامان ہو سکے گا۔ لیکن وہ بیچارے خود ہی اپنی فکر
معاش مین ایسے مبتلا ہین کہ جس کا جواب نہین۔ پھر ابھی تک نیچ ذاتون اور غربا
سے میل جول کرنا بھی ملکی رواج کے خلاف ہے۔ نہ یورپ کی سی مذہبی ترتیب
یا انتظام کی بنیاد ایسی پڑی ہے کہ جس سے تعلیم یافتون کو معاوضہ دیکر مختلف
فرقے مسجدون۔ مندرون۔ یا سرایون اور پاٹ شالون مین عام اور جبریہ تعلیم

مفت دلا سکین ۔ مدارس کی تعلیم مین درمیانی درجون کی تعلیم اب بھی انگلستان اور ویلز کی اعدادی مناسبت سے کم نہین سمجھی جاتی ہے ۔ اور ۱۹۲۲ء تک نو فی صدی صوبہ جات کی آمدنی سے تعلیم پر صرف ہو رہا تھا ۔ گویا ۰٫۳۸ فی صدی آمدنی کا ہر صوبہ مین فی کس تعلیم پر صرف ہوا تھا جس کو کسی طرح بھی قابل اطمینان نہین کہا جاتا ۔ اگلے زمانے مین مکتبون ۔ یا عالمون اور پنڈتون کے گھرون مین طلبا پڑھائے جاتے تھے ۔ نیز قومی مذہبی تعلیم گاہون مین ۔ مگر اب عام طور پر اس کا رواج کم ہے کیونکہ نہ تو وہان ضرورت زمانہ کے مطابق تعلیم ہی ہوتی ہے اور نہ بسر اوقات کا کافی سامان ہے ۔

۱۹۱۴ء تک ہندوستان کی پیداوار ساڑھے ستاون کرور پونڈ کے قریب تھی جس کا پرتہ آبادی کے اعتبار سے فی کس ایک یا ڈیڑھ پونڈ لگایا جا سکتا تھا لیکن امریکا کا اوسی وقت کا پرتہ فی کس ۴۵ پونڈ ۔ اور کینیڈا کا ۲۹ پونڈ کے قریب تھا ۔ حالانکہ اوس وقت امریکہ کی آبادی دس کرور سے کم تھی ۔ اوسی وقت چار ارب پونڈ سے زائد قیمت کی پیداوار امریکا مین ہوتی تھی اور ہندوستان صرف (۲۷½) کرور پونڈ قیمت کی پیداوار کرتا تھا ۔ اب بھی ہندوستان کا کاشتکار (۱۸۷) روپیہ فی صدی تک سود کی رقم ادا کرتا ہوا پایا جاتا ہے ۔ حالانکہ امریکا مین جب کاشتکارون کو صرف ساڑھے آٹھ فی صدی سود دینا پڑا تھا تو ملک مین برہمی پھیل گئی تھی ۔ لیکن ہندوستان کے کاشتکارون کی حالت اب بھی یہ ہے کہ وہ بالعموم اپنے بال بچون کو بھوکا اور ننگا سلا سکتے ہین ۔ سود اور اصل و سود در سود بھی دینے سے انکار نہین کرتے ۔ جھوٹ اور دغابازی ابھی تک ان کی سرشت مین نہین آئی ہے جس کا ایک پیسہ سے

بیگر دس ہزار تک قرض ہوگا۔حتی الامکان اوس سے بلا سکھلائے یا پڑھائے مُکرِیگا نہین اور ادائی قرض کا خیال مثل ایک مذہبی فرض کے ہر وقت دل مین رکھیگا اور جب کبھی موقع ملیگا ضرور ادا کرے گا۔مورث کے قرض کی ادائی دھرم شاستر اور شرع محمدی دونون مین سب دیون پر مقدم رکھی گئی ہے اور عوام ہندوستان ادائی قرض سب سے اول اور مقدم بار اپنے اوپر سمجھتے ہین لیکن عام قرض داری کی حالت کچھ ایسی ہورہی ہے کہ پوری ادائی غیر ممکنات سی معلوم ہوتی ہے بعض مقامات پر تو کاشتکار کو آیندہ فصل کے واسطے بیج تک رکھنے کا یارا نہین ہے۔پھر قحط سالی یا دیگر آفات ارضی وسماوی کے لیے سرمایہ مہیا رکھنا کس طرح امکان کی بات ہوگی۔پیشتر کے مقابلے مین گو غلہ کے نرخ مین گرانی ہے مگر ساتھ ہی اوس کے کاشتکار کی بھی ضروریات کاشتکاری بلکہ ہر ایحتاج زندگی مین نسبتاً گرانی ہوگئی ہے اور بعض مقامات پر تو مہاجن کاشتکارون سے سود اور اصل کے عوض اپنا نرخ خریداون کی پیداوار غلہ سے پیشتر ہی طے کر لیتے ہین۔جیسے کہ ملک متوسط وغیرہ مین بندھوڑ کہتے ہین۔لگان اور مالگذاری بھی برابر بڑھ رہی ہے۔نیز غلہ کی گرانی سے ظاہرا اون مقامات پر کاشتکارون کو نفع ہے جہان خود کاشتکار کاروبار کرتے ہین۔لیکن شکمی کاشتکاریون مین یا جہان مزوری پر کام لیا جاتا ہے۔یا جن کے گھر مرد کام کرنے والے کافی نہون وہان گرانی نرخ غلہ سے بھی نفع نہین ہے۔ عدالتی اخراجات بھی کاشتکارون کے بےحد بڑھ گئے۔زمیندار۔تھانہ دار۔پٹواری سب ہی اون کو عدالت کے دروازے پر بھیجنے لگے۔ملکی اور قومی چندون نے ان کا بھی دم ناک مین کر دیا ہے۔آسمانی بارش پر زیادہ تر دار ومدار ہے۔گرمی کے باعث

اگر زمین خشک ہو جاتی ہے تو فصل ربیع تک کے واسطے تر زمین مشکل سے ملتی ہے
تا وقتیکہ مہاوٹ نہ ہو جائے۔ خریف کے لیے تو ذرا بھی بارش کا رک جانا یا کثرت سے
بارش کا ہونا قیامت ڈھا دیتا ہے۔ ایسے مقامات پر کہ جہان پیداوار بھی اچھی ہے
اور بارش بھی وقت پر ہوتی ہے لیکن کاشتکار کی حالت نہین سنبھلتی۔ اس کے
اسباب کچھ تو کاشتکارون کی فضول خرچی۔ کچھ مالگذاری کی زیادتی اور غیر مستقلی
یا لگان کا بجائے بٹائی کے نقدی ہو جانا۔ یا کاشتکارون کی قبضۂ اراضی کے متعلق
بے اطمینانی۔ یا تجارت کے باعث غلہ کی ملک سے برآمد۔ بندوبست استمراری کے
انتظام کی طرف سے حکومت کی سنگدلی کے ساتھ بے اعتنائی۔ جانوران صحرائی کی دراند
اور ایکٹ اسلحہ یا لائسنس کی سختی وغیرہ وغیرہ بتلائے جاتے ہین۔ لیکن ہر حصۂ ملک
مین اسباب اور حالات جداگانہ ہین۔ کاشتکارون اور زمیندارون مین اگلا سا اب
میل ملاپ بھی کم ہو گیا ہے۔ تعلیم یافتہ گروہ نے اپنے ملکی کاشتکار کو یورپ کے
سوشالسٹک (Socialistic) اصول بتلا دیے۔ اور خود کاشتکارون کے
لڑکے بھی پڑھ لکھکر حالات ملک سے واقف ہو گئے ہین۔ اس پر مستزاد ریل۔ اور
اوس کے کرایہ کی افزونی نے اور ستم ڈھا رکھا ہے۔ پیدل چلنا کسی کو بھی گوارا نہین ہے
یہان تک کہ دور دور سے جو غرباچیت وغیرہ یا شادی بیاہ کرنے جاتے ہین بغیر ریل پر
سوار ہوے نہین مانتے۔ پیشتر لکڑی عمارتی۔ مٹی کھاد اور دیگر اشیاء ضرورت کاشتکار
کو مفت ملتی تھین۔ لیکن اب ان پر بھی یا تو ٹیکس لگا دیا گیا یا بہ قیمت فروخت ہوتی
ہین۔ جانورون تک کے چرنے کا محصول لیا جاتا ہے اور دساور کا نرخ دنیا کی
بازارون سے معاملت کے سبب اکثر گرتا ہی نظر آتا ہے۔ یا اگر کاشتکار خود اپنی پیداوار

کو بازار مین فروخت کرنے کے لیے لیجاتا ہے تو اکثر ارزان نرخ پر جلد سے جلد فروخت کرنے کے لیے مجبور ہو جاتا ہے - کیونکہ بازار کا نرخ ملک کی پیداوار کی زیادتی یا کمی سے صرف کم یا زیادہ نہین ہوتا - بلکہ خریدارون کی خوشی - اون کی کمی یا زیادتی - یا دیگر ممالک سے درآمد - نیز ملکی غلہ کے باہر لیجانے کی اجازت یا روک - بلکہ محصول لگانے یا حفاظت حقوق تجارت کے نہ دینے یا دینے پر زیادہ منحصر ہے - پھر جون ہی غلہ بازارون مین پہونچتا ہے - کاشتکار اوس کی فروخت پر مجبور ہوتا ہے - انتظار نرخ دراصل مہاجن کا کام ہے اور وہی اوس سے نفع بھی اوٹھاتا ہے - کاشتکار کے واسطے نرخ کے چڑھنے کا انتظار تو حقیقتاً اوس کی موت ہے کیونکہ گھر کو واپس لیجانا یا گھر مین رکھنے کا ٹھکانا بنانا تک خالی از دقت اور خرچ نہین ہے - غلہ کا بازار مین پڑا رکھنا اور کاشتکار کا اپنے بال بچون - مکان اور کھیتون سے عرصے تک علیحدہ اور دور بازار مین راتون کو بسر کرنا - اوس کے مان کی بات نہین اور بہت ممکن ہے کہ نرخ بجائے بڑھنے کے گھٹتا ہی جائے - پھر بغیر نقد روپیہ ہاتھ مین آئے گھر کی واپسی یا گھر مین مال واپس لیجا کر رکھنا کاشتکار کے امکان مین نہین ہے - نیز بازارون مین گاڑی کا کھڑا رکھنا اور گاڑی کا کرایہ دینا یا بازار کے محاصل کا ادا کرنا بھی دشوار ہے - علاوہ اس سب کے گھر کے دروازے پر مہاجن - زمیندار - یا تحصیل کے سپاہی یا پیادے کا تقاضے کے لیے ملنا ضروری ہے - بدقسمتی سے اگر کسی سال پیداوار کم ہو گئی تو اوس کی کمی کے پورا کرنے کے واسطے کئی سال متواتر جب تک اچھی پیداوار نہو - تلافی مشکل ہے - اور مہاجن ہی سے برابر معاملت رکھنا پڑتی ہے - ان سب پر مستزاد موجودہ ملکی قوانین کے اتباع مین - سائر جنگل - سڑک - حفظان صحت - مدرسے اور انتخابات ممبری

وغیرہ سب کاشتکار ہی کا گلا گھونٹنے کے واسطے نازل ہوئے ہین۔
حکومت ہندوستان کی طرف سے اعداد اور شمار تقریبًا کل امور سلطنت اور تجارت ملکی وغیرہ کی بابت ہر محکمہ سے شائع کیے جاتے ہین اور سال بسال ایسے نقشہ جات بھی تیار ہوا کرتے ہین جن سے ملک کی ہر قسم کی حالت کا اندازہ آسانی سے کیا جا سکتا ہے۔ اون کے روسے کچھ اصحاب[1] کا خیال ہے کہ ہندوستان بمقابلہ پیشتر کے اب امیر ہو رہا ہے۔ بلکہ کاشتکار اور غربا کی حالت پیشتر سے اب قابل اطمینان ہے اور دلیل مین کہا جاتا ہے کہ سنہ ۱۹۲۰ء مین کاشتکارون کا قحط سالی مین نہ مبتلا ہونا۔ کپڑے۔ ظروف۔ اور لوہے کے سامان وغیرہ کی باہر سے خرید ریل کے سفرون کی زیادتی۔ مکانات وغیرہ کی بڑی بڑی تعمیرات۔ یا سنہ ۱۹۲۲ء کی چودہ ملین سونے کی خرید۔ بلکہ سنہ ۱۸۸۲ء کی دس کرور پونڈ کی تجارت کے مقابلے مین سنہ ۱۹۲۳ء مین باون کرور پونڈ کی تجارت ملکی۔ اور باوجود اکسٹھ کرور پونڈ کی ملکی قرضداری کے جس کی شرح سود ۳½ فی صدی تھی صرف پندرہ کرور پونڈ کا غیر فرائشی کامون مین لگایا جانا وغیرہ۔ اسی امر کو ثابت کرتے ہین کہ یہ ملک دولتمند ہو رہا ہے۔ نیز اگلے زمانے مین قحط کے معنے یہ لیے جاتے تھے کہ غلہ نہ ملتا اور اب غلہ بھی بکثرت ملتا ہے اور غریب لوگ تین یا چار سیر کا بھی غلہ خرید کر کھا سکتے ہین۔ دوسری طرف اکثر اہل ملک اور اہل الرائے[2] کا خیال ہے کہ اگلے زمانے مین ہندوستان اس وقت کے مقابلے مین زیادہ خوش حال تھا۔ بلکہ اس وقت تک دولت کے

---

[1] نوٹ۔ تقریر سر ولیم ونسنٹ بموقع کانفرنس معلمین حکومت برطانیہ وغیرہ ۱۲
نوٹ [2] تقریر ڈاکٹر اینی بسنٹ بمقام مینچسٹر حوالہ مندرجہ اخبار پانیر مورخہ ۲۴۔ اگست سنہ ۱۹۲۴ء

پیدا کرنے کا سامان ہی ملک میں[۱] نہین ہوا ہے۔ تعلیم کی کمی کے ساتھ ملک کی پیداوار مین بھی کمی ہے۔ زمین کاست نکل گیا ہے اوس کی خدمت بھی پوری نہین ہوتی۔ صرف بے حد بڑھ گیا ہے۔ سنہ ۱۸۷۱ع کی بیس کرور آبادی کے مقابلے مین سنہ ۱۹۲۱ع مین بتیس کرور تک آبادی بڑھ جانے سے پیداوار کافی نہین ہوتی۔ محکمہ زراعت نے گو اشیاء کے بڑھانے کی کچھ کچھ تعلیم دیدی ہے مگر اراضیات یا مقامی دیگر حالات کی ترقی کا سامان کچھ بھی نہین کیا ہے۔ حالانکہ سنہ ۲۱ و ۲۲ مین اس محکمہ پر ۱۰۴۷۸۷۰ پونڈ صرف کیے گئے تھے یعنی فی ایکڑ ½ ۱ پینی (Penny)

اسی سنہ ۱۹۲۲ع تک ¾ ۲۷ ملین ایکڑ اراضی زیر آبپاشی رہی۔ جس کی مناسبت کل زراعت ملک کے اعتبار سے صرف چودہ فی صدی ہوتی ہے۔ عام طور پر نہرون کے بنانے کا خیال بھی عرصے تک نہین کیا گیا۔ گو اب حکومت نے سنہ ۱۹۲۱ع مین صوبہ یوپی اور اودھ مین نہر سارده۔ پنجاب مین نہر ستلج۔ سکر کا بند یا دیگر نہرون کے سندھ مین بنائے جانے کی منظوری دی ہے۔ نیز اعلیٰحضرت شہریار دکن نے بھی اپنی قلمرو مین بڑے پیمانے پر آبپاشی کا انتظام فرمایا ہے اور ایک کثیر رقم اوس پر صرف کی جارہی ہے۔

اب اگر کاشتکاری کے ساتھ ملکی صنعتون اور تجارت پر غور کیا جاوے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یورپ سے تعلقات بڑھ جانے کے باعث اہل ملک کو اپنی توجہ صنعتون اور تجارت کی طرف زیادہ مبذول کرنا پڑی تھی۔ جس طرح کہ یورپ مین مشین گن اور تلوارون کی جنگ کے بجاے صنعت اور تجارت کی جنگ کی جانب

[۱] کتاب انڈیا سنہ ۲۲ و ۲۳ مین۔

لوگ مشغول ہو گئے تھے ویسے ہی بمبئی - کراچی - کلکتہ - مدراس - دہلی - لاہور - اور
کانپور وغیرہ مین ملکی لوگون کے کارخانے جاری ہو گئے تھے اور سودیشی کی
تحریک بھی ملک مین پھیل گئی تھی - نیز حکومت کی مالی حکمت عملی (Fiscal Policy)
اور تجارت کے حقوق کی حفاظت کی حکمت عملی (Protectionist Policy) یا تجارت مین آزادی (Free Trade) کے
اصولون پر زورون کی نکتہ چینیان بھی ہونے لگی تھین - ملکی تجارون اور مالکان
کارخانہ کا مقابلہ یورپ کے بڑے بڑے دولتمند اور حکومت کے شریک مالکان
کارخانہ اور تاجرون سے بھی پڑ گیا تھا - جن کے پاس علاوہ کثیر اور روزافزون
دولت کے نہایت ہی مضبوط اور گہرے تعلقات قومی اور تجارتی وغیرہ اوس
وقت کے ہر ترقی یافتہ ملک کے ساتھ مدتون سے موجود تھے جس کے باعث
ایسے مقابلون سے ہندوستانیون کو بجز ہمت ہارنے یا اون کے دست نگر بننے
کے کچھ بھی چارہ کار نہ تھا - بدقسمتی سے ہندوستان کے واسطے جو فہرست محصولات
(Tariff) اس وقت تک مرتب کی جاتی تھی وہ محض مالیہ حکومت کے
بڑھانے کے واسطے نہین ہوتی تھی - بلکہ دیگر اثرات سے تیار کی جاتی تھی اور الفاظ
"حفاظت" (Protection) "محاصل" (Revenue) مین
فی الواقع کوئی مناسبت نہ تھی - تاہم محاصل کی حفاظت کا عذر قدم قدم پر
کیا جاتا تھا - اہل ملک کا عام طور پر یہ خیال تھا کہ حفاظت کے واسطے جب درآمد
مال پر محصول لگایا جاتا تھا تو درآمد مال مین کمی لازمی تھی - اور اوس سے ملکی
محاصل مین بھی کمی ہوتی - دوسرے محاصل کی زیادتی ہی باطنی سبب حفاظت

حقوق تجارت تھی جیسا کہ جنگ یورپ ۱۹۱۴ء کے دوران مین ثابت ہوگیا جبکہ
بیرون ملک کے لوگ مقابلہ کے واسطے نہین آئے جس سے درآمد مین نفع کا موقع ملا
خود اہل ملک کا نفع ہوا اور محاصل ملکی مین بھی کمی نہین ہوئی۔ چنانچہ لانکاشائر
کے کارخانون اور ہندوستان کے درمیان ۱۸۷۲ء سے روئی پر محصول لگانے
کی بابت جس جنگ کے چلے آنے کا پتہ چلتا ہے اور جس مین ۱۸۸۲ء مین اون کی
خاطر سے درآمد پر محصول موقوف کردیا گیا تھا اوس پر ۱۸۹۴ء مین بجٹ ہی کی کمی
پوری کرنے کے واسطے پھر محصول لگا دیا گیا تھا۔ لیکن ۱۸۹۶ء مین پھر لانکاشائر کی
جیت ہوئی اور اسی طرح کے کھیل روز ہوتے رہے۔ انھین وجوہ سے اہل ہند کا
یہ خیال تھا اور ہے کہ جب تک ہندوستان دوسرے ممالک کی برآمد مال سے بے نیاز
نہ ہوجائیگا اوس وقت تک اصلی کامیابی نہ ہوسکے گی۔ اور مدتون تک تو یہی نظر آتا
رہا کہ باہر سے درآمد مال زیادہ ہوئی۔ ملکی برآمد مال جو کچھ ہوئی بھی وہ خام اشیاء
کی۔ نیز تیار شدہ مال کی برآمد دوسرے ممالک سے ہندوستان مین بکثرت
رہی حالانکہ ملکی تیارشدہ مال ہی کی برآمد پر اکسچنج (Exchange)
یا بازار تبادلہ کا نرخ منحصر ہوتا ہے اور اوسی کی ہر طرح کمی رہی۔ بلکہ اوس پر محصول
بھی دوسرے ممالک مین زیادہ تھا جس سے ہندوستان کے مال کی مانگ کم ہوتی
تھی خام اشیا کی جو برآمد ملک سے ہوتی بھی اوس پر باہر محصول بھی زیادہ نہین تھا
اور بلا ضرورت محض تجارت کے واسطے باہر بھیجا جاتا۔ اہل ہند کا حکومت سے
یہی اصرار رہا کہ ایسی برآمد مین روک کی جاے اور اوسی کی تجارت محفوظ حقوق کے
ساتھ جایز رکھی جائے۔ کیونکہ اشیاے خوردنی وغیرہ کی خود ملک کو آبادی کے

بڑھجانے سے اور قحط سالیون سے بچنے کے لیے ضرورت تھی - اگر ضرورت سے زائد پیداوار ہوتی تو اوس کے باہر بھیجنے مین ہرج نہین تھا - گو ایسی اشیار کے باہر بھیجے سے نقشہ جات تجارت ملکی مین زیادتی ضرور نظر آتی تھی - مگر ملک کا واقعی نقصان تھا - نفع بھی اوس کا تاجرون کو ہوتا نہ کہ کاشتکار کو اور جب ملک مین اوس کی کمی ہوتی تو نرخ بھی گران ہوجاتا جس سے غربا کی خوراک بھر کو نہ میسّر آتا - آدمی اور جانورسب کی حالت زبون ہوتی جاتی تھی چنانچہ بعد از جنگ خود حکومت ہندوستان نے اس امر کو محسوس کرلیا کہ یہان کی صنعتون کی امداد کرنا بہت ضروری تھا - اوس کی صنعتی کمیشن کی رپورٹ سے بھی واضح ہوگیا کہ "ملک کے امکان مین اب تک اون قلیل اشیار کا بھی بنانا نہ تھا کہ جو معمولی تمدنی حاجتون کے واسطے ضروری تھین اور باوجود خام اشیار کے بکثرت ہونے کے اوس کے صنعتی محاصل بہت ہی کم تھے جس سے یورپ وغیرہ کی طرح باقاعدہ اور منتظم مسابقت ہندوستان کے اختیار کی بات نہ تھی" قبل جنگ بھی حکومت نے کبھی کبھی تجربے کے واسطے نمونتاً کہین کہین کارخانجات جاری کرائے تھے یا صنعتی امداد دی تھی مگر درپردہ وہائٹ ہال (White Hall) سے اون کی مخالفت ہی نظر آئی تاہم ۱۹۲۱ء مین ایک محکمہ صنعت و حرفت علیحدہ قائم ہوگیا اور وہ بھی اب ایک منتقل شدہ صیغہ ہے - ۱۹۲۳ء مین اس کا ایک مدرسہ مقام دھاباد (Dhanbaad) مین علوم طبقات الارض اور کانون کی تعلیم کے واسطے جاری کردیا گیا ہے -

ہندوستان مین مدتون سونا ہی ملک کا سکہ جاری رہا ہے - اوس کی قدیم حکومتون کے زمانے مین مثلاً گوپتا اور کوشن کے وقتون مین سونے کے سکے جاری

تھے۔ پانڈیا اور چولا کے وقت کے سکے جن پر شیر اور مچھلی کے نشان بنے تھے
سونے ہی کے سکے تھے۔ بودھ کے وقت کے پگوڈا کی صورت کے بنے ہوے
سکے اب بھی مل سکتے ہین۔ وشنو کے تصویرون دار ترسول لیے ہوے اور حیدر علی
کے وقت کے میسور کے سکے جن پر حیدر علی کے دستخط تھے سونے ہی کے سکے تھے۔
سلطنت مغلیہ۔ شاہان اودھ اور نظام دکن کے سونے کے سکے۔ مرشد آبادی اور
جیپوری سونے کی اشرفیان تو اب بھی عام طور پر ملتی ہین اور کھری سمجھی جاتی ہین۔
ان تمام سکون مین اصلی اور خالص دھاتون کے سوا آمیزش نہ تھی یعنی کوئی بھی کھوٹا
نہ تھا۔ یورپ مین بھی ۱۸۷۰ و ۱۸۷۱ء کی جنگ فرانس و جرمنی کے خاتمے پر جو معاوضہ
جنگ کہ جرمنی نے فرانس سے وصول کیا تھا اوس سے جرمنی نے سونے ہی کو اپنا سکہ
رائج الوقت قرار دیا اور شاہی بنک جرمنی کی مضبوط بنیاد رکھکر اپنی حیرت انگیز صنعتی۔
تجارتی۔ اور علمی ترقیون سے دنیا کو چکا چوندھ مین ڈال دیا تھا۔ اس وقت بھی
جو تاوان جنگ کہ جرمنی سے وصول کیا جارہا ہے وہ بھی سونے ہی کے سکے کی شکل
مین دوسری دول یورپ لے رہی ہین۔ غرضکہ مذکورہ صورتون سے دنیا مین سونے
کی وقعت کا بخوبی پتہ چل سکتا ہے لیکن ایسٹ انڈیا کمپنی نے ۱۸۳۵ء مین صرف
چاندی ہی کے روپیہ کو جنوبی ہندوستان مین اپنا سکہ رائج الوقت قرار دیا تھا۔ اب
بھی اوسی کی تقلید نہایت اہتمام کے ساتھ غالباً بخیال قدامت پرستی ہندوستان
مین ہورہی ہے جہان سونے کی کانین بھی ہین۔ ساورن یا گنی جو سونے کا سکہ ہے بھی
انگلستان سے بنکر ہندوستان مین آتا تھا اب وہ بھی نہین آتا۔ اوس کے جاری کرنے
کے وقت بھی یہ شرط کر لی گئی تھی کہ ہندوستان کی حکومت چاندی کے سکے کے

عوض حکومت انگلستان کو ساورن ہی واپس کریگی مگر ہوم گورنمنٹ جو چاندی لیگی
اوس کے عوض سونے کے سکے دینے پر مجبور نہ ہوگی۔ متوفی لارڈ مارلے سابق
وزیر ہند نے جن کی شیدائیت مین اہل ہند رطب اللسان رہکر اپنی زبان خشک
کرتے رہے ہین ۱۹۰۷ء سے لیکر ۱۹۱۰ء تک حکومت ہند کی متواتر استدعاؤن کو
کہ ہندوستان مین کاغذ کے بجاے سونے کے سکے مین خزانۂ ہند کو محفوظ رکھا جائے
ہمیشہ نامنظور ہی کیا اور سونے کا سکہ عام طور پر جاری نہ ہوا۔ کاغذی نوٹ جو
ہندوستان مین جاری ہین اون کے سکھارنے کے واسطے کثیر سرمایہ محفوظ سکہ
کاغذی (Paper Currency Reserve) چاندی کے روپیہ کی شکل
مین گورنمنٹ ہند رکھتی ہے اور چونکہ بازار تبادلہ (Exchange) مین چاندی
کا نرخ برابر گھٹتا اور بڑھتا رہتا ہے۔ مثلاً جب سولہ پنس چاندی کا نرخ تھا تو روپیہ
مین صرف نو پنس بھر چاندی تھی جو بازاری قیمت روپیہ کے مقابلے مین بہت ہی کم
تھی۔ چنانچہ حکومت انگلستان (Home Government) کے
پاس بھی ایک کثیر سرمایہ محفوظ نرخ سونا (Gold Standard Reserve)
لندن مین رکھا جاتا ہے تاکہ چاندی کے روپیہ کو سونے مین منتقل کرتے وقت کوئی
دقت نہ ہو۔ اور بھاؤ سے نقصان نہونے پاوے۔ یہ ضرور ہے کہ ایسے سرمایۂ محفوظ
کو بیکار نہین رکھا جاتا بلکہ بہت ہی کم شرح سود پر لندن ہی مین قرض پر لگا دیا جاتا ہے
جس سے مقامی بنکون کا نرخ سود ارزان ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ۱۹۱۹ء مین انگلستان
مین قرضون پر شرح سود معمول سے بھی کم تھی مگر ہندوستان مین جس کا یہ کل سرمایہ
تھا اوسی زمانے مین دس۱۰ اور بارہ۱۲ فی صدی تک سود بنکون نے عام طور پر ملک بھر مین

لیا تھا۔ یہ کہنا کہ اہل ہند سونے اور چاندی کو زیورات اور دفینون کی شکل مین
رکھ لیتے ہین اور کاروبار مین نہ لگا کر نقصان اوٹھاتے ہین یعنی از اسکی کاروبار
مین لگا دینے سے دولت مین اضافہ ہوگا، ایک حد تک صحیح ہوگا لیکن عام حالات
مین تجربے نے یہ بتلا دیا ہے کہ جیسے ہی سونا یا چاندی گھر سے نکلتا ہے وہ کاغذ کے
عوض دوسرے ممالک کے خزانۂ محفوظ کی زینت اور اعتبار بن جاتا ہے حالانکہ اوس
سونے اور چاندی سے جو گھرون مین تھا اور بازارون مین آکر رہن ہوتا تھا ملک کا اعتبار
تھا اور غیر ممالک کے لوگ ہندوستان کو ایک سونے کی چڑیا جانتے تھے۔ مہاجنین
ہندوستان بھی بے دریغ اوسی کے بھروسے پر کاروبار کرتے تھے اور ملک نیز اہل ملک
کی ساکھ قائم تھی۔ رقعہ ہوتا یا ہنڈوی سب کا کاروبار خوش اسلوبی سے جاری تھا
اور ہر جگہ آسانی سے اوھین سکھارا جا سکتا تھا۔ اب بیرونی تعلقات کے باعث
نوٹون سے کاروبار کیا جا رہا ہے۔ اور گو بنکون کے قائم ہو جانے سے بلکہ چکون وغیرہ
کے جاری ہو جانے سے رعایا کی تعلیم اور سہولت بھی مقصود ہے لیکن عام طور پر نوٹون
کا بدل سونے اور چاندی کی شکل مین دکھلائی دینے کا انتظام نہین ہے حقیقت
یہ ہے کہ نوٹ ہو یا رقعہ۔ چک ہو یا ہنڈوی۔ جب تک کہ عام طور پر سکھارے اور
بھنائے نہ جا سکین گے اور قیمتی دھاتون مین تبدیل نہ ہو سکین گے ملک کی ساکھ
یا تجارت کے کاروبار مین فائدہ رسان نہ ہونگے۔ بیشک حکومت کے تبادلہ کی
دقتین ملکی سرمایہ محفوظ یا سکرٹری آف اسٹیٹ کی ہنڈویون یا کونسل بل
(Council Bill) کے کاروبار سے رفع ہو جاتی ہین۔ اور اہل ملک کو
بھی بنکون اور اون کے کاروبار سے بیرون ملک بڑی آسانی ہے۔ تاہم بازار تبادلہ

پر اختیار نہ ہونے سے سخت ملکی نقصان بھی ہے اور ملکی بنکون کے قائم کرنے بلکہ اونھین چلا لیجانے مین بھی مصیبتین نظر آتی ہین۔ کونسل بل کا یہ حال ہے کہ حکومت کی جانب سے لندن ہی مین فروخت کیے جاتے ہین اور سونے ہی کے عوض جاری ہوتے ہین۔ ان کے خریداران کو ہندوستان مین اونھین پیش کرنے پر چاندی کا سکہ دیا جاتا ہے اور انگلستان مین پیش ہونے پر سونا چنانچہ دسمبر ۱۹۲۱ء سے دسمبر ۱۹۲۲ء تک ہندوستان مین ۱۷۲۵۳ لاکھ روپیہ سے ۱۷۴۱۸ لاکھ روپیہ تک کے کرنسی نوٹ جاری ہوے۔ ایسے ہی چاندی کا سکہ محفوظ ۶۹۷۶ لاکھ سے ۸۲۰۴ لاکھ روپیہ تک ہوا نیز کاغذی سکہ محفوظ مارچ ۱۹۲۳ء تک چوبیس ملین پونڈ سونے کی شکل مین تھا۔ اور چالیس ملین پونڈ سونے کے نرخ کا سرمایہ محفوظ تھا۔

دوران جنگ یورپ مین تمام دنیا نے سونے کا کاروبار کیا اور سونا جمع کرنے کی کوشش کی مگر ہندوستان کے لیے چاندی ہی مقدر کی گئی تھی۔ بلکہ جس قدر بھی چاندی ہندوستان مین عام طور پر آتی تھی اوس پر بھی بندش لگا دی گئی تھی۔ کیونکہ قاعدۂ گریشم (Rule of Gresham) کے رُو سے (جو بازار تبادلہ کا بڑا مضبوط آلہ ہے اور جس کا نفاذ اوس وقت فرض ہو گیا تھا) گران جنس کو حذف (Drop) کر دیا جاتا ہے اور ارزان جنس کو باقی رکھا جاتا ہے۔ چونکہ سونا نہ تھا۔ صرف چاندی اور کاغذ موجود تھا۔ اس لیے چاندی کو حذف کر دیا گیا اور ہندوستان کو نوٹون سے مالا مال کیا گیا۔ گو اوس پر بھی بٹہ لیا گیا۔ اس کا ثبوت ۱۸ و ۱۹۱۹ء کے موسم گرما مین چاندی کی قلت سے بخوبی مل گیا۔ اور بجائے خالص سونے کے سکے کے یا تو کھوٹی چاندی کا سکہ ہندوستان مین جاری تھا یا نکل اور

تانبے وغیرہ کا - نوٹ جو جاری بھی تھے وہ اکثر لاکھون کی تعداد مین پھٹ گئے یا گر گئے اور اون کا بدل بھی رعایا کو نہ مل سکا۔

سیاسیات ملک مین ۱۹۰۹ء کی تجویزات منٹو مارلے ........ {Minto-Morley Scheme} کو ہندوستان نے جس طرح بے حد خوشی سے قبول کیا تھا - اون کے عمل کا تجربہ اہل ملک کے خیال مین تلخ نظر آنے لگا - مگر حکومت کی حصہ داری کے خیال سے دوران جنگ یورپ مین کل رعایاے ہند نے پھر بھی صبر و استقلال کے ساتھ حکومت کی امداد کی - مالدارون نے روپیہ دیا - سپاہیون نے جان دی - کاشتکارنے چندے اور قرض دیے - مزدور اور دستکار لیبر کور (Labour Corps) کی زینت ہوے - یہان تک کہ ملکی خدمات کا اعتراف کرتے ہوے حکومت کی طرف سے ۲۰ اگست ۱۹۱۷ء کو دارالعوام انگلستان کے ایک شاندار اعلان کے ذریعے سے ہندوستان کو بتدریج ذمہ دارانہ حکومت ملنے کی خوش خبری سنائی گئی - اور مانٹ فورڈ (Montford) اسکیم نے پہلا درجہ فوراً ہی عنایت کر دیا - لیکن ۱۹۱۸ء مین ریسی پوراسٹی کی تجویز ........ {Reciprocity Resolution} بھی پاس کر دی گئی - جس سے دیگر نوآبادیون کو یہ اختیار دیدیا گیا تھا کہ وہ جب چاہین اپنی اقتصادی یا معاشرتی ضرورتون کی بنا پر ہندوستانیون کو اپنے یہان داخل نہ ہونے دین - حالانکہ شاہنشاہی نقطۂ نظر سے ہندوستان کا مرتبہ دیگر مقبوضات کے مقابلے مین مساوی مان لیا گیا تھا - گو اوس پر عمل نہین کیا جا رہا تھا - ہندوستانیون مین ایسے واقعات سے برہمی پھیلی اور اونھین یہ بھی خیال ہوا کہ جس وقت جنوبی و مغربی حصۂ افریقہ پر جرمن

قوم کی حکومت تھی اوس وقت بھی ہندوستانیون کو وہان داخلہ کی ممانعت کے قیود نہ تھے۔ چہ جائیکہ شریک حکومت ہونے پر اونھین کم حقوق حاصل ہون۔ اور اونھون نے حکومت سے معروضات کین۔ یہان تک کہ ۱۹۱۹ء مین ریفارم ایکٹ (قانون اصلاحات = Reform Act) پاس ہوا جس نے ملکی حکومت (Home Rule) اور اوس کے اصولون کے طے کرنے کا امتیاز ذاتی (Self Determination) خود اہل ملک کو دیا جانا طے کر دیا اور شاہی کانفرنسون مین ہندوستان کو بھی شریک کیا گیا۔ جنگ کے بعد جس وقت صلحنامے پر دیگر شرکائے سلطنت کے قائم مقامون کے دستخط کرائے گئے حکومت ہندوستان کے نامزد کردہ قائم مقامون کے بھی دستخط لیے گئے۔ اتحاد اقوام (League of Nations) مین ہندوستان کو بھی بحیثیت ایک اصلی رکن سلطنت برطانیہ کے جگہ دی گئی۔ نیز مزدورون کے بین الاقوامی جلسہ (International Labour Office) مین دنیا کی دیگر آٹھ صنعتی قومون کے ساتھ ہندوستان کے قائم مقام کو بھی شامل کیا گیا لیکن پھر بھی اب تک یہ مسئلہ نزاعی ہے کہ ریفارم اسکیم کے نظام حکومت سے سچی ملکی ترقی کی امید ہے یا نہین۔ تاہم اس کے ماننے مین غالباً کسی کو عذر نہ ہوگا کہ یورپین ضروریات کے لحاظ سے غیر ملکی اور بیرونی طرز کا طریقۂ حکومت ہندوستان کے واسطے کسی طرح جایز نہ ہوگا۔ اور پنچایتی طریقون کو چھوڑ کر یورپ کا سائنٹفک طرز ہندوستان کے سیدھے سادے باشندون کے لیے ہرگز مفید نہ ہوگا۔ خود یورپ ہی مین موجودہ اعلےٰ پارلیمنٹری طریق حکومت کی بابت اختلافات رہتے ہین اور دیگر

دول مشرقی بھی اپنی مخصوص کیفیات کے لحاظ سے پنچایتی طریق کو جاری کرنے
مین کامیاب ہو رہی ہین بلکہ خود حکومت ہندوستان بھی اب پنچایتی طریقون
کو برا نہین سمجھ رہی ہے۔ اگست ۱۹۲۴ء مین اصلاحی اسکیم کی اوس دوفصلی
حکومت کی بابت عام طور پر اہل ملک احتجاج کر رہے تھے اور ملک کا عام طور پر یہ خیال
ہو گیا تھا کہ اوس کا کامیابی سے چلنا مشکل ہوگا۔ بلکہ سیاسی اور مالی مشکلات بہت
کچھ اسی دوفصلی طرز حکومت (Diarchy) کے نتیجے ہین۔ ہان اگر گاؤن
گاؤن اور قصبہ قصبہ۔ شہر بہ شہر بلکہ صوبہ وار اصلی پنچایتی طرز کی مکمل سیادت قائم
ہو جانے کا اختیار دیا جاوے اور نیچے سے لیکر اوپر تک بنیاد اختیارات ملکی مضبوط ہو
نیز ووٹ یا راے کی تعلیم بھی ابتدا سے دیجاوے تو حقیقی اور مستحکم ملکی ترقی ممکن
ہوسکتی ہے۔ یہ نہین کہ اعلےٰ سے اعلےٰ کونسلون مین ایک دم سے راے دینے کا
حق تو عطا ہو مگر ابتدائی انتظامات اور بالخصوص مالی اختیارات اہل ملک کے
ہاتھ مین نہ ہون۔ تحصیلون اور اضلاع پر پورا اختیار نہ ہو مگر براے نام وزارتین
دیجاوین۔ جن پر تقرر اور موقوفی بھی ملک کے اختیار سے باہر ہو۔ یا سکرٹری آف
اسٹیٹ کو ملکی قومی مجلس کی متفقہ تجویزات کو مسترد کر دینے کا ہر وقت اختیار
رہے۔ فی الحقیقت یورپ اور ہندوستان کے حالات مین زمین اور آسمان کا
فرق ہے۔ موسم ہی مختلف ہین طبائع مختلف ہین۔ زبان مختلف ہے بلکہ کسی شے
مین یکرنگی یا مناسبت نہین ہے پھر یورپین آئین حکومت کس طرح مناسب
ہوسکتا ہے۔

۱۹۱۶ء مین جنگ کے ختم ہوتے ہی دنیا کے تمام اقتصادی حالات تہ وبالا

ہو گئے - حریت کے خیال کی صدا بچہ بچہ کی زبان پر آگئی - ملکون کا معیار حکومت شخصیت کے برتنے والون کے مٹانے کی طرف زائد ہو گیا - سرمایہ دارون کے مقابلے مین مزدورون بلکہ عوام (Plebeians) کی گروہ بندی اور تنظیم ہونے لگی - معاشرتی اور صنعتی ترقیون کی طرف لوگ زیادہ تر متوجہ ہونے لگے تاکہ رعایا اور متصرفین خود ہی مشترکاً عام ذرائع تبادلۂ مال اور افزایش اشیاء پر مختار ہو سکین نیز افزایش اشیاء بھی پیشہ ورون کی گروہ بندی کے ساتھ مل جل کر کی جانے لگی بلکہ شخصی اور سرمایہ داری اقتدار کے مٹانے کی بھی جو فکرین ہوئین اون کا بھی یہ مقصد تھا کہ نفع مین سب برابری کے دعویدار ہو سکین اور افزایش اشیاء پر ملک ہی کا پورا اختیار مانا جائے - یعنی سوشالسٹک اصول اچھی طرح پھیل گئے اور بالشیوک فرقے کا اثر بھی ہر جگہ محسوس ہونے لگا - ہندوستان مین کسان سبھاؤن کی ترتیب ہونے کا سامان کیا گیا - زمیندارون اور رعایا کے قانون کی تبدیلی نے بھی رعایا کو شیر کر دیا - بندوبست کے سر پر آجانے کے اعلانون نے اراضیات کی قیمت گھٹا دی - اب اراضی کی پیداوار کے قریب قریب اوس پر صرف بھی ہو جانا بیان ہونے لگا - اور کاشتکار نے زمیندار سے مقابلے کی پوری ہمت باندھ لی - اگلے زمانے کی طرح اراضی کی خدمت کی طرف اوس نے توجہ بھی کم کر دی - لہذا ناقص اور ناکافی پیداوار فی ایکڑ برابر ہو رہا ہے - حکومت اور زمیندار یا مستاجر کسی نہ کسی طرح اپنا مطالبہ ضرور وصول کر لیتے ہین - کاشتکار کی قرضداری بے حد بڑھ رہی ہے جس سے نہ تو اراضی کی ترقی ممکن ہے اور نہ اون کی روزانہ زندگی کی گذر - بعض مقامات پر تو ڈھاگ کر بدوون کی سی زندگی بسر کرنے لگے ہین - جہان یا قرض

زیادہ ہوا بھاگ نکلے۔ یا کارخانون مین چلے گئے۔ جس کا نتیجہ بجز بے اطمینانی کے اور کیا ہو سکتا ہے۔

ادھر ملک کی دیگر اقتصادی دقتون۔ اشیا کی گرانی۔ پنجاب کے واقعات خلافت اور کانگریس کی تحریک نے ملک بھر مین انقلاب عظیم پیدا کر دیا۔ سنہ ۱۹۲۰ع مین مسٹر گاندھی نے ترک موالات کی خاصی تلقین کی۔ اور کونٹ ٹالسٹائی (Count Tolstoy) کے اصولون کو ہندوستان کی آزادی کا بہترین ذریعہ بتلایا۔ سواراج حاصل کرنے کے واسطے تاریخین بھی مقرر ہوتی رہین۔ اور تلک سواراج فنڈ مین دس ملین روپیہ جمع ہو جانے کا اعلان بھی جولائی سنہ ۱۹۲۱ع مین ہو گیا۔ پھر چرخے کے برکات سے ملک کو آگاہ کیا گیا اور اوسی کو بہت بڑا ذریعہ حصول سواراج کے لیے کہا جانے لگا۔ اگست کے مہینے مین بمقام مالابار موپلا قوم نے شورش مچائی۔ اب حکومت کی طرف سے علی برادران[1] کو قید مین لیا گیا۔ نومبر سنہ ۲۱ع مین کانگریس قومی کی طرف سے سیول نا تابعت کی تحریک پھیلانے کا حکم ہو گیا۔ لیکن اسی سال حکومت ہندوستان نے اہل ہند کے لیے فوجی تعلیم کا انتظام سینڈھرسٹ کالج قائم کر کے کر دیا۔ نیز مالی آزادی کے واسطے کمیشن (Fiscal Commission) بیٹھنے کا بھی بندوبست کیا۔ یہان یہ بھی افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ شاہزادہ ویلز کی آمد کے دن بمبئی مین بلوہ ہو گیا اور رفتہ رفتہ ملک بھر مین بد امنی سی پھیل گئی۔ جس سے مہاتما گاندھی بھی متاثر ہوے اور سیول نافرمانی کو بردولی کے مقام پر ملتوی کیا۔ اب مسٹر گاندھی اور دیسرائے ہند کے

---

نوٹ [1] یعنی مولانا محمد علی و مولانا شوکت علی۔

درمیان مشورت کا بندوبست بھی ہوا - مگر مہاتما جی نے اوسے نامنظور کیا - ملک مین ایک لبرل فرقہ بھی اس وقت نمایان ہوگیا - جس کا حکومت نے بڑی گرمجوشی سے خیر مقدم کیا - ان کا مقصد اصلاحی قانون (Reform Act) پر عمل کر کے ہندوستان کو حکومت خود اختیاری کا اہل ثابت کرنا تھا - لیکن جب ۴ فروری ۱۹۲۲ء کو چوری چورا کا واقعۂ عظیم ہوا - جس مین بہت سی جانین بھی گئین تب ۱۲ - فروری کو سیول نا متابعت کی موت کا گجر مہاتما جی ہی نے بجا دیا - اور ۱۰ مارچ ۱۹۲۲ء کو مہاتما جی خود بھی گرفتار کر لیے گئے - اب حکومت کی طرف سے تقریباً ۲۳ - قوانین تعزیری جو ملک مین جاری کر دیے گئے تھے منسوخ ہوئے - جن مین قانون مطابع ۱۹۱۰ء اور رولٹ ایکٹ بھی تھے - لیکن پنجاب کے اکالی سکھون کا جھگڑا بھی شروع ہوگیا تھا -

مئی ۱۹۲۲ء مین ملازمتون کے متعلق ایک گشتی حکم جس کو اوڈائل سرکلر کہا جاتا ہے جاری کیا گیا - اس کے ذریعے سے ہندوستانیون کو اور زیادہ جگہین دی جانے کی تجویز کی گئی تھی - لیکن اگست ہی مین مسٹر لائڈ جارج ...... (Lloyed George) سابق وزیر اعظم انگلستان نے ایک دل خراش اسپیچ دے دی جس کا اثر ہندوستان مین بہت ہی بُرا ہوا - اور یہ خیال عام ہوگیا کہ برٹش سول سروس کو ہمیشہ کے لیے ہندوستان کی سرپرستی کرنے کو قائم رکھا جائیگا - اسی زمانے مین والیان ریاستہاے ہند کی حفاظت کا قانون بھی پاس کیا گیا - اب کونسلون مین داخلہ کا مسئلہ بھی ملک مین اہم بن گیا - اور مختلف گروہ بن گئے - کانگریس مین متعدد فرقہ بندیان ہوگئین اور بمقام گیا دسمبر ۱۹۲۲ء مین

مجلس واضع قوانین (Legislative Assembly) ملکی کو
بے اختیار قرار دیا گیا۔ نیز یہ طے ہوا کہ دسمبر ۱۹۲۲ء کے بعد سے ملک کی قومی کانگریس
تمام ایسے معاہدات یا قرضہ جات کو جو مجلس مذکور نے کیے ہونگے سوا راج حاصل
ہونے پر نہ تسلیم کریگی۔ ادھر حکومت کی طرف سے ۲۳ء مین ایک شاہی
کمیشن بٹھانے کا اعلان کیا گیا تاکہ موجودہ ملکی شکایات کو رفع کیا جا سکے۔
مگر ترکون نے اوسی وقت اپنے یہان خلافت کے عہدۂ جلیلہ کو ختم کر دینے کا اعلان
کر کے مسئلۂ خلافت یا اوس کے سیاسی اثرات کو بالکل خاموش کر دیا جس سے
اسلامی دنیا کی عام تحریکات پر بالکل ہی پانی پڑ گیا۔ اب ہندوستان مین عام طور
پر ہندوون اور مسلمانون مین مذہبی جھگڑے بڑھنے لگے۔ شدھی۔ سنگٹن۔
اور علی غول۔ وغیرہ کا زور ہو چلا۔ حکومت نے علی برادران کو رہا کر دیا۔ اور ۲۴ء
مین مہاتما جی کی بھی رہائی عمل مین آئی۔ اس وقت بہت لوگ کونسلون مین
جا چکے تھے۔ اور ملک مین ہر قسم کا معمولی کاروبار پھر ہو چلا تھا۔ اور سیاسی تحریکات
کا زور گھٹ گیا۔ نا اتفاقی کی صدا ملک بھر مین گونج رہی تھی۔

ملکی بجٹ کی خرابی حالت کا اعتراف ۱۹۱۷ء سے لیکر ۲۲-۱۹۲۱ء تک خود
حکومت کی رپورٹون[1] مین کیا گیا ہے۔ گو ۲۳-۱۹۲۲ء نے ایک طرح پر اطمینان کی صورت
پیدا کر دی تھی جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ملک کی زرخیزی مین قدرتاً کمی نہین
ہوتی۔ صرف انسانی اختیارات کا جہان تک کہ تعلق ہے اون سے جو کچھ بھی نقصانات
ہو سکتے ہون وہ ہوتے ہین۔ اور ہندوستان اب بھی ایک سونے کی چڑیا ہے۔ تاہم

نوٹ[1] (دیکھو کتاب انڈیا ۲۳-۱۹۲۲ء)

وہ مقروض ہے اور تقریباً پچیس ملین پونڈ سالانہ کا اوسطاً صرف لندن کا قرضہ رہا کرتا ہے جس مین بڑی رقم ایسے سود کی شامل ہے جو ہندوستان کو اپنے اندرون ملک کی ترقی کے واسطے دینا پڑتی ہے۔ نیز یوروپین حکام کی تنخواہون اور پنشنون کے واسطے خزانۂ ہند پر ایک بار کثیر پڑتا ہے۔ حالانکہ جو رقومات کہ ذخائر یا انڈیا آفس کے اخراجات کے واسطے ہندوستان کو دینا ہوتی تھین وہ رفتہ رفتہ کرکے اب گویا کم ہوتا کہی جاتی ہین۔

مالیہ ملک دراصل مالگذاری۔ چنگی۔ افیون۔ ریلوے۔ جنگلات۔ اور آبپاشی سے زیادہ تر حاصل ہوتا ہے۔ اور اصلاحی قانون کے نفاذ سے قبل سب یہ مدات گورنمنٹ آف انڈیا کے اختیار مین تھین لیکن اوس کے بعد سے محاصل اراضیات۔ آبپاشی۔ آبکاری۔ اور جوڈیشیل اسٹامپ کو مقامی حکومتون کے اختیار مین دیا گیا ہے۔ نیز کمی آمدنی کی حالت مین اون کو ٹیکس کے بڑھانے کا بھی حق عطا ہوا ہے۔ ویسے ہی گورنمنٹ آف انڈیا کے بجٹ کی کمی کو پورا کرنے کے واسطے گورنر جنرل ہند کو بھی مقامی حکومتون سے سالانہ نذرانہ لینے کا حق قائم کیا گیا ہے۔ چنانچہ سنہ ۲۲-۱۹۲۱ء مین ۹۸۳ لاکھ روپیہ مقامی حکومتون کو نذرانہ دینا پڑا تھا جس سے بڑی بڑی مالی مشکلات کا اونھین سامنا کرنا پڑا اور میونسپل بورڈون اور ڈسٹرکٹ بورڈون کو سڑکون کے معاملے مین ہر طرف سے خدا واسطے برا بھلا سننا پڑا۔ گرانی اشیاء کے باعث ملازمین کی تنخواہون مین علیحدہ اضافہ کیا گیا۔ نتیجہ مین جدید وزارتون کو اپنے منتقل شدہ محکمات کے کامون کے چلانے مین بڑی ہی مشکل ہوگئی ہے۔ اودھر کمیٹیون اور کمیشنون کی بھر مار ہوئی۔ جب دیکھیے ایک نہ ایک

دھر دھمکتا ہوا دکھلائی دیا اور بڑے صرفے ہوگئے۔ اپریل ۲۲ء میں بمقام شملہ تمام ممبر صاحبان مال کی جب ایک کانفرنس ہوئی تھی تو پتہ چلا کہ سات صوبہ جات ملک کی کمی بجٹ کی رقم ۳۵۲ لاکھ روپیہ تھی۔ اور بغیر جدید ٹیکسون کے لگائے بجٹ کی کمی کو پورا نہین کیا جا سکتا تھا۔ چنانچہ نومبر ۱۹۲۲ء مین کفایت اخراجات کی کمیٹی (Retrenchment Committee) بھی بیٹھی تاہم ۳۱۔ مارچ ۱۹۲۳ء تک ۷۸۱ کرور روپیہ تک ہندوستان کے قرضے کا بوجھ جانا نظر آیا۔ جبکہ ۲۲و۲۳ کی آمدنی ملک ۳۳۔۲۳، ۱۳۳ کرور تھی اور خرچ ۳۹، ۱۴۲ کرور تھا یا ۲۳و۲۴ء کی آمدنی ۵۲، ۱۹۸ کرور اور خرچ ۳۷، ۲۰۴ کرور تھا۔ اسی زمانے مین گورنمنٹ آف انڈیا کے ممبر صاحب مال نے اپنی تقریر مین یہ فرمایا تھا کہ "گذشتہ پانچ سال کی کمی بجٹ کے باعث ہندوستان کا اعتبار دنیا کی بازارون مین گرجانے کا خطرہ ہے۔ اور چونکہ ایک سو کرور روپیے کے قریب اوس کمی کے پورا کرنے کے لیے خرچ کیا جاچکا تھا۔ اس لیے صنعتی ترقی کے واسطے سرمایہ مشکل سے مہیا ہوسکتا تھا"۔ یہی اسباب تھے کہ نمک پر محصول بڑھایا گیا اور ملک بھر مین برہمی پھیلی۔

کہا جاتا ہے کہ ۲۴ء سے ہندوستان کی برآمد کی تجارت کچھ اچھی حالت مین ہوچلی ہے اور سکہ کی حالت بھی محفوظ ہوگئی ہے۔ نیز سکۂ کاغذی کو منتقل کرنے کے لیے چاندی کا سرمایہ بھی کافی ہوگیا ہے۔ سرکاری قرضون کی کامیابی بھی غیر متوقع طور سے ہو رہی ہے بلکہ اصلاحی اسکیم (Reform Scheme) نے ملک کی مالی حکمت عملی پر اہل ملک ہی کو زیادہ اختیار دیدیا ہے۔ نیز یہ بھی

امر واقعہ ہے کہ جس مسئلے مین حکومت ہند اور مجلس واضع قوانین متفق ہو جائیگی اوس مین سکرٹری آف اسٹیٹ کو مداخلت مناسب نہ ہوگی - چنانچہ اکتوبر ۱۹۲۱؁ء مین جو کمیٹی مالی حکمت عملی کے متعلق حکومت نے مقرر کی تھی اور جس کی سفارشین سنہ ۱۹۲۲؁ء مین شائع ہوئی تھین اون مین سے حسب ذیل یہان بھی قابل ذکر ہین - ملک[1] مین عام طور پر احتیاط کے ساتھ حقوق تجارت محفوظ کیے جائین - خام[2] اشیاء اور کلون کی بلا محصول ملک مین درآمد کی اجازت ہو - ملکی[3] نیم تیار شدہ مال پر ہلکا محصول لگایا جاوے - جو[4] مصنوعات ملکی کہ قومی حفاظت کے لیے ضروری ہون اور جنگی ترقی کے لیے ملکی حالات غیر مناسب نہ ہون اون کی حفاظت کی جاوے - بجز[5] اس کے کہ جب مالیہ ملک کی غرض سے یا اشیائے خوردنی کی روک منظور ہو عام طور پر برآمد کے کل مال پر محصول نہ لیا جاوے - مرجح[6] حق شاہی (Imperial preference) کا کوئی عام قاعدہ نہ جایز رکھا جاوے بلکہ چند محدود اشیاء کے واسطے اوسے عطا کیا جا سکے اور وہ بھی جب کہ کمیٹی فہرست محصولات (Tariff Board) نیز مجلس واضع قوانین بھی اوسے منظور کرے - اسی مالی حکمت عملی کے کمیشن نے یہ بھی تحریر کر دیا تھا کہ "ہندوستان کے غربا اپنا کھانا تک مشکل سے خرید کر سکتے ہین" اور اس بنا پر اہل ملک کا خیال ہمیشہ یہ رہا ہے کہ غلہ کی برآمد کا روکنا ملکی حق ہے - اور عوام ملک کی حالت کا سنبھالنا درحقیقت ملکی غرض ہے - جو کسی طرح بھی سنبھل نہین سکتی - جب تک کہ خراب موسمون یا مصیبت و قحط کے وقت اپنی امداد خود عوام ہی نہ کر سکین -

ادھر سرمایۂ شرکت کے بنکون مین بے حد کمی ملک بھر مین اب ہو رہی ہے
بے شک امپیریل بنک کا کاروبار اور تسلط زیادہ جم رہا ہے۔ مخصوص قوانین و قواعد
کے ساتھ گو بیرونی سرمایہ ہندوستان مین زیادہ آرہا ہے۔ لیکن روپیہ کی
ملک مین کمی ہو رہی ہے۔ گو نوٹ چھوٹے چھوٹے بکثرت ملک مین جاری ہونے کا
سامان کیا جا رہا ہے۔ جس سے شرح سود بنکون کے قرضون پر بڑھ رہی ہے۔ بنکون
مین بڑی بڑی جایدادون کے رہن پر بھی قرض مشکل سے دیا جاتا ہے۔ کیونکہ ایکسچینج
کے کاروبار مین اب زیادہ نفع معلوم ہوتا ہے اور ریلوے رسید یا ملٹی پر لاکھون روپیہ
دیے جانے مین اکثر تامل کم ہوتا ہے۔ مہاجن بھی زرعی امداد سے الگ ہو کر صنعتی
ترقیون کی طرف زیادہ مائل نظر آتے ہین اور بجاے مہاجنی کے سودخواری اپنا
تسلط پھر جما رہی ہے۔ تھوڑے سے روپیہ سے تجارت کرنے کو اب لوگ ذلت کی نگاہ سے
نہین دیکھتے اور عام طور پر لوگ تجارت کی طرف متوجہ ہو گئے ہین بلکہ جان گئے ہین
کہ تجارت کے آزاد پیشہ کی بدولت دنیا کی تاریخ اور جغرافیہ بدل سکتا ہے اور قومین
اور ملک پورے پورے آزاد ہو سکتے ہین بلکہ لوگ سلطنتون کے مالک بن سکتے ہین
غرضکہ دیگر حصص دنیا کی طرح ہندوستان کا بھی نقطۂ نظر بدل گیا ہے بلکہ جنگ
مین شرکت کر کے عوام تک یورپ و دیگر براعظمون کے حالات ترقی سے واقف
ہو گئے ہین اور ساتھ ہی اپنی پستی سے بھی آگاہ ہو گئے ہین۔ خاندانی امرا کا گروہ
اب بہت کم ہو رہا ہے۔ تاجر شاہزادے زیادہ نظر آرہے ہین۔ محض رنگ اور روپ
کے باعث جو خوف تھا وہ دل سے جاتا رہا ہے۔ روپیہ کی قدر و قیمت بھی لوگ جاننے
لگے ہین۔ تعلیم نے اعلےٰ عہدے بھی دلوا دیے ہین۔ اگلے زمانہ کی تفریحون۔ باجون

کا جون کے بجاے تھیٹر - بائسکوپ - سینما - پولو - گھوڑدوڑ - اور اوس کا جوا - نمائشین اور اعلے سے اعلے موٹرون - بلکہ ہوائی جہاز - انتخاب ممبری - اور یورپ کی سیر و سیاحت سے لوگون کو زیادہ دلچسپی ہوگئی ہے - خیال ہے کہ ہندوستان مین ہوائی جہازون کے ذریعہ سے سفرون مین بڑی آسانی ہوگی - ایک ہی شب مین کلکتہ سے بمبئی اور کلکتہ سے رنگون وغیرہ کا سفر طے ہوگا - اور اس کے واسطے کمپنیون کے بنانے کی ضرورت ہے یعنی لوگ عام طور پر امداد کی خواہش کے بجاے کاروبار کے بندے ہو رہے ہین اور دوسرے ممالک کے سرمایہ دارون کو نیچا دکھلانے کی طرف پورے متوجہ ہین - یورپ کی دیکھا دیکھی مزدورون اور کسانون نے یہان بھی اپنی ہڑتالین کر کے رنگ بدل دیا ہے اور حکومت کے امن و امان کے باعث ہر فرقہ و گروہ آزادی سے ترقی کی شاہراہ پر چلنے کی ہمت باندھ رہا ہے - اور اس ڈیڑھ سو سال مین ہندوستان کیا سے کیا ہوگیا ہے - اگلے زمانہ مین نہ تجارت کا زور تھا اور نہ تقسیم عمل کا زمانہ تھا اور نہ یہ علم تھا کہ آگے چل کر مزدوری اور صنعتی پیشہ ورون کے طبقے کے لوگ دنیا کی حکومت کے دعویدار ہونگے - مگر اب تو مصداق اس کے کہ سنگ آمد و سخت آمد جس طرح ہو دنیا کے ساتھ چلنا ہے اور جس طرح کاشتکار کے واسطے ہندوستان کی ساکھ قائم کرانا ہے اوسی طرح مزدورون اور اہل صنعت و حرفت کے واسطے بھی سامان کرانا ہے - لیکن جس طرح پرانے طریقے کاروبار اور خیالات ترقی ملک مین ہارج تھے اور مٹ رہے ہین اوسی طرح نئی تہذیب - نئی تعلیم - نیا آئین حکومت ملک بھر طلب کر رہا ہے - فرقہ بندی کے تعصبات - چھوت و اچھوت اقوام کے قصے بھی طے ہو رہے ہین اور مختلف اقوام مین میل جول کی بھی کوشش ہو رہی ہے -

اہل ملک کا عام طور پر اور متفقہ خیال ہے کہ جس طرح مقامی صنعتون (Home Industries) کے زندہ رکھنے کا حق ہر ملک اور قوم کا قدرتی حق ہے اوسی طرح روزمرہ کے استعمال اور صرف کی اشیا پر ٹیکس ہر جگہ ناجایز اور ناروا ہے لیکن مصلحت ملکی اور قومی اب بھی اون کی آواز کو بے اثر کیے ہوے ہے۔ اور کل پالیسی سرمایہ دارون کی راے اور تجارتی اتحادون کی تابع ہے۔ بڑے بڑے دولتمند مالکان کارخانجات۔ جہازون۔ ریلون۔ یا دیگر کمپنیون اور بنکون کے مالک ہین۔ انھین دو دولتمندون کے ہاتھ مین ہندوستان کی قسمت کا آخری فیصلہ ہمیشہ رہجاتا ہے۔ یہی لوگ جب چاہتے ہین سونے چاندی۔ غلون۔ اور کل دیگر پیداوار کا بھاؤ گھٹاتے اور بڑھاتے ہین اور اسی مین کرورون کے نفعے اوٹھاتے ہین۔ بلکہ جسے چاہتے ہین بناتے ہین اور جسے چاہتے ہین مٹاتے ہین۔ تجارتی آزادی کے باعث کل بیرونی تجارت غیر ممالک کے لوگون کے ہاتھ مین تقریبًا اب بھی ہے اور گو ملک کے اقتصادی و سیاسی خیالات مین خاصی تبدیلی ہوگئی ہے تاہم چاے قہوہ۔ مصالحہ۔ تیل۔ سن۔ ربڑ۔ کپاس۔ اور غلہ وغیرہ سب یورپین دولتمندون کے نفع کے واسطے ہندوستانی کاشتکار دستکار اور مزدور عرق ریزی کر کے پیدا کرتا ہے۔ انھین کی بدولت بیرونی اقوام عمدہ خام اشیا لیکر آج بھی دنیا کی منڈیون مین تجارت کرتی ہین۔ سرمایہ دارون کے ہاتھ مین انھین کے مقرر کردہ نرخ پر تمام اجناس و اشیا کی خرید و فروخت منحصر ہے۔ مہاجنین ہندوستان بھی بطور ان کے ایجنٹون کے جلد سے جلد بمبئی۔ کراچی یا کلکتہ وغیرہ کے بندرگاہون مین سب کچھ پہونچا دیتے ہین اور اسی مین سب مل کر کرورون کے وارے نیارے کرتے

ہین - ہوا کی ناموافقت بھی اب جہازون کو انتظار نہین کراتی - ایک منٹ مین دھوین کے جادو سے سمندر کے اوپر یا سمندر کے اندر یا ہوا پر کرورون کی پیداوار پہونچ جاتی ہے - اور تار برقی کے ذریعے سے معاملت ہو کر بلکہ کافور کی طرح اوڑ کر سرمایہ دارون کے لیے بجاے جنس کے سونا ہی سونا ہو جاتی ہے - انھین کے اختیار مین دنیا کی جنگین اور دنیا کی پیداوار کا حاصل کرلینا ہے - غرضکہ یہی جنگ کراتے ہین اور یہی صلح - حقیقتاً ملک کو ایسے با اصول دانایان فرنگ سے سابقہ پڑا ہے کہ جس پر یورپ کو کیا بلکہ دنیا کو ناز اگر ہو تو بیجا نہین -

ہندوستان کی سودیشی تحریک کی ناکامیابی کے بہت سے وجوہ ہین لیکن سب سے بڑے اسباب بیرونی تیار شدہ مال کی بکثرت درآمد ہے یا ملکی بازارون اور اکسچینج پر بے اختیاری ہے - اگر کسی ایک سال مثلاً ۱۹۲۲ء مین تجارت ملکی زائد ہو کر اکسچینج کی حالت کو بھی نفع پہونچا لے گئی تو اوس سے ہمیشہ کے لیے دلدر دور ہوتے یا عوام کی اصلی حالت درست ہو جانے کے سامان نہین ہو سکتے - خود ہندوستان کی صنعتی اشیا ابھی تک بہین گران قیمت پر فروخت ہوتی ہین اور عوام ملک ہی زیادہ تر خریدار ایسے مال کے ہوتے ہین - باہر والے تو اونھین خریدتے ہی نہین - تحقیقات سے پتہ چلتا ہے کہ ۱۹۲۳ء تک امراے ہندوستان تقریباً (۲۴۰) کرور گز کپڑا لنکاشائر کا بنا ہوا استعمال کرتے تھے - اور متوسط الحال لوگ ہندوستان کی ملون کا بُنا ہوا (۱۶۰) کرور گز جس مین ولایتی سوت ہوتا تھا پہنتے تھے جس کا نتیجہ ظاہر ہے - بس اختیار اور ایثار کی ضرورت ہے کیونکہ یورپ نے خود ہی ملکی بازارون پر اختیار رکھکر - ایثار کے ساتھ نیز کافی سامان ملک ہی مین تیار کر کے اپنی تجارت مین ترقی کی ہے اور

اوسی کا سبق ہندوستان کو بھی اب پڑھنا آگیا ہے۔اگر انگلستان کے حالات پر غور کیا جاے تو معلوم ہوگا کہ (۸۰) فی صدی لوگ صنعت و تجارت پر زندگی بسر کرتے ہین اور خام اشیاء کے واسطے وہ دوسرے ممالک کے محتاج ہین اسی لیے انگلستان مجبور ہے کہ بیرونی بازارون کو اپنے قابو مین رکھے۔ایسے ہی سوت کے کاتنے۔کپڑے کے بننے کی حکمت عملی پر اپناہی اختیار رکھنا اوس کا فرض ہے۔یا امریکہ اور جرمنی نے اپنے لوہے یا اسٹیل کی ترقی تجارت کے لیے ایک وقت مین ہر قسم کا ایثار کیا تھا بلکہ اپنی ملکی مصنوعات کو گران نرخ پر خرید کرکے دوسرے ممالک سے مال کو اپنے یہان آنے سے روک دیا تھا۔ایسا ہی ہندوستان کے لیے بھی ضروری ہے اور جواب کچھ کیا جارہا ہے۔ماسوا اس کے پھر حقوق تجارت کا محفوظ رکھنا بھی ہر سودیشی تحریک کی کامیابی کے لیے لازمی سمجھا جاتا ہے اور حقوق تجارت کے محفوظ ہونے سے مراد عام طور پر یہ لیجاتی ہے کہ مقامی مصنوعات کی قیمتون کو بیرونی مصنوعات کی قیمتون کے مقابلے مین گران سے ارزان کرانے کا سامان ہوجاے اور یہی اس وقت ہندوستان کو حاصل نہین ہے۔گو بتیس کرور سے زائد آبادی خود ہی تیار شدہ مال کی خریداری کے واسطے کافی ہے اور خام اشیا بھی موجود ہین صرف دوسرے ممالک سے بے نیاز ہونے کا ارادہ چاہیے ہے اور رفتہ رفتہ کرکے تجربے۔واقفکاری نیز کلون کی ایجادون اور ساخت سے اپنا ہی مال تیار کرانے کی ضرورت ہے مگر دیکھا جاتا ہے کہ بہت لوگ لندن۔امریکہ۔جاپان۔جرمنی۔وغیرہ سے تعلیم حاصل کرکے ملک مین واپس آگئے ہین۔لیکن اون کو صنعت۔زراعت۔اور تجارت کی طرف مشغول ہونے کا موقع کم ملا ہے۔اور اگر ملا بھی تو اپنے ملک مین ملازمت کے زیادہ شیدا

ہو گئے ہین۔

مہاتما گاندھی اور علی برادران نے سیاسیات ملکی کو قابو مین لانا۔ اور اقتصادی ترقی کو سب سے مقدم علاج ہندوستان کی مشکلون کے رفع کرنے کا تجویز کیا ہے اور اوس کے واسطے اہل ملک نے بڑی بڑی قربانیان کی ہین۔ اور کہا جاتا ہے کہ سواراج حاصل کرنے کے بعد ہندوستانیون کی سب تکلیفین رفع ہوجائین گی اور بہت ممکن ہے کہ یہ خیال صحیح ہو۔ لیکن ملکی ترتیب اور تنظیم کے بغیر کچھ بھی نہین ہو سکتا۔ اور اگر اس سے بحث نہ کی جائے کہ کون قوم ہندوستان مین حکمران ہے یا ہوگی تو ایسی تدبیرین نکالنا چاہیین کہ جن سے مستقل طریقے کی امداد اہل ملک کی خود بخود ہوتی رہے۔ اور مقامی زندگی کے مطابق آزادی سے ہر قسم کا سامان آسایش۔ سرمایہ۔ قانون و قواعد۔ تعلیم صنعت وحرفت۔ فوج۔ مزدور۔ تاجر۔ مہاجن وغیرہ۔ بلکہ حکومت اور ہر مایحتاج زندگی مہیا ہو سکے۔ یا فی الحقیقت ملک کو ایسے نظام کی حاجت ہے جس کے قومی نصب العین اور میثاق ملی مین فرقہ وارفسادات و فریقانہ جذبات کو مٹانا ہو۔ نیز قومی اور ملکی عزت وشرف کے لیے متفرق قومون کے بجائے اہل ملک ہی کی سیادت مین جماعتی عمل۔ متحدہ جدوجہد اور روا داری۔ ہندوستان کی فضا مین اطاعت کے ساتھ جگہ جگہ دکھلائی دے جس سے نہ صرف ہندوستانیون کی ہستی قائم رہے۔ بلکہ دیگر حصص دنیا مین اون کا متفقہ اور ملکی وزن بھی محسوس ہوتا رہے

حکومت ہندوستان نے ملک کے سامنے یورپ کی تقلید مین مختلف قسم کے علاج ہندوستان کی مصیبت رفع کرنے کے لیے پیش کیے ہین۔ مثلاً نقادی دیگر



هزهائینس سکندرصولت افتخارالملک کرنل نواب محمد حمیداللہ
خان صاحب بہادر - جی-سی-ایس-آئی بالقابہ
والی ریاست بھوپال دام حشمتہ و ملکہ

کاشتکارون کی امداد کی ہے۔ زراعتی فارم بنا کر تجربے کرا دیے ہین۔ اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم دیکر متمدن بنا دیا ہے اور تجارت کی تقلید نے تھوڑے سے لوگون کو تجارت کی شاہراہ پر بھی لگا دیا ہے۔ برقی روشنی۔ پنکھے۔ ریلون۔ دریائی اور ہوائی جہازون نیز عمدہ سڑکون نے سفرون کو اور گھر مین رہنے کو آسان کر دیا ہے۔ اور ریفارم اسکیم سے ملکی بے چینی کے کم کرنے کا بھی انتظام ہوا ہے۔ مگر یہ سب سرمایہ دارون اور دولتمندون یا صاحب ذرایع کے واسطے سامان ہوا۔ غریب کاشتکار۔ مزدوری پیشہ اور چھوٹے چھوٹے تاجرون۔ متوسط الحال۔ یا عام رعایا کی حقیقی مصیبت رفع کرنے کے لیے اگر کوئی بھی کیمیا ایجاد ہوئی ہے تو وہ معاونت باہمی کی تحریک ہے۔ اور یہ صحیح ہے کہ اوسے ہندوستان مین جاری کر کے حکومت انگلستان نے بڑا ہی احسان ملک پر کیا ہے۔ پھر اوسی کے ذریعے سے کیون نہ ترتیب اور تنظیم کیجائے۔ نیز اگر ترک موالات اور سودیشی تحریکون یا سواراج کی تبلیغ کے ساتھ ساتھ اوس کی جانب اہل ملک پوری توجہ کرین تو بڑے مواقع ترقی حاصل ہین۔ امرا اور سرمایہ دار دل کھول کر کارخانے اور کلون کو رواج دین۔ اور غربا بھی کاشتکاری نیز افزایشی کامون مین امرا سے امداد لیکر محنت کرین کیونکہ موجودہ دنیا مین آلات کے استعمال اور علمی ترکیبون کے بغیر زمین کی پیداوار مین محض کفایت شعاری سے دولت مین زیادتی ناممکن ہوگئی ہے۔ تجارتی مقابلون نے نرخ اشیا کو ایسا ارزان بہ علت و گران بہ حکمت کر دیا ہے کہ جب تک کل اہل ملک بلا تفریق رنگ و مذہب اس بات کا ارادہ نہ کرلین گے کہ ممالک غیر سے مقابلہ کرین اوس وقت تک کسی ترقی یا کامیابی کی امید کرنا فضول ہے۔ وہ ہندوستانی اصحاب جو ملک اور اہل ملک

کی بہتری کے سچے دلدادہ ہین اگر اون سے معاونت باہمی کی طرف پوری توجہ کی نسبت گذارش کیجائے تو غالبًا بے جا نہ ہوگا۔ کیونکہ اوس کے اصولون کی پیروی سے ہی اس وقت کل یورپ بڑی ترقی کر رہا ہے۔ بلکہ یورپ کے عوام اور خواص سب شرکت کر کے ملک کی دولت مین اضافہ کر رہے ہین۔ مگر ہندوستان کی معاونت باہمی کے اصلی کاروبار مین زیادہ تر ادنے طبقے کے لوگ اپنی انجمنین بنا کر کوشش کرتے ہوے اب تک پائے جاتے ہین۔ گو بعض جگہ اکابر ملک اور متوسط الحال اصحاب بھی اپنے اہل ملک کی امداد کے واسطے تیار ہوگئے ہین اور سچی کوشش کر رہے ہین تاہم جمہور ملک اون کی جمہوری حکومت کے قواعد اور روزانہ زندگی کی بسر اوقات کی تعلیم سے پورے طور پر واقف نہین ہوے ہین اور یہ حقیقت ہے کہ ملک کے آزاد خیال اور رضاکارون بلکہ سچے بہی خواہون کو اپنی جولانی طبع۔ ایثار نفس اور ملکی ہمدردی دکھلانے کے جو مواقع معاونت باہمی کی تحریک مین ملتے ہین اون سے اونھین ضرور ناواقفیت ہے ورنہ وہ سب سے پہلے اس امدادی تحریک کے مؤید بنتے اور غربائے ہندوستان کی امداد کر کے حقیقی ترقی کا سامان پیدا کرتے۔ کسی نے یہ سچ کہا ہے کہ "پبلک کے لیے سچے ہمدردون کے کام کی بہترین کسوٹی اور جانچ حقیقتًا غربا کی امداد اور اون کو اون کے حقوق کا حاصل کرا دینا ہے۔ اوسی سے خدا کی خوشنودی اور ثواب دارین لوٹنے کی طمانیت حاصل ہوگی اور ملک مین عزت بھی۔ بلکہ یہی اصلی خیر جاری کے مسئلہ کا مفہوم ہے" اسی لیے اکابر قوم نیز تعلیم یافتون کی پوری توجہ کی اس تحریک کو محتاجی ہے۔

اہل بصیرت سے یہ بھی پوشیدہ نہین ہے کہ اگر اس تحریک عظیم کو جواب ہندوستان

مین بہت کچھ پھیل رہی ہے محض حکومت کے ہاتھ مین چھوڑ دیا جائیگا تو کسی طرح قرین عقل نہوگا کیونکہ یہ تحریک بھی مثل دیگر عظیم الشان تحریکات ملکی کے ایک دورخی تلوار ہے جس کو اگر اچھی طرح استعمال کیا جائے گا تو آزادی اور خوشدلی ضرور نصیب ہوگی نیز جو کوئی اسے اپنے ہاتھ مین لے لیگا اوسے اس کے استعمال کی مشق ہوجائیگی اور دوسرے محروم ہوجائین گے۔ جس کسی کے اقتدار مین یہ تحریک رہتی ہے وہ اوسے اپنے مقاصد کے واسطے پھیلاتا ہے اور اپنی ضرورتون کے واسطے استعمال کرتا ہے۔ اگر اہل ملک آمین آمین کرکے اوسے اوٹھالین گے تو یقین ہے بلکہ دوسرے مقامات کی تاریخ سے ثابت ہے کہ قحط اور مصیبت کے دور ہوجانے مین ذرا بھی شک نہ رہیگا۔ قرضداری کی حکومت بھی کاشتکار اور دستکار کے گھر سے اوٹھ جائے گی۔ جو نہ سلطنت کے اوٹھانے سے اوٹھ سکتی ہے اور نہ الحاح وزاری یا دعا سے دور ہو سکتی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ اس وقت بھی اکثر کاشتکارون کے پاس تھوڑی سی بے مرمت اراضی ہے۔ ایک یا دو جوڑ کمزور اور لاغر بیل ہین۔ صرف ۸ رکا ہل اور ۴ رکا بکھر اور کم دودھ دینے والی گائین یا بھینسین ہین۔ بعض تو بے سرمائگی کے سبب اپنے گھرون کو چھوڑ کر بھاگ جانے کے لیے ہر وقت تیار رہتے ہین۔ ایسی صورتون مین انھین کون قرض دیگا اور کون ان کا اعتبار کرے گا۔ پھر حکومت نے ابتدا ہی سے پوری پوری امداد مالی سے قطعی انکار کر دیا ہے اور محکمہ قائم کرکے کچھ تجربہ کرادیا ہے۔ اب اہل ملک کا فرض ہے کہ امداد اور اعتبار کا سامان کرین۔ لیکن اندیشہ ہے کہ جس طرح ہندوستان مین جدید تعلیم اہل ہند کی دماغی حالت کے مناسب اور موزون نہ تھی اور جس سے

خوفناک نتائج حکومت اور رعایا دونون کے واسطے پیدا ہوگئے ہین جیسا کہ موجودہ
بے چینی سے بخوبی ظاہر ہے۔ عوام مین جدید خواہشات پیدا ہوگئی ہین اور اون کا
پورا کرنا مشکل نظر آرہا ہے اوسی طرح کوآپریشن کی خواہش پیدا کرا دینا اور اوس کا
مکمل سامان نہ مہیا کرنا بد سے بدتر نتائج پیدا کردیگا کیونکہ اس کا تعلق ایسے گروہ سے
ہے جس کی تعداد کثیر ہے اور جو ہندوستان کی جان ہین۔

حقیقتاً یہ افسوس کی بات ہے کہ اہل ملک کے بجاے حکومت نے ہندوستان
مین معاونت باہمی کی تحریک کو پھیلانے اور اس کو کامیاب بنانے کا ذمہ اپنے سر
لیا تھا۔ مگر سرمایہ کا مہیا کرنا کلیتاً اہل ملک کے متعلق رکھا۔ کہنے کو جبریہ طریقے پر اس
تحریک کو شروع نہین کیا گیا اور مالی امداد نہ دے کر یہ جتایا گیا کہ کوآپریٹو تحریک خود
پبلک کی تحریک ہے اور سرکاری کام نہین ہے مگر ابتدا ہی سے کچھ ایسا یہ داز کار اوٹھایا
گیا کہ بغیر عاملانہ حکومت کی نگرانی و مداخلت کے نہ چل سکا۔ اور انھین کے ذریعے
سے ہر جگہ پھیلایا گیا اور عاملان حکومت نے اپنی کارگزاری اسی کو سمجھا کہ سب کچھ جلد
سے جلد اچھا کر دکھاوین۔ انعامات اور خطابات کی لپک یا خوشنودی حکومت کی خواہش
عام اخلاقی خیالات پر بالا ہی رہی اور نتیجے مین اس کل تحریک کو ہر کس و ناکس ہر جگہ
سلطنت کے اثر سے کلیتاً وابستہ پاتا ہے۔ گو وقتاً فوقتاً ایسی پالیسی کا اظہار بھی
ہوتا ہے کہ حکومت اس تحریک عظیم کو کلیتاً اہل ملک کے ہاتھ مین دینا چاہتی ہے
اور اب تو ملک کے منتخب شدہ وزیر سلطنت کے ہاتھ مین اسی لیے اس کو دے بھی دیا
گیا ہے لیکن عملی طور پر بجز اس کے کہ سرمایہ کے عطیون سے حتے المقدور اس نیک
تحریک کو محروم رکھا گیا۔ باقی ہر طرح کا اثر ہر جگہ حکومت ہی کا نظر آتا ہے۔ اور کچھ

خاص خطرات کی جھلک بھی خود حکومت اور اہل ملک دونون کے لیے ایک گہری نظر سے دیکھنے والے کو اس تحریک مین کبھی کبھی دکھلائی پڑجاتی تھی اور معلوم نہین کہ کیون اہل ملک ۔یورپ کی طرح خوشی سے آمین آمین کرکے اس تحریک کو اپنے کاندھون پر نہین اوٹھا لیتے ہین اور نہ حکومت ہی بالکل دامن جھاڑ کر علیحدہ ہونے پر طیار ہوتی ہے ۔ابتدا مین عام طور پر لوگ ان کا زیادہ اعتبار بھی نہین کرتے تھے جس سے ان مین امانتین زیادہ حاصل نہین ہوئین ۔حساب دان محررون کی کمیابی اور نادہندی کے خطرات نیز وصولی کی مشکلات بھی پیش نظر رہتی تھین لیکن گورنمنٹ کی نگرانی توجہ اور ہمت افزائی کے سبب خاص خاص اہل ملک اس تحریک عظیم کی طرف ضرور متوجہ ہوگئے مگر موجودہ حالت ملک مین اس کی امید کرنا کہ عوام اہل ملک کوآپریٹیو تحریک کو اپنا سمجھ لین کئی وجھون سے ذرا مشکل ہے۔ تعلیم یافتہ گروہ علاوہ اپنی فکر معاش مین مبتلا ہونے کے بہت کچھ سیاسیات ملکی مین حصہ لے رہے ہین اور حکومت کو بھی حتی الوسع اون کی مداخلت آزادی سے معاونت باہمی کے کام مین عام طور پر گونہ پسند نہین ہے۔ متمول زمیندار محض خوشنودی حکومت کے خیال سے کچھ کچھ متوجہ ہوے ہین مگر درپردہ اس تحریک کو اپنے اقتدار یا اثر کے زوال کی بسم اللہ سمجھتے ہین نیز قرضہ لے لیکر ریاستون اور جائدادون کے تباہ کرنے مین اور مہاجنون کے گھرون مین اپنی دولت کے پہونچا دینے مین وہ ایسے مشغول ہین کہ اپنی رعایا کی بھلائی سوچنے کا انھین موقع ہی نہین ۔مفت کی دولت وراثتاً پاکر اوڑانا اون کا فرض ہے ۔مہاجن تو عام طور پر اس کاروبار کا کھلا دشمن کہا جاتا ہے ۔کاشتکار اور دیگر مزدوری پیشہ کچھ کچھ ان کی طرف متوجہ ہوے ہین

اور جہان نوعیت کار کو اچھی طرح سمجھ گئے ہین - نیز کوئی ہمدرد ملک سچی رہنمائی کے لیے اُن کو مل گیا ہے اچھی طرح کاروبار کر چلے ہین - لیکن رعایا کی عام قرضداری کی حالت اب بھی مشکل سے معلوم ہوتی ہے - اور ایتدا مین عام قرضداری بھی بڑھ جاتی ہے - عموماً سب اپنے قرضے چھپاتے بھی ہین بلکہ اوس کے اظہار مین سبکی سمجھتے ہین - خود اُن کے پاس کوئی حساب کتاب نہین ہوتا - اور مہاجنین حساب کتاب کے بتانے سے گریز کرتے ہین - یہ کہنا صحیح ہے کہ گورنمنٹ ہند نے بہت کچھ اپنے سول سروس کے اعلےٰ افسرون کو اس تحریک کی امداد کے لیے مقرر کیا ہے اور قانون وقواعد بنا کر ہندوستان مین اس کاروبار کی ترویج کی - مگر ساتھ ہی اس کے یہ کہنا بھی بجا ہوگا کہ عرصہ تک یورپ کے نمونے صرف یوروپین حضرات ہی کو تجربے کے واسطے دکھلوائے گئے ہین اور اونھین کو ماہرین فن قرار دینے کی تدابیر کی گئین - کاش امرکین - آسٹریلین کنیڈین - فرانسیسون اور روسیون کی طرح ہندوستانیون کے کمیشن بنا کر دنیا کے مختلف حصص کے کاروبار کا ہندوستانیون کو معاینہ کرایا جاتا تو بے شک سچا نفع ہندوستان کو ہوتا - جس سب کا نتیجہ یہ ہے کہ گورنمنٹ ہند کی کوئی ذمہ داری اس تحریک سے متعلق نہین ہے مگر پھر بھی ملک اس تحریک عظیم مین دلچسپی لینے اور اس سے تعلق رکھنے کے متعلق حکومت ہی کا فرض سمجھتا ہے اور باوجود متواتر بیس سال کی کوشش کے ہندوستان کو عام طور پر محض قرض کا طریقہ کاروبار کچھ کچھ کہین کہین آچلا ہے اور چونکہ ملک مین صرف بڑے بڑے شہر یا بڑے بڑے قصبے نہین ہین جیسے کہ یورپ کی حالت ہے بلکہ زیادہ تر چھوٹے ہی چھوٹے گاؤن بکثرت ہین اور ان مین تعلیم عام نہین ہے نیز تجارتی بنکون کی ترتیب وساخت بھی ایسی نہین ہے کہ جس سے وہ گاؤن گاؤن

مرتب طریقے پر کاروبار کر سکین نہ ذریعہ ترسیل و ترسل زر ہی آسان ہے اس لیے
معاونت باہمی کے کام چلانے کے واسطے بغیر مرتب و باقاعدہ حکومت کے قدم
کو درمیان مین لائے ہوے کام کا چلا لیجانا بھی مشکل نظر آرہا ہے۔ یہی مجبوریان
ہین کہ جس سے ملک کلیتاً اس کام مین اپنی ذمہ داری کو پورا پورا ادا نہین کرسکتا۔
اگر کہا جاے کہ خود اہل ملک تجارتی بنکون کے سرمایہ کو یا خود اپنے بنک بنا کر سرمایہ
کو گاون گاون پھیلانے کے واسطے کوشش کرین تو اس کے واسطے اول تو زمانہ
درکار ہے دوسرے جس وقت تک مالیہ ملک پر خود اہل ملک کو اختیار ہو اوس
وقت تک کثیر سرمایہ بہم پہونچانا بھی دقت طلب ہے۔ سیونگ بنک جہان کہین
بھی ہین وہ بھی ڈاکخانون کے سلسلے مین ہین اور ان پر بجز حکومت کے دوسرے کا
اختیار مطلق نہین ہے اور بڑے بڑے بنکہاے سرمایہ شرکت بھی بغیر حکومت کے
کسی نوع کے قدم کے درمیان مین آئے اعتبار نہین کرتے پھر جب کہ کاشتکار
ہی ابھی تک ہندوستان کا پشت و پناہ ہے اور حکومت کا بھی سرمایہ ناز و عزت
ہے اور اوسی کا پیدا کیا ہوا سرمایہ کلیتاً حکومت کے ہاتھ مین جاتا ہے تو ایسے
کاشتکار کی امداد تنہا اہل ملک کا فرض ہونا کسی دلیل عقلی سے مناسب بھی نہوگا
اور حکومت کا ملک کی بہبود کے واسطے اہل ملک کی ذمہ داری کے ساتھ سرمایہ
بہم پہونچانے مین شرکت کرنا اور معین ہونا بے شبھہ عین فرض ہوگا۔ مگر یہ حکومت کی
پالیسی کے خلاف ہے۔ یہ ضرور ہے کہ فدائیان ملک کو اپنے بھائیون کو اپنے پیرون
پر کھڑے ہونے کی صلاح دینا چاہیے لیکن حکومت بھی پوری طرح پر امداد دیکر اور ایسی
امداد کو بھول کر اہل ملک کے ہاتھ سے اس کام کو کرائے تو بہت کچھ سچی ترقی کی امید

ممکن ہے جیسے کہ کروڑوں روپیہ عمارتون اور تجربے کے کامون مین صرف کرکے گورنمنٹ اوس کی واپسی کی توقع نہین کرتی اوسی طرح اس تحریک مین سرمایہ لگانے سے بھی نہ ڈرے اور نہ گریز کرے۔

خیال کیا جاتا ہے کہ ملک کا موجودہ قانون بھی بہت کچھ کوآپریٹیو تحریک کے جلد تر نہ پھیلنے اور کامیابی سے نہ چلنے کا ذمہ دار ہے۔ اور التوائے لگان و مالگذاری کی قانونی سختی اس کی دلیل ہے۔ مثلاً اپریل سے لیکر جون تک بارش کے ہوجانے سے اکثر داونی یا اوڑاونی مین تاخیر ہوکر لگان کی ادائی وقت پر غیر ممکن ہوجاتی ہے لہذا التوا نہ ملنے سے کاشتکار کے سب کرم ہوجاتے ہین۔ سرکاری مطالبہ کا بار مقدم ہوتا ہے۔ پیداوار کے ہاتھ سے نکل جانے سے یا زیادہ سود پر قرض لیکر ادائی کرنے سے بڑے نقصانات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اور دنیا مین اعتبار بھی نہین رہتا۔ بڑے بڑے تعلقدار زمیندار اور والیان ریاست بھی کاشتکارون کو مستقل حقوق نہ دینے کی مخالفت کرتے ہین۔ اور بندوبست استمراری کسی طرح ملک مین عام نہین ہوتا۔ پھر مختلف حصہ جات ملک مین مختلف حالات ہین۔ مثلاً صوبہ جات لمبئی۔ برار۔ مدراس۔ کرگ۔ آسام۔ اجمیر و پنجاب مین چھوٹے چھوٹے زمیندارون سے سابقہ ہوتا ہے اور وہ اپنے نفع کو دیکھتے ہین۔ اور بنگال بہار۔ اوڑیسہ۔ متوسط و متحدہ آگرہ و اودھ مین کہین کاشتکارون کو انتقال اراضی سے قانوناً روک دیا گیا ہے کہین کاشتکار کو برائے نام قبضہ داری اگر حاصل بھی ہے تو اوس پر مالکانہ تصرف کے لیے سخت قیود لگے ہوئے ہین پھر سب سے زیادہ افسوسناک حالت ملک کے قانون دیوانی کی ہے جو حقیقتاً اعلےٰ درجے کے متمدن

اور ترقی یافتہ ملک کے واسطے ضرور مناسب تھا مگر ہندوستان کے اَن پڑھ
کاشتکار و جاہل دستکار کے سر پر اوس کا لا پٹکنا کسی طرح درست نہ تھا۔ اوس سے
مہاجنوں کو بہت کچھ قابو مل گیا ہے۔ قانون معاہدہ کے اصلی اور سچے اصول بیشک
غریب اور سیدھے سادے لوگوں کو مہاجنوں کے بے رحم چنگل سے نجات دلا سکتے
تھے۔ مگر عملاً اس کے خلاف دیکھا جا رہا ہے۔ مثلاً کلکتہ کے ہائی کورٹ نے جب سے
یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ "اگر دو سو روپیہ کی دستاویز پر پانچ فی صدی ماہواری کے حساب
سے سود در سود ہو کر دس ہزار بھی ہو جائے تو بھی دعوے کی ڈگری دیجائے اس لیے
کہ الفاظ معاہدہ مندرجۂ دستاویز وہی ہین۔ گو ایسا اقرار کیسا ہی سخت اور حماقت
کا کیون نہ کہا جائے" بھلا کسی جاہل یا غریب کاشتکار کے امکان کی یہ بات مانی
جا سکتی ہے کہ دستاویز معاہدہ کے خلاف داب ناجایز۔ فریب یا دھوکہ وغیرہ کا
ثبوت بہم پہونچا سکے گا۔ نتیجے مین کرورون کی ڈگریان ہو رہی ہین۔ اسی طرح
عدالت خفیفہ مین جب کوئی مہاجن اپنے کھاتے کو ایک بار کسی کے مقابلے مین صحیح
ثابت کر لیتا ہے تو سیکڑون دعوے دوسرے کے مقابلے مین اوسی کھاتے کی
بنیاد پر ڈگریان کراتا چلا جاتا ہے اور عدالت کی راے اوس کے موافق رہتی ہے۔
کسی قسم کی شہادت تردیدی کی وقعت نہین ہوتی۔ پھر عدالتون کی پیشیون پر
حاضری غریب کاشتکار یا دستکار کے لیے اپنے کام کو چھوڑ کر غیر ممکن ہے۔ ایسی
پیشیان عموماً برابر بڑھتی رہتی ہین جس سے نتیجے مین ترکیب یا رشوت کے زور سے
یک طرفہ ڈگری بحق مدعی ہونا لازمی ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اپنی روزانہ مزدوری
کھیت کو چھوڑ کر روزانہ یا بار بار حاضر عدالت ہونا اون کے مان کی بات نہین ہے

پھر ڈگریون کے اجرا مین جو کیفیات تجربے سے نظر آتی ہین افسوس ہے کہ اوس کا
ندازہ ہی قانون بنانے والے کو نہ تھا۔

غرضکہ قوانین مالگذاری و لگان نیز اجراے ڈگری کے سخت ضابطہ بلکہ صنعتی
ترقیات کے دور نے زرعی اعتبار کو بہت کچھ کم کر دیا ہے۔ عدالت کے ایک قلم
کی گردش سے بڑی بڑی ملکیتین ایک سکنڈ مین قبضے سے نکل جاتی ہین۔ عدالتین
بھی ضابطہ سے مجبور ہین شاہی اختیار یا رحم کو ان قوانین مین دخل نہین ہے۔
صوبہ متحدہ اور ملک متوسط مین کاشتکار کی حالت بہ نسبت زمیندارون کے اچھی
نہین ہے لیکن پنجاب مین کاشتکار اور مالگذار دونون بہت خراب حالت مین
بھی نہین ہین۔ دکن مین رعیت کی حالت معتدل ہے مگر بارش کی کمی سے افلاس
نے ہر گھر کو دیکھ لیا ہے قرضداری بڑھ گئی ہے اسی سے کاشتکار نے محنت مین کمی
بھی کر دی ہے اب کر کے صوبہ متحدہ مین کاشتکارون کی حالت کی درستی کے
واسطے بے دخلی مین آسانیان نہین رکھی گئی ہین جس سے کچھ عرصے کے بعد
ممکن ہے کہ کاشتکار کی حالت سنبھل جاے لیکن اس سے مالگذار کی حالت کے
خراب ہو جانے کا بھی اندیشہ ہو گیا۔

ایسے ہی یہ بھی سمجھا جاتا ہے کہ جب تک ہندوستان مین خام اشیا سے
مال نہ تیار ہونے لگے گا اور اہل ملک کے کارخانہ جات وغیرہ قائم نہ ہونے لگین گے
جن مین کاشتکار اور دستکار خود حصہ دار ہون اور ان ہی کے کارخانون کے ذریعے
سے ذخائر مرتب ہون یا غیر زراعتی کاروبار اور مجمتعہ خرید و فروخت نیز ملکی صنعت
و حرفت کی تجدید نہ ہو یا موجودہ یورپ کے ترقی یافتہ ممالک کی طرح مشترک

زراعتون وغیرہ کے لیے انجمنین نہ قائم کیجائین اوس وقت تک حقیقی کام کا چلنا نہ سمجھا جائیگا۔ کیونکہ ہندوستان مین بکثرت ایسے مزدور موجود ہین جن کے پاس اراضی نہین ہے نیز شکمی کاشتکاری کا بھی رواج ہے اور اسی کے باعث درمیانی لوگ زیادہ نفع حاصل کرتے ہین۔

اب تو ہندوستان مین مثل دیگر حصص دنیا کے سیاسی اعتبار سے بلکہ خود اپنی صنعتی وحرفتی ضرورتون سے کاریگرون یا مزدوری پیشون کا سرمایہ دارون اور ان کے اتحادات کا سخت مقابلہ ہونے لگا ہے اس لیے اون کے لیے اتحادات قائم کرکے گویا افزایش اشیا کے کاروبار کا ترقی دینا ضروری سمجھا جارہا ہے بلکہ ہردو قسم کے اتحادات کا مقابلہ کرانا ضروری ہوگیا ہے یعنی جب تک دونون مین برابری نہ ہوگی اور اخلاقی برتاؤ نیز صفائی معاملت مین ایک کو دوسرے کا خیال اور مروت نہ ہوگی اوس وقت تک ملک مین اعتدال پسندی کی خصلت عام نہ ہوگی ورنہ نتیجہ مین ملک کی زبونی اور باہر والون کا نفع لازمی ہے۔ علاوہ اس کے ایسی افزایش اشیا کے اتحادون مین جب افراد اور انجمنین عام نفع کے واسطے بلا خود غرضی کے ظاہر کیے ہوے کوشش کرینگی تو خودداری۔ وفاداری۔ سمجھداری بلکہ مالی حالت کا استحکام ملک مین عام طور پر نمایان ہونے لگے گا۔ اور یہ سب کچھ بغیر اصول معاونت باہمی کے سکھلائے حاصل نہو گا۔

پھر اگر ہندوستان مین مزارعین اور دستکار اپنے اپنے طریقون اور دائرہ عمل مین علٰحدہ علٰحدہ کاروبار کرکے ایک دوسرے کو ہر طرح امداد دینے پر تیار کرائے جائین یعنی دونون مین اون کے اتحادون کے ذریعے سے رشتہ کاروبار قائم

کرایا جائے تاکہ زرعی اتحاد والے اپنی پیداوار کو دستکاروں کے ذخائر کے ہاتھ فروخت کرین اوراوس کے چلنے مین ذخایر والے فرازعین کی ضرورت کے لیے تخم کھاد اور نقد وغیرہ اونھین مہیا کرسکین بلکہ اپنے اپنے اتحادات اور مرکزی بنک جابجا قائم کرسکین گویا ہر فرقے ہر گاؤن اور ہر قصبہ بلکہ ہر شہر کے رہنے والون کو بیدار کیا جائے اوراون کو اون کی اصلی حالت بتلائی جائے خیرات اور بغیر کاروبار کے کچھ بھی حاصل کرنے کے نقایص کو اون پر ظاہر کیا جائے۔ نیز کمزور اور نادارون کو امداد دے کر انسانیت اور انصاف کی داد دیجائے تو ملک کی ہر طرح بہبودی ہوسکتی ہے۔ محض حکام گورنمنٹ یا چند قانونی پیشہ یا ڈاکٹرون پر ہر جگہ و ہر موقع پر کاروبار کو چھوڑ دینے سے بھی اکثر اوقات نقصان ہوجاتا ہے بلکہ بعض وقت ایسے ہمدرد بھی ملزم قرار پاجاتے ہین اور کہدیا جاتا ہے کہ انھین لوگون نے عوام کو قابو مین کررکھا ہے۔ لہذا ہر گروہ اور ہر فرقے مین پنچایتی اصولون کے مطابق اونھین کے سرگروہ قائم کیے جاوین اور کوآپریٹیو سوسائٹیون کے ذریعے سے درمیانی کام کرنے والون کو خارج کرکے کاشتکار- دستکار- مزدور سب کی پیداوار کو فروخت کرایا جاے- نیز حکومت سے جرمنی- امریکا- ڈنمارک اور فرانس وغیرہ کی طرح کم سود پر یا بلا سودی مالی امداد دلاکر عوام کی فلاح کا سامان کیا جائے اور جس طرح کہ ہندوستان مین آبپاشی کے لیے دریاؤن سے پانی لیکر ملک کو آسمانی بارش کے خطرون سے محفوظ کیا جاسکتا ہے ویسے ہی معاونت باہمی کے کاروبار کو بہت بڑے پیمانے پر اہل ملک کی امداد سے جاری کرکے ملک کا اعتبار بھی قائم کرایا جاے تب یہ کہا جاسکتا ہے کہ ملک کی اصلی اور سچی ترقی کی طرف قدم بڑھایا گیا ہے-

اگر خود اہل ملک اپنے بنک بنالین یا سرمایہ شرکت کے موجودہ ملکی بنک
اس کا ارادہ کرلین کہ معاونت باہمی کی تحریک کی ہر طرح امداد کرین گے تو سبحان اللہ
مگر دیکھا جاتا ہے کہ اون کے اصول کاروبار موجودہ کے لحاظ سے ایسے ہین کہ جب تک
روپیہ کی وقت پر واپسی کا پورا اطمینان نہ ہوجاے اوس وقت تک وہ لین دین سے
مجبور ہین۔ غریب کاشتکار یا دستکار کو ان کے یہان روپیہ ملنے کی گنجایش کم ہے
اور تجربہ بتلاتا ہے کہ اگر کاشتکار کو اپنی زمین کے درست کرنے اور عمدہ قسم کی پیداوار
کرکے اوسے عرض بازار کرنے یا دستکار کو اوزارون اور کلون یا خام جنس کی حاجت
ہوتی ہے یا دونون مین سے کسی کو بھی شادیون۔ موت تعلیم یا دیگر مراسم دنیاوی
اور دینی کے واسطے مالی امداد کی ضرورت ہوتی ہے تو بنک یا بڑی بڑی مہاجنی
کی دوکانون سے امداد ملنا اب تک قریب قریب غیر ممکن ہے۔ اول تو ایسے غربا
کا ان تک پہونچنا ہی مشکل ہے اور نہ وہ ایسی جراءت کرسکتے ہین۔ دوسرے ایسے
کاروباریون کو غربا کے پاس نہ کوئی ایسی ضمانت ہی مل سکتی ہے جس سے ان کا
اطمینان ہوسکے اور نہ اون کی حیثیت یا موجودہ سرمایہ کی تحقیقات ہی آسانی کے
ساتھ بنک والون کے امکان مین ہے۔ پھر جس قدر زحمت اس تحقیقات مین اون کو
اوٹھانا پڑے گی یا روپیہ صرف کرنا ہوگا اوس کا معاوضہ بھی شاید اون کو اپنی عام
شرح سود کے اعتبار سے حاصل نہ ہو۔ نیز اون کے چھوٹے چھوٹے قرضون کا حساب
کتاب بھی رکھنا ایک جرثقیل ہے۔ دیکھا جاتا ہے کہ اب جو معاونت باہمی کے سنٹرل
بنک وغیرہ قائم ہورہے ہین اون مین بھی اگر خاص طریقون کو جاری نہ کیا گیا
اور عام مہاجنی و بنک کے اصولون پر پورا پورا عمل کیا گیا تو یقیناً عام ملکی مشکلات کا

حل ہونا پھر بھی آسان نہ ہو گا۔ لہذا تجاویز ذیل غور کرنے کے واسطے پیش کیجاتی ہین۔ اور امید ہے کہ ان سے نفع ہو گا۔

اول۔ ریاست ہاے ہند۔ نیز بڑے بڑے تعلقہ دار و زمیندار اپنی اپنی ریاستون مین سرمایۂ شرکت کے بنک قائم کرین اور انجمن ہاے معاونت باہمی کو بھی قائم کرا کر ان مین حصہ دار بنائین جن کے نمایندے حصہ داران کے دوش بدوش بطور ڈائرکٹرون کے کاروبار مین شرکت کرین۔

دوم۔ معاونت باہمی کی انجمنین ہر جگہ بنائی جائین۔ جن کی ذمہ داری غیر محدود و مشترکہ ہو۔

سوم۔ معاونت باہمی کی محدود ذمہ داری کی انجمنین مثل دارالذخایر و تھوک خرید و فروخت مال نیز انقسامی طریقہ کاروبار کے لیے قائم کرائی جائین۔ اور ہر قسم کے کاروبار کے اتحادات بھی بنائے جائین۔

چہارم۔ مستورات ہندوستانی کو معاونت باہمی کی تحریک مین دلچسپی پیدا کرانے کی کوشش حکومت اور اہل ملک دونون اپنے ذمے لین اور خود مستورات ہندوستان بھی مثل ٹرکی و یوروپین خواتین کے ملک کی خدمت کے واسطے نکل کھڑی ہون۔ (مسز سروجنی نائیڈو صاحبہ۔ محترمہ بی امان مرحومہ۔ بیگم محمد علی صاحبہ۔ مسز سی۔ آر داس صاحبہ۔ سارلا دیوی صاحبہ۔ بیگم حسرت موہانی صاحبہ۔ وغیرہ کی مثالین اب ہندوستان کے تعصبات کے قلعہ کو توڑنے کے لیے مثال کے طور پر کافی مل گئی ہین۔

پنجم۔ ہندوستانی مدرسون مین لڑکون اور لڑکیون کے نصاب تعلیم مین

معاونت باہمی کی ابتدائی تعلیم کا بندوبست کیا جاے۔

ششم۔ ہندوستان کے معاشرتی۔ سیاسی۔ و تعلیمی نصب العین مین معاونت باہمی کے کاروبار کو شریک کرلیا جائے۔

ہفتم۔ عام ترقیات ملک مین معاونت باہمی کے اصولون کو مدنظر رکھکر غیر زراعتی مثلاً تعمیرات وغیرہ کی انجمنین یا زرعی بلا قرض کی معاونت باہمی کی انجمنین عام طور پر قائم کرائی جایئن۔

ہشتم۔ ہر قسم کی معاونت باہمی کے اتحادات۔ نمایشین و مظاہرے و مذاکرے ملک بھر مین عام طور پر سالانہ کانگریسون و لیگون کے اجلاسون کے وقت بالاعلان قائم کرائے جایئن اور منجملہ دیگر تحریکات ملکی کے اس تحریک کو بھی ہندوستان کے لیے ایک ضروری تحریک سمجھا جائے۔

نہم۔ قدیم تعصبات کو پس پشت ڈال کر چھوت اور اچھوت ذاتون کے میل جول کی کوشش ہو اور ملکی و غیر ملکی تفریق کو آپس سے مٹایا جائے۔ نیز کوآپریٹو انجمنون مین اس کی کوئی تفریق نہ ہو۔

دہم۔ تجارت و سکہ ملک پر خود ملکی اقتدار حاصل کرنے کی پوری کوشش کیجائے۔

یازدہم۔ حکومت ہندوستان کے مالیۂ ملکی مین سے خاصی رقم ہر سال معاونت باہمی کی تحریک کے لیے منظور کرائی جائے۔

دوازدہم۔ امپیریل بنک کے معاہدہ مین ملک فرانس وغیرہ کی طرح اہل ملک کی امداد کے لیے سامان کرایا جاوے۔

معاونت باہمی کے طریقون مین سرمایہ بہم پہونچانے کے واسطے خاص شکیں

کی بھی حاجت نہین ہوتی بلکہ جس طرح ضرورت خود ہی اپنا سامان مہیا کر لیتی ہے
اوسی طرح معاونت باہمی کے کام کو شروع کر کے لوگ کفایت شعاری اور کوششون
سے بقدر اپنی حاجتون کے سرمایہ مہیا کر لیتے ہین یا دیگر تدابیر نکال لیتے ہین بیشک
میل جول تعلیم اور ایک دوسرے کی امداد کے بغیر کچھ بھی دنیا مین نہین ہو سکتا۔
لیکن دیکھا دیکھی سے بھی بہت کچھ اس کام مین تحریص و ترقی ہو جاتی ہے۔ مثلاً جب
کسی قریب کے شہر۔ گاؤن دیہات یا محلے مین دوسرون کو لوگ امداد باہمی کے
برکات سے ترقی کرتے دیکھ لیتے ہین تو انسانی فطرت سے مجبور ہو کر اس کی تلاش
شروع کر دیتے ہین کہ کامیابی اور خوش حالی کے اسباب کیا ہین اور اوس وقت اون کی
وہ خواہش جس کو کہ غبطہ کہتے ہین کسی طرح دبائے نہین دبتی ہے۔ چنانچہ یورپ مین
جہان کہین یہ تحریک پھیلی اوس کے ہمسایہ ملکون اور حکومتون نے بھی تقلید پر کمر
باندھی اور لاکھون اور کرورون کی تعداد مین پیشہ ورون اور کاروباری لوگون نے
رفتہ رفتہ کر کے اصول معاونت باہمی کو اپنی نجات دنیاوی کا سرچشمہ سمجھ لیا ہے
اور سیراب ہوتے چلے جاتے ہین۔ غریبی جو اون کی ہر قسم کی جسمانی۔ مادی اور
روحانی امراض کا باعث تھی نیز مسابقت جو ہر قسم کے اختلافات و باہمی جنگون
مین اونھین مبتلا کیے ہوے تھی آج اون سے دور ہو گئی ہے اور وہ کسی کے
بھی محتاج نہین رہے ہین۔ ہر سال اون کے ہر قسم کے مرتبۂ دنیاوی مین کچھ نہ کچھ
اضافہ ہی نظر آتا ہے۔ اگر کل ایک ہزار کے مالک تھے تو آج دو ہزار کے مالک ہین
اپنے ہم چشمون مین اونھین کوئی بھی حقیر نظر سے نہین دیکھ سکتا اور نہ اون کی روحانی
و جسمانی آزادی پر کوئی غیر مذہب والا یا باہر کا شخص لالچ یا زبردستی کی کمند ڈال کر

اون کو زیر دام کرسکتا ہے ظاہر ہے کہ غربت۔ عسرت اور نا اتفاقی کی زندگی مین ہر قسم کے اندیشے ہین۔ اور ایسے اندیشے ایک دم سے کبھی ظاہر نہین ہوتے۔ مگر جب ظاہر ہوتے ہین تو ننگ و ناموس عزت و دولت پر سب سے پہلے دھبہ لگاتے ہین۔ اگر کوئی جماعت انسانی اپنی ذاتی کوشش سے اس کا دعوے کرسکے کہ اپنی انفرادی اور مشترکہ تدابیر سے اوس نے اپنے کو افلاس۔ سود۔ یا دیگر برائیون اور حملون کے نتائج سے بچا لیا ہے۔ اور اپنی کوشش مین وہ کسی کی شرمندۂ احسان نہین ہوئی تو ایسا واقعہ یقیناً اوس کے لیے باعث فخر ہوگا۔ اور یہ بہت کچھ معاونت باہمی سے ممکن ہے پھر سلسلۂ سودخواری تو اس متبرک تحریک کے پہونچتے ہی ایسا کافور ہو جاتا ہے کہ جیسے آفتاب کی بلندی سے کہرا۔

جرمنی۔ اٹلی۔ آسٹریا۔ روس۔ اور سربیا کی معاونت باہمی کی تاریخ کے صفحون پر جب نظر دوڑائی جائے تو صاف پتہ چلتا ہے کہ ریفائیسن (Raiffiesen) کے طریقۂ کار نے کس طرح غربا کے واسطے سرمایہ بلا منت غیرے بہم پہونچا دیا۔ پھر جب بلجیم۔ ہنگری۔ پولینڈ۔ رومانیا کی طرف نگاہ دوڑائین۔ تو وہان یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ جہان کہین ویرانی نے اپنا سکہ جما لیا تھا۔ آج وہان گھر گھر کنچن برس رہا ہے۔ فرانس اور آئرلینڈ سے گورنمنٹ اور پبلک دونون کی امداد کا پورا پورا پتہ چلتا ہے۔ اسپین و جرمنی سے ذخائر تخم کے متعلق ہدایات مل سکتی ہین۔ نیز افزایش اشیاء کا کاروبار مشترکہ و متفقہ ملکیت کے طریقے پر جیسا کہ اٹلی رومانیا یا سربیا مین چل رہا ہے یا مشترکہ و متفقہ فروخت اشیاء کا کام جس طرح زورون پر شمالی امریکہ مین جاری ہے اور کوآپریٹیو کارخانے جیسے کہ بلجیم و فرانس مین بالتخصیص پائے جاتے

ہین وہ سب ہندوستان کے واسطے قابل تقلید ہین اور یہ ایسے واقعات نہین کہ جن سے اب چشم پوشی کیجا سکے۔ لیکن ہر جگہ کی تاریخ کے صفحون پر سونے کے حرفون سے یہی لکھا نظر آتا ہے کہ جب انسان خود اپنی مدد کو تیار ہو جاتا ہے۔ تو خداے عزوجل بھی رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے اور اوس کی مہربانی ہوتے ہی سب کچھ نصیب ہو جاتا ہے۔ بخلاف اس کے اگر کوئی شخص یا قوم یا جماعت اپنی مدد نہ کرنے پر تُلی رہے اور شرم کی پُڑیا کو کسی طرح ہاتھ سے نہ چھوڑے نہ کسی کی نصیحت پر کان دھرے نہ صفحات تاریخ پر نظر عمیق ڈالے تو اوس کا گذر اس کاروباری دنیا مین نہ ہوسکتا ہے اور نہ ہوگا۔ اوس کے واسطے جنگل بھی شایان نہین رہتے بلکہ عدم آباد کی بستی مین گمنامی کا خرقہ پہن کر چلا جانا قرین مصالح قدرت و وقت ہے ایسے ہی معاونت باہمی اور فضول خرچی یا اسراف بیجا کا تو ساتھ ہی کسی طرح نہین ہوسکتا۔ ایک کو دوسرے سے بالکل ہی بیر ہے۔ اس کا مقصد اعلیٰ یہی ہے کہ مسرف کو ممسک۔ بے خبر کو باخبر۔ جاہل کو پڑھا لکھا۔ بدکار کو نیکوکار۔ غیر ہمدرد کو ہمدرد اور اکثر اوقات بدون کو صالح بنادے۔ چنانچہ مقامات وینشیا (Venetia) لامبارڈی (Lombardy) وسربیا (Serbia) کے جنگلات مین رہنے والون پر امداد باہمی کا وہ اہم اخلاقی اثر ہوا ہے کہ جس کو بڑے بڑے مصلحان قوم بھی نہین پیدا کرسکتے تھے اور علاوہ اخلاقی ترقیات کے وہ مادی ترقیات کہ جن کا کبھی وہم و گمان بھی نہ تھا ظہور مین آچکی ہین۔ ایسے ایسے خاندان جن کے پاس مویشی کیا معنے بلکہ گھر مین دینے کے نام ٹٹی بھی نہین رہی تھی اور نہ صرف کپڑے لتے بلکہ مستورات اور چارپائی تک

مہاجن کے گھر رہن ہو گئی تھی آج اس تحریک کی کرشمہ سازیون نے اون کو ہر طرح پر آزاد۔ خوش و خرم۔ نیک چلن۔ اور صاحب اثاثہ وغیرہ کر دیا ہے۔ اس کی بہت سی نمایان مثالین اٹلی کے چھوٹے چھوٹے مواضعات مین جا کر ہر شخص نظر غور سے مشاہدہ کر سکتا ہے۔ حقیقتاً یہ کامیابیان اوسی وقت ممکن ہوئی ہین جب کہ حکومت اور مصلحان قوم نے ملک کے سامنے ہمدردانہ نقطۂ نظر یا قوم کی اصلاح و فلاح کے خیال سے اس تحریک کو پیش کیا ہے اور سچائی سے اس کے پھیلانے کا ارادہ کر لیا ہے نہ کہ محض نمایش کے واسطے یا ووٹ یا رائے حاصل کرنے کے لیے۔ یا اثر و اقتدار قائم رکھنے کے لیے۔ اور دیکھا گیا ہے کہ جب عوام الناس اس کی ترکیبون یا قواعد کو سمجھ لیتے ہین تو وہ از خود اس کی طرف کاربند ہونے کے لیے دوڑنے لگتے ہین۔ ان کے کاربند رہنے کی بہترین دلیل یہ ہوتی ہے کہ کفایت شعاری اپنے تمام کامون مین شروع کر دیتے ہین اور شکریہ کے ساتھ اپنے کفایت سے بچائے ہوئے سرمایہ نیز دفینہ و زیورات کی شکل مین جمع کیے ہوئے سرمایون کو کارآمد و افزایشی کامون مین لگانے لگتے ہین۔ دستور ہے کہ جب تک لوگون کو تجربے سے کسی نئے کاروبار کے قواعد نہین معلوم ہو جاتے وہ فطرتاً اوسے نہ اختیار کرنے پر مجبور ہوتے ہین۔ یہی سبب ہے کہ زمانہ حال کی بڑی بڑی حکومتون نے صرف تجربہ کرنے کے لیے نمایشون اور بڑے بڑے میلے ٹھیلے وغیرہ مین کرورون روپیہ صرف کرنے کا طریقہ نکالا ہے اور سچ ہے کہ بغیر ہمت افزائی یا کثیر صرف کے نت نئی ایجادون کا دنیا کے سامنے عملی طور پر پیش کرنا اور کامیاب بنا کر دکھا دینا بڑی مشکل بات ہے۔ عام اس سے کہ وہ اقتصادیات مین ہون یا تمدن مین۔ معاشرت مین ہون یا سیاست مین

معمولی تعلیم مین ہون یا کسی خاص فن صنعت و حرفت کی تعلیم مین ۔ غرضکہ ہر شعبۂ زندگی مین مشاہدات و تجربیات کو بے حد دخل ہے اور کامیابی کی صورت اگر نظر آتی ہے تو صرف ایثار، تجربہ و مشاہدہ کرانے سے ۔ ساتھ ہی اس کے ترتیب و نظام عمل کی باقاعدگی بھی بہت بڑا جزو اعظم ہے اس کے بغیر کوئی سی بھی تحریک جاہے بنانے والی ہو یا مٹانے والی اوس وقت تک کامیاب نہین ہو سکتی جب تک کہ اہل ملک خود جان و مال، دل و دماغ سے اوس کا خیر مقدم نہ کرین ۔ چنانچہ اس بیسوین صدی تک تجربہ و مشاہدہ دونون نے ثابت کر دیا ہے کہ معاونت باہمی اور اوس کی انجمنون کے ذریعے سے بھی اگر اون کی باقاعدہ اور معقول ترتیب قائم ہو سکے، تو بہت کچھ نفع ملکون اور قومون کو پہونچ سکتا ہے ۔ لیکن اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ معاونت باہمی کو دنیا کی تمامی ضرورتون کا علاج سمجھا جاتا ہے یا اوس کے بغیر دنیا مٹ جائے گی ۔ تاہم دستوری حکومت کے لیے ہندوستان جیسے ملک کو ۔ اوس کے مخصوص مذکورہ حالات کے اعتبار سے ۔ تیار کرنے کے واسطے معاونت باہمی کا طریقہ بھی ایک نہایت مضبوط آلہ ضرور ہے بلکہ ملک کے اصلی اور صدیون کے پنچایتی اصولون پر عمل کرا کے ہندوستان کی بھلائی کی اوس سے بڑی امید ہے ۔

معاونت باہمی کے کاروبار کی رپورٹین ہر سال ہندوستان مین شائع ہو رہی ہین اور دیسی ریاستہاے ہند بھی کچھ کچھ تقلید انگریزی حکومت کی کر رہی ہین نیز صوبہ جات کے رجسٹرارون نے اپنے اپنے صوبہ جات کے حالات کے اعتبار سے مختصر طور پر رسالہ جات اور کتابین بھی زبان انگریزی مین لکھی ہین اور بعض کے ترجمے بھی ہوئے ہین ۔ لیکن راقم الحروف کی نگاہ سے زبان اردو مین معاونت باہمی

کے متعلق کوئی ایسی مشرح کتاب نہین گذری تھی جس سے کہ اس عظیم تحریک کی دنیا کی کارگذاری نظر آتی - اس لیے کتاب ہذا کے لکھنے کی جرات کی گئی - اب پبلک سے اس کتاب کے حسن و قبح کی داد اور اصلاح چاہنا کوئی غیر متوقع خواہش نہ ہوگی اور امید ہے کہ ہر طرح ماہرین فن اپنی قابلیت سے اسپر اصلاح دین گے تاکہ اس کی خامیان رفع ہو جائین - نیز یہ بھی امید ہے کہ تشنہ لبون کے واسطے گو اوس سے پیاس نہ بجھانا ہے پھر بھی معاونت باہمی کے فن خاص مین یہ کتاب کچھ کچھ باعث تسکین ہوگی - بالخصوص یورپ کی سلطنتون اور صوبجات ہندوستان نیز دیسی ریاستہاے ہند کے کاروبار کو علحدہ علحدہ پڑھنے اور مقابلہ کرنے مین مطالعہ کرنے والون کو اچھا موقع تحقیق حاصل ہوگا - بے شک اردو دان حضرات کے سوا دوسرون کو اس کتاب سے نفع اوٹھانے کی امید کم ہے - کیونکہ انگریزی دان اصحاب کے واسطے انگریزی زبان مین یا دیگر ملکی زبانون مین معاونت باہمی کا ادب بہت کچھ اب موجود ہے تاہم یقین ہے کہ یکجائی مضامین اور حالات وغیرہ کے درج ہونے سے اونھین بھی شاید کچھ آسانی ہو -

جلد اول مین ہندوستان کی معاونت باہمی کی تاریخی حالت - اوس کے مقاصد - تعریفات - فوائد - طریقۂ کاروبار - نیز دیگر ضروری مباحث اور مقابلون بلکہ امداد منجانب حکومت و پبلک کو تحریر کرکے اصولون سے بحث کی گئی ہے اور یوروپ کے کاروبار کو علحدہ علحدہ لکھدیا گیا ہے -

جلد دوم مین ہندوستان کے مختلف صوبہ جات اور اون دیسی ریاستہائے ہند کے کامون کو ابتدا سے دکھلایا گیا ہے - جہان کے حالات قابل ذکر ہو سکتے تھے -

نیز اعداد اور نقشہ جات کی ترتیب کے ساتھ ہر قسم کے کاروبار کی تشریح۔ اور اوس کے نمونہ قواعد بھی لکھے گئے ہین تاکہ دنیا کے کوآپریشن یا تعاون کی سیر کی تفریح کے ساتھ ہی کاروبار سے بھی آگاہی ہوسکے۔

# باب دوم

## فصل اوّل

### ہندوستان کی معاونتِ باہمی کی تاریخ

ہندوستان کے گذشتہ حالات اور تاریخ پر اگر غور کیا جاے تو مشارکت یا معاونت باہمی کے بہت کچھ طریقون کا پتہ اہل ہنود کے مشترکہ خاندان کے اصولون اور عملدرآمد مین بخوبی پایا جاتا ہے اور جس طرح یوروپین اقوام کو میل جول کرکے کسی نوع کی معاونت باہمی کے نشانات یورپ کے گذشتہ زمانے مین وہان ملتے ہوے نظر آتے ہین اوسی طرح مشترک العمل طریقون کی کارروائیان ہندوستان مین بھی بہت سے کاروبار مین ملین گی۔ مثلاً شکمی کاشتکاری کا طریقہ یا آم کی فصل مین مشترک طور پر فصل باغ کی خرید اور انتظام یا کاشتکارون کے ساتھ دیگر غربا ہندوستان کا فصل دِرَو مین ہاتھ بٹانے کا طریقہ وغیرہ۔ بلکہ حکمران مہاجن۔ زمیندار اور کاشتکار سب کے برتاؤ سے ایک دوسرے کی معاونت ہر قدم پر معلوم ہوتی تھی۔ بیگار کے مسئلے مین رعایا کی اپنے حکمران یا زمیندار کی معاونت ہی کی جھلک اب تک نظر آتی ہے۔ اور ایسی مثالین ملتی تھین کہ جہان رعایا خوشی سے اپنے مالکون کی امداد کرنے کے لیے تیار رہتی تھی اور اوس کا معاوضہ اپنے لیے عار جانتی تھی۔ مثلاً شادی یا غمی کے مواقع پر ہر طرح روپیے پیسے اور

محنت سے امداد کے لیے تیار ہو جاتی تھی۔ ہندوستانیون کے نیوتہ وغیرہ کی رسم بھی معاونت باہمی کی بہت بڑی دلیل ہے اور امرائے ملک تو عام طور پر اپنے غریب بھائیون کی اُن کے مراسم شادی یا غمی کے وقت اپنے مال و اسباب فروش اور ظروف وغیرہ سے اُن کی امداد بلا تکلف کرتے رہتے ہین۔ ایک شخص کے گھر جو سامان ہو اُس سے پورا گاؤن اور قصبہ کام نکالتا ہے ڈاکوون یا دشمنون کا مقابلہ گھاریا تلے سے لوگ اب تک کرنے کے عادی ہین۔ اور اب بھی چتور گڈھ کی طرف کے گاڑوڑیہ لوہارون کے گروہ کے گروہ خاص قسم کی بیل گاڑیون پر سفر کرکے گاؤن گاؤن کاروبار لوہاری وغیرہ سال بسال مشترک محنت اور اخراجات کے اصول پر کرتے ہوے دکھلائی دیتے ہین۔ اہل اسلام نے بھی اہل ہند کے مشترکہ خاندانی طریقے۔ ملکی رواج کی دیکھا دیکھی۔ جاری کر لیے تھے سب بھائی یا بنی اعمام ساتھ رہتے۔ ساتھ کھاتے اور ساتھ کام کرتے اور ایک کی کمائی سے دس نفع اُٹھاتے۔ اور یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ انیسوین صدی کے درمیانی حصے تک اس نوع کی زندگی اور ہمدردی بہت کچھ معاونت باہمی کی شاہد رہی ہے ہندوستان کی قدیم سنسکرت کی آرتھا شاستر (Artha Saatra) مین بھی جس کا مصنف کوتیالا تھا معاونت باہمی کا کچھ کچھ ذکر پایا جاتا ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدایش سے چار صدی قبل کے واقعہ کی خبر دیتا ہے۔ اسی طرح قدیم ہندو سمتھون (Samhitas) مین بھی معاونت باہمی کا ذکر ہے اور یگیا ناوالکیا (Yajanavalkya) کے قانون مین تو اس کا ذکر صاف صاف موجود ہے۔ جبکہ رٹ وکس (Ritwicks) مزارعین اور دستکار

میل جول کرکے اپنے کاروبار کو چلاتے تھے۔ بودھ حکومت کے زمانہ کی کتاب ''ویگودھا جاتاکا'' (Vigodha Jataka) سے اس کا پتہ چلتا ہے کہ بادشاہی خزانچی کو تمام قلمرو کے تاجرون کے اجتماع یا گلڈ (Guild) کا جج مقرر کیا جاتا تھا۔ نیز دھرم شاستر مین بھی ایسے اجتماعون کے وجود اور اُنکے قواعد کا حال کچھ کچھ درج ہے۔ بلکہ لفظ ''سرینی'' (Sereni) کے معنی منو کے قانون مین گلڈ ہی کے لیے گئے ہین۔ دستکارون کی بھی مرتب جمعیتین (Organisations) لنکا تک مین موجود تھین جن کا پتہ مہاوسا (Mahavamsa) اور جاتاکا دونون سے لگتا ہے۔ صوبۂ مدراس کی ندھتون (Nidhis) کا طریقہ ۱۸۵۰ء سے معلوم ہوتا ہے۔ جس سے اگر یہ نتیجہ نکالا جائے کہ موجودہ زمانے مین معاونت باہمی کے کاروبار مین ہندوستان نے جو ذمہ داری غیر محدود و مشترکہ کو آسانی سے قبول کرلیا ہے اُس کا باعث اہل ہند کا ایسے طریقون سے بیشتر ہی سے آگاہ ہونا بلکہ اُن کی گھٹی مین پڑا ہونا ہی تھا۔

ہندوستان مین ۷۸-۱۸۷۷ء کے قحطون نے گورنمنٹ ہند کو کاشتکارون کی ضروریات کی طرف بہت کچھ متوجہ کیا تھا۔ چنانچہ ایکٹ ۱۹ قرضۂ ترقی اراضی ۱۸۸۳ء مین اور قانون قرضۂ کاشتکاران ایکٹ نمبر ۱۲ ۱۸۸۴ء مین نافذ کیے گئے۔ مگر جن نتائج کی امید کی گئی تھی وہ پورے نہ ہوئے۔ یعنی نہ ہر کام کے واسطے قرض ہی دیا جاسکتا تھا اور نہ اوس کے استعمال کی تحقیقات ہی ممکن تھی۔ نہ عام طور پر قرض کا انتظام ہی ہندوستان کے سے وسیع ملک کے لیے ممکن تھا ان ہی

نقایص کو دیکھکر ۱۸۸۳ء مین سر ولیم ویڈر برن (Sir William Wedderburn) نے جو اوس وقت گورنمنٹ بمبئی سے متعلق تھے ضلع پونا مین تعلقہ پورن دھاری کے کاشتکارون کی امداد کے لیے سرمایہ دارون۔ نیز اہل دول کی ایک کمیٹی قائم کی اور چونکہ اون کی ہمدردی اہل ہند کے ساتھ عام طور پر مُسَلّم تھی۔ اس لیے اوس کا معجزنما اثر یہ ہوا کہ دس لاکھ روپیہ کے سرمایہ کا وعدہ بھی ہوگیا اور یہ طے پاگیا کہ گورنمنٹ کے محکمۂ مال کے ذریعے سے کاشتکارون کو روپیہ تقسیم ہو اور وہی محکمہ وصولی کا بھی ذمہ دار ہو تاکہ سخت گیر مہاجنون کے چنگل سے کاشتکارون کے کل قرضے اداکرا کے اونھین آزاد کرالیا جائے۔ لیکن لارڈ کمبرلے (Lord Kimberlay) نے جو اوس وقت وزیر ہند تھے عمال حکومت کی مداخلت سے کاروبار کرنے پر اعتراض کیا اور یہ تبلایا کہ ایسے طریقے سے کل کام سرکاری سمجھا جائے گا۔ نیز مالی نقطۂ نظر سے بڑی بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑیگا۔ غرضکہ نتیجہ مین مسٹر ویڈربرن کی کل اسکیم کافور ہوگئی۔

قوانین ۱۸۸۳ و ۱۸۸۴ء مذکورہ کے بموجب حکومت کی طرف سے تقاوی وغیرہ امداد کے لیے تقسیم ہونے لگی۔ صوبۂ بمبئی کی طرح صوبہ جات مدراس اور پنجاب کی حالت بھی قحط وغیرہ کے سبب نازک نظر آئی۔ نیز مسٹر ایس۔ ایس۔ تھاربرن (S. S. Thorburn) نے ۱۸۸۶ء مین اپنی کتاب "مسلمان و مہاجنین" شایع کی جس پر اونھین اصلی حالات کی تحقیقات کی اجازت بھی گورنمنٹ سے دی گئی اور مسٹر ریمنڈ ویسٹ (Reymond West) نے بھی ایک اسکیم

بنائی۔ مگر کسی سے کوئی نتیجہ نہ نکلا پھر ۱۸۹۲ء مین صوبہ مدراس کے گورنر لارڈ وین لاک (Lord Wenlock) نے مسٹر فریڈرک نکلسن (Fredrick Nickolson) کو معاونت باہمی کی تعلیم کے لیے یورپ بھجوا لیا اور یہ بھی ہدایت کی کہ ہندوستان کے مخصوص حالات کے اعتبار سے کوئی ایسا طریقہ تجویز کرین جس سے یہان بھی معاونت باہمی کو کامیابی ہو۔

صوبۂ مدراس مین ندہی (Meutual Loan Fund) کا طریقہ بیشتر ہی سے جاری تھا۔ اس کے متعلق بھی پوری تحقیقات ہوئی اور سر فریڈرک نے سفر یورپ اور تحقیقات معاملات صوبۂ مدراس کے بعد اپنی ایک مکمل رپورٹ ۱۸۹۵ء مین دو جلدون مین شایع کی۔ جو کتاب ہر صوبے مین نمونتاً بھیجی گئی۔ پھر لارڈ ایلگن (Lord Elgin) نے ایک اسکیم حقوق اراضی کے قائم رہنے کے لیے تیار کی نیز لارڈ کرزن کے زمانے مین پنجاب کے کاشتکارون کے قانون اراضی کی بھی بنیاد ڈالی گئی۔ چنانچہ ۱۹۰۰ء مین پنجاب مین ایک قانون بھی پاس کیا گیا۔ ایسے ہی صوبۂ متحدہ آگرہ و اودھ کی مقامی حکومت نے مسٹر ڈیوپرنے (Mr: Deupernex) کو بطور کار خاص کے کوآپریٹیو تحریک کی اجراء کے لیے مقامی تحقیقات اور رپورٹ کا حکم دیا۔ اونھون نے ۱۹۰۱ء مین ایک کتاب "ویلیج بنک شمالی ہند" کے نام سے شایع کی۔ مگر اوسی وقت پنجاب مین زمانہ حال کے سر ایڈورڈ میکلیگن (Sir Edward Maclagan) نے بمقام ملتان بطور حاکم ضلع کے انجمنہاے معاونت باہمی قائم کرکے عملی تجربے کی بھی ابتدا کر دی اور صوبۂ بنگال مین بھی تجربے کے طور پر کچھ کچھ کاروبار شروع کیا گیا۔

جس سب کا نتیجہ گورنمنٹ ہند نے یہ نکالا کہ ہندوستان مین معاونت باہمی کی
تحریک کی ضرورت ہے - چنانچہ سنہ ۱۹۰۱ع مین ایک کمیٹی بصدارت سر
ایڈورڈ لا (Sir Edward Law) غور اور تحقیق کے لیے گورنمنٹ ہند
نے مقرر کی جس کا نتیجہ ایکٹ نمبر ۱۰ سنہ ۱۹۰۴ع یعنی ایکٹ انجمن ہاے معاونت
باہمی قرضہ کا پہلا قانون نکلا اسی کے بعد سے کل صوبہ جات ہند مین محکمہ معاونت
باہمی قائم ہوا اور سنہ ۱۹۰۵ع سے ہر صوبہ مین رجسٹراران محکمہ کا تقرر بھی منظور کیا گیا
نیز منشاء قانون کے مطابق سرکاری حکام کو امداد کی ہدایت کی گئی جہان
کاشتکارون کو روپیہ کی حاجت تھی اور جہان ارزان شرح سود پر روپیہ
کی فراہمی کا انتظام ہو جاتا وہین اس تحریک کا خیر مقدم بڑی گرمجوشی سے ملک
مین ہوتا - غرضکہ تھوڑے عرصے کے تجربے کے بعد سے اور اول بار سنہ ۱۹۰۶ع سے
جبکہ رجسٹرارون کی پہلی کانفرنس ہوئی ہے ملک کو یہ ثابت ہو گیا کہ عام طور پر
ہر صوبہ مین معاونت باہمی کا احساس پیدا ہو گیا تھا اور موجودہ قانون سے
صرف ارزان نرخ پر قرضہ اور محدود اعتبار کا سامان بھی ضرور مہیا ہو چلا تھا
لیکن دیگر قسم کے معاونت باہمی کے کاروبار مثلاً خرید - فروخت - بیمہ - ذخایر -
یا دستکاری وغیرہ کی انجمنون کے طریقے نیز عام طور پر امانتون کے لیے اجازت
قانون مذکور سے بوضاحت نہین پائی جاتی تھی - اسی بنا پر اکتوبر سنہ ۱۹۰۸ع کی
رجسٹرارون کی کانفرنس نے جو بمقام شملہ منعقد ہوئی تھی سنٹرل بنکون کے قیام
کی سفارش کی پھر سنہ ۱۹۰۵ع کی کانفرنس مین قانون سنہ ۱۹۰۴ع کی ترمیم پر بہت کچھ
بحث کی گئی اور ایک مسودہ قانونی گورنمنٹ ہند کے سامنے پیش کیا گیا - اسی

سال آنریبل لالوبھائی سانمل داس (Hon: Lalubhai Samaldas)
———— نے ایک بڑے سنٹرل بنک کے قائم کرنے کی اسکیم اوس کمیٹی
کے سامنے پیش کی جس کو کانفرنس نے مسودۂ قانون کے بنانے کے واسطے
منتخب کیا تھا۔ چنانچہ رپورٹون کے دیکھنے سے جون ۱۹۱۰ء تک معاونین کی
کارگذاریون کا نتیجہ نقشۂ ذیل سے معلوم ہو سکے گا۔

| نام صوبہ جات | اوسط ممبری | اوسط قرض روپیون مین |
|---|---|---|
| مدراس | ۶۴ | ۷۰ |
| بنگال | ۴۱ | ۲۲ |
| یوپی | ۶۸ | ۲۸ |
| پنجاب | ۵۳ | ۴۱ |
| آسام و بنگال | ۳۹ | ۴۲ |
| برھما | ۲۵ | ۱۱۱ |

تجربے نے اوسی وقت یہ بھی بتلایا کہ معاونت باہمی کے جلد ملک مین کامیاب
نہ ہونے کا بہت بڑا سبب ملک مین کمی تعلیم بھی تھی۔ اعداد مذکورہ سے یہ بھی پتہ
چلا کہ ہندوستان جیسے وسیع ملک مین اتنی ترقی کوئی نمایان ترقی نہین کہی
جا سکتی تھی۔ نہ اس سے مہاجنی قرضے مین کمی محسوس ہو سکتی تھی۔
پھر جب شہنشاہ معظم قیصر ہند نے ۱۳۔ دسمبر ۱۹۱۱ء کو بمقام دہلی اپنی تاجپوشی کی
تقریب مین معاونت باہمی کی ہندوستان مین خوشخبری اور نوید دی۔ اوس سے
اہل ملک اور عمال حکومت کی مزید ہمت افزائی ہوئی۔ نیز معاونت باہمی کا کاروبار

تیزی سے پھیلنے لگا۔ شہنشاہ معظم کے الفاظ یہ تھے۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

*If the system of Co-operation can be introduced and utilized to the full, I foresee a great and glorious future for the agricultural interests of this country.*

ترجمہ۔ (اگر طریقۂ معاونت باہمی جاری ہوجاے اور پورے طور پر اوس سے نفع اوٹھایا جاے۔ تو مجھے اس ملک کے آیندہ حقوق کاشتکاری بہت ہی شاندار اور اعلےٰ نظر آرہے ہین) بالآخر گورنمنٹ ہند نے قانون ۱۹۰۴ء کی ترمیم کر کے ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۹۱۲ء یعنی قانون حال انجمنہاے معاونت باہمی نافذ کیا۔

جون سنہ ۱۹۱۴ء تک معاونت باہمی کے اعدادی نتائج دریافت کرنے پر جب گورنمنٹ ہند کو یہ معلوم ہوا کہ انجمنہاے معاونت باہمی کی تعداد بارہ ہزار ہوگئی تھی اوران مین چھ لاکھ ممبران شریک تھے اور سرمایہ بھی پانچ کرور سے زائد ہوچکا تھا تو یہ نتیجہ نکالا گیا کہ اس تحریک عظیم سے یقیناً ہندوستان کی مادی و اخلاقی ترقی ہورہی تھی اوراس سال کے تجربے نے اس کی ضرورت کو بخوبی ثابت کر دیا۔ زراعتی ممبران کی رقم امانت کی مناسبت ان کے کل سرمایہ کے اعتبار سے صوبہ بمبئی مین ۲۲۔ فی صدی۔ مدراس مین ۱۵۔ فی صدی۔ صوبہ متحدہ آگرہ و اودھ مین ۱۲۔ فی صدی۔ صوبۂ بنگال مین ۱۶۔ فی صدی۔ اور ملک برہما مین ۱۸۔ فی صدی پائی گئی۔ اسی طرح ہر ممبر انجمن کی اوسط تعداد قرضہ صوبہ بمبئی و مدراس مین ۷۲۔ بنگال مین ۵۰۔ بہار مین ۳۰۔ صوبۂ متحدہ مین ۴۰۔ پنجاب مین ۶۵۔ اور

برہما مین ایک سو روپیہ معلوم ہوئی تب گورنمنٹ ہند نے ایک طویل رزولیوشن
اپنے صیغہ مال وزراعت سے بمقام شملہ ۱۲-۲۸۷-۱ مورخہ ۱۷ جون ۱۹۱۴ء
شایع کیا جس مین کل کاروبار کی ترقی۔ فوائد۔ طریقے۔ نیز خطرات وغیرہ دکھلائے گئے۔
اسی اثنا مین صوبہ جات کے رجسٹرارون اور دیگر معاونین کی ہر طرح کی عزت افزائی
منجانب حکومت ہر طریقے پر ہوتی رہی۔ مثلاً خطابات اسناد اور اعزازی عہدے
وغیرہ دیے جاتے رہے۔ بالآخر بذریعہ ایک تجویز نمبر ۱۶-۳۱۲-۱-۷ مورخہ ۸ اکتوبر ۱۹۱۴ء
گورنمنٹ ہند نے ایک کمیٹی سرکاری وغیر سرکاری ملازمین کی بہت وسیع اختیارات
کے ساتھ اس لیے مقرر کی کہ ہندوستان اور برہما کی معاونت باہمی کے کل کاروبار
کی جانچ کرکے اوس کی بابت گورنمنٹ ہند کو مشورہ دے۔ ایسے کمیشن کے دائرۂ عمل
کے متعلق بالتخصیص یہ بھی تحریر ہوا تھا کہ اعلےٰ شعبہ جات بنکہائے معاونت باہمی
کی تنقیح ہو اور یہ بھی دیکھا جائے کہ یہ تحریک صحیح اور محفوظ اصولون پر چل رہی تھی یا
نہین۔ نیز کچھ تدابیر ترقی کی بھی بتلائی جائین۔ چنانچہ کمیٹی مذکور نے بذریعہ
اسپشل ٹرینون اور جہاز کے ملک ہندوستان و برہما کا چار ماہ تک دورہ کیا۔ تقریباً
۹۳ تجربہ کار اشخاص کی شہادتین قلم بند کین اور ۱۳۵ انجمن ہائے معاونت باہمی
کا معاینہ کیا۔ نیز چند بنکہائے سرمایہ شرکت کے ایجنٹون سے گفتگو کی اور جون ۱۹۱۵ء
مین ایک مکمل رپورٹ گورنمنٹ ہند مین پیش کی جس مین کہ (۲۰۹) مختلف اقسام کی
سفارشین کی گئین اور اوس وقت سے برابر صوبہ جات کی کانفرنسون یا کمیٹیون مین
مباحث ہوکر اپنی ضروریات مخصوصہ کے مطابق حتی الامکان اوس پر عملدرآمد کی
کوشش کیجا رہی ہے۔ اس کمیٹی کے صدر ہز اکسلینسی سر اڈورڈ میکلیگن بہادر

کے۔سی آئی۔ای۔سابق گورنر صوبۂ پنجاب تھے۔اور راقم الحروف بھی اس کمیٹی
کا ایک ممبر تھا۔یہان غالباً یہ ذکر غیر مناسب نہ ہوگا کہ گورنران صوبہ جات۔
کمشنران قسمت و کلکٹران ضلع۔نیز پبلک نے ممبران کمیٹی کے ساتھ ایک خاص
طور کا برتاؤ ملحوظ رکھا اور پبلک اور پرائیوٹ جلسون۔کھانون اور چائے پر مدعو
کر کے معاونت باہمی کی تحریک عظیم سے اپنی پوری دلچسپی کا ثبوت دیا جس سے
ہر شخص کو آزادی سے اظہار خیالات نیز اصلی حالات کے دریافت کا موقع بھی ملتا تھا۔
اس کتاب مین گو مختلف صوبہ جات وریاستہائے ہند کے (جو بجائے خود فی الحقیقت
یورپ کی سلطنتون کے برابر ہین) معاونت باہمی کے مفصل حالات آئندہ اپنے اپنے
مقام پر معلوم ہون گے لیکن یہان پر بھی بالاجمال اتنا لکھنا مناسب ہوگا کہ ۱۹۱۵ء
تک صوبہ مدراس مین غیر از ممبران یعنی پبلک سے امانتین خوب حاصل ہوئی تھین۔
اور حسابی کاروباری اصول پر کاروبار جاری تھا۔مہاجنون کو عام شرح سود کم کردینا
پڑی تھی۔صوبۂ پنجاب مین کاشتکارون نے کفایت شعاری کرکے اپنی حالت کو خوب
سنبھالا تھا اور عام طور پر رعایا نے ان بنکون کا اعتبار کیا تھا۔صوبہ متحدہ کے سنٹرل
بنکون مین ہمدردان ملک نے جن مین آزاد پیشہ حضرات بہت کچھ شریک ہوے تھے
محض بغرض رفاہ و حب الوطنی اپنا سرمایہ لگا کر بنکون کی نگرانی بلا معاوضہ کی تھی
صوبۂ بنگال مین روپیہ کی کمی کا خیال ہی نہین کیا جاسکتا تھا اور ان بنکون کے ذریعہ
سے کاشتکارون کی تعلیم بھی خوب ہونے لگی تھی بلکہ طریقۂ انتظام بھی عمدہ تھا۔صوبہ
بمبئی مین باوجود اسکے کہ روپیہ سے کثیر منافع اوٹھانے کے دوسری قسم کے سامان مہیا
تھے تاہم سرمایہ دارون نے خوب ہی روپیہ سے امداد دی تھی اور بڑے بڑے جلیل القدر

## پ پارٹی دادہ محمد اظہر علی بہ ممبران آل انڈیا کمیٹی آن ک
## بمقام قیصر باغ لکھنؤ سنہ ۱۹۱۵ع



ف اول نشستہ — سر ایڈورڈ میکلیگن — محمد اظہر علي — لیڈي مسٹن — لارڈ مسٹن — لیڈي میکلیگ
راجہ سر تصدق رسول خان — راجہ پرتاب بہادر سنگہ — سر آتول چٹر جي — محمد

ف دوم — منشي وصي الحسن — سید ظہور احمد — مسٹر جانسٹن — کیپٹن وانسن اسمتھ — سر
سولالو بہائي سانولداس — مسٹر ریو بیفک — مسٹر رینک — مسٹر انگلش — مہا راجہ سر علي
منشي التفات رسول — راجہ صاحب کسمنڈا — مسٹر لائل — جسٹس گوکرن ناتھ

ف سویم — منشي سخاوت علی ......... منشي رضي الحسن — سید علي محمد .........
ثریا قدر بہادر — نواب قیصر مرزا — منجھو صاحب — برکت علي — صادق علیخان —
— عمادالحسن — راجہ جگنناتھ بخش سنگہ — منشي نظام الدین

ف چہارم ......... محمد میان ......... یوسف خان ......... ٹھاکر جنگي سنگہ

صاحبوں واثر اس تحریک کو چلانے کے کوشان تھے۔ صوبہ بہار واوڈیسہ کے اعزازی کارکنون نے ہمدردی ملک کا کافی ثبوت دیا تھا۔ اور ہر قسم کی مالی ذمہ داری سرمایہ دارون نے اپنے ہی سر اوڑھ لی تھی صوبہ متوسط کے دولتمندون اور زمیندارون نے بھی اپنا روپیہ لگا کر امداد کی کوشش کی تھی۔ ملک برہما مین ہر قسم کے طریقے معاونت باہمی کی رائج کر کی دوسرے مقامات کے لیے گویا ایک مثال قائم کی گئی تھی صوبہ آسام مین بنگال اور برہما کی پیروی کرنے کی کوشش ہو رہی تھی۔ پھر صوبجات متحدہ پنجاب اور برہما مین حصہ داری کے طریقہ کو کچھ کچھ ٹان ٹائن (Jon Jine) کی حد تک پہونچا دیا پایا جاتا تھا یعنی کاروبار مین جون جون حصہ داران مرتے جاتے اوسی طرح دوسرے حصہ داران کے حصص زیادہ ہوتے جاتے نیز اونکے منافع بڑھتے جاتے یا سالانہ کوئی رقم حصہ داران کو علاوہ منافع کے دیے جانے کے طریقے کو رائج کر رکھا گیا تھا جس سے جدید حصہ داران کی شرکت مین دقت ہوتی تھی۔ عام طور پر یہ بھی پایا جاتا تھا کہ اگر ممبران کو مہاجنین سے چھڑا لیا گیا تھا تو بنکون کا مقروض کر دیا گیا تھا۔ لیکن مالی عام پیداوار کی اقسام مین ترقی یا مال کی عمدہ قیمت حاصل کرانے کی طرف کوئی نمایان کارگزاری نہین ہوئی تھی۔

اسی مقام پر یہ لکھنا بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ ریاستہائے میسور و بڑودہ نے بھی گورنمنٹ ہند کے ساتھ ساتھ ابتدا ہی سے اپنی قلمرو مین معاونت باہمی کی تحریک کو جاری کیا تھا اور ریاست میسور کے کاروبار کی بھی سیر گورنمنٹ ہند کی کمیٹی کو کرنے کا موقع ملا۔ اور وہان کے لوگ کسی طرح بھی اپنے ہندوستانی بھائیون سے اس کاروبار مین پیچھے نہین نظر آئے۔ غرضکہ نقشہ جات ذیل سے ۱۹۰۷ء سے لیکر ۱۹۲۳ء تک کے اعداد سے کل ہندوستان کے مجمل حالات کا کچھ کچھ اندازہ ہو سکے گا۔

**نقشہ**

## نقشہ تعداد ممبران معاونت باہمی ہندوستان من ابتدای سنہ ۱۹۰۶ لغایۃ سنہ ۱۹۲۳ء

| | اوسط چار سال من ابتدائے سنہ ۱۹۰۶ لغایۃ سنہ ۱۹۱۰ء | اوسط پانچ سال من ابتدائے سنہ ۱۹۱۰ لغایۃ سنہ ۱۹۱۵ء | اوسط پانچ سال من ابتدائے سنہ ۱۹۱۶ لغایۃ سنہ ۱۹۲۰ | سنہ ۱۹-۲۰ء | سنہ ۲۰-۲۱ء | سنہ ۲۱-۲۲ء | سنہ ۲۲-۲۳ء |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | ۲ | ۳ | ۴ | ۵ | ۶ | ۷ | ۸ |
| صوبکا بنک یا سنٹرل بنک یا بینکنگ یونین یا گرانٹی کے اتحاد یا ذمہ داری کے اتحاد | ۱۹۸۷ | ۲۳۶۷۷ | ۸۹۹۲۵ | ۱۲۷۱۴۵ | ۱۳۳۴۸۸ | ۱۵۴۹۷۸ | ۱۶۳۴۷۵ |
| یا بیمہ کی انجمن | | | ۱۰۹۶۱ | ۱۷۲۷۴ | ۱۹۳۲۲ | ۲۱۵۵۴ | ۲۴۷۳۰ |
| زراعتی انجمنین جن مین بیمہ کی انجمنین بھی شامل ہین | ۱۰۶۴۴۳ | ۴۵۹۰۹۶ | ۹۰۲۹۳۰ | ۱۱۸۱۷۱۸ | ۱۳۶۲۳۹۱ | ۱۵۲۳۶۱۴ | ۱۶۱۴۳۶۸ |
| غیر زراعتی انجمنین | ۵۴۲۶۷ | ۸۹۱۵۷ | ۲۲۶۰۳۱ | ۳۳۹۴۲۰ | ۳۹۰۵۱۳ | ۴۵۰۶۷۶ | ۴۸۹۰۶۸ |
| میزان تعداد ممبران انجمن ہاے ابتدائی | ۱۶۱۹۱۰ | ۵۴۸۲۵۳ | ۱۱۲۸۹۶۱ | ۱۵۲۱۱۳۸ | ۱۷۵۲۹۰۴ | ۱۹۷۴۲۹۰ | ۲۱۰۲۴۴۶ |

# نقشہ سرمایۂ کاروباری کل ہندوستان من ابتدای سنہ ۱۹۰۶ لغایہ سنہ ۱۹۲۳ء

| | ۱ | ۲ | ۳ | ۴ | ۵ | ۶ | ۷ | ۸ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | اوسط چار سال سنہ ۶ لغایہ سنہ ۱۰ | اوسط پانچ سال سنہ ۱۱ لغایہ سنہ ۱۵ | اوسط ۵ سال سنہ ۱۵ لغایہ سنہ ۲۰ (۱۶-۲۰) | سنہ ۲۰-۱۹۱۹ | سنہ ۲۱-۱۹۲۰ | سنہ ۲۲-۱۹۲۱ | سنہ ۲۳-۱۹۲۲ |
| | | ہزار روپیہ میں | ہزار روپیہ میں | ہزار روپیہ میں | ہزار روپیہ میں | ہزار روپیہ میں | ہزار روپیہ میں | ہزار روپیہ میں |
| ۱ | سرمایہ حصص ادا شدہ | ۱۳۱۹ | ۸۸۸۷ | ۲۵۱۹۷ | ۳۴۰۰۹ | ۴۰۵۲۷ | ۴۶۳۶۹ | ۵۱۲۴۵ |
| ۲ | قرض اور امانت ممبران سے ختم سال پر | ۱۴۱۲ | ۸۹۲۸ | ۹۶۳۵ | ۱۳۷۰۲ | ۱۶۳۶۰ | ۲۲۴۷۴ | ۲۶۹۷۷ |
| ۳ | قرض اور امانت انجمنوں سے ختم سال پر | ۱۳۵۹ | *۱۹۳۴۲ | ۴۷۸۱ | ۷۳۹۴ | ۹۹۴۱ | ۱۲۳۷۶ | ۱۴۸۲۲ |
| ۴ | قرض اور امانت جو صوبہ یا سنٹرل بنک سے ختم سال پر | ... | ... | ۵۰۳۱۹ | ۷۲۶۶۲ | ۹۱۷۹۹ | ۱۰۷۴۲۴ | ۱۱۸۷۷۱ |
| ۵ | قرض اور امانت گورنمنٹ سے ختم سال پر | ۵۸۶ | ۱۰۸۷ | ۲۵۵۸ | ۳۷۳۸ | ۴۹۵۰ | ۵۲۴۶ | ۵۵۳۸ |
| ۶ | قرض اور امانت غیر ممبران وغیرہ سے ختم سال پر | ۱۹۶۹ | ۱۴۱۹۸ | ۴۷۰۲۵ | ۶۴۵۸۴ | ۷۹۲۵۲ | ۹۱۹۹۴ | ۱۰۷۷۳۹ |
| ۷ | سرمایہ محفوظ و دیگر سرمایہ جات | ۱۶۷ | ۲۵۰۰ | ۱۲۳۳۲ | ۱۷۹۸۲ | ۲۱۴۶۶ | ۲۵۳۴۱ | ۳۰۲۹۸ |
| ۸ | میزان | ۶۸۱۲ | ۵۴۸۴۳ | ۱۵۱۸۴۷ | ۲۱۴۰۷۱ | ۲۶۴۲۹۳ | ۳۱۱۲۲۴ | ۳۵۵۳۹۰ |

* ان اعداد میں صوبہ اور سنٹرل بنک کی رقم قرض بھی شامل ہے۔

چنانچہ اب صوبہ جات و گورنمنٹ آف انڈیا کی یکجائی رپورٹون سے یہ اندازہ کرنا غلط نہ ہوگا کہ بعض جگہ روپیہ بکثرت ہے اور بعض جگہ اوس کی حاجت ہے صوبہ بمبئی مین ایک وقت مین ایک بنک مین تیس لاکھ روپیہ بیکار سمجھا گیا اور جوائنٹ اسٹاک بنک مین کم سود پر رکھدیا گیا۔ مگر صوبہ متوسط مین روپیہ کی مصیبت اور ہاے ہائے تھی۔ پھر بھی ہندوستان سے وسیع ملک مین سنہ ۱۹۲۳ء تک (۵۶۰۰) انجمنون سے جن مین بیس لاکھ سے زائد ممبران ہون اور جن کے پاس (۳۵ کرور) کے قریب سرمایہ کاروباری ہو۔ کیا بڑی حاجت روائی ملک کی ہوسکتی ہے؟ تاہم اس کل سرمایہ و تعداد ممبران سے بہت کچھ اچھے اور بُرے نتایج مرتب ہوسکتے ہین کیا مالی اور کیا سیاسی اور اگر اس کل رقم کا استعمال صحیح نہ ہوا یا اوس کی کافی نگرانی نہو تو نتیجہ کا خیال ہی سہما دینے کو کافی ہے۔ لاکھون کاشتکارون کی گاڑھی کمائی کا بچایا ہوا سرمایہ اسے سمجھنا چاہیے اور ہزارون اجیرون کی محنت کا پیدا کیا ہوا ہے لیکن حقیقتاً کل ہندوستان کے لیے اتنے سرمایہ یا اتنی انجمنون سے نہ ضرورت ہی کے مطابق کاشتکارون یا دستکارون کو روپیہ و امداد مل سکتی ہے نہ باوجود ملکی وزراء کو ان پر کامل الاختیار ہوجانے کے حکومت سے وہ اگلی سی پرسش و پرداخت ان کی رہگئی ہے۔ جس سے ہمت افزائیان آئے دن ہوا کرتی تھین۔ نہ یورپ کی مختلف حکومتون کی طرح مختلف وزارات محکماتی ان کے واسطے روپیون کی تھیلیون کا مونھ کھول سکنے پر اختیار رکھتی ہین۔ یورپ کے اصولون کی کورانہ تقلید ہندوستان مین نہ کی گئی ہے اور نہ کیے جانے کی ضرورت تھی۔ بلکہ حکومت نے ابتدا ہی سے اہل ملک کو ان مین اپنا ہی روپیہ لگانے کی طرف متوجہ کردیا تھا

اور جیسی کچھ کہ پالیسی حکومت کی ہوتی ہے اوس کا ملک بھی پابند رہتا ہے چنانچہ جو کچھ حکم رعایا کو دیا گیا اوس کی تعمیل کی گئی - سیاسیات کی طرح کوآپریشن مین بھی رعایا نے حکومت کے حکم کو اچھی طرح مانا لیکن اب جس طرح سیاسیات مین جمہوری یا نمایندگی کے طریقے کی حکومت کی طرف سے اجازت مل گئی ہے اوسی طرح اب رعایا کے سرمایہ کے ساتھ ساتھ حکومت کو ملکی مالیہ سے قانونًا مالی امداد کی پالیسی کو بھی وسیع کرنا مناسب حال ہے اور کوآپریشن کی تحریک کو عام ملکی تحریکات کا جز قرار دیا جانا بھی مان لیکر اپنی پالیسی کو بدلنا چاہیے - ایک گروہ کا خیال ہی کہ اِتنک ہندوستان مین ایسے لوگون کی حکومت ہے کہ جن کا طریقہ ماند و بود - تمدن - زبان یہان تک کہ خیالات بھی ایشیائی نہین ہین - ہندوستان صرف ایک یوروپین سلطنت کا ایشیائی مقبوضہ ہے - کل اندرونی و خارجی پالیسی پہ انگریزی قوم کا اختیار ہے اور وہ اپنے اصولون اور طریقون کو اپنی مصلحتون نیز ضرورتون کے لحاظ سے ملک مین جاری کرتے ہین اور ایسا ہی حشر معاونت باہمی کی تحریک کا بھی ہندوستان مین ہوا ہے اور ممکن ہے کہ اس مین کچھ اصلیت ہو -

ابتدا مین جس وقت معاونت باہمی کی تحریک کو ملک مین جاری کرنے کا خیال کیا گیا تھا اوس وقت سرمایۂ شرکت کے بنک عام طور پر گاؤن گاؤن چلائے جانا مشکل تھا لیکن تجارتی مہاجنی بہت کچھ انھین کے ہاتھ مین جا رہی تھی - پڑھے لکھے کاروباری حضرات گاؤن گاؤن بلکہ بڑے بڑے قصبون یا چھوٹے چھوٹے شہرون یا بڑے بڑے شہرون کے ہر محلے مین اپنا ہی روپیہ فراہم کرکے کام کرنے کے لیے مشکل سے دستیاب ہوتے تھے - ملک کے قدرتی سامان ترقی - زمین کی شادابی - رعایا

کی محنت و مزدوری اور خاص کر ایمانداری سے پیٹ پالنے کی عادت - ملک کی عام غریبی - کاشتکار اور دستکار کی حاجتمندی - مہاجنون کی سخت گیری پنچایتی طریق زندگی کی قوت - رعایا کے لیے ہر ضرورت پر قرض اور اعتبار کے مُہیّا نہ ہوسکنے کی تکلیف - اور ملک کی عام شرح سود کی زیادتی وغیرہ سب ایسے سامان پائے گئے تھے کہ حکومت نے معاونت باہمی کے ہر قسم کے کاروبار کو ترقی دینا ضروری سمجھ لیا تھا اور اوس کی نوعیت کاروبار سے جو ترقی دنیا بھر مین ہو رہی تھی اوس سے چشم پوشی ناممکن تھی لیکن اوس وقت بھی بعض اہل الرائے کا خیال تھا کہ جس وقت تک کوآپریٹیو بنکون کے دیوالیہ ہو جانے کی طرف سے اطمینان نہ ہو جائیگا - ملک مین ان کا عام طور پر پھیلنا مشکل ہوگا حالانکہ اون کا دیوالیہ ہونا اون کے اختیار ہی مین نہ تھا - نہ اون کا ٹوٹنا کوئی خطرے کی چیز تھی بلکہ لفظ دیوالیہ اون کے لیے بنایا ہی نہین گیا ہے - مخصوص قانون کے رو سے اون کا کاروبار جاری تھا - اون کے ٹوٹنے پر سرمایہ کی وصولی کا انتظام محکمۂ سرکاری یا زیر نگرانی محکمۂ سرکاری ذمہ داری غیر محدود کے ساتھ کیا جاتا تھا - اس سب کے علاوہ حکومت کا قدم درمیان مین ہونے سے ان کا اعتبار بہت کچھ کیا گیا تھا -

ملک کی عام شرح سود صوبہ جاتی رپورٹون مین زیادہ ظاہر کی گئی تھی اور جون جون معاونت باہمی کے کاروبار کا پھیلاؤ بڑھتا گیا اوس کا کم ہونا بھی ظاہر ہوا بلکہ سر فریڈرک نکلسن کی رائے پر عمل کیا گیا اور وہ یہ تھی " جبکہ مہاجن اور قرضخواہ دونون ایک دوسرے سے قریب ہون گے بلکہ ایک دوسرے سے بخوبی واقف ہونگے مہاجن کو قرض خواہ کی اوس جایداد کی حقیقت کے متعلق جس کو کہ وہ ضمانت مین دینا چاہتا ہے

کسی قسم کے خطرے کا شبہہ نہ ہوگا۔ اصل اور سود کے ادا ہونے کی کافی ضمانت ہوگی یا مہاجن کو اس کا یقین ہوجائے گا کہ ارزان نرخ پر روپیہ قرضخواہون کو مل سکے گا اور شرائط قرض بھی اوس کے لیے آسان ہونگے۔ نیز قرض حاصل کی ہوئی رقم سے نفع اوٹھانے اور آمدنی بڑھانے کے لیے قرضخواہ خود بھی تیار ہون گے اور مہاجن اوسکے استقلال مین قوت سمجھے گا تو شرح سود مہاجنی ضرور کم ہوجائیگی"۔ چنانچہ اسی کا سامان معاونت باہمی کے ذریعہ سے حکومت نے کرانے کا ملک مین انتظام کیا تھا بلکہ علاوہ ابتدائی انجمنون کے سنٹرل بنک۔ ضلع کے بنک وغیرہ فراہمی سرمایہ کے واسطے چند میلون کے اندر قائم کرائے گئے تھے تاکہ قرض دہندے اور قرضخوار دونون یکجا ہوسکین اور سر فریڈرک کی راے پر عمل ہوسکے۔ رہی قرضداری۔ اوس کی بابت بھی یہ خیال کیا گیا تھا کہ فی الحقیقت قرضداری کی زیادتی کہین بھی بری شئے نہین۔ اور نہ قرض کوئی بُری شے ہے۔ بڑی بڑی سلطنتین بڑے بڑے بنک اور کارخانے قرض اور اعتبار پر کاروبار کرتے ہین اور اون کی دستاویزات قرض کی دنیا کی تمام بازارون مین بڑی قدر و وقعت رکھی گئی ہے۔ حکومت کی طرف سے جو قرضے جاری ہوتے ہین اونین نیز ملون کے حصص وغیرہ کی خریداری کے لیے جو روزانہ کرورون کا کاروبار ہوتا ہے وہ فی الحقیقت ایک قسم کا قرض ہی دینا ہے اور سب کے لیے دنیا اُمڈی چلی آتی ہے اور دنیا کی بازارون مین روزانہ کرورون کے وارے نیارے زبان بلکہ قرض پر ہوا کرتے ہین۔ پس اعتبار اصل شے ہے اور بمعنی دیگر وہ بھی قرض ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ہندوستان کے غریب کاشتکار یا دستکار بھی ایسے ہی اعتبار کے محتاج ہین۔ اور کارخانون یا حکومتون کے قرضہ و اعتبار مین اور کاشتکارون وغیرہ یا دیگر غربا کے

اعتبار یا قرض مین کوئی اُصولی فرق نہین ہے۔ بیشک اگر کچھ کہا جا سکتا ہے تو یہ کہ
اول الذکر قرضہ جات کی کافی ضمانت ہوتی ہے۔ اور جلد سے جلد ادا ہو سکتے ہین
اور منافع دینے والے اور افزایشی کاروبار مین استعمال ہوتے ہین جن سے محاصل
کثیر کی امید ہوتی ہے۔ اور اگر یہی باتین اور فوائد کاشتکارون اور غربا کے قرضہ جات
مین بھی حاصل ہو سکین تو اون کا بھی پورا اعتبار ہونے لگے بلکہ قرضدار اور اوس کے
خاندان کا معیار آسایش بلند ہو جاوے۔ چنانچہ حکومت ہندوستان نے ملکی حالت
کا اندازہ کر کے غربا کے لیے فرداً فرداً اور اجتماعی طور پر اسکا سامان کرا دینا اپنا فرض سمجھا
اور معاونت باہمی کے اصولون مین کفایت شعاری کے ساتھ غربا کے استعمال قرض
کے لیے بھی مناسب نگرانی کا بندوبست پایا پایا۔ اوس وقت یہ بھی خیال کیا گیا تھا کہ
جس وقت شرح سود مین کمی پائی جائیگی یا افزایشی کاروبار مین سرمایہ لگ جائیگا
تو قرضداری کی زیادتی سے بھی نقصان نہ ہو گا۔ اور اسی بنا پر ابتدا مین قرض کے کاروبار
با اعتبار کے قائم کرانے کا سامان کیا گیا۔ لیکن تجربے سے معلوم ہوا ہے کہ ہندوستان
مین ایک کاشتکار اور ایک دستکار کے قرض کے کاروبار مین اخلاقی نقطۂ نظر سے
بڑا فرق ہے۔ کاشتکار کا دارومدار زمین پر ہے اور اوس کے ہاتھ سے نکل جانے سے
وہ ایک مزدور کی حیثیت مین آجاتا ہے اس لیے وہ اس بات کی پوری کوشش
کرتا ہے کہ جس طرح بھی ہو سکے وہ زمین کو نہ نکلنے دے اور قرضے نیز لگان کو حتی الامکان
ضرور ادا کرے۔ دیر سے ہو یا وقت سے۔ ادائی کسی نہ کسی طرح بالآخر ہو جائے۔ اسکے
برخلاف ایک دستکار یا صناع کو ادائے قرض کے واسطے ایسی کوئی ترغیب نہین
حاصل ہے۔ اوس کی آمدنی کا دارومدار اوس کی فنی لیاقت پر ہے اور وہ اوس کی

زندگی بھر اوس سے جدا نہین ہوسکتی۔ قرضداری یا غیر قرضداری کا اثر مطلقاً اوسکی
فنی لیاقت پر نہین پڑتا۔ اسی لیے کاشتکار کے لیے اعتبار قائم کرنا آسان بھی ہوا
اور جلد تر اون مین کاروبار پھیل گیا۔ مگر دستکارون کے لیے مشکل تھی اور اب بھی
ہے اور رہیگی تاوقتیکہ حکومت کی طرف سے خاص انتظام نہ ہو۔

۱۹۲۳ء تک تقریباً چھپن ہزار انجمنین معاونت باہمی کی ہندوستان مین پائی
جاتی تھین جن مین اکیس لاکھ ممبران سے زیادہ لوگ شریک تھے یعنی موجودہ زمانے
کے ملک کے ووٹرون کے تیسرے حصہ کے برابر اون کی تعداد تھی اور اون کا سرمایہ
کاروباری بھی پینتیس[۳۵] کرور سے زائد ہوچکا تھا اب اس کی حاجت ہے کہ حکومت اور
اہل ملک دونون مل کر اس تحریک عظیم کی سچائی سے امداد کرین بقول مسٹر ہنری
وولف جو معاونت باہمی کے بہت بڑے ماہر فن یورپ مین ہین ہندوستان
مین رضاکارون کے ذریعہ سے معاونت باہمی کے کاروبار کو ہر کونے اور مکان
مین پھیلایا جاسکتا ہے۔ انھین کی تقریرون کا اثر لوگون کے دلون پر زیادہ ہوسکتا
ہے اور وہ اپنے دلائل سے عوام کے قلوب کو مسخر کرسکتے ہین بلکہ عوام کو اس کاروبار
کے فوائد یا نقائص بتلانے مین جس قدر کامیابی انھین ہوسکتی ہے کسی افسر سرکاری
کے لیے ممکن نہین ہے۔ وہی رفتہ رفتہ کرکے اخلاقی اور قانونی فرایض بھی عوام کو بتا سکتے
ہین۔ یعنی عوام الناس مین جو پوشیدہ خواہش معاونت باہمی کی ہے اوسے متحرک
کرنا اگر کسی کے امکان مین ہے تو خود اہل ملک اور ملکی رضاکارون کے اختیار مین ہے
سرکاری ملازمین کی طرح ان کا طریقہ حکماً کاروبار کرانے کا نہ ہوگا یعنی وہ یہ نہ کہین گے
کہ تم کو یہ یا وہ کرنے کا حکم دیا جاتا ہے ادس کرو" کیونکہ جو کام خود اہل ملک کے ہاتھون سے

ہوتا ہے اوس مین سچی دلچسپی اور اصلی کامیابی کی شکلین زیادہ نظر آتی ہین اور وہی پائدار بھی ہوتا ہے۔

اب اس وقت تو یہی دیکھا جاتا ہے کہ ہر جگہ کاروبار کے بڑھ جانے کے بعد کثیر بقایا کا رونا رویا جانے لگا ہے اور انجمنون کی رجسٹری کی منسوخی بھی تیزی سے کی جا رہی ہے۔ نیز قرض کے علاوہ دیگر قسم کے کاروبار کا چرچا ابھی تک کامیابی سے ملک مین رایج نہین ہو سکا ہے۔ اور یورپ سے بھی خود اہل ملک اس کاروبار کا اتنا تجربہ حاصل کر کے نہین آگئے ہین جتنے کہ اور شعبہ جات زندگی مین ہین بلکہ حقیقتاً عوام ملک اس کو ملکی تحریک ہی نہین سمجھتے ہین۔ اور نہ لیڈران قوم یا ملک ہی اس کی اہمیت کو غور کر کے جتنا کہ چاہیے عمال حکو مت کا ہاتھ بٹاتے ہین۔ بیشک کہنے کو اب بمبئی اور برہما مین اصلی ترقی کی صورتین کچھ کچھ دکھلائی پڑ رہی ہین۔ اور حکومت کے قدم کو کچھ روکنے کی طرف خیال تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ نیز عام طور پر کل ملک مین یہ خیال بھی ترقی کر رہا ہے کہ حکومت سے امداد مالی کی ضرور ایک حد تک ضرورت ہے۔ کاروبار کا بڑھانا بھی اتنا لازمی نہین ہے جتنا کہ اعتبار کا قائم کرانا ضروری ہے بلکہ اراضیات کے رہن کے بنک (Land mortgage Banks) اور صوبجات کے بنکون کے قائم کرنے کی طرف حکومت کو بھی ملک کے ساتھ پوری توجہ کرنا چاہیے تاکہ چھوٹے چھوٹے اور کم میعادی قرضون کے بجاے بڑے بڑے اور زیادہ میعاد کے قرضے باقساط اور بہ آسانی ادا ہو سکین۔ اور زرعی امداد کے ساتھ بڑی بڑی ریاستون کی بھی امداد ہو سکے نیز صنعت و حرفت مین بھی ترقی ہو اور غربا کو کاروبار بھی آجائے کہا جاتا ہے کہ جنگی قرضے نے کاشتکارون کو کچھ کچھ بازاری کاروبار سے آشنا کر دیا ہے"

اور اگر اسی طرح اون کی تعلیم ہوتی رہی تو ہندوستان کا مستقبل ضرور خوش نما نظر آئیگا

# فصل ۲

## سرمایۂ شرکت کے بنک اور اونکے کاروبار کا مختصر بیان

قدیم زمانہ مین یونانی اور رومن اقوام نیز ہندیون کو دوکانداری زیادہ آتی تھی بلکہ ازمنہ متوسطہ مین یورپ کے یہودیون نے بحیثیت دنیا کے مہاجنون کے خوب ہی روپیہ کے کاروبار مین نام پیدا کیا۔ لیکن چودھوین صدی کے مہاجنون اور تاجران وینس (Venice) جنیوا (Geneva) اور فلارنس (Florence) ہی کو موجودہ زمانہ کی مہاجنی یا روپیے کے کاروباری اصول کا موجد کہا جا سکتا ہے ایمسٹرڈم (Amsterdam) کا بنک جس کا آغاز ۱۶۰۹ء مین ہوا تھا حقیقتاً سب سے پہلا بنک یورپ مین موجودہ اصول کے مطابق قائم ہونا پایا جاتا ہے انگلستان مین ۱۶۹۴ء مین بنک انگلستان قائم ہوا۔ اور ۱۶۹۵ء مین بنک اسکاٹلینڈ اور ۱۷۸۳ء مین بنک آئرلینڈ۔

زمانۂ قدیم مین ہر جگہ زراعت پر بسر اوقات تھی بلکہ نقد روپیہ کی بھی زیادہ ضرورت لوگون کو نہین ہوتی تھی اسی لیئے باضابطہ مہاجنی یا بنک کی بھی حاجت نہ تھی۔ سونے یا چاندی یا کسی دھات کے ٹکڑون ہی کو سکہ بنا لیا جاتا تھا۔ جو وزن کے حساب سے کاروبار مین تاجر وغیرہ بھی منظور کر لیتے تھے۔ چنانچہ مذہبی[1] کتابون سے اسکا پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایفران (Ephron) کو چار سو شیکل[2] تول کر دیئے تھے

---

[1] انجیل مقدس جینسس ۲۳-۱۶ = [2] قدیم زمانے کے یہودیون کا چاندی کا سکہ۔

پھر جب کسی قوم یا ملک کے تمدن مین ترقی ہونے لگتی تھی تو بجائے قیمتی دھاتون کے ٹکڑون کے اونھین کے سکے بھی مضروب ہوجاتے تھے۔ اور تاجران ممالک ایسے سکون کو بھی منظور کرتے تھے۔ ایک ملک سے جب دوسرے ملک کو لوگ سفر کرتے تو مقامی سکون سے تبادلہ بھی کرلیا جاتا۔ چنانچہ انجیل[1] مقدس ہی سے اسکا بھی پتہ چلتا ہے کہ جب مذہبی میلون یا تیوہارون کے وقت لوگ بیت المقدس مین جمع ہوتے تھے تو سکون کے تبادلہ کی میزون پر یعنی تبادلہ کرنے والون کی دوکانون پر جو میز بچھا کر کام کرتے تھے پیشہ ور کاروبار کرتے ہوے دکھلائی دیتے تھے۔ اور یقیناً کچھ بٹہ یا سود وغیرہ وصول کرلیتے تھے۔ انھین واقعات سے مؤرخون نے یہ نتائج نکالے تھے کہ مصری۔ یہودی اور بیبلان کے لوگ کچھ بٹہ یا سود کا کاروبار ضرور کرتے تھے۔ اور جس وقت کہ دوسرے ممالک مین تجارت یا سفر کے واسطے لوگ جانے لگتے تھے تو روپیہ کے کاروبار کی دوکانون ہی کے ذریعہ سے معاملت کرتے تھے۔ تاجرون کی دوکانون پر بھی ایک جگہ روپیہ دیکر دوسری جگہ لیا جاسکتا تھا۔

اگر یونان کی تاریخ کو دیکھا جاوے تو پتہ چلتا ہے کہ مہاجنی کاروبار سب سے پہلے وہان مندرون یا عبادت گاہون مین کیا جانا پایا جاتا ہے۔ خطرون سے بچاؤ بھی اسی مین تھا۔ چنانچہ ڈلفی (Delphi) کا مندر جو تمام یونانی جمہوری ریاستون کی عبادت کا مرکز تھا۔ وہین سب سے بڑا خزانہ کل قوم کا رکھا جاتا تھا۔ مندرون کے پوجاری اور محافظ بھی اپنی عزت اور اپنے اعتبار کا باعث اسی کو سمجھتے تھے اور وفاداری کے خوگر ہوگئے تھے۔ درحقیقت سونا کم یاب تھا لہذا چاندی کے مقابلہ مین اوسکی

---

[1] انجیل متھیو۔ ۲۱۔ ۱۲۔

قدر و قیمت زیادہ تھی اور ان کے جمع کرنے کا خطرہ صرف افراد ہی کے خیال مین نہ تھا بلکہ قبیلے اور قومین بھی اوس سے گھبراتی تھین۔ پھر جسوقت کہ ڈورین (Dorian) فاتحین نے اہل یونان کو ایشیا مین پناہ لینے پر مجبور کیا تو اون لوگون نے اپنی نوآبادیون مین بھی اپنے مندرون ہی کو اپنی قومی دولت کا محافظ خانہ بنایا مثلاً سلطنت آی اونیا (Ionia) کا خزانہ مقام برین کائی ڈی.... (Branchidae) مین آپالو (Apollo) کا مندر ہی تھا۔ بعدہ اولمپیا (Olympia) کے مندر کو بھی یہی فخر حاصل ہوا۔ لیکن ان مندرون مین سود یا منافع دیے جانے کا کوئی دستور نہ تھا۔ اسی باعث سے مقام ایتھنز (Athens) مین سود کے لین دین کی دوکانین بھی کھلنے لگی تھین۔ جن مین امانتون پر بھی سود دیا جاتا تھا۔ مگر ایتھنز کے باہر قرض دینے کی ممانعت تھی اور عموماً اہل ایتھنز تجارت ہی مین زیادہ تر اپنے روپیہ کو لگاتے تھے۔ بلکہ ملکی جہازون پر جو تجارت کہ غیر ممالک سے ہوتی تھی اوسکے واسطے عموماً قرض دینے سے ابتدا کی گئی تھی اور سمندرون پر تجارت کے لیے روپیہ دینے مین خطرون کے خیال سے شرح سود تیس فی صدی تک پہونچ جاتی تھی۔ جو لوگ کہ سمندرون کے خطرون سے بچنا چاہتے وہ مہاجنون کے پاس بارہ فی صدی سالانہ یا ایک روپیہ ماہواری پر روپیہ رکھ دیتے۔ مہینون کا شمار ہر نئے چاند کے حساب سے کیا جاتا تھا۔ جو لوگ سفر کرتے وہ بھی مال اور دولت کو اپنے ہمراہ لیجانا خطرے کا کام جانتے اور کسی معتبر مہاجن ہی کے یہان روپیہ رکھا دیتے اور چونکہ سولن (Solon) کے قوانین مین بھی سخت شرح سود کی مخالفت نہ تھی

اس سے اکثر بڑے بڑے فوجی افسرون یا سورما سپاہیون کو اون کی مہون کے سر کرنے اور ملکون کے فتح کرنے کے واسطے بھی سخت شرح سود پر قرض دیا جاتا تھا۔ مگر محض اعتبار زبانی ہی پر زیادہ تر کاروبار تھا۔ اور تقریبًا ہر قوم یا ملک کی تاریخ تمدن سے یونان کے واقعات ملتے جلتے حالات روپیہ کے کاروبار کے متعلق نظر آئینگے۔

ملک ایتھنز کی مالگذاری کے متعلق جو کتاب کہ زینوفن (Xenophon) نے لکھی ہے اوسی مین سب سے پہلے ایک سرمایۂ شرکت کے بنک کے قیام کی صلاح ملتی ہے۔ اوس نے ملکی چندہ ہی سے بنکون کے قائم کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ حالانکہ اوس وقت صرف اراضیات ہی مین روپیہ لگانا سب سے بہتر اور محفوظ طریقہ سمجھا جاتا تھا۔ لیکن یونان مین سودی کاروبار ہی سے محفوظ نفع کثیر کی توقع اوس وقت بھی کیجانے لگی تھی۔ کیونکہ چھوٹی چھوٹی یونانی جمہوری حکومتون مین زمین کا پیداوار اکثر دشمنون کے حملون کے نذر ہو جاتا تھا۔ اور اوس کے جمع کرنے کے بجائے نقد روپیہ کی شکل مین جلد تبدیل کرنے مین نفع سمجھا جانے لگا تھا۔ زینوفن کا قول تھا کہ "نقد دولت خاص شہر کی چہار دیواری ہی کے اندر زیادہ محفوظ تھی۔ نیز تجارتی ترقی مین بھی سرمایۂ شرکت سے روپیہ دینے مین ہر طرح کا ملکی نفع تھا۔ محاصل بھی بڑھتے تھے اور مناسب وقت قوانین کے جاری کرنے سے تجارت کی ہمت افزائی تھی بلکہ لوگون پر بجائے ظلم ہونے کے اون کی انفرادی دولتمندی مین اضافہ ہوتا تھا۔ جب رقم چندہ زیادہ ہو جاوے اور اوس کا منافع بھی کثیر ہو تو ایسی آمدنی سے بندرگاہون کی ترقی۔ ملکی جہازون کا بنانا۔ تجارتی منڈیون اور بازار تبادلہ کا قائم کرنا بلکہ

گودی گوداموں سرایوں اور بازاروں وغیرہ کا تعمیر کرنا سب کچھ ممکن ہو سکتا ہے اور تب ہی ہر یونانی اپنی زندگی آرام سے گذار سکتا ہے[1] درحقیقت یونان کا مہاجنی کاروبار موجودہ زمانے کے بنک کے کاروبار سے بہت کچھ ملتا جلتا آخر مین ہو گیا تھا۔

رومن قوم نے تو اپنے عہد حکومت مین ایسے بنک بھی بنائے تھے جن سے کہ غریبون کو بلا سود قرض ملتا تھا۔ آگسٹس سیزر (Augustus Caesar) اور ٹائبیریس (Tiberius) نے یہ قاعدہ مقرر کر دیا تھا کہ مجرمون کی جائداد جو ضبط کی جاتی ہو اُس کا ایک فنڈ بنا دیا جائے اور اوسی سے بلا سودی روپیہ ان لوگون کو قرض دیا جاوے جو اپنے قرضے کی تعداد کی دوگنی قیمت کی جائداد ضمانت مین دے سکین۔ کہا جاتا ہے کہ لفظ "بنک" زبان اٹلی کے لفظ بینکو (Banco) سے نکلا ہے جس کے معنی بنچ (Bench) کے تھے۔ لامبارڈی (Lombardy) کے یہودی بازارون مین بچھا کر اوسی پر روپیہ کا کاروبار کرتے تھے۔ بعض اصحاب کی راے مین اس کا مخرج لفظ "مانٹی" (Monte) سے ہے جسکے معنی "ڈھیر" کے ہین۔

شہر وینس[2] (Venice) مین ۱۱۵۷ء مین سب سے قدیم بنک قائم ہوا تھا۔ حکومت کی متواتر اور مدتون کی جنگون کے سبب قرضہ بیحد بڑھ گیا تھا۔ لہذا عوام ملک سے قرضہ حاصل کیا گیا اور اونھین کی ایک جماعت خاص

---

[1] تاریخ یونان سٹفورڈ۔ جلد ۴۔ صفحہ ۲۲۔

[2] تاریخ تجارت اینڈرسن جلد اول صفحہ ۱۵۶۔

حقوق کے ساتھ بناء لگئی - اور بارھوین صدی مین گویا یہی بنک قائم ہوا تھا - جو سنہ ۱۱۵۸ء مین موجودہ زمانہ کے بنکون کے اصولون کے مثل کاروبار کرتا تھا - اسی طرح سنہ ۱۳۴۹ء مین بارسیلونا (Barcelona) کے بزازون نے بھی ایک مہاجنی کی دوکان قائم کی تھی لیکن وہان کے بادشاہ ایرے گان (Arragon) نے سخت ضمانت طلب کرکے اونکا کاروبار روک دیا لیکن سنہ ۱۴۰۱ء مین ایک پبلک کا بنک وہان کے مجسٹریٹون نے قائم کیا اور اوسمین بھی زمانہ حال کے مثل کاروبار ہوتا تھا - شہر جنیوا (Genera) مین سنہ ۱۴۰۷ء مین ایک بنک قائم ہوا تھا - اور رعایاے ملک مین سے جن لوگون نے اپنی جمہوری حکومت کو قرض دیا تھا اونھین کی ایک مجلس قائم ہوئی اور کل ایسے سرمایون (Stock) کو یکجا کرکے اونکے مالکون مین سے آٹھ منتظمون (Directors) کا انتخاب کیا گیا - جن کے سپرد اوسکا تمام کاروبار ہوا - نیز حکومت کی طرف سے اون کے قرضون کی ضمانت مین چند شہر اور مقبوضات ملکی - نیز بندرگاہ کافہ (Caffa) اور کارسیکا (Corsica) کی چھوٹی سی ریاست بھی اونھین منتظمین کے اختیار مین دیگئی - لیکن درحقیقت اہل فلارنس (Florence) نے بنکون کے کاروبار مین مقابلتاً بڑی ترقی کی تھی اور اوس وقت کی عیسائی دنیا مین سب سے مشہور شہر اپنی دولتمندی کے اعتبار سے فلارنس ہی ماناجاتا تھا[1]

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جسطرح بنی اسرئیلیون سے منافع تک لینے کی ممانعت فرمائی تھی اوسیطرح اونکے علاوہ غیرون (strangers) سے صریحاً سود لینے کی اجازت بھی دی تھی اور اگر تاریخ اقوام کو غور سے پڑھا جاوے تو ہر جگہ یہی نظر آئیگا کہ کسی نہ کسی خاص

[1] گلبرٹ صفحہ ۱۸ -

مقام کے لوگون یا خاص قومون یا خاص مذہب والون سے سود لینے کی مذہبًا
ممانعت کیجاتی رہی ہے۔ مثلاً مذہب اسلام ہی مین دارالاسلام مین سود کا لینا اور
دینا دونون ناجایز ہین اور دارالحرب مین سود کا کاروبار ناجایز نہین ہے۔ اسیطرح
عیسائیون کو بھی مذہبًا سودخواری کی ممانعت ہی۔ ارسطو (Aristotle)
اور اوسکے پیروون نے بھی سودخواری کی ممانعت کی تھی۔ اور یہی سبب تھا کہ یہودیون
سے قبل ملک اٹلی کے وہ رہنے والے جن کو لامبارڈ (Lombards)
کہا جاتا ہے اور جو بڑے زبردست سودخوار تیرھوین صدی مین مشہور تھے اون کو
مجرم قرار دیا گیا تھا۔ لیکن منافع اور سود مین بھی فرق سمجھا گیا تھا جس سب سے یہ
نتیجہ یورپ مین نکالا گیا ہے کہ سود کی ہر حالت مین ممانعت کہین بھی نہین تھی بلکہ
کچھ قیود کے ساتھ جواز یا ناجوازی کا حکم مذہبون نے اور دنیا کے عقلمندون نے دیا ہے
یعنی سود کا لینا یا دینا فی نفسہ کوئی گناہ نہین قرار دیا جا سکتا۔ اور کیا عجیب بات ہے کہ
ازمنۂ متوسطہ (Middle Ages) مین قرضون پر کسی قسم کا منافع تک لینا
بھی یورپ مین گناہ تھا اور اوسے بھی سودخواری کہا جاتا تھا۔ نیز یہ خیال بھی عام تھا
کہ اہل دنیا اپنی غریبی اور ضروریات زندگی کے رفع کرنے کے واسطے سودی قرض
لینے پر مجبور ہوتے ہین اور غریبون کی حاجت مندی کے وقت روپیہ سے امداد
دیکر اونکا کام نکال دینا ثواب ہے۔ نیز اگر کچھ منافع لیکر بھی امداد دیجاوے تو ایسے
فعل کو گناہ کس طرح کہا جا سکتا ہے۔ بیشک اگر غربا کی مجبوری سے نفع اوٹھا کر
سختی برتی جاوے یعنی سخت شرایط پر معاملت ہو تو وہ ظلم ہے اور ناجایز ہی ہونا
چاہیے۔ چنانچہ رفتہ رفتہ بنکون کا کاروبار جاری ہوکر یہ خیال بھی عام ہوگیا تھا

کہ اگر کوئی ایسا معاوضہ طے ہو سکے جس سے فریقین کو نفع ہو اور کوئی تکلیف دہ نقصان نہ ہو تو ایسے منافع کو سود کہنا روا نہ ہوگا۔ اور سلطنتون نے تو ہمیشہ ابتدا مین بنکون کے قائم کرنے مین رعایا پروری کے خیال کو ملحوظ رکھا۔ اون کی نیت اپنی اور اپنی رعایا کی فلاح بلکہ ہر طرح کی بھلائی کی تھی۔ محض تعصب سے ہر قسم کے روپیہ کے کاروبار کو سودی کاروبار کہدینا قرین عقل نہین سمجھا گیا بلکہ اس بیسوین صدی مین بھی بنکون کے کاروبار کو سودخواری نہین کہا جاتا۔ دیگر اجناس تجارت کے مثل سونے اور چاندی کے روپیہ یا کاغذی نوٹون کے کاروبار کو تجارت سمجھتے ہین۔ اور منافع (Interest) اور سود (Usury) مین پورا پورا فرق دکھلاتے ہین۔

---

یہ بھی ایک عجیب واقعہ ہے کہ انگلستان کے بادشاہ ایڈورڈ دی کنفسر (Edward the Confessor) نے عام طور پر سود کی قطعاً ممانعت کردی تھی مگر ۱۱۲۶ء مین صرف مذہبی رہنمایون (Clergies) کے لیے سود خواری کی ممانعت باقی رہ گئی تھی۔

۱۱۹۹ء مین سود یا منافع کے عام طور پر جایز ہونے کا پہلا حکم شاہ رچرڈ اول (Richard the 1st) کے زمانہ حکومت سے جاری ہوا۔ اور تمام یورپ کی طرح انگلستان مین بھی یہودیون کو سب سے زیادہ سودخوار کہا جانے لگا تھا۔ بلکہ ۱۲۹۰ء مین اون کے اخراج کا بھی حکم ہوگیا لیکن آلیور کرامول (Oliver Cromwell) کے زمانہ سے پھر اون کو داخلہ کی اجازت مل گئی تھی۔

تاریخ بنک انگلستان سے پایا جاتا ہے کہ ۱۵۴۶ء سے قرضون پر منافع کا لیتا قانوناً پھر جایز کیا گیا تھا اور رفتہ رفتہ ۱۷۱۴ء تک قانونی شرح سود صرف پانچ فی صدی مقرر کر دی گئی تھی۔ اور لفظ سود (Usury ) صرف اوسی رقم کو کہا جانے لگا جو پانچ فی صدی سے زائد وصول کیجاتی۔ ورنہ منافع (Interest) سے وہی رقم مراد لیجاتی جو قانون ملک کے مطابق جایز کی گئی تھی۔

موجودہ زمانہ کے سرمایۂ شرکت کے بنکون کے کاروبار کی چار قسمین سمجھی جانے لگی ہین یعنی۔ تبادلۂ زر۔ ارسال زر۔ قرض دینے کا کاروبار۔ قرض لینے کا کام اور انھین چار باتون سے تمام دولت منداقوام دنیا اس وقت اپنے کو خوب آگاہ کر چکی ہین۔ اور جو قوم ان طریقون سے پوری واقف نہین ہے اوسکی اقتصادی اور مادی ترقیات دوسری ماہر فن اقوام کے اختیار مین ہے۔ بلکہ اونکی ملکی ترقی اون کے خود کے قابو کی بات نہین ہے۔ اور یہ دیکھا جا رہا ہے کہ سلطنت ایران ہو یا ٹرکی یا ہندوستان ہو یا چین یا حجاز ہو یا تبت سب کے مالی شعبہ جات اور بنک بلا یورپین اقوام کی امداد کے چلنا مشکل معلوم ہوتے ہین۔

ترقی تجارت وصنعت کے باعث جلد جلد روپیہ کی الٹ پلٹ درآمد برآمد مال اور کم میعادی لین دین نے بلکہ سفر و ملک گیری کے شوق نے اہل دنیا کو اب مشترکہ سرمایہ کی دوکانین یا بنک قائم کرنے پر مجبور کر دیا۔ اور یورپ مین بنک گویا روپیہ کی تجارت یا دکان ہی ہو جیسے کہ ہندوستان مین مہاجنون یا سیٹھ ساہوکارون کے لین دین کی کوٹھیان اعلےٰ پیمانہ کی صرافی کی دوکانین ہوتی تھین۔ آج کل کے بنک مین کوڑی۔ تانبا۔ چاندی۔ سونا۔ نیز ہر قسم کے سکہ وغیرہ کی تبدیلی اور لین دین

ممکن ہے بلکہ علاوہ سکہ رایج الوقت کے پرانے سکے اور کاغذ مثلاً نوٹ ۔ ہنڈوی رقعہ ۔ دستاویزات اور رہن وبیع وغیرہ کا کاروبار بھی ہوتا ہے۔

اگلے وقت کے لوگون کو صرافی اور مہاجنی کی دوکانون مین مختلف قسم کے کاروبار یا مختلف ممالک سے لین دین کی ضرورت نہ تھی ۔ ذرایع ترسیل زریا آمدورفت زیادہ وسیع اور آسان بھی نہ تھے ۔ جیسے کہ اب ہو گئے ہین ۔ ریل ۔ تار ۔ دخانی و ہوائی جہازون کی سواریان بیشتر کہان نصیب تھین ۔ مہاجنی کی دوکانین اور اون کی شاخین کاروبار کے لئے کافی ہوتی تھین ۔ بلکہ نئے طریقون کی ایجاد اور حساب وکتاب کے اصولون کے بدلنے کی بھی حاجت نہ تھی ۔ مگر اب جبکہ یورپ ۔ ایشیا ۔ افریقہ امریکہ غرضکہ ہر براعظم کی پیدایش دم کے دم مین ہو رہی ہے ۔ دنیا کے ہر بازار کا نرخ چند گھنٹون مین معلوم ہو جاتا ہے اور ضرورت خود ہی بڑی موجد ہے ۔ اس لیے دور جدید نے روپیہ یا سکہ وغیرہ کے ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل کرنے کے لیے اور کاروبار کو بہ آسانی چلانے کے لیے نئے نئے قواعد اور طریقے روزجاری کرنا شروع کر دیے ہین ۔ جہان کہین کچھ بھی تجارت پھیل رہی ہے چک ۔ نوٹ ۔ اور ڈرافٹ وغیرہ بھیجکر کام نکالا جاتا ہے ۔ زمانہ موجودہ کے قانون اور قواعد کے مطابق اگر چند شرکا یا کوئی مالدار شخص ایک درخواست کے ذریعے سے روپیہ کے لین دین یا اوسکے کسی نوع کے کاروبار کے لیے ایک دوکان یا بنک قائم کرے اور اوس کی رجسٹری کرا لے تو عام طور پر اوس کا اعتبار زیادہ ہوتا ہے ۔ اور اوس کی قانونی حیثیت کے باعث محکمۂ سرکاری کو اوس کی جانچ پرتال کا حق ہو جاتا ہے ۔ نیز پبلک کے حقوق کی حفاظت بھی ممکن ہو جاتی ہے ۔

ایک بنک کی ابتدا عموماً اشتہار کے ذریعہ سے کیجاتی ہے جس کو پراسپکٹس (Prospectus) کہا جاتا ہے اور جس مین عام طور پر امور ذیل علاوہ دیگر خاص امور کے درج کیے جاتے ہین (۱) مقام جہان کاروبار جاری ہو (۲) مقاصد بنک (۳) سرمایۂ بنک (۴) تفصیل حصص وحصہ داران (۵) قرض کس کو اور کس طرح دیا جائیگا (۶) تعین اجزاے حصص (۷) سرمایہ حاصل کرنے کے ذرائع (۸) مختصر ذکر انتظام بنک (۹) ذمہ داری حصہ داران (۱۰) شرح سود (۱۱) حقوق حصہ داران (۱۲) منافع اور اوس کی تقسیم (۱۳) تاریخ اجراے بنک وغیرہ - بنک کی رجسٹری کے وقت رجسٹرار محکمہ کمپنیہاے سرمایۂ شرکت کو حسب قواعد ضروری کاغذات اور اطلاعات بھی دینا ہوتی ہین - نیز حسب قانون کچھ فیس بھی داخل کرنا پڑتی ہے -

ہندوستان مین جسقدر سرمایۂ شرکت کی بنک قائم ہو چکے ہین وہ عام طور پر یورپ یا دیگر ممالک کے بڑے بڑے بنکون کی شاخین ہین یا خود اہل ملک نے حصص (Shares) کے ذریعے سے اپنا سرمایہ (Capital) بنا کر قائم کیے ہین - اور انھین کو سرمایۂ شرکت کی کمپنی جوائنٹ اسٹاک بنک (Joint stock bank) کہا جاتا ہے حقیقتاً اس ملک مین ۱۸۰۹ء تک نہ کوئی چارٹرڈ بنک تھا یعنی جس کو قانون و قواعد حکومت کی جانب سے کاروبار کرنے کی سند ملی ہوتی اور نہ کوئی سرمایۂ شرکت کا بنک تھا - بڑی بڑی تجارتی دوکانون یا ساہوکارون کی کوٹھیون مین لوگ روپیہ اما نتاً رکھوا دیتے تھے اور یہی سیٹھ ساہوکار اکثر اوقات دیسی ریاستون کے خزانچی بھی ہوتے تھے اور ان کا کرورون کا اعتبار سمجھا جاتا تھا - ان کی دوکان کی شاخین مختلف حصص ملک مین پھیلی ہوتی تھین - رقعہ یا ہنڈوی کے ذریعہ سے

ادائگی روپیہ کرائی جاتی تھی۔ ۱۸۰۹ء مین ایسٹ انڈیا کمپنی نے شاہی چارٹر یا اجازت نامہ حکومت برطانیہ سے حاصل کر کے بمقام کلکتہ بنک بنگال بزمانہ سابق لارڈ منٹو وسیرائے ہند قائم کیا پھر ۱۸۴۰ء مین بنک بمبئی کھولا گیا۔ اسی طرح ۱۸۴۳ء مین بنک مدراس جاری ہوا۔ ان سب کو پریسیڈنسی (صوبہ) بنک اب تک کہا جاتا ہے۔ ان مین گورنمنٹ بھی پندرھوین حصہ کی حصہ دار تھی۔ اور تین ڈائرکٹران بھی گورنمنٹ مقرر کرتی تھی ۱۸۶۳ء سے گورنمنٹ ہند نے ان سے علیحدگی اختیار کی مگر یہ وعدہ کر لیا کہ اپنا بہت کچھ روپیہ انھین بنکون مین رکھے گی اور ملکی کاروبار کے لیے انھین کو سرکاری بنک سمجھا جائیگا۔ چنانچہ ۱۸۷۰ء سے لیکر ۱۹۱۰ء تک ان کی ترپن ۵۳ شاخین ملک مین ہوگئین اور ۱۹۲۱ء سے بجاے پریسیڈنسی بنکون کی امپیریل بنک آف انڈیا کھولا گیا ہے۔ ۱۹۱۳ء مین بارہ ۱۲ تبادلہ زر کرنے والے بنک تھے لیکن ۱۹۲۱ء مین سترہ ۱۷ ہوگئے۔ امپیریل بنک کا کاروبار ۱۹۱۳ء مین (۵۸۸) لاکھ کا تھا لیکن ۱۹۲۱ء مین (۹۷۷) لاکھ کا ہوگیا۔

ان نیم سرکاری بنکون کے علاوہ اہل ملک نے بھی کچھ بنک قائم کر دینا شروع کر دیے تھے چنانچہ ۱۸۷۰ء تک صرف دو بنک تھے مگر ۱۹۱۰ء تک ۳۵ بنک ہوگئے۔ سب کی شاخون کی تعداد ملک مین دو سو بیس ۲۲۰ ہوگئی تھی۔ قبل جنگ کل سرمایہ بنکون کا (۳۷) ملین پونڈ تھا جس مین سے (۳۱) ملین پونڈ ہندوستان مین لگا ہوا تھا۔ ۱۹۲۱ء مین کل سرمایہ (۱۱۱) ملین پونڈ تھا جس مین سے چھہتر ملین ہندوستان مین لگا تھا۔ ہندوستان کے سرمایۂ شرکت کے صرف اٹھارہ بنک ۱۹۱۴ء مین تھے جن کا سرمایۂ محفوظ اور اداشدہ سرمایہ پانچ لاکھ تھا۔ لیکن ۱۹۲۱ء مین

یہ ستائیس ہوگئے اوران کا سرمایہ بھی (۱۲۳۹) لاکھ ہوگیا۔ ۱۹۲۱ء میں تمام بنکون کے صدر دفتر ہندوستان مین ایک سو سے کچھ کم تھے جن کی (۳۲۲) شاخین کاروبار کررہی تھین۔ لیکن اب بھی تقریبًا پچھتر فی صدی شہرون مین بیس فی صدی شہر کہ جن کی آبادی پچاس ہزار ہے ایسے ہین کہ جن مین کوئی بھی بنک نہین ہے اور جہان آبادی دس ہزار یا اوس سے زائد ہے وہ صرف پچیس فی صدی ایسے شہر ہین جہان کوئی بنک یا اوس کی شاخ ہے۔

سرمایۂ شرکت کے بنکون مین سرمایہ بنانے کے مختلف طریقے ہین (۱) کبھی حصہ داران آپس مین ایک مقررہ تعداد کی حد تک روپیہ جمع کرتے ہین جس کو سرمایۂ مجمعہ (Invested Capital) کہا جاتا ہے (۲) کبھی حصص (Shares) امانت (Deposits) اعتبار (Credit) یا نقدی اعتبار (Cash Credit) کے ذریعون سے روپیہ روزمرہ کے کاروبار کے چلانے کے واسطے اکٹھا کرتے ہین اوس کو سرمایۂ کاروباری (Working Capital) کہتے ہین (۳) کبھی اپنی ذمہ داریون کے لحاظ سے ایک سرمایہ اپنے پراسپکٹس مین دکھلاتے ہین جو بنک کے قائم ہونے کے وقت قواعد مین مقرر کردیا جاتا ہے اس کو سرمایۂ نامزد شدہ (Nominal Capital) یا سرمایۂ مجوزہ (Authorised Capital) کہتے ہین اور چونکہ قواعد کی رجسٹری بھی حسب قانون جماعتہائے سرمایۂ شرکت (Joint Stock Companies) بنک کی رجسٹری کے ساتھ کرانا پڑتی ہے لہذا قواعد مین رقم سرمایہ بھی ظاہر کی جاتی ہے جس کو سرمایۂ رجسٹری شدہ (Registered Capital) کہتے ہین۔

جو سرمایہ کہ حصص کی صورت مین قواعدمین جاری شدہ ظاہر کیا جاتا ہے اوس کو
سرمایۂ مجریہ (Issued Capital) کہتے ہین - اب جس قدر رقم یا قیمت
حصص کہ اداشدہ صورت مین سرمایۂ مجریہ سے قواعد کے اندر دکھلائی جاتی ہو یا جو
قیمت حصص کہ حصہ داران سے طلب (Call) کی گئی ہو اور وہ حصہ دارون نے
ادا کردی ہو اوس کو سرمایۂ اداشدہ (Paid up Capital) کہتے ہین
اسی طرح جو رقم حصص کہ حصہ دارون نے طلب نہ کی ہو اوس کو (Uncalled Capital)
کہا جاتا ہے ——— اگر کل قیمت حصص مقررہ ادا کردی گئی ہو تو اوسے
کل سرمایۂ اداشدہ (Fully paid up capital) کہتے ہین ساتھ ہی
اس کے اکثر ایک سرمایۂ محفوظ (Reserve Capital) بھی قائم کیا جاتا
ہے اور یہ وہ رقم سرمایۂ مجوزہ کی ہوتی ہے جو اجرا نہین کی جاتی - پھر کاروبار سے
جو منافع حاصل ہو اور اوس مین سے جو رقم علیحدہ کرکے رکھ لی جاے اور اوسے پھر
کاروبار مین نہ لگایا جاے اوس کو ریزرو فنڈ (Reserve fund)
کہتے ہین - اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ امانت دارون کو وعدۂ ادائی پر یا اون کی
ضرورت کے وقت امانت کی واپسی مین دقت نہو اور جس طرح کہ مخصوص صورتین
سرمایہ کی ہین اوسی طرح ذمہ داریون (Liabilities) کی بھی ہین مثلاً
ذمہ داری محفوظ (Reserve liability) جو حصص کی اوس غیر طلبیدہ
رقم کا نام ہے جو بنک اپنی ضرورت کے وقت حصہ داران سے طلب کرسکتا ہے
لیکن امتداد زمانہ سے اس کے باعث قیمت حصص اکثر گھٹتی جاتی ہے - بنک کے
انفرادی چندہ سرمایہ کو حصہ (Share) کہتے ہین اور ہر جماعت (Company)

اپنی تجویز کے مطابق حصص کی ایک مستقل قیمت و تعداد قائم کرتی ہے اور حصص
کے خریداروں کو حصہ دار (Share holder) کہا جاتا ہے حصص کی تقسیم
اون کے حقوق کے اعتبار سے کی گئی ہے اور عموماً دو قسم کے ہوتے ہین (اول)
جن خریداران حصص کو منافع (Dividend) دینے کا اعلان کیا جاتا ہے
اور اگر بنک ٹوٹ جائے یا کاروبار بند ہو جائے تو اون کے سرمایہ کی واپسی کل
مطالبات پر مقدم رکھی جاتی ہے اون کو حصہ داران مرجح ——
(Preference Share holder) کہتے ہین (دوم) حصہ داران معمولی ——
(Ordinary Share holder) ان کا درجہ حصہ داران مرجح کے بعد ہے ان کی
ذمہ داری بھی زیادہ ہوتی ہے۔ لیکن ضمانت حصہ داران مرجح سے کم رکھی جاتی
ہے اور ان کے خریداران کی رقم منافع اکثر قواعد بنک مین مقرر ہو کر درج ہو جاتی
ہے حصص مرجح پر منافع صرف اونہین سالون مین ادا کیا جاتا ہے جبکہ کافی منافع
کاروبار بنک مین ہو۔ ورنہ بجز اوس حالت کے کہ جب منافع بڑھنے والا ——
(Cumulative dividend) ہو نہین دیا جاتا لیکن بڑھنے والے منافع کی حالت
مین بقایائے منافع ایک طرح کا بار سالہائے آیندہ کے منافع پر اوس وقت تک
کے لیے رکھا جاتا ہے جب تک کہ ادا نہ ہو جائے اور بنک پر جو کچھ بھی مطالبات
کاروبار کے بند کرنے پر عائد ہوتے ہین اون کی ادائی حصہ داران مرجح کے ذمہ تا حد
کل قیمت حصہ حصہ داران معمولی کے مقابلہ مین رکھی جاتی ہے۔ حصص کی قیمت
اکثر اقساط مین وصول کی جاتی ہے اور اسکو طلب (Call) کہتے ہین۔
سرمایۂ بنک جس طرح کہ حصص سے بنایا جاتا ہے اوسیطرح کبھی ڈبینچر (Debenture)

سے۔ جو ایک قسم کی تحریری دستاویز قرضہ ہوتی ہے اور یہ پبلک سے روپیہ حاصل کرنے کے واسطے بہ اعلان (Notice) جاری کیے جاتے ہین۔ ان کے جاری کرنے والے اصل رقم اور مقررہ سود کی ادائی کو ایک بار مقدم کاروبار کی تمام ذمہ داریون پر قائم کرتے ہین۔ حصص کی طرح یہ بھی منتقل ہو سکتے ہین لیکن حسب مرضی واپس نہین ہو سکتے۔ حصص کے خلاف ان مین مقررہ سود دیا جاتا ہے نہ کہ منافع۔ اور اکثر میعاد مقررہ کے واسطے جاری کیے جاتے ہین جس کے بعد ان کا انفکاک ہو جاتا ہے

امانتین (Deposits) دو قسم کی ہوتی ہین (۱) امانت مستقل یا میعادی (Fixed deposit) جو کسی مقررہ میعاد کے واسطے دیجاتی ہے اور تا گذرنے میعاد کے واپس نہین ہوتی لیکن خاص شرائط کے ساتھ اکثر اوس کی ذمہ داری پر بنک قرض دیکر ضرورت کو رفع کرنے مین عذر نہین کرتے (۲) امانت جاری یا کھاتہ روان (Current deposit) جو ہر وقت اور ہر تعداد مین واپس لیا جا سکتا ہے۔ ان کے علاوہ نقد اعتبار (Cash Credit) کا بھی طریقہ رائج ہے جس کے ذریعہ سے ایک رقم معینہ تک جب اور جس قدر کہ اعتبار پانے والا چاہے حسب ضرورت بنک سے لے سکتا ہے اور واپس کر سکتا ہے اور سود صرف اوسی رقم پر اوتنے ہی دن کے لیے دینا ہوتا ہے جتنی رقم کہ لیجائے اور جب تک کہ وہ ادا نہ کی جائے۔ مگر قرض (Loan) اور نقد اعتبار (Cash Credit) مین یہ فرق ہے کہ قرض لینے کے واسطے ہر بار ایک نئی درخواست کرنا پڑتی ہے اور ممکن ہے کہ وہ نامنظور بھی ہو جائے نیز ہر مرتبہ شرائط قرض۔ اون کی میعاد اور شرح سود طے کرنا ہوتے ہین مگر نقد اعتبار مین ایک بار کل امور طے ہو جاتے ہین۔

چک (Cheque) ایک معمولی رقعہ ہوتا ہے جس کے ذریعہ سے مالک زر یا اوس چک کے قابض یا منتقل الیہ کو یہ حق دیا گیا ہے کہ اوس بنک مین جس کے نام سے وہ چک بنا ہوتا ہے پیش کرکے خود نقد کرلے یا ہدایت کردے کہ فلان شخص کو روپیہ ادا کردیا جاوے۔ ایک چک کو ہر بنک کا سکھارنا کاروبار بنک مین اخلاقی فرض ہے تاوقتیکہ کوئی خاص وجہ شک کی نہو۔ اس زحمت کے عوض کچھ بٹہ بھی ایک بنک دوسرے بنک سے لیتا ہے۔ لیکن جب اس چک کا لکھنے والا چک کو اپنے نام لکھتا ہے اور اس کا روپیہ بھی بنک مین ہوتا ہے تو بٹہ نہین پڑتا۔ ایک مقام سے دوسرے مقام پر بذریعہ چک روپیہ بھیجنے یا غیر بنک سے روپیہ وصول کرنے پر عام طور سے تاوقتیکہ اس کے خلاف کوئی ہدایت نہ ہو ضرور بٹہ دینا ہوتا ہے ایک چک پر بعد تحریر کے اس طریقے کا نشان (+) بنا دینے سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ غیر اوسے سکھار نہین سکتا۔

روپیہ کا لین دین یا بینکنگ اوسی وقت آسان اور صحیح سمجھا جاتا ہے جبکہ امانت داروں کی رقومات کی ادائی مقررہ معیاد مین بلا تکلیف ہونے لگے اور معاملت کرنے والون کو بازار کے مقابلہ مین دقتین نہ پیش آوین۔ عام طور پر بنکون کے ٹوٹنے یا اون کی بے اعتباری کے اسباب زیادہ تر خطرہ کے کاروبار مین سرمایہ کو ناواقفیت سے پھنسا دینا یا غیر معتبر اشخاص کے ہاتھ مین غلطی و نافہمی سے کاروبار کو سپرد کردینا ہوا کرتے ہین۔ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ ملکی یا غیر ملکی بنک اپنی شاخین کھول دیتے ہین اور مختلف سرمایون کی تعداد بہت بڑی دکھلاتے ہین۔ یا بڑے بڑے لوگون کے نام منتظمین۔ (Directors) کے طور پر شامل کردیتے ہین۔ ان سے اہل ملک مرعوب ہوکر

حصہ وار ہونے کے علاوہ کثیر امانتون کو اون مین رکھدینے مین عذر نہین کرتے مگر تھوڑے عرصہ کے بعد دیوالیہ کی درخواست گذرجاتی ہے جس سے عظیم نقصان ملکی ہوتا ہے اس لیے سرمایۂ شرکت کے بنکون مین بالخصوص بیرونی ممالک کے بنکون سے کاروبار مین بڑی احتیاط کی حاجت ہے اور اصل یہ ہے کہ جہان تک ہوسکے مقامی ملکی بنک قائم کرنے کا بندوبست ہر جگہ ہونا چاہیے بالخصوص دیسی ریاستہائے ہند مین جہان کہ خود حکومتون کی جانب سے کافی سرمایہ مہیا کیا جاسکتا ہے۔

موجودہ دنیا مین بغیر بنکون کے قائم کیے ہوے بڑے بڑے نقصانات ہوتے ہین مقامی تجارت مین ترقی اوس وقت تک ناممکن ہے جبتک کہ تاجرون کو اون کی ہر ضرورت کے وقت اپنی مقامی جائداد یا اپنے مال کو دکھلا کر یا رہن رکھکر سرمایہ نہ مل سکے۔ دوسرے مقامات سے اگر تجارت کا سلسلہ جاری کرنے کی ضرورت ہو تو روپیہ یا ڈرافٹ یا ہنڈوی انھین کے ذریعہ سے بآسانی اور بلا بٹہ وغیرہ بھیجے جاسکتے ہین ایسے ہی دوسرے بنکون سے تعلقات لین دین مین نہ صرف آسانی ہوگی بلکہ مالی نقصان بھی نہ ہوگا۔ پھر علاوہ سونے چاندی یا دیگر دھاتون کے سکون کے استعمال کے کاغذی نوٹ بھی انھین کے ذریعے سے بآسانی سکھارے جاسکتے ہین۔ یا تبادلہ مین دیے جاسکتے ہین کاشتکارون اور زمینداروں نیز دیگر مالدارون کو بھی انھین کے ذریعہ سے عمدگی کے ساتھ نفع پہونچایا جاسکتا ہے۔ چورون سے حفاظت کے لیے قیمتی اسباب وغیرہ انھین مین رکھا یا جاسکتا ہے۔ اور عموماً سود کے دینے سے جو نقصانات ہوا کرتے ہین اون کی تلافی بھی انھین کے ذریعہ سے ہوسکتی ہے۔

# فصل سویم

## معاونت باہمی یا تعامل اجتماعی کی اصلیت و ضرورت

اٹھارویں صدی کے ابتدائی زمانے سے یورپ مین اس کا احساس پیدا ہوا کہ اگر کاشتکاری پیشہ - مزدوری پیشہ - دستکار اور اجیر شرکت کے اصول پر ذمہ داری کی مختلف صورتین قائم کر کے جماعتین قائم کرین تو یقیناً مالی مشکلات کا حل آسان ہو کیونکہ کہین امساک باران - کہین کثرت بارش - کہین جنگ - اور کہین قلاکت یا بیماری سے آئے دن آفتین نازل ہوتی رہتی تھین - اور کرورہا مخلوق تباہ اور برباد ہوتی تھی - تقاوی اور دیگر قسم کی بر موقع خیراتی امداد وغیرہ سے حکومت اور ہمدردان ملک مصیبت زدون کی مدد کرتے تھے - تخم - مویشی اور دیگر ضروریات زندگی کے مہیا کرنے کا بھی انتظام ہوتا تھا - بعض اوقات مالگذاری کی التوا - لگان کی معافی بھی دیجاتی تھی - بلکہ کبھی غلہ کی برآمد کی ممانعت ہوئی - کبھی ریل یا جہازون کے ذریعہ سے غلہ وغیرہ باہر سے لاکر بھوکون اور حاجتمندون کو دیا گیا - یا خیرات کے طور پر غربا کی حاجت روائی امراے ملک نے کردی - مگر اس طرح کی امداد سے کسی شخص واحد یا کسی خاندان کو معراج ترقی پر پہونچا دینا یا اون کی ہمیشگی کی محتاجی کو رفع کردینا غیر ممکن ہی پایا گیا - نیز کسی ایک شخص یا فرد واحد کا اعتبار بغیر کافی ضمانت کے چاہے خوش معاملگی کی ضمانت ہوتی یا جائداد کی - دوسرے نہ کرتے - چہ جائیکہ وہ لوگ جو روپیہ سے دین کا کاروبار کرتے تھے اور اون کا ذریعہ معاش بھی وہی تھا - اون سے بلا ضمانت جائداد کے کاروبار کی امید کرنا یقیناً غلطی بھی تھی - گو

سرمایہ دارون اور اہل جائداد کو اپنے سرمایہ اور دولت پر بھروسہ ہوتا تھا اور دوسرے اون کا اعتبار بھی کرتے تھے۔ لیکن پھر بھی صرف ون کی جائداد کی قیمت کی ایک معینہ حد ہی تک ضمانت مانی جاتی۔ یہ نہین کہ جائداد کے خیال کو ترک کرکے اون کا بھی ذاتی اعتبار کیا جاتا۔ غربا یا محنت اور مزدوری سے پیٹ پالنے والون یا متوسط الحال لوگون کا اعتبار اول تو کیا ہی نہ جاتا اور اگر کیا بھی جاتا تو سخت سے سخت شرائط پر جس کا نتیجہ ہمیشہ اون کی بربادی اور تباہی کی صورت مین دنیا کی نگاہون کے سامنے آجاتا۔ دوسری طرف لوگون کو روپیہ اور اجناس کی ضرورت ہر وقت زندگی مین رہتی اور بغیر قرض یا اعتبار کے دنیا کے کاروبار مین چارہ نہ تھا اور قرض بھی وہ جو دل کھول کر لیا اور دیا جاتا اور اعتبار کے قائم رکھنے کے واسطے وقت پر ادا ہو سکتا۔ اگر ضرورت ہوتی تو بلا خوشامد محض ذاتی اعتبار پر اوس کی ادائی ملتوی ہو سکتی۔ نیز ہر رفع ضرورت کے لیے ایک ہی وقت پر نہین بلکہ ہمہ وقت مل سکتا۔ نسلاً بعد نسل کسی مخصوص جگہ پر بھی نہین بلکہ محلہ بہ محلہ۔ موضع بہ موضع۔ شہر بہ شہر۔ غرض کہ ہر جگہ اور ایسے معقول شرائط پر کہ جن کا مقابلہ کوئی بھی دوسرا مہاجن بنک یا ساہوکار کسی طرح نہ کر سکتا۔ حقیقتاً ایسے اعتبار یا قرض کا انتظام کہین بھی نہ تھا علاوہ ازین یہ بھی دیکھا گیا کہ اگر کسی زمیندار یا کارخانہ دار کو اپنی رعایا اور اجیرون کی پرورش کا خیال آیا۔ اور اس کے پاس علاوہ کافی سرمایہ کے اپنے اجیر اور رعایا کا کافی اعتبار بھی ہوا۔ تب بھی اون سب کے کاروبار اور دیگر حالات سے اوس کا ناواقف رہنا یا بازارون کے نرخ وغیرہ سے لاعلم ہونا بلکہ اوس پر بے اختیار رہنا۔ نیز اپنی ہی رعایا یا مزدورون کے عادات اور اخراجات بے جا مین مبتلا رہنے پر بے قابو رہنا وغیرہ

ایسے امور پائے جاتے کہ جن کے باعث زمیندار یا آجر کو ایسے لوگون سے کاروبار کرنے
مین ہمہ وقت مشکل ہی رہتی۔ ہان یہ ضرور ممکن تھا کہ مہاجنون کی طرح وہ بھی اون غربا
کا خون چوسنے پر آمادہ ہو جاتے مگر جب باقاعدہ امداد کا خیال ہوتا تو جانبین کو
کاروباری اصول کا برتنا لازمی ہوتا۔ اور اون سے دونون ناواقف ہوتے۔ ان
سب کے ماسوا یہ بھی ضروری نہ تھا کہ مذکورہ سرمایہ دار کا جانشین بھی ویسا ہی
ہمدرد ہوتا جیسا کہ وہ تھا یا اوس کے پاس سرمایہ بھی قائم رہتا۔ بلکہ تجربہ نے یہ تبلایا
کہ تنہا ایک شخص کی ضمانت یا اوس کے اعتبار کے قائم ہو جانے یا اوس کے دولتمند
بن جانے سے کاروبار مین ہمیشگی یا استقلال لازمی نہ ہوتا۔ سیکڑون متمول گھرانے
انفرادی اور شخصی اعتبار کے باعث مٹ چکے تھے۔ ہزارون مہاجنون کے کاروبار کی
دوکانین شخصیت کی بدولت بنتی اور بگڑتی رہین۔ شخصی اقتدار کے برے نتائج سے سیکڑون
خاندان برباد ہوئے۔ بلکہ سلطنتین بھی مٹتی نظر آئین اور اگر ایک فرد واحد کو ترقی یا آرام
حاصل کرنے کا موقع بھی ملا تو اوس نفع کے مقابلے مین جو مشترک حقوق اور ذمہ داریون
سے سب کو حاصل ہوتا ایسا شخصی نفع کچھ بھی نہ تھا۔ کیونکہ مشترکا اختیارات اور حقوق
سے کل کے کل نفع اوٹھا سکتے اور ایک دوسرے کے نگران رہ کر آفت یا تباہی سے
بچا سکتے۔ لہذا یہ خیال عام ہو گیا کہ جب تک شرکت کر کے انفرادی حثیت سے ہر
انسان کا اعتبار اپنے ہی مقام پر قائم کرانے کی تدابیر نہ نکالی جائینگی۔ اقوام، ممالک
اور اون کے افراد متمول نہ ہو سکین گے پھر یہ بھی دیکھا گیا کہ کاشتکار اور مزدور کی مصیبت
کے وقت حکومتون سے کچھ نہ کچھ امداد ہو جاتی تھی مگر پیشہ ور یا اہل حرفہ نیز متوسط الحال
لوگون کی ضروریات زندگی کے رفع کرنے کے سامان اہل یورپ کی نگاہ مین عام طور پر

موجود نہ تھے - اس لیئے تعصب اور جہالت کو پس پشت ڈال کر روپیہ کی دوکانین
گلی گلی اور کوچہ کوچہ عام طور پر قائم کر کے سرمایۂ شرکت کے اور کوآپریٹو بنک جاری
کرا دیے گئے اور ہر کہ و مہ کے لیے کاروبار کا انتظام کرا دیا گیا جس سے نہ صرف اپنے بلکہ
دیگر ممالک کے سکون اور کاروبار کو بہت کچھ اپنے اختیار مین کر لیا گیا ہے - اور ہر
معمولی سا شخص امیر اور صاحب اختیار نظر آنے لگا ہے - ایسے ہی یورپ کی طرح امریکہ
وغیرہ مین معاونت باہمی کے طریقون نے اپنی خاص نوعیت کاروبار وغیرہ کے باعث
کاشتکاری اور صنعتی کامون مین انقلاب عظیم پیدا کر دیا ہے - یعنی اجیرون مزدورون
کاشتکارون اور بے سرمایہ مخلوق ملک کو نہ صرف مصیبتون ہی سے بچا لیا گیا ہے بلکہ
معتبر اور سرمایہ دار بنا دیا گیا ہے اور رفتہ رفتہ کر کے انفرادی قوت کے توڑنے کا
ایسا سامان مہیا ہو گیا ہے کہ جس سے آج اون کے سامنے بڑی بڑی حکومتین
سر جھکا رہی ہین - فرانس - اٹلی - جرمنی اور آسٹریا کی زراعتی سرسبزیان اور روس کے
باعث کاشتکارون کی دولت مندی بلکہ کل یورپ امریکہ اور جاپان وغیرہ کی
صنعتی ترقیان تو آسمان سے باتین کرنے لگی ہین - ڈنمارک - آئرلینڈ یونائیٹڈ اسٹیٹس
کے ایباٹیر ( Abattoir ) یا گوشت کے کارخانے - کیلیفورنیا (Californa) کے پھلون کا کاروبار - اٹلی - امریکہ - رومانیہ - اور روس کی مشترکہ
کاشتکاری - انگلستان - جاپان - جرمنی - آئرلینڈ اور بلجیم کا مشترکہ اور مرتب مستصرفین
کا صنعتی طریقہ کام - تمام عالم مین کاروبار کے ڈنکے بجا رہا ہے -

ملک ہندوستان مین جہان پنچایتی اصول گھٹی مین پڑے ہوئے ہین - اگر دیگر
حصص دنیا کی طرح اپنے حالات کے مطابق متفقہ کوشش کیجاوے تو کیا کچھ

اونھی ذریعون سے نہین ہو سکتا ہے۔ یہ ضرور ہے کہ ہندوستان کی حالت مالی تمدنی
معاشرتی۔ اقتصادی۔ سیاسی۔ تعلیمی۔ نیز قدرتی براعظم یورپ اور امریکہ سے بہت
کچھ مختلف ہے اور جوائنٹ اسٹاک بنکون کا بنانا اور چلا لیجانا بہت ممکن ہے کہ ابھی
مشکل ہو۔ تاہم کوآپریٹیو اصولون کو مدنظر رکھکر اپنی مخصوص ضروریات کے لحاظ سے
مناسب حال اسکیمون کو ضرور بنایا جا سکتا ہے۔ یعنی مقامی حالات اور گردوپیش
کے واقعات۔ نیز ہمسوانہ مقامات کی تجارتی۔ صنعتی و دیگر اقتصادی کیفیات شرح سود
طریقۂ لین دین۔ رسم و رواج بازار۔ قانون اور قواعد مروجہ و مخصوص مزرعی حالات
اور سب سے بڑھکر مذہبی خیالات و حسیات کو تحقیق کرکے معاونت باہمی کے
کاروبار کو اور اوس کے بنکون کو بہ آسانی پھیلایا جا سکتا ہے۔ جیسے کہ ایک معمولی چاول
یا دال کی ہانڈی پکانے کے واسطے اصول ایک ہی ہوتے ہین مگر مختلف پکانے والون
اور مختلف مقامات کے پانی کا اثر ہانڈی کے گلنے یا نہ گلنے پر ضرور پڑتا ہے اور کوئی
بھی پکانے والا ہو وہ اوس وقت تک کامیاب نہین سمجھا جا سکتا جب تک کہ کھانے
والے اوسے مزیدار نہ کہین۔ اسی لیے پکانے والون کو مختلف مزون کا خیال کرکے
ہانڈی تیار کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اب یہ امر کہ اشتراک کی صورت کیا ہو؟ ۔ آیا ویسی
ہی ہو جیسی کہ یورپ مین اتحادون[1] سے قائم کی گئی ہے یا سرمایۂ[2] شرکت کے بنکون
کی طرح۔ یا پنچایتی[3] طریقون پر۔ اس کا فیصلہ مقامی حالات پر موقوف ہے۔ لیکن یورپ
کے اتحادون کا کاروبار یا سرمایۂ شرکت کے بنک بنا کر آسانی سے کام کر لینا ہندوستان
مین ہر جگہ پر ابھی بے شک ممکن نہین ہے۔ گو بڑے بڑے شہرون مین وقت طلب
بھی نہین ہے۔ لیکن اس قدر وسیع ملک مین جس کا ایک ایک صوبہ یورپ کی متعدد

حکومتون سے کہین زیادہ بڑا ہے۔ یہان ایک ہی نوعیت کے کاروبار کے کرنے کا
خیال اور اوسپر استدلال کرلینا کوئی عقل کی بات نہوگی۔ ساتھ ہی اس کے جس طرح
ہندوستان کے غربا کو بڑے بڑے مہاجنون کی دوکانون مین داخل ہونے کے
لیے قدم اُٹھانا مشکل نظر آتا ہے۔ اوسی طرح ایک سرمایۂ شرکت کے بنک مثلاً امپیریل
بنک آف انڈیا کے دفترون مین جانا بھی اون کو مشکل معلوم ہوگا۔ نہ ایسے بنکون کے
طریقۂ کاروبار کے سمجھنے ہی کی عوام مین پوری قابلیت ہے نہ اون مین اپنی ضرورت
کے مطابق بے دھڑک چلے جانے کی ہمت۔ دیکھا جاتا ہے کہ غلہ۔ کرانہ۔ کپڑے وغیرہ کی
جو دوکانین ملکی لوگون کی عام طور پر ہوتی ہین اون مین غربا اور عوام ملک بے تکلف
چلے جاتے ہین۔ مگر غیر قومون کی دوکانون مین جانے سے گونہ تامل کرتے ہین اور جبتک
کہ کسی کارخانہ یا دوکان کے کاروباری مقام کو اپنا یا اپنے ملکی بھائیون کا نہین سمجھ لیتے
اوس مین دلچسپی لینے اور کاروبار کرنے سے گھبراتے ہین۔ بڑی بڑی دوکانین غربائے ملک
سے کاروبار کرنا بھی اپنی توہین سمجھتی ہین اور حاجتمندون کی پرسش ہی اون کے
یہان نہین ہوتی۔ پھر ملک کی تعلیمی حالت بھی اعلےٰ پیمانہ پر نہین پہونچی ہے غرضکہ
انواع واقسام کی دقتین فریقین کو معلوم ہوتی ہین۔ اسی لیے فی الحال جمہور ملک کے
لیے پنچایتی طریق کاروبار کو اصلی ترقی کا ذریعہ ماننا پڑیگا اور جب تک دوسرے طریقے
نہ معلوم ہون یورپ ہی کی تقلید مین کوآپریٹیو اصولون کا رائج کرنا ضروری ہے۔ تاریخ
بتلاتی ہے کہ اگلے زمانے مین ہندوستان کا ہر گاؤن اپنے مین ایک کامل سیاسی
خود اختیار حکومت قائم کیے ہوے تھا اور اب بھی کر سکتا ہے اور ہر ہندوستانی
کے لیے اوس کا گاؤن سچا وطن ہو سکتا ہے۔ اوس کی تمام دینی و دنیاوی ضرورتین

اوس مین پوری ہوسکتی ہین۔ یعنی اوس کے حقوق کی ادائگی۔ نیز تندرستی وحفاظت کی کمال ذمہ داری اوسی کے گاوں والون کے سر رکھی جا سکتی ہے۔ اب بھی گو حکومتین وسلطنتین تبدیل ہوگئین مگر گاؤن والون کے حالات مین زیادہ تغیر نہین ہوا ہے اور ممکن ہے کہ پھر اگلی سی حالت پیدا ہوسکے۔ یعنی سرکاری خراج ادا کیا اور چین سے سو رہے۔ رسوم۔ عادات۔ ضروریات اور طرز معاشرت مین دست اندازی اگر نہو تو جس طرح تین ہزار برس قبل وہ زندگی بسر کرتے تھے اب بھی کر سکتے ہین اور خوش رہ سکتے ہین۔ پیشتر بھی ذاتی ملکیت۔ اجماعی ملکیت مین تبدیل ہوجاتی تھی۔ سب مین ایک گونہ مساوات تھی۔ پنچایتی تسلط تھا۔ کسی سلطنت نے اوسے مٹایا نہ تھا۔ اور اب پھر ممکن ہے کہ انقلاب زمانہ سے لوگ عدالتون کی سختیون سے بھاگ کر پنچایتون کی طرف پورے طور پر رجوع ہو جاوین۔ اور ہر پنچایتی طریقے کو دوسرے طریقون پر ترجیح دین بلکہ اصلی اور سچے ووٹون (رائے) سے کوآپریٹیو جمہوریت (Democracy) حاصل کرلین۔

# فصل چہارم

## معاونت باہمی کی تعریف

معاونت باہمی (Cooperation) کی تعریف مختلف طریقون پر کیجا سکتی ہے اور وہ ایک ایسا رشتۂ اتحاد ہوگا جو محض وقتی طور پر کسی ضرورت کے رفع کرنے کے واسطے نہ قائم کیا گیا ہو۔ بلکہ بالاتر وجوہ پر مبنی ہو۔ نیز ایسا رشتۂ اتحاد ایک صفت ہوگی جو کسی موصوف مین ہونی چاہیے اور کسی انجمن انسانی کو ماننا پڑیگا جس کے افراد مین یہ رشتۂ اتحاد قائم ہو۔ پس انجمن معاونت باہمی چند انسانونکی

ایسی جماعت ہوگی جس کے ہر فرد شریک نے اس خیال سے جماعت مین شرکت کی ہو
کہ تاوقت شرکت اصول کاروبار کو ملحوظ رکھکر مقاصد جماعت کو ایمانداری۔ ہمدردی
اور کوشش سے من حیث جماعت کل افراد کے نفع کے لیے پورا کریگا۔ اب اس
تعریف سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہر ایسی انجمن کے واسطے یہ بھی ضروری ہے کہ اوس کے
افراد ہر وقت اور ہر حالت مین اپنے دوسرے غریب مجبور۔ اور نادار بھائیون کو بے تکلف
اپنے نفع اور نقصان مین بلا کسی امتیاز یا کسی حقوق کے اپنی جماعت مین شامل کرکے
نفع جائز اُٹھانے کا موقع دین۔

مقاصد بالا کو مدنظر رکھتے ہوے انجمن معاونت باہمی کی ایک تعریف یون بھی کرنا
مناسب ہوگی کہ وہ ایسی جماعت ہو جو حاجتمند نادار۔ مجبور یا غریب آدمیون سے بنکر
تیار ہوئی ہو۔ نفسانیت اور خودغرضانہ خیالات سے پاک ہو اور جس کے افراد باہمی
کاروبار کو ایسے طریقے پر چلانے کے لیے آمادہ ہون کہ اوس کا ہر شریک اوس کے
نفع اور نقصان کا اوس حد تک مستحق اور ذمہ دار ہو جتنا کہ وہ اس کے کاروبار مین حصہ
لے یعنی جس حد تک کہ کل شرکا لین دین مین شرکت کرین۔ علی ہذا معاونت باہمی
اس کو بھی کہتے ہین کہ چند آدمی جن کی حیثیت دنیاوی قریب قریب یکسان ہو اور خود
مل جل کر کسی خاص غرض کے حاصل کرنے کی کوشش کرین اور ایسے اشتراک کا مقصد
اقتصادی حالت کا درست کرنا ہو۔ اگر برخلاف اس کے چند لوگون کا شرکت کرکے
جلسہ رقص و سرود اپنے خرچ سے ترتیب دینا مقصود ہو تو ایسی شرکت معاونت باہمی
نہ کہلائیگی۔ لیکن اگر کچھ دستکار مزدوری پیشہ یا کاشتکار آپس مین کچھ روپیہ یا مال
فراہم کرکے یا اپنی یکجائی محنت سے مال کے تیار کرنے کا بندوبست کرین یا تخم کا چندہ

کرکے ذخیرہ قائم کرین اور ہر شریک کو ایسے کاروبار سے کسی نہ کسی طرح کا اقتصادی نفع ہو یا مشترکہ کاروبار سے بیع و شرا ہونے کا انتظام ہو جس سے شرکا مین رشک حسد - مخالفت یا مسابقت کا سدباب ہو سکے تو ایسے کاروبار کو معاونت باہمی ضرور کہین گے -

ایک کوآپریٹیو سوسائٹی یا انجمن معاونت باہمی یا امدادی انجمن کو ایک ایسی سبھا یا جماعت سمجھنا چاہیے کہ جس کے اقتدار مین اپنے ذاتی اعتبار پر اپنی کل ضرورتون کے رفع کرنے کا اور بے شمار روپیہ کی فراہمی کا سامان ہو - نیز اوس روپیہ سے ایسے لوگون کی امداد مقصود ہو جو افزایش اجناس و اشیا اور ترقی زندگی انسانی مین کوشش کر رہے ہون بلکہ اون کی کاروباری ترتیب کے ساتھ ساتھ اون مین دیگر اصول امداد باہمی پر عمل کرنے کی بھی ترغیب ہو جس سے اون کی مالی - اخلاقی تمدنی - اقتصادی - معاشرتی اور تعلیمی وغیرہ حالتون کا درست کرنا بھی ممکن ہو - حقیقتاً اس کا اصلی اصول تو کفایت شعاری سے اپنی ذاتی امداد نیز دوسرون کی ہمدردانہ امداد ہے - مثلاً چند لوگون کا جو ایک دوسرے کے ہمسایہ ہون خود سرمایہ بنا کر یا کفایت شعاری اور کاروبار کے طریقون پر مل جل کر باہر سے سرمایہ حاصل کرنے کی تدابیر کرنا اور آپس مین اس سرمایہ کو بطور قرض مخصوص کاروبار کے لیئے مناسب شرائط پر تقسیم کرنا ہے - بلکہ یون کہنا چاہیے کہ اعتبار قائم کرکے اون شرکا کے لیئے بھی جن کے پاس ضمانت مین دینے کو کچھ نہ ہو اور غیر معتبر سمجھکر جن کا کوئی بھی کفیل نہ ہو اون کے لیئے روپیہ اور اشیائے ضروری کا انتظام کر لینا ہو ......

غرضکہ معاونت یا امداد باہمی ایک با اصول و مرتب کاروبار دنیا کا علم ہے - جس کے

واسطے قواعد اور طریقے بھی مخصوص ہو گئے ہین۔
الفاظ امداد باہمی یا معاونت باہمی انگریزی زبان کے لفظ کوآپریشن کا ترجمہ ہین جو فصاحت زبان کے لحاظ سے ضرور غیر صحیح ہے۔ کیونکہ جو الفاظ زبان اردو مین ایک دوسرے کی مدد یا معاونت کے واسطے مستعمل ہین اون مین لفظ "باہمی" کو الفاظ "امداد یا معاونت" پر مقدم ہی رکھا جاتا ہے۔ اور عام طور پر باہمدگر یا مل جل کر امداد کرنا بولا جاتا ہے۔ لیکن جس وقت سے کہ کوآپریشن کے کاروبار کو گورنمنٹ انگریزی نے ہندوستان مین رائج کیا ہے اوسی وقت سے اوس کے ترجمے اور مفہوم کے تبلانے کی ضرورت پیش آئی اور اب عام طور پر لوگ جس طرح کوآپریشن کا مفہوم خاص سمجھنے لگے ہین ویسے ہی امداد باہمی یا معاونت باہمی کا بھی۔ بیشک اردو بول چال یا لغت مین معاونت یا امداد باہمی یا امدادی انجمنون کا کوئی خاص مفہوم نہ تھا۔ اسی سے مختلف مقامات پر مختلف ترجمے کیے گئے۔ جس طرح ایک کوآپریٹیو سوسائٹی کو ہندی زبان مین سبھکاری سبھا کہتے ہین اوسی طرح اردو زبان مین انجمن امداد یا معاونت باہمی یا انجمن امدادی کہا جاتا ہے۔

## فصل پنجم
### مقاصد معاونت باہمی

تعریفات بالا سے ظاہر ہے کہ معذور غریب۔ اور حاجتمندون کو نیز جو لوگ کہ جماعت کے قائم ہونے کے وقت اس مین شریک نہ ہوے ہون اور محتاج ہون۔ اون کو بھی شریک کر کے امداد دینا معاونت باہمی کا مقصود ہے۔ یہ نہین کہ اون کی مجبوری

کمزوری یا لاچاری سے نفع اوٹھانے کا خیال اور اون کو محروم رکھنا مقصود ہو۔
چنانچہ سر ڈنزل ابٹسن (Sir Denzil Ibbetson) نے ۲۳ اکتوبر
۱۹۰۳ء کو جب کہ گورنمنٹ آف انڈیا مین انجمنہاے معاونت باہمی کے قانون
بنانے کے واسطے بل پیش کیا تھا تو ان انجمنون کا مقصد اس طرح بیان کیا تھا
"ممبران انجمن مین کفایت شعاری اور باہمدگر کام کرنے کی ترغیب اس غرض سے
پیدا کرنا کہ بلحاظ ایک دوسرے کی ضرورت حیثیت۔ قابلیت اور مقامی عام رائے
کے علم ہونے کے اون کو متفقہ طریقہ پر اعتبار حاصل ہو جائے" اسی طرح آئرلینڈ
کے سر ہارس پلنکیٹ (Sir Horace Plunkett) نے بھی
مختصراً کوآپریٹیو سوسائٹیز کا مقصد یون بیان کیا ہے کہ "ایسا اعتبار قائم کرایا جائے
جس سے زرعی کاروبار کے واسطے سرمایہ مہیا ہو سکے اور اوس کے ذریعہ سے یہ معجزہ
ظہور پذیر ہو کہ جماعت کا ہر دیوالیہ فرد زردار ہو جائے" ایسے ہی سر فریڈرک نکلسن
(Sir Fredrick Nicholson) جو ہندوستان مین اس فن کے
ماہر سمجھے گئے تھے اون کا قول ہے کہ "ایک تنہا کاشتکار کے لیئے۔ اوس کے
حسب خواہش اور بلا روک ٹوک قرض کے حاصل کرنے کے واسطے اعتبار کا سامان
مہیا کرا دینا اوس کے واسطے سم قاتل ہے۔ لیکن اگر کاشتکار مشترکہ اصول پر ایک
ایسی سبھا یا سوسائٹی قائم کر کے اعتبار حاصل کرنا چاہین کہ جن مین منفرداً و مشترکاً
اعتبار کی رہنمائی ہو اور قرضہ کے استعمال کے واسطے عمدہ صلاح کار ہون اور اپنی
خودداری کے باعث اسراف سے بچنے کا خود اون کو خیال ہو۔ نیز یہ بھی سمجھتے ہون
کہ اون کی شرکت محض اس خیال سے ہے کہ اون کی انفرادی اور اجتماعی ترقی

اور اوس کا انتظام بھی خود اونھین کے امکان مین ہے اور اس سب کے ساتھ ایک دوسرے کی ہمدردی و امداد کے واسطے ہر ایک شریک آمادہ ہے تو اعتبار اور ہر طرح کی امداد اوس کے لیے مفید ہو گی۔ اور ایسی انجمن نہ صرف ایک قومی علاج اپنے رفع افلاس و ضروریات کا ہو سکتی ہے بلکہ بہترین معتمد۔ شرکاء کی تعلیم۔ تربیت اور قومی ضروریات کے لیے سمجھی جا سکتی ہے۔"

مذکورہ مقاصد سے نہ صرف زرعی بلکہ ہر طریق کا کاروبار مفہوم ہے۔ اور ایک امدادی انجمن کا اصلی مقصد اپنے افراد کو نیز مجموعی طور پر کل جماعت کو اقتصادی۔ تعلیمی۔ اخلاقی و معاشرتی نفع رسانی ہونا چاہیے اور اپنے کاروبار کے دروازہ کو غریب اور غیر مستطیع ابنائے جنس کے لیے ہمہ وقت کھلا رکھنا چاہیے۔ نیز کفایت شعاری کے ساتھ حسب ضرورت فیاضی اور انصاف کے اصول کو بھی مدنظر رکھنا چاہیے۔ غرضکہ انتہائی مقصد اس تحریک کا پیداوار اور صنعت و حرفت ملکی کو اپنے اختیار مین کر لینا ہے۔ اور بڑے بڑے سرمایہ دارون اور اجرت دہندون کے ہاتھ سے کاروبار کو نکال کر ایسے جمہوری اتحاد افراد کے ہاتھ مین دینا ہے جس مین جماعت کی نفع رسانی کے لیے خود ان افراد کی محنت شریک ہو تاکہ ان اتحادات کو کسی قومی مرکز کے تحت مین رکھکر کل ملکی اختیارات پر قابو حاصل ہو جانے کا بندوبست ہو سکے۔

پس انجمنہائے معاونت باہمی کے ادنے مقاصد حسب ذیل ہونگے۔

(۱) عام طور پر قرض کے ملنے مین آسانی ہو اور چھوٹی چھوٹی رقمین ہر ضرورت جائز کے واسطے مل سکین۔

(۲) ادائے قرض بہ اقساط اور حسب گنجایش ممکن ہو سکے۔

(۳) قرضے اوسی وقت اور اوسی مخصوص ضرورت کے واسطے ملین جن کو پنچایت منظور کرے۔

(۴) قرضون کا استعمال اوسی مخصوص کام مین کیا جائے جس کے واسطے لیئے گئے ہون۔

(۵) اچھے ہی آدمی شریک انجمن کیئے جاوین جس سے بردن کو اچھا بننے کی ترغیب ہو۔

(۶) شرائط قرض یا معاملت بے حد مناسب حال ممبران ہون۔

(۷) شرکاے انجمن ایک دوسرے کو اپنے اثر سے افزونی کاروبار۔کفایت شعاری اور ترقی حیثیت کی طرف متوجہ کرتے رہین۔

(۸) ممبرون کو میل جول کے ساتھ ایسے کاروبار کو چلانے کی کوشش کی طرف مائل کیا جائے کہ جس سے طرح طرح کے فائدون کا سامان ہو۔

(۹) قواعد اور ضوابط بہت ہی عام فہم اور مقامی حالات کے مناسب بنائے جاوین اور اون کا تبدیل کرنا خود انجمن ہی کے اختیار مین ہو۔

(۱۰) تعلیمی پہلو کے ساتھ ساتھ ذاتی سرمایہ بنانے اور اوس سے ہر طرح بیرونی امداد سے آزاد کرا دینے کا بھی بندوبست ہو۔

# فصل ششم

## فوائد معاونت باہمی

(۱)

اول۔ اقتصادی۔ ایک انجمن معاونت باہمی کے ذریعہ سے افراد انجمن اندازن نرخ پر

روپیہ اور دیگر ضروریات مہیا کر سکتے ہین یا پیداوار ملک کے ساتھ دوسری قسم کی کل بنائی ہوئی اشیاء کے لیئے بجاے فرداً فرداً بازارون مین معاملت کرنے کے یکجائی طور پر معاملت کرنے سے زیادہ قیمت حاصل کر سکتے ہین۔ چنانچہ ۱۹۱۴ء مین گورنمنٹ آف انڈیا نے اس کا اندازہ کیا تھا کہ اوس وقت تک ہندوستان مین صرف کاشتکارون کو اپنی امدادی انجمنین بناکر اور اون کے ذریعہ سے کاروبار کرنے مین بجاے مہاجنون سے فرداً فرداً کاروبار کرنے کے کم سے کم بیس لاکھ سالانہ سود کی کفایت ہوئی تھی۔ اور اگر امداد باہمی کی اوسی طرح ہندوستان مین ترقی ہوتی رہتی جیسی کہ اس وقت تک ہوئی تھی تو کاشتکارون کا اعتبار بھی عام طور پر جمہوریت کی صورت اختیار کرنے لگتا۔ جس سے وہ روپیہ جو زمین مین مدفون تھا۔ یا لوگون کے گھرون مین زیورات اور دیگر سامان کی شکل مین بیکار پڑا ہوا تھا نکل کر کاروبار مین لگ جاتا اور حاجتمندون کو روپیہ کے ملنے مین آسانی ہوتی۔ پچھلے قرضے بھی ادا کر دیے جا سکتے اور جائدادین بھی فک رہن ہو سکتین۔ بلکہ بجائے چند آدمیون کے قرضے کی ادائی کے کل کے کل مواضعات اور تعلقون کے قرضونکی ادائی ہو سکتی۔ کیونکہ جب قرضہ سے نجات ملے گی اور روپیہ بازار مین مناسب شرح سود پر ملنے لگے گا تو غریب کاشتکار اور دستکار اپنے ذرائع معاش اور کاروبار کی ترقی مین بے فکری۔ خوشدلی اور تندہی سے ترقی کے لیے مزید کوشش کرین گے اور اون کے ذرائع آمدنی بھی وسیع ہو جائین گے۔ یکجائی کاروبار سے دوسرے ممالک سے خرید و فروخت مال و تجارت کی پوری قوت پیدا ہو جائیگی۔ اور اپنی تجارت پر بجائے دوسرون کے اون کا اپنا اختیار رہو گا۔ ضرورت کے وقت حکومت بھی حاجتمندون کی امداد مین جب وہ متفقہ

اپنی امداد کے لیئے تیار ہونگے اعتبار کرکے حصہ لے گی۔ ماہرین علم فلاحت گوفرداً فرداً کاشتکار کو نفع نہین پہونچا سکین گے۔ مگر ایک انجمن یا جماعت کو عمدہ تخم محکمہ زراعت وغیرہ سے دلا سکین گے جس سے کہ عمدگی تخم کو بحالہ قائم رکھا جا سکے گا اور پیداوار کی قیمت بھی اوس کے باعث اچھی مل سکے گی۔ اسی طرح ارزان کھاد اور آلات کشاورزی بھی جن کو کہ ماہرین فن نے تجربے سے کارآمد پایا ہو اور ملک کے لیے مناسب ہون ملین گے۔ نیز عمدہ قسم کے سانڈ افزائش نسل کے واسطے یا ایسے ہی دیگر فوائد کے حاصل کرنے کا سامان ہوگا۔

ایک انجمن معاونت باہمی کے قائم کرنے کے بعد فرداً فرداً ساہوکار یا مہاجن سے کام کرنے اور چھوٹے چھوٹے قرضے اون سے لینے کی ضرورت نہین رہتی بلکہ مشترکاً کوشش سے بڑے بڑے قرضے کم سود پر حاصل ہو سکتے ہین چھوٹے چھوٹے مہاجن مختلف ترکیبون سے کہین بٹہ کھاتہ کے نام سے کہین اکھراون یا کہین مندر اور شوالہ کے نام سے سود در سود لینے کے عادی ہو رہے ہین اور خود اپنے واسطے سرمایہ بنانے کی کوشش کرتے ہین جس وقت متفقہ اور کاروباری اصولون پر کام ہوگا تو سرمایہ کے ملنے کے وقت حکومت کے قانون اور عام راے کے اثر سے اون سے معاملت کرنے سے گریز ہوگا اور سب کو اپنے ظاہری نقصانات معلوم ہونے لگین گے۔ نیز چھوٹے مہاجنون کی زیادتیون کو بھی جان لین گے۔ اس سب کے علاوہ قواعد کی پابندی نیز کفایت شعاری سے کچھ بچا یا بھی جائیگا اور غریب کاشتکار اور دستکار کی محنت سے پیدا کی ہوئی اشیاء بجاے کل کی کل مہاجن کے گھر جانے کے اونھین کی بچائیون کی ملکیت ہو جائینگی اور خود ممبران کی خواہش اور خوشی کے مطابق مناسب وقت

سے اور اچھی قیمت پر فروخت ہونگی - بلکہ اقساط قرضہ کے تقرر سے قرضہ کی ادائی
مین بھی آسانی ہوگی - نیز لوگون مین یکجائی اعتبار کی قدر بڑھنے لگے گی اور چھوٹی
چھوٹی پونجی جمع ہوکر ایسے بڑے بڑے کاروبار تھوڑے ہی عرصے مین کھل جائینگے
کہ جو بیشتر ناممکن نظر آتے ہون - چھوٹی چھوٹی رقوم اپنے گھرون پر عام طور سے لوگ
بچانا بھی پسند نہین کرتے اور خرچ کر ڈالتے ہین - مگر پنچایتی طور پر اون کی کرشمہ سازیان
عجیب رنگ دکھلاتی ہین - تھوڑے ہی عرصے مین وہ بڑی پونجی ہوجاتی ہین اور
کسی افزایشی کام مین لگا کر اون سے کثیر نفع کی امید ہوجاتی ہے - اسی طرح عام طور پر
ایک شخص کے لیے زمانۂ حال کی نو ایجاد کلون کا منگوالینا آسان کام نہین ہے
مگر مل جل کر متفقہ ضرورت کے لیے اون کا مہیا کرنا بہت کچھ ممکن ہوجاتا ہے - نیز
مکانات کی تعمیر اور نوآبادیون کے بڑھانے کا خیال کیا جاسکتا ہے - بلکہ اداراتی کاروبار
(Factory System) کے باعث جو لوگ مواضعات کو چھوڑ کر شہرون
مین جانے لگے ہین اون کے واسطے خود اونھین کے مواضعات مین روزی کا
انتظام کیا جاسکتا ہے -

اس کی تحریک - ہر ملک - ہر قوم - ہر مقام اور ہر حالت مین جاری کیجاسکتی
ہے - مثلاً عیسائی - مسلمان - ہندو - بدھ - یوروپین - ہندوستانی اور چینی وغیرہ
سب ہی بلا امتیاز شرکت کرکے اپنی ایک انجمن بنا سکتے ہین - اور باہم شیر و شکر
ہوکر بلا تفریق مذہب وملت رنگ و روغن - ملکی اور غیر ملکی - چھوت - اور اچھوت
غریب اور دولتمند سب ہی ایک انجمن یا انجمنون کے اتحادات تک قائم کرسکتے ہین
کاشتکاران اس کے ذریعے سے بیل اور آلات کشاورزی بلا منت غیرے مہیا کرسکتے

ہین - مزدور یا اہل حرفہ اور پیشہ معمولی ٹولیا یا دوری سے لیکر ہر قسم کا اعلے سے اعلے سامان نیز آلات کی خرید و فروخت یا صنعت و تجارت کرسکتا ہے اور ایک ملازمت پیشہ اپنی تنخواہ اور ایمانداری کی ضمانت پر قرض لیکر نہ صرف تعمیر مکان بلکہ ہر ضرورت کو رفع کرسکتا ہے - اور بڑے اور چھوٹے زمیندار نیز دیگر کاروباری اپنی ہر قسم کی ضروریات کو رفع کرنے کے لیے ہر طرح کا سامان بہم پہونچا سکتے ہین - مختصراً یہ کہ کوئی بھی کام دنیا کا ایسا نہین جو قومی اور مذہبی محسوسات کو مدنظر رکھتے ہوے ایسے اجتماع اور اتحاد سے رفع نہ ہو سکے - پھر اس کے کاروبار مین کوئی خاص جادو نہین ہے صرف چند خاص طریقے ہین جن کے برتنے سے بلاشبہہ حیرت انگیز نتائج کا ظہور ہوتا ہے اور ناجائز شخصیت ( Individualism ) مسابقت ( Competition ) اختصاص ( Specialization ) مرکزیت ( Concentration ) کو مٹا کر اجتماعی حیثیت اور جمہوریت ( Democratisation ) کو بڑھایا جاتا ہے اور نتیجہ مین افراد کو انفرادی اور مجموعی دونون قسم کی حیثیتون مین برابر کا نفع پہونچتا ہے - حقیقتاً شخصیت کا مٹا دینا اس کاروبار کا مقصود نہین ہے بلکہ انفرادی شخصیتون کو جمع کرکے اوس کے اجتماع سے ایک خاص قسم کی متحدہ کیفیت پیدا کرا دینا ہے - یعنی جو کام کہ ایک شخص واحد کے امکان مین نہو اوس کو اجتماعی قوت سے اور مجموعی مرکز کو قائم کرکے یا شخصی مرکز کو مٹا کر ایک وسیع پیمانہ پر ایسا عام کر دینا کہ امیر غریب اور متوسط الحال سب کے لیے یکسان صورت قائم ہو جاے -

ایک عالم فن معاش کا قول ہے کہ موجودہ زمانہ کے کارخانہ جاتی طریق کے مخصوص

عیوب کا علاج اگر کوئی بھی ہو سکتا ہے تو یہی طریقہ معاونت باہمی ہے۔ اسی کے ذریعہ سے سرمایہ دارون (Capitalists) آجرون (Employers) اور درمیانی کارندون (middlemen) کی حرص کو مٹا کر کاریگرون ــــ (work-men) مزدورون (Labourers) اور مستصرفین (Consumers) کی انجمنین بنائی جاسکین گی تا کہ آزادی اور میل جول کے ساتھ وہ نفع جو کہ اول الذکر کی جیب مین جاتا تھا معاونت باہمی کے ذریعہ سے آخر الذکر کو حاصل ہو۔ اور چونکہ مسابقت کے خیال کو حتی الامکان مٹا دینا اس کاروبار کا نتیجہ ہے۔ اس سے نہ صرف زراعت پیشون کا نفع ہے بلکہ انقسامی (Distributive) طریقہ کاروبار مین جو افراد شریک ہوتے ہین وہ دار الذخائر (Store) قائم کرکے خود ہی اوس کے منتظم ہو سکتے ہین اور باہر سے خرید و فروخت نہ کرنے کا عہد کرکے اپنی انجمن کو کافی نفع پہونچا سکتے ہین علی ہذا افزایش و فروخت (Production & sale) ــــ کے طریقہ مین مزدوری پیشہ و کاریگرون یا صناعون کو یہ موقع ہے کہ سرمایہ دارون۔ آجرون۔ اور درمیانی کارندون کو بالائے طاق رکھکر اپنی تجارتی مشکلات کو حل کرلین۔ عموماً دیکھا گیا ہے کہ ایک معاونت باہمی کا پابند کاشتکار بہت ہی کفایت شعار اور سمجھدار ہو جاتا ہے اور سرمایۂ ذاتی کے جلد بنا لینے کے مسئلہ کو سیکھ کر دنیا مین اپنے اعتبار کے قائم کرلینے کی فکر کرنے لگتا ہے یہ بھی تجربہ سے پایا گیا ہے کہ جہان کہین چھوٹی چھوٹی حصہ داریان ہوتی ہین وہان آب پاشی کی کسی بڑی اسکیم کے چلانے مین عموماً دقت ہوتی ہے اور سرحدی تنازعات و قبضہ داری کے بھی جھگڑے آئے دن رہا کرتے ہین اور حکومت کی

امن پسندی کی مداخلت سے نفع اور نقصان دونون کا احتمال رہتا ہے - ایسے موقعون کے لیے بالخصوص اس تحریک کے برکات بہت جلد نمایان ہو سکتے ہین - کہا جاتا ہے کہ بڑے سے بڑے اور چھوٹے سے چھوٹے دار السلطنت مین اور اوس کے ایک معمولی جنگلی گاؤن مین عمدہ سے عمدہ کاروباری تعلقات اسی کے ذریعے سے پیدا کرائے جا سکتے ہین - مثلاً ایک مرکزی روپیہ کا بنک معاونت باہمی کے اصولون پر حکومت کے مقام پر جاری کر کے ہر دیہات مین اوس کی شاخ قائم کی جا سکتی ہے اور جب ادنےٰ اور اعلےٰ سب کے پاس سرمایہ کاروبار مین لگانے کے واسطے بآسانی موجود ہو جائیگا تو وہان کے لوگ کسی وقت بھی باغیانہ تحریکات کو نہ تو خود پسند کرینگے اور نہ بغاوت مین شرکت کرنے پر آمادہ ہونگے اسی لیے جہان آزادی اور حریت کا خیال ہو وہان غربت سے بھی بچانے کی تدابیر کا عمل مین لانا بہت ضروری ہوتا ہے - دیکھا گیا ہے کہ دنیا مین ہر جگہ ایک نہ ایک ساہوکار قرض دینے کے واسطے ہمیشہ تیار رہتا ہے اور خطرہ کے خیال سے سود بھی کس کر لیتا ہے - لیکن کوئی بھی ساہوکار ایسا نہین ہو سکتا جس کا سرمایہ غیر محدود ہو اور قرض لینے والون پر اوس کو پورا اختیار بھی ہو یا اپنے قرض لینے والون کے حسب خواہش شرح سود کم کرتے کرتے بلا سودی روپیہ دینے پر آمادہ ہو - مگر جب معاونت باہمی کا ایک بنک بن جاتا ہے تو ممکن ہے کہ اوس سے کچھ عرصہ مین اس کا بھی موقع حاصل ہو سکے - اور تجربہ یہ بھی بتلاتا ہے کہ عموماً مہاجنون ہی کا اثر غریبون پر زیادہ ہوتا ہے اور اونھین کو یہ جلد برباد بھی کر دیتے ہین - قانون سے بھی ایسے مہاجنون کا علاج ناممکن ہے - بس صرف کوآپریٹیو سوسائٹی ہی کے ذریعہ سے اون کا استیصال ہو سکتا ہے جو مہاجن کی ضرورت ہی کو لوگون کے

لیے باقی نہ رکھے۔ اور کفایت شعاری کے خیال کو یہان تک ترقی دے کہ غیرضروری
اخراجات مین پنچایت کے اثر سے بہت کچھ کمی ہوجائے۔ نیز مدارج اخراجات بھی
قائم کردے۔ اکثر یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حکومت کے بہت کچھ اخراجات تھوڑے عرصہ
مین کوآپریٹیو سوسائٹیان خود اپنے سرون پر اوٹھانے لگتی ہین اور نتیجہ مین جبریٹیکس کم
کرالیتی ہین یا قرض لیکر مالگذاری اور لگان کی ادائی کرکے ممبران انجمن اپنی پیداوار
خود رکھ لیتے ہین اور مناسب وقت سے فروخت کرکے اچھا خاصہ مالی نفع اُٹھاتے
ہین۔ حالانکہ سب سے بڑا نفع جو اس طریقۂ کاروبار مین ہے وہ یہی ہے کہ ارزان نرخ
پر ہر وقت آزادی کے ساتھ بلا کسی زحمت رہن۔ کفالت۔ یا تحریر دستاویز کے
روپیہ دستیاب ہوجاتا ہے۔ اور سامان مہیا ہوسکتا ہے۔ مگر محض کم شرح سود پر روپیہ
دستیاب ہوجانا یا آسانی سے تمام کامون کا نکل جانا ہی اس کے فوائد نہین ہین۔ بلکہ
روپیہ اور امداد ملنے کے بعد احتیاط کو برتنے اور قرض اور اعتبار کو محدود کرنے کا بھی
خیال ہوجاتا ہے اور فی الحقیقت ذمہ داری۔ ذاتی بھروسہ۔ اور خودداری کے یہی نتیجے
ہوتے ہین۔ یہان تک کہ جب کوئی سوسائٹی مذکورۂ بالا تمام اوصاف سے متصف
ہوجاتی ہے تو اوسی کو ایک سچی معاونت باہمی کی انجمن کہا جاتا ہے۔

اکثر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جب کسی اقتصادی تحریک کو حکومت کی جانب سے ملک مین
رواج دیا جاتا ہے تو غلط فہمیان بھی پھیلائی جاتی ہین۔ اور ناواقفیت کے سبب
لوگ عام طور پر بے تعلق اور بے التفات نظر آتے ہین۔ لیکن جب ذرا بھی ایسا کاروبار
زور پکڑنے لگتا ہے تو ساہوکارون اور بنیون یا جن لوگون کو اوس سے نقصان
پہونچنے لگتا ہے اون کی نت نئی چالون اور ہر قدم پر رشوہ دینے کی ترکیبون سے

ایسی تحریک کو سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بلکہ ایسے اصحاب جو اپنی مرزا منشی یا مصروفیت کاروبار کے باعث گھر سے قدم نکالنا بھی گناہ سمجھتے ہون وہ بھی بنئیے اور مہاجنون کے اثرات سے آپس مین بیٹھکر رائے زنی کرنے لگتے ہین اور اون کی کامیابی یا ناکامیابی پر ملاحیان اوڑاتے ہین۔ لیکن تحریک کوآپریشن مین یہ خصوصیت ہے کہ جہان کہین یہ نوبت آجاتی ہے۔ اوسی وقت پبلک کے سمجھدار اصحاب اس مین دلچسپی لینا شروع کر دیتے ہین۔ کیونکہ غریب دستکار اور کاشتکار وغیرہ کی بھلائی اور برائی کو اپنی آنکھون سے دیکھنے کا موقع اونھین مل جاتا ہے۔ اکثر ساہوکار بھی اس کا لوہا مان جاتا ہے اور خود بھی شرکت کرکے نفع اوٹھانے اور نفع پہونچانے کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے۔ یہ ضرور ہے کہ جہان کہین ملکی یا قومی جھگڑون کے گرداب مین تحریک کوآپریشن کا جہاز آکر پڑجاتا ہے تو خدا ہی بیڑا پار لگائے تو لگ سکتا ہے اور اس کا علاج نہ صرف اہل ملک کے ہاتھ مین ہے بلکہ حکومت کی نظر عنایت سے بھی کام بن جاتے ہین۔

(۲)

دوم تعلیمی۔ دستور ہے کہ جب لوگ جمع ہو کر کسی کاروبار کو کرنا چاہتے ہین تو عموماً کارروائیون اور حسابات کے لیے لکھنے پڑھنے والون کی ضرورت محسوس ہوتی ہے بالخصوص معاونت باہمی کی جماعتون کو بلا اسٹامپ پرونوٹون اور بلا فیس رجسٹری کی دستاویزون یا سادی پاس بکون۔ رجسٹرون اور رسیدون کے لکھنے والون کی حاجت تو ہر ہی وقت ہوتی ہے۔ بلکہ شرکائے انجمن مین احساس ذمہ داری کی قوتون کو ترغیب دینے اور کاروبار کے سمجھنے کی قابلیت پیدا کرانے کی بہت کچھ ضرورت ہوتی ہے جس سے عام رعایا کی قوت ذہانت مین ایک قسم کی تیزی پیدا ہوجاتی ہے۔ اور

پوری کی پوری برادریون یا مقامی آبادیون پر ایسا اثر ہوتا ہے کہ صنعت اور حرفت نیز معمولی تعلیم کے مدرسے جاری کرنے کی طرف جلد رغبت ہونے لگتی ہے۔ یعنی جس طرح یہ کہ عام تعلیم معاونت باہمی کی تحریک کی مدد کرتی ہے اوسی طرح معاونت باہمی سے تعلیم کی طرف بھی توجہ ہوتی ہے۔ چنانچہ اس کاروبار کی اون رپورٹون کے دیکھنے سے جو یورپ اور ہندوستان مین شائع ہوئی ہین بکثرت ایسی مثالین نظر آتی ہین کہ جہان معاونین نے بڑے بڑے مدرسے وغیرہ جاری کرادیے ہین۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ سیاسی نتایج بھی مترتب ہونے لگتے ہین۔ لوگون مین جمہوریت اور نمایندگی کے خیالات پیدا ہوجاتے ہین۔ خود حکومت کو رعایا کی قابلیت کے جانچنے اور اوس سے میل جول کے مواقع ملتے ہین جس سے ایک دوسرے کا اعتبار بڑھتا ہے۔ رعایا کو حکومت کی تدابیر اور اصلاحات ملکی کی اطلاع اور نکتہ چینی کا موقع حاصل ہوتا ہے۔ مظالم اور اون کا انسداد بھی پنچایتون کے ذریعے سے زیادہ آسان ہوجاتا ہے۔ حقیقتاً معاونت باہمی کے کام کو تعلیم سے بڑا تعلق ہے اور اس کی ترقی کے واسطے تعلیم کی بیحد ضرورت ہے۔ ہر فرد شریک کو اس کے اصول کی حتی الوسع واقفیت رکھنا نیز مختلف قسم کے کاروبار کرنے کے لیے متعدد پہلوون سے واقفکار ہونا ضروری ہے۔ جن مقامات پر کوئی شخص معاونت باہمی کے کاروبار کو جاری کرنے کا خیال کرے یا دوسرون کی رہنمائی کے لیے کمرہمت باندھے تو دوسرے ممبران کمیٹی کی تعلیم غیر جگہون کے تجربے تبلا کر کرنا ہوگی اور اس کے واسطے مختلف حالات معاشی وغیرہ کے جاننے کی ضرورت ہوگی۔ اسی لیے تعلیم یافتہ اور ماہرین فن کے بغیر حالات مقامی کے مناسب حال امدادی طریقہ دریافت کرنا آسان نہین ہوتا بلکہ عرصے تک بغیر بیرونی ماہرین کے مشورہ

کے کام نہین چل سکتا اور مقامی حالات پر کافی روشنی نہین پڑ سکتی۔ مقامی نوجوانون اور بچون کو ہر قسم کی تعلیم جو مقامی حالات کے لیے مناسب ہو دیے بغیر بھی اچھے کام کی امید نہین کیجا سکتی۔ بلکہ اپنے ضروریات کے حل کا موقع خود اونھین بہتر نصیب ہو سکتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ شب کے وقت مواضعات مین معاونت باہمی کے مباحث پر بیانات اور لکچرون سے بڑی مدد ملتی ہے۔ کاروباری ممبران انجمن کی تعلیم کے بعد بڑا فائدہ ہوتا ہے اور دیکھا گیا ہے کہ جب ممبران خود اس کے فوائد جان لیتے ہین تو وہ خود اپنی اور اپنی اولاد کی قابلیت بڑھانے کے لیے تعلیم دلانے کی طرف جلد سے جلد متوجہ ہو جاتے ہین اون کو اس کا احساس فوراً ہونے لگتا ہے کہ اگر بجائے غیر ملازم کے ان کا یا ان کے کسی عزیز کا یا گاؤن کا لڑکا ملازم ہوتا تو ہر طرح کا اختیار۔ دباؤ۔ اور مالی نفع اونکو حاصل ہو سکتا۔ نیز کاروبار مین آسانی ہوتی۔ ہندوستان مین تو آج کل جبکہ نئے نئے محکمے اور شعبے حکومت کی طرف سے جگہ جگہ بن رہے ہین اور بیگار کا انسداد ہو رہا ہے تو بغیر عام تعلیم کے جاری کیے ہوے ہر کام کا چلنا مشکل ہو گا۔ لیکن معاونت باہمی کی انجمنون سے مجموعی طور پر ہر طرح کی فہمایش اور کارگزاری کا موقع کما حقہ مل سکتا ہے اور بجائے افراد کے اون کی جماعتین کامون کی مشکلات کو آسان کرا دیسکتی ہین۔ کیونکہ دیکھا گیا ہے کہ حکومت کا ادنٰے ملازم یعنی سپاہی اور پٹواری ہی صرف کاشتکار تک پہونچ سکتا ہے اور جب تک کہ کوئی اجتماعی صورت نہ اختیار کی جائے اعلےٰ حکام تک رسائی گونہ مشکل ہوتی ہے اور افراد کی آواز بھی عموماً بے اثر اور کمزور رہتی ہے بلکہ مجموعی فریاد اور کوشش سے بڑے بڑے نتایج پیدا ہو سکتے ہین۔ ملک کے متوسط درجہ کے تعلیم یافتہ اصحاب کے لیے مصروفیت کے سامان کم ہین اور حقوق ملکی سے اون کو

نفع بھی کم ہے ۔ایسے غیر مطمئن طبقے کو کاروبار مین لگانے اور عوام کے لین دین کے معاملات مین مدد لینے سے حکومت اور رعایا دونون امن مین رہ سکتے ہین جس کا موقع معاونت باہمی مین بخوبی حاصل رہتا ہے ۔نیز عام رائے کا اندازہ بھی ان کے ذریعہ سے بخوبی ہوسکتا ہے ۔مثلاً معاونت باہمی کی طرف انھین ترغیب دلانے سے اور اون کے ذریعے سے اپنے اہل وطن کی تعلیم کی طرف متوجہ کرانے سے غلط اور عام طور پر نقصان رسان یا خلاف مرضی رعایا قوانین یا نصاب تعلیم کے جاری ہونے کے متعلق جلد تر اطلاع ممکن ہے ۔اکثر تعلیم یافتہ ،اعزازی ۔یا تنخواہ دار کارکنون کی دلچسپی سے عام رعایا پر بڑا اثر پڑتا ہے اور رعایا کو خود ہی جب اپنے نفع یا نقصان کا علم ہوجاتا ہے تو ادائی مطالبات سرکاری اور مرتبہ قواعد حکومت کی پابندی مین کوشان ہوتی ہے ۔اس کے ذریعے سے وکلاء۔ بیرسٹر۔ ڈاکٹر۔ زمیندار۔ اور دیگر خوش باش طبقہ کے لوگون کو خود ملکی خدمات ۔اور غرباء ملک کی خدمات کا خیال پیدا ہوجاتا ہے ۔اور عام رعایا بھی انھین اپنا ہمدرد سمجھکر اون کی پیروی کی طرف دل وجان سے مائل ہوجاتی ہے جس سے ملک مین امن قائم رہ سکتا ہے ۔ موجودہ حالت ملک مین مشکل سے تعلیم یافتہ یا محض معمولی حساب اور کتاب کے لکھ لینے والے ہی گاؤن گاؤن ملتے ہین جس سے دوسرے مقامات کے لوگون کی محتاجگی رہتی ہے اور علاوہ مالی نقصان کے دیگر ہر قسم کے نقصانات ایسے ہوتے رہتے ہین جن کا علم بھی مقامی لوگون کو نہین ہوتا ۔حسابات وغیرہ مین تعلیم سے دھوکے یا رعایت کا اندیشہ کم ہوجاتا ہے اور ہر شخص کو اختیار رہتا ہے کہ جس طرح چاہے جانچ پڑتال کرے ۔

سوئیم۔ اخلاقی معاونت باہمی کے اصولون مین[(۳)] کسی شخص کے ایک انجمن مین ممبر
ہونے کے واسطے اوس کی مالی حیثیت کا معیار نہین رکھا گیا ہے بلکہ اوس کا
چال وچلن اور عام شہرت نیز برتاؤ یعنی کاروباری معاملات مین اوس کے گردوپیش
والون کی راے اصلی کسوٹی ہے۔ اسی لیے جب کچھ لوگ مل کر اپنے متفقہ اعتبار
اور ذمہ داری کو کفالت مین دیتے ہین تو لازمی طور پر ایک دوسرے کے چلن اور
برتاؤون پر اثر ڈالنے کی کوشش اپنا پہلا فرض سمجھتے ہین۔ قواعد مین ممبران سوسائٹی
کے لیے مشترکاً اور منفرداً ذمہ داری رکھی جاتی ہے۔ یعنی اگر کسی مقام سے سبھانے
قرض لیا ہے تو ہر شریک یا ممبر اپنے نیز سبھا کے مشترکاً قرضہ کی ادائی کا ذمہ دار ہے
اور ایسی ذمہ داری کے اثر سے غیر افزایشی کامون مین (Non productive
روپیہ لگانے کی طرف لوگ بالطبع مائل کم ہوتے ہین یہی سبب ہے کہ شادیون اور
اموات کے مراسم مین اخراجات کی کمی پر اصرار ہوتا ہے اور دوسری قسم کی مختلف
برائیان مثلاً شراب خواری۔ چوری۔ آپس کے جھگڑے عموماً بہت کم ہوجاتے ہین اور اکثر
عدالتون سے بھی پرہیز ہوجاتا ہے۔ اگلے زمانہ کے پنچایتی طریقہ کی زندگی جو زمانہ حال
کی ترقی شدہ عدالتون کے انصاف کی شمشیر بے پناہ کے باعث عرصے سے پامال
ہورہی ہے بہت ممکن ہے کہ ان مرتب انجمنون کے ذریعہ سے اوس مین پھر تازی روح
آجائے اور بقول ہزاکسلنسی سر ایڈورڈ میکلیگن سابق گورنر پنجاب "معاونت باہمی کا
مقدمات پر نمایان اثر معلوم ہوتا ہے اور ہم کو معلوم ہوا ہے کہ ایک ضلع مین ایک سال
مین ایک ہزار ایک سو مقدمات دیوانی کی کمی ہوگئی ہے جس کا سبب حکام محکمہ جوڈیشل
محض انجمنہاے امداد باہمی کو قرار دیتے ہین" اسی طرح شراب خواری یا جوے وغیرہ کے

متعلق انجمن کی پنچایت کا بڑا اثر پڑتا ہے۔ اچھے آدمی بننے کی کوشش ہونے لگتی ہے جب ایک کی مدد دوسرا کرتا ہے تو دوسرے کو اوس کی مدد کا خیال رہتا ہے اور ہمدردی کی خو سب مین پڑ جاتی ہے۔ امداد کی عادت ڈالنے سے بڑی بڑی مشکلین آسان ہو جاتی ہین۔ ممبران اگر مذہبی خیال سے سود لینا اور دینا اچھا نہین سمجھتے ہین تو جلد جلد اپنا سرمایۂ انجمن بنا کر دونون سے آزادی حاصل کرنے کی پوری کوشش کرتے ہین۔ اتحاد دون مین امداد کرنے یا روپیہ دلوانے کا خیال بڑے بڑے کھیل دکھلاتا ہے۔ اگر ایک انجمن نے دوسری کی ضمانت کی ہے تو دوسری کا فرض ہو جاتا ہے کہ اوس کی بھی ضمانت کرے اور ایسے ہی وصولیابی مین اخلاقی فرض یہ سمجھ لیا جاتا ہے کہ دوسرے ضامن پر بار نہ پڑنے پاوے۔

(۴)

چہارم معاشرتی۔ معاونت باہمی کے اصولون سے ہر ضرورت زندگی کے لیے قرض دیا جاتا ہے۔ مثلاً خرید مویشی۔ آلات۔ تخم۔ اراضی۔ کھاد۔ مال اور جنس وغیرہ یا تعمیر مکان کھدوائی۔ ندائی۔ شادی۔ موت۔ فروخت اشیاء نو آبادی اور بسر اوقات زندگی کارخانون اور کلون وغیرہ کے قائم کرنے کے لیے جس کا مقصد مہاجنون اور ان کی سخت شرح سود اور شرائط دستاویزات سے اپنے شرکاء کو نجات دلانا ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ بھی غرض ہوتی ہے کہ شرکاء انجمن کے اخراجات پر بھی قابو رہے۔ اور فضول خرچی کی روک تھام ہو سکے۔ ممبران انجمن کے اخراجات کی متعدد مدات کو کم کرنا اور انھین قواعد کی پابندی پر مجبور کرنا وغیرہ فرائض قانونی مقرر ہوتے ہین جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خرچ کرنے والون کو اپنی انجمن کی طرف سے ایسی مدد یا جرات حاصل ہو جاتی ہے کہ برادری یا حکومت کا بیجا خوف جاتا رہتا ہے اور روپیہ کا پھینکنا خود ہی

اچھا نہین معلوم ہوتا۔ ظاہر ہے کہ نام اور نمود اور تھوڑی دیر کی خوشی کے واسطے ہندستان
کے بڑے بڑے خاندان تباہ ہوگئے اور آج اون کی اولاد دریوزہ گری کر رہی ہے۔
اپنے بھائی بندون کی ذراسی دیر کی واہ واہ حاصل کرنے کے واسطے یا اپنی عورتون
کی تھوڑی دیر کی خوشی کے لیے اپنے کو تباہ کرنے کو لوگ تیار ہوجاتے ہین۔ لیکن معاونت باہمی
کے اثر سے اور دیگر ممبران کی لعن طعن یا ملامت کے ڈر سے اکثر لوگ کمی اخراجات کی جانب
مائل ہوجاتے ہین۔ اچھے اور مبارک لوگ دنیا مین وہی ہین جو اپنے ایک بدقسمت بھائی کو
بیجا اسراف مین مبتلا ہونے نہین دیتے اور نہ اوس کی حماقت سے دوسرون کو نفع لوٹنے
دیتے ہین بلکہ نصیحت اور پند سے فضول خرچی کی روک کرتے ہین۔ بیشک تھوڑی سی خوشی
کا سامان کیے بغیر شادی شادی نہین معلوم ہوتی اور مراسم رنج کے ادا کیے بغیر رنج۔
رنج نہین معلوم ہوتا۔ مگر شادی اور غم سادگی سے بھی ہوسکتا ہے۔ فضول خرچی اور اپنی
حیثیت موجودہ یا توفیق سے بڑھکر کسی بات کے کرنے مین اصلی خوشی نصیب نہین ہوسکتی
اور ایسی خوشی جو نئے الوقت اصلی معلوم ہو رہی ہو وہ بعد کو قرض کے برے نتائج سے اصلی
رنج کا باعث ہوتی ہے۔ معاونت باہمی کے اصولون کی مشترکہ ذمہ داری کے باعث
دوسرون کو اپنی جیبون کے خالی ہونے کا اندیشہ رہتا ہے اور ایک ساتھ سبھون کی
بربادی کی ایک مہیب تصویر سامنے آکر کم خرچی اور کفایت شعاری ہی کی جانب
سب کو مائل کرتی ہے۔ جہان جہان لوگون نے معاونت باہمی کو قدر کی نگاہ سے
دیکھا ہے اور اوس پر عمل کیا ہے اون کے واسطے نہایت ہی ارزان اور سہل طریقے
پر روپیہ مہیا ہوگیا ہے۔ اور معاملت بھی اس قدر آسان ہوگئی ہے کہ قدم قدم پر ہر
وقت اور ہر حالت مین ہر طرح کا کاروبار ہونے لگتا ہے۔ اون کے ممبران مین

آپ سے آپ خود داری اور اپنی خود مدد کرنے کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے جس سے ملکی
اور قومی کیرکٹر درست ہونے لگتا ہے - اور ہر گاؤن اور قصبے مین اپنے ہی اسکول
بنک - عدالت ذخائر - کلب - مندر یا مسجد کی قیام اور تعمیر کی صورتین نکل آتی ہین
غیر ملازم سرکاری یا ملازمان کی اعزازی کارکنی اور دلچسپی سے غریب بھائیون
پر بہت عمدہ اثر پڑتا ہے - چھوت اور اچھوت ذاتین مل کر جب کام کرتی ہین تو بیگانگت
کا خیال بہت کچھ مٹ جاتا ہے - گاؤن کی تعلیم گاہون اور حفظان صحت کے
طریقون مین عموماً متفقہ طور پر حصہ لینے مین آسانی ہوتی ہے - میل جول کے طریقے
بڑھ جاتے ہین - شرابی اور برے افعال کے لوگون کو پنچایت باہر کرنے مین لوگون کو
وقت نہین ہوتی - لڑائی جھگڑے بھی کم ہو جاتے ہین - اور جبکہ گاؤن گاؤن - قصبہ
قصبہ - شہر شہر - محلہ بہ محلہ معاونت باہمی کی انجمنین قائم ہو جائین اور وہ چھوٹے حلقون
سے بڑے حلقے بنا کر کسی بڑے مرکزی بنک سے کاروبار کرنے لگین تو علاوہ آپسمین
ایک دوسرے سے موانست اور تعلق پیدا ہونے کے اتفاق کی بھی صورتین
سب طرف نمایان ہونے لگتی ہین جس کا نتیجہ ہمسایون مین یکجہتی اور لطف پیدا
کرا دیتا ہے اور سچی باہمی امداد ہونے لگتی ہے -

انجمنون کے ذریعہ سے قرض لینے مین کسی نوع کی ذلت کا خیال نہین محسوس ہوتا
جیسا کہ عام طور پر مہاجنون یا دیگر قرض دہندون کی صورت مین ہوتا ہے ایک کی
آنکھ دوسرے کے سامنے نیچی نہین ہوتی - وہ کسی شخص خاص کے مقروض نہین ہوتے
بلکہ خود اپنے ہی اعتبار پر جو سرمایہ بناتے ہین اوسی کے مقروض ہوتے ہین جس سے
سرمایہ دارون کو اپنے سرمایہ کے محفوظ اور عمدہ منافع پر لگانے کی خود ہی خواہش ہوتی ہے

اور وہ خودبخود دو دو دیگران انجمنون سے معاملت کرنے کی کوشش کرتے ہین ۔ ان کے باعث کسی دوست یا عزیز کی دوستی یا محبت کو ضائع کرنے کا صدمہ نہین ہوتا کیونکہ مشہور ہے "القرض مقراض المحبت" جب خود ہی سب ممبران مل کر اور مشورہ سے سب کے قرضے منظور کرتے ہین اور اوس کو خود ہی وصول کر کے اپنے سرمایہ مین شریک کرتے ہین تو چالاک ۔ بے ایمان اور جور و ظلم کرنے والون کو غریب اور کمزور ممبرون پر دست درازی کا موقع کم ملتا ہے ۔ ایک غریب اور کمزور کی امداد کم از کم دیگر نو ممبر کرتے ہین اور ایک دوسرے کے حقوق کی حفاظت کے واسطے دس کے دسون تیار رہتے ہین ۔ پھر ان افراد کو جن کی کچھ بھی حیثیت نہو اور نہ اون کے پاس ضمانت دینے کا کوئی سامان ہی مہیا ہو اون سب کو متفق کر کے اون کی مجموعی حیثیت قائم کراتے ہین اور اسی متفقہ حیثیت و ضمانت کی بنا پر ایک ایسی جماعت قائم ہو جاتی ہے جس کو کسی سرمایۂ شرکت کے بنک یا کسی مہاجن کے پاس سے قرض ملنے مین دشواری نہین ہوتی اور آپس مین اتفاق پیدا ہو جاتا ہے بلکہ اتفاق بڑھکر ہر معاشرتی اصلاح ممکن ہو سکتی ہے

# باب سوئم

## فصل اوّل

### سرمائیہ شرکت کے بنک و کوآپریٹیو بنک کا مقابلہ

موجودہ دنیا کے کاروبار مین عموماً سرمایہ مشترکہ سے بڑی بڑی تجارتین چل رہی ہین لیکن امداد باہمی نے بھی اب بہت کچھ اپنا سکہ جما لیا ہے۔ لفظ بنک بھی عام طور پر لوگون کی زبان زد ہے اور اس سے تین قسم کے کاروبار مراد لیے جاتے ہین ایک سرمائیہ شرکت یعنی جوائنٹ اسٹاک بنک دوسرے (بچت کی پونجی کے) یا سیونگ بنک۔ اور تیسری قسم کے امداد باہمی یا کوآپریٹیو بنک۔ انھین ہر سہ مذکورہ بالا اقسام کا فرق بوضاحت ذیل مین دکھلایا جاتا ہے۔

| (الف) بنک سرمایہ شراکت | (ب) انجمن ہائے اتحاد باہمی |
|---|---|
| (۱) اتحاد سرمایہ سے بنتا ہے | (۱) انسانون کے اتحاد سے قائم ہوتی ہین |
| (۲) سرمایہ کے بڑھانے گھٹانے کے لیے بنائے جاتے ہین جو قانون کی اجازت سے ہو سکتا ہے اور جسکے لیے نوٹس وغیرہ کی حاجت ہے | (۲) ان مین شخصی اعتبار پر لوگ متحد ہوتے ہین اس لیے تعداد ممبران اور سرمایہ ہمیشہ از خود بڑھتے اور گھٹتے رہتے ہین۔ |
| (۳) ان مین حصص کی قیمت کا کم رکھنا یا اوس کا کم ہو جانا اس کاروبار کی موت ہے | (۳) انمین بالقصد حصص بہت قلیل مقدار کے عموماً رکھے جاتے ہین تا کہ کسی کو داخلہ |

| | |
|---|---|
| اکثر افراد حصہ دار ہوتے ہین | مین وقت نہو۔ اور افراد کے بجاے خود انجمنون کو ممبر بنایا جاتا ہے |
| (۴) ان مین سرمایہ اکثر بیکار رہتا ہے اور قیمت حصص کے بڑھنے اور گھٹنے کے سبب منافع بھی مقررہ نہین مل سکتا۔ | (۴) ان مین سرمایہ کسی وقت بیکار نہین رہ سکتا کیونکہ ہر حاجت کے لیے اور ہمہ وقت امداد دیجاتی ہے۔ اور ایسے لوگون سے سابقہ ہے کہ جن کو ہر وقت کسی نہ کسی طرح ضرورت امداد رہتی ہے۔ نہ حصص کی قیمت گھٹتی بڑھتی ہے۔ منافع بھی عموماً مقرر رکھا جاتا ہے |
| (۵) ان مین جب وقت تعداد حصص مقررہ ختم ہوجاتی ہے بلا خاص منظوری کے تعداد حصص یا حصہ داران بڑھ نہین سکتی | (۵) ان مین جمہوریت کے اصول پر کام ہوتا ہے اس لیے عمومیت اور ہر دلعزیزی حاصل کرنے کے لیے کسی وقت بھی کسیکو شرکت کرنے سے محروم نہین کیا جاتا۔ اور ہر وقت ممبر اور حصص بڑھ سکتے ہین۔ |
| (۶) ان مین بغیر جائداد کی ضمانت یا ضامن کے کاروبار نہین کیا جاتا۔ | (۶) ان مین ذاتی ضمانت کافی سمجھی جاتی ہے اور مشترکہ ذمہ داری کے اصول پر کاروبار ہوتا ہے اور دو آدمیون مین ایک دوسرے کا ضامن ہوسکتا ہے نیز ایمانداری اور چال چلن اصلی معیار شرکت و کاروبار ہے |
| (۷) ان مین ازدیاد منافع یعنی ڈیویڈنڈ | (۷) ان مین منافع کا خیال ہی نہین صرف |

کی طرف ہر وقت رجحان رہتا ہے

(۸) ان کا مقصد صرف دوسروں کو قرض دیکر منافع حاصل کرنا ہے اور وہ بھی دوسرن کی ضرورت کے لحاظ سے خوب کس کر۔ اس سے بحث نہین ہوتی کہ قرض کی غرض یا اسکا مصرف اور ادائی کا سامان کس طرح اور کیا ہوگا۔ کیونکہ مقصود کافی تعداد مین منافع کا حاصل کرنا ہوتا ہے یعنی اپنے حلوے مانڈے سے غرض ہے چاہے قرض لینے والے کی ذات اور جائداد برباد ہی کیون نہ ہو جائے۔

حاجت روائی مقصود ہے بلکہ منافع سے ادائی قرضہ جات اور خریداری حصص مین امداد ملتی ہے۔ تقسیم منافع عرصہ تک برا سمجھا جاتا ہے۔

(۸) ان مین تعلیمی پہلو کا لحاظ رکھا جاتا ہے اور اصل مقصود امداد ہے بے غیرت کو غیرت دار بیکار کو کاروباری۔ غیر معتبر کو معتبر اور نادار کو سادار بنایا جاتا ہے۔ خود ممبران سرمایہ جمع کر کے آپس مین تقسیم کرتے ہین اور جو منافع ہوتا ہے اوس سے پھر ذاتی سرمایہ اپنی ہی پنچایت کا سلسلہ وار ہمیشگی کے واسطے بناتے ہین اور کسی نے خوب کہا ہے کہ قرض کا انکے ذریعہ سے لینا ایسا ہے جیساکہ کسی دوا کا استعمال کرنا اور صحت یابی کے بعد اوس دوا کی حاجت کا نہ رہنا اور تندرست ہو جانا یا خود سرمایہ دار ہو جانا۔ ممبران انجمن ایک دوسرے کی نگرانی کے ذریعہ سے جائز استعمال قرض اور اوسکی ادائی کی تدابیر ویسی ہی سوچتے اور کرتے ہین جیساکہ خود قرض لینے والا

| | |
|---|---|
| یعنی "خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گلِ کوزہ" کے مصداق ہو جاتے ہین۔ | |
| (۹) ان مین ہر وقت اور ہر قسم کی ضرورت کاشتکارون۔ دستکارون اور چھوٹے چھوٹے کاروباریون کی رفع ہو سکتی ہے۔ نیز انھین کا بنایا ہوا کام ہوتا ہے۔ اور بلا روک ٹوک خود ہی چلا سکتے ہین۔ علاوہ غربا کے متوسط الحال اور امرا بھی ان سے نفع اوٹھا سکتے ہین۔ | (۹) کاشتکارون اور چھوٹے چھوٹے تنخواہ دارون کی ضرورت ان سے رفع نہین ہو سکتی۔ ان مین آمد و رفت بھی اون کے لیے وقت طلب بلکہ بعض مقامات پر غیر ممکن ہے۔ نیز ان کا کاروبار بھی اون کی سمجھ سے باہر ہوتا ہے۔ |
| (۱۰) ان مین پنچایت کے زبانی اعتبار اور ضمانت پر روپیہ ملتا ہے۔ اسٹامپ اور فیس رجسٹری نیز دیگر اخراجات سے اکثر ایسی جماعتین قانوناً مستثنےٰ ہوتی ہین۔ | (۱۰) ان مین رجسٹری یا تحریری ضمانت یا اسٹامپ کے بغیر کام نہین چلتا۔ |
| (۱۱) مشترکہ ذمہ داری کے علاوہ قانون وقت کے ذریعہ سے ان مین بڑے استحکام کی صورت نکالی گئی ہے۔ اور بغیر منظوری افسر محکمہ سوسائٹیون کی شکست ناممکن ہے۔ پھر کُل کے کُل قرض لینے والے بھاگ نہین جاتے۔ نیز ان انجمنون کے اتحاد یا ان کے | (۱۱) ان کا دیوالیہ ہو جانا کوئی مشکل امر نہین جس سے امانتون وغیرہ کے جمع کرنے مین کافی اطمینان کی ضرورت ہوتی ہے۔ مہاجنون کے ٹاٹ اولٹنے اور بنکون کے دیوالیہ ہو جانے کے واقعات محتاج بیان نہین۔ آئے دن سننے مین آتے ہین۔ |

سنٹرل بنک مزید ضامن ہوتے ہین حقیقتاً ان مین امانتون کا رکھنا گویا ملکی قرضہ کی صورت پیدا کر دیتا ہے۔ کسی موضع کے کل کاشتکار یا شہرون مین محلہ بہ محلہ پیشہ ور اور فرد مع اپنے بال بچون اور مال و اسباب کے گھر چھوڑ کر بھاگ نہین سکتے۔ انسان تو انسان کتے کو بھی اپنا گھر عزیز ہوتا ہے۔ نیز برادری اور پنچایت کے اثر کے ساتھ ساتھ کاشتکاری کی یا اراضیات کی ضمانت سے پوری اطمینان بخش باتین بھی موجود ہوتی ہین۔

(۱۲) ان مین عمدہ منافع حاصل کرنے کی لیے لوگ حصہ دار ہوتے ہین۔ دوسرون کی امداد اصل غرض نہین ہوتی اور نہ حکومت وغیرہ کا کوئی خاص ان مین اثر ہے۔

(۱۲) خود ممبران انجمن اور بہی خواہان ملک یعنی ملکی اصحاب حصہ دار اور نگران ہوتے ہین اور دوسرون کی امداد اسکی اصل غرض ہے۔ نیز حکامان سلطنت بھی کافی دلچسپی لیتے ہین اور جانچ وغیرہ کا ان کو حق حاصل ہوتا ہے۔ حکومت کی طرف سے خاص محکمے جگہ جگہ قائم ہوگئے ہین۔

| | |
|---|---|
| (۱۳) ۔اکثر نقد سونا یا چاندی انھین کے ذریعہ سے ملک کے باہر پہونچتا ہے اور کاغذ کی گڈیان نصیب ہوتی ہین۔ | (۱۳) ان مین ملک کا روپیہ ملک ہی مین رہتا ہے۔بلکہ سرمایہ دار اور حاجتمند دونون کو نفع پہونچتا ہے۔ |
| (۱۴) ممالک غیر سے اکثر سرمایہ دار آکر انھین جاری کرتے ہین اور کثیر نفع حاصل کر کے چلتے پھرتے نظر آتے ہین۔ | (۱۴) ان مین جس شہر یا گاؤن کے لوگ امانت رکھتے ہین اصولاً روپیہ وہین یا اوس کے قرب وجوار کی حاجتمند پنچایتون کو تقسیم ہوتا ہے تاکہ لین دین مین آسانی ہو اور انتظام بھی امانت رکھنے والون یا اون کے عزیزون یا دوستون کے ہاتھ مین ہوتا ہے۔اکثر اوقات خود امانت رکھنے والے قرض بھی لیتے ہین۔ |
| (۱۵) ان مین امانت دارون کو کسی حال مین بھی تقریبًا ساڑھے چار روپیہ فی صدی سے زاید منافع نہین ملتا۔اور قرض لینے والون کو چھ روپیہ سے لیکر بارہ فی صدی تک سود دینا ہوتا ہے۔ | (۱۵) ان مین امانتون پر سات سے دس فی صدی تک بھی سود دیا جاتا ہے اور کسی طرح چھ فی صدی سے کم نہین ہوتا۔شرح سود حسب معاہدہ خود ممبران اپنی ضروریات کے لحاظ سے طے کرتے ہین۔ |
| (۱۶) حصہ کی رقم واپس نہین ملتی اور اوس کی قیمت نرخ بازار کے مطابق گھٹتی اور بڑھتی رہتی ہے جس سے اکثر نقصانات ہوتے ہین۔ | (۱۶) ان مین کفایت شعاری سے بچائی ہوئی رقم اور قیمت حصہ۔حصہ دار کو واپس مل سکتی ہے اور ممبری سے علحدگی بھی نہین |

| | |
|---|---|
| | ہوتی۔ نہ حصص کی قیمت بڑھتی یا گھٹتی ہے۔ |
| (۱۷) سرمایہ دار اصحاب صرف۔ انہین شرکت کر سکتے ہین۔ | (۱۷) شرکت کے لیے ان مین سرمایہ داری شرط نہین۔ زیادہ تر شریک مفلس ہی ہوا کرتے ہین۔ اکثر قواعد مین خاصکر دولتمندون کو ان سے باہر رکھا گیا ہے مثلاً انگلستان واٹلی مین۔ |
| (۱۸) ذمہ داری محفوظہ بری سمجھی جاتی ہے۔ | (۱۸) ان مین ذمہ داری محفوظہ بری نہین سمجھی جاتی کیونکہ انجمنین خود اصلی قیمت پر باوجود بازار مین قیمت حصہ گھٹ جانے کے حصے خرید کر لیتی ہین۔ |

اب مختصراً غور طلب یہ امر ہے کہ جوائنٹ اسٹاک بنک مین روپیہ رکھنا محفوظ ہے یا انجمن ہائے امداد باہمی کی پنچایتون مین؟ جواب اس کا بہت آسانی سے مذکورہ بالا مقابلے سے مل سکتا ہے اور اگر واقعی جوائنٹ اسٹاک بنک مین روپیہ رکھنا محفوظ ہے تو بدرجۂ اولیٰ انجمن ہائے امداد باہمی مین روپیہ لگانا زیادہ محفوظ ہے۔

امداد باہمی مین مشترکاً و منفرداً ذمہ داری غیر محدود پر اون انجمنون یا پنچایتون کو قرض یا سامان دیا جاتا ہے۔ جن کی رجسٹری قانوناً کیجاتی ہے۔ انجمنون کی شرح سود اپنے ممبرون سے نسبتاً اوس سود یا منافع کے مقابلے مین جو اون کو امانتدارون وغیرہ کو ادا کرنا پڑتا ہے یقیناً دوگنے سے کم نہین ہوتی۔ کیونکہ اپنی ذمہ داریون کے ادا کرنے کے بعد اپنا سرمایۂ ذاتی بھی بنانا اون کا فرض ہے۔ اون کا سرمایۂ محفوظ

نہ قابل تقسیم ہے اور نہ پنچایتون کو ابتدا مین کسی قسم کا منافع ہی تقسیم کیا جاتا ہے۔ امانتون اور ذمہ داریون کے ضایع ہونے کا احتمال ان مین بالکل ہی ایک وہم باطل ہے۔

# فصل دویم

## (الف) سیونگ بنک اور کوآپریٹیو بنک کا مقابلہ

سرکاری سیونگ بنک اور کوآپریٹیو بنک مین روپیہ رکھنے کا فرق حسب ذیل مقابلے سے ظاہر ہو گا۔

| (الف) سرکاری سیونگ بنک مین | (ب) کوآپریٹیو سیونگ بنک مین |
|---|---|
| ۱۔ روپیہ رکھنے والے خود ممبر یا شریک نہین ہوتے | ۱۔ خود ممبر روپیہ امانت مین رکھتے ہین۔ |
| ۲۔ امانت دینے والون کو بہت ہی قلیل مقدار سود ملتی ہے۔ | ۲۔ کافی تعداد سود کی امانتون پر دیجاتی ہے جو کسی حال مین بھی اکثر چھ فی صدی سے کم نہین ہوتی۔ |
| ۳۔ تعطیلات سرکاری مین لین دین نہین ہو سکتا۔ | ۳۔ تعطیلات سرکاری حارج نہین ہین بلکہ اکثر تیوہارون اور تعطیلون ہی مین زیادہ کاروبار ہوتا ہے۔ |
| ۴۔ حسابات کی جانچ امانت رکھنے والون کے ہاتھ مین نہین ہوتی۔ | ۴۔ ہر ممبر حساب کی جانچ کر سکتا ہے۔ اور کھاتہ جات وغیرہ ممبرون کی انجمنون ہی مین عموماً رہتے ہین۔ |

| | |
|---|---|
| ۵- اگر کسی وقت پاس بک وغیرہ کھو جائے تو ایسی زمین بے حد مشکلات ہوتی ہین شناخت وغیرہ کا ثبوت غرباء کے لیے بہت پریشان کن ہوتا ہے- | ۵- کسی شناخت وغیرہ کی حاجت نہین سب ایک دوسرے سے واقف ہوتے ہین- پاس بک ممبران سے مقصود تعلیم ہے نہ صرف کاروباری وقعت اور اوس کے کھو جانے سے کوئی اثر وایسی امانت وغیرہ پر نہین پڑتا- دوسری پاس بکین مل جاتی ہین |
| ۶- سود ماہ بماہ یا ہفتہ بہ ہفتہ دینا منظور کیا جاتا ہے- | ۶- سود درکٹی کے حساب سے ہوتا ہے یعنی جس وقت روپیہ داخل ہوا اوسی وقت سے منظور کیا جاتا ہے- |

## (ب) دیگر قسم کے اتحادات وغیرہ کا مقابلہ

یورپ وغیرہ ترقی یافتہ مقامات پر فرینڈلی سوسائٹیز (Freindly societies) اور تجارتی اتحادات یا ٹریڈ زیونین (Trade Union) بھی قائم ہین- اون کا اور کوآپریٹیو سوسائٹیز کا فرق بھی حسب ذیل ہے-

### فرینڈلی سوسائٹیز- اور کوآپریٹیو سوسائٹیز کا مقابلہ

| ۱- فرینڈلی سوسائٹیز | ۲- کوآپریٹیو سوسائٹیز |
|---|---|
| ۱- شرکا اپنی کفایت شعاری سے کچھ بچا کر آیندہ کے واسطے اپنی ذات یا وارث کے لیے اپنی سوسائٹی یا اتحاد مین سرمایہ جمع | ۱- سرمایہ مختلف طریقون سے بنایا جاتا ہے اور خود ممبران یا شرکا اوس سے فائدہ اوٹھاتے ہین- نیز نفع اور نقصان کے |

کرتے ہین جو اون کی بیماری - موت یا بوڑھاپے کے اوقات مین اون کے کام آتا ہے - فرداً فرداً کسی شریک کو جماعت کے سرمایہ سے یا جماعت کو افراد کی ذاتی جائدادیا اوس کے منافع سے کوئی واسطہ نہین ہے - عموماً شرکا کے سرمایہ کو کسی کاروبار مین لگا دیا جاتا ہے -

۲ - شرکیون کو ایسے اتحاد مین ایک دوسرے کے حالات اور معاملات سے کوئی بھی سروکار نہین ہے - نہ انفرادی نقصان یا نفع کا اثر اتحاد پر پڑتا ہے -

۳ - صاحب سرمایہ یا کمانے کے لائق شرکیون کو اوس مین شریک کیا جاتا ہے - نیز اون کو بھی جن کے پاس گذر اوقات کے لیے سوسایٹی سے علیحدہ سامان موجود ہو -

سب شریک ہوتے ہین -

۲ - سوسایٹی کا ہر شریک ایک دوسرے کی ہر طرح کی نگرانی کرسکتا ہے اور معاملات مین مداخلت کا حق رکھتا ہے تاکہ نقصان سے بچایا جاسکے - کیونکہ انفرادی نقصان کا اثر سوسایٹی پر پڑنے کا اندیشہ ہے -

۳ - غریب اور بے سرمایہ کے اعتبار اور اون کی محنت کے بھروسے پر ممبران کو شریک کیا جاتا ہے - سوسایٹی کو اون کی ہر قسم کی جائداد پر حق ہوتا ہے - نیز ممبرون کو امداد دیکر اون کو غربت اور لاچاری سے نکالا جاتا ہے - بلکہ بے زر کو زردار اور معتبر بنایا جاتا ہے - غریبی مانع شرکت نہین ہے -

## (ج) ٹریڈ زیونین (تجارتی اتحادات) اور کوآپریٹیو سوسائٹی کا مقابلہ

| کوآپریٹو سوسایٹی | ٹریڈ زیونین |
| --- | --- |
| ۱- انجمن کسی کی شرکت کی ممانعت نہین ہے اور نہ کسی سے مقابلہ ہے - بلکہ مقابلہ کے مٹانے کی حتی الامکان کوشش کیجاتی ہے سرمایہ دار اور غریب سب کو شرکت کرکے نفع اوٹھانے کا موقع ہوتا ہے - | ۱- مزدورون - کاریگرون یا صناعون وغیرہ کا وہ اتحاد ہے جو مالکان کارخانہ یا آجرون کے مقابلہ یا حقوق تجارت کی حفاظت کے لیے قائم ہوتے ہین - انجمن عموماً حریف مقابل کو شامل نہین کرتے - |
| ۲- ہر قسم کے کاروبار کی بالخصوص افزائش ادن کی ابتدائی انجمنون اور اون کے اتحادون کو عام اجازت ہے - | ۲- ان مین تجارت نہین کی جاتی ہے - بلکہ شریکون کی تکلیفات کو متفقہ آواز کے ساتھ رفع کرنے کا انتظام کیا جاتا ہے - مثلاً - اگر کسی کاریگر کو جو اتحاد کا ممبر ہو - اوس کا کام لینے والا بیجا تنگ کرے یا اوقات مقررہ سے زاید اوس سے حکماً کام لے تو یونین کے ذریعے سے ایسی باتون کا انسداد کیا جاتا ہے |

ملک ہندوستان کو یقیناً ہر قسم کے اتحادات مذکورہ کے قائم کرنیکی حاجت ہے اور جسطرح زمانہ دراز سے یہان یہ مثل چلی آتی ہے کہ گھاس کے تنکون سے جوڑکر جو رسی تیار ہوتی ہی اوس سے مست ہاتھی کو قابو مین کیا جاسکتا ہے اوسیطرح اب انسانون - اونکی جماعتون اور اونکے سرمایون کو یکجا کرکے قرض اور حاجتمندی کے ہاتھی یا بھوت کو بھی قابو مین کیا جاسکتا ہے بلکہ ہر قسم کی تکلیفات کے رفع کرنے کا سامان ہوسکتا ہے -

# باب چہارم

## اقسام معاونت باہمی

عام طور پر معاونت باہمی کے کاروبار کی تقسیم طریقہ کاروبار کے مطابق کی گئی ہے یا قسم کام پر یا شرکاء کے پیشے کے اعتبار سے مثلاً ابتدا مین دو بڑے طریقے اونکے اصلی موجدون کے نام سے طے کر لیے گئے تھے ایک طریقہ ریفا یسین[1] (Raiffeisen) دوسرا طریقہ شولز[2] (Schulze) طریقہ ریفا یسین کو کاشتکارون کے واسطے مخصوص کیا گیا تھا اور اب بھی دیہاتی انجمن ہائے مزارعین (Rural Cooperative societies) مین اوسی کے طریقہ پر کاروبار کرنا تجربے سے بہتر سمجھا جاتا ہے۔ علیٰ ہذا انجمنہائے طریقہ شولز کو ابتدا مین دستکارون - مزدورون - کاریگرون - یا اہل حرفہ کے لیے مخصوص کیا گیا تھا بعد مین شہری بنک یعنی اربن بنک (Urban Banks) کے نام سے موسوم کیا گیا۔

ہر دو مذکورہ طریقون مین اصولاً تین قسم کے فرق نکالے گئے تھے (اول) اون کے احاطۂ کاروبار کے لحاظ سے (دوسرے) اون کے افراد کی ذمہ داری کی وجہ سے (تیسرے) تقسیم منافع کے اعتبار سے۔

---

[1] جرمنی کا مشہور ایف - ڈبلو ریفا یسین - بانی تحریک امداد باہمی غرباد کاشتکاران۔

[2] جرمنی کا مشہور شولز ڈیلز (Schulze Delitze) بانی تحریک امداد باہمی پیشہ وران وغیرہ۔

انجمنہای مزارعین یا ریفائیسین کے بنکون مین تعداد افراد یا ممبران کا انتخاب
ایک محدود مقام سے کیا جاتا - اون کی ذمہ داری قریب قریب ہمیشہ غیر محدود
رکھی جاتی اور عموماً حصے ان مین نہ فروخت کیے جاتے یا اگر کیے بھی جاتے تو بہت
قلیل مقدار کے جن پر تقسیم منافع کی کبھی اجازت نہین ہوتی - دوسری جانب شہری
بنکون یا شولز کی انجمنون مین شرکت یا ممبری کے لیے کسی محدود مقام کی تاکید نہ تھی
کئی گاؤن یا کئی محلون کے لوگ شریک ہو سکتے تھے - نیز ذمہ داری افراد کا محدود ہونا
لازمی نہ تھا اور حصص جاری کر کے اون پر مناسب بلکہ اچھے منافع کی تقسیم کی اجازت
تھی - علاوہ مذکورہ دو طریقون کے ایک تیسرا طریقہ ایم لوزانی (M. Luzzati)
نے اختراع کیا تھا جو اسی کے نام سے موسوم ہوا جس مین کل اصول شولز کے طریقون
کے مطابق تھے - صرف ذمہ داری محدود کے ساتھ چھوٹے چھوٹے حصص کے جاری
کرنے کی بھی اجازت دی گئی تھی اور میعاد قرضہ بہت تھوڑی رکھی جاتی تھی لیکن
اوس کی تجدید بھی برابر کیے جانے کی اجازت تھی -

دیگر قسم کی طریقۂ امداد باہمی اکثر کتابون مین مذکور ہین لیکن وہ سب کسی نہ کسی طرح
مذکورہ تین طریقون کے پیرو ہین اور یورپ مین عموماً انھین تین طریقون کو عرصے
تک مانا گیا تھا کیونکہ اون کے موجدون نے اپنے اپنے ملک مین اپنے اپنے
طریقون کو کامیاب بنانے کے لیے ہر طرح کی قربانی کی تھی -

ہندوستان مین ایک نیا طریقہ اور بھی قرار دیا گیا ہے یعنی ابتدائی (Primary)
اتحادی (Unions) اور مرکزی (Central) پھر ایک ماہر فن
کی راے مین مزید چار قسمین اس کام کی بتلائی گئی ہین - جن مین نوعیت کاروبار

بنائے تقسیم قرار دیا ہے۔

اوّل۔ انجمن ہاے امداد باہمی نقدی یا اعتباری
(Co-operative Credit Societies)

دوم۔ زرعی انجمن ہاے امداد باہمی۔
(Agricultural Co-operative Societies)

سوم۔ غیر زرعی انجمن ہاے امداد باہمی۔
(Non-Agricultural Co-operative societies)

چہارم۔ ذخائر امداد باہمی (Cooperative Stores)

یعنی ایک لغایت تین انجمن ہاے پیدایشی یا افزایشی (Productive) کہلائینگی اور چوتھی قسم انقسامی (Distributive) یا اشیار کے استعمال کنندون (کنزیومرس) (Consumers) کی انجمن کہی جائیگی۔ اوّل قسم کے تحت مین روپیہ اور اعتبار کا مناسب نرخ پر دیا جاتا ہے۔ دوسری یعنی زرعی انجمن مین علاوہ روپیہ کے مہیا کرنے کے دیگر ضروریات کاشتکاران کا مہیا کرنا بھی رکھا گیا ہے۔ مثلاً۔ کھاد۔ آلات کشاورزی۔ جانور۔ دودھ۔ اور مکھن وغیرہ کے کارخانے یا فروخت اشیار کے کاروبار۔ مثلاً انڈون وغیرہ کی فروخت۔ سوئم غیر زرعی یعنی اجیرون یا دستکارون کی انجمنین جن مین سرمایہ دارون سے تعلق نہین رکھا جاتا بلکہ خود ممبران جماعت اپنا ہی سرمایہ جمع کرتے ہین اور خود ہی اوس سرمایہ کو قرض پر لیتے ہین۔ اون کا آجر کوئی بھی نہین ہوتا۔ خود ہی آجر اور خود ہی اجیر ہوتے ہین اور متفقہ کاروبار کرکے شریک بن جاتے ہین۔ نیز اپنی آزاد

شخصی حیثیت کو ایک مشترک جماعت کے بھروسے پر تصدق کر دیتے ہین۔
چوتھے۔ ذخایر امداد باہمی - جن کی ترتیب استعمال کنندگان اشیاء کی ضروریات کے اعتبار سے کی جاتی ہے اور ممبران جماعت اپنی بسر بر د کے واسطے اپنے اپنے ذاتی پیشہ سے انتظام کرتے ہین نہ کہ ایسے مشترکہ ذخیرہ سے - لیکن جس طرح کہ عام طور پر اشیا اور اجناس کی مہیا کرنے والی انجمنین (Supply Societies) پیدایش اجناس اور اشیاء کا انتظام کرتی ہین اور تھوک فروشون سے معاملت فروخت کرتی ہین اور تھوک فروش اوسی مال کے واسطے خردہ فروشون کی طرف متوجہ ہوتے ہین - پھر خردہ فروش اپنی مقامی دوکانون مین لاکر عوام استعمال کنندگان کی خریداری کے منتظر رہتے ہین اوسی طرح امداد باہمی کے ذخایر کی حالت طریقۂ مذکور کے برعکس ہے ان مین خود استعمال کنندگان متحد ہو کر اپنے نیز قرب وجوار کی استعمال کی اشیاء کو متفقہ ذمہ داری پر حاصل کرنے کا بندوبست کرکے ذخیرہ تیار کرتے ہین اور حتی الامکان آپس ہی مین خردہ فروشی شروع کرتے ہین - جب مختلف قسم کے ذخایر ہو جاتے ہین تو سب مل کر تھوک فروشی کے اصول پر مال کے مہیا کرنے کا انتظام کرتے ہین اور آپس مین خرید و فروخت کر لیتے ہین - یعنی خود ہی پیدایش اور افزایش اشیاء کی کوشش کے ساتھ انقسامی کاروبار کا بندوبست بھی کرتے ہین جو اجناس یا مال کہ ممبران انجمن تیار کرتے ہین اونھین کے ذخائر بطور تھوک خریدارون کے ان سے خرید کرکے خردہ فروشی بھی کرتے ہین۔

ذخایر اشیاء زرعی اور غیر زرعی دونون طرح کے ہو سکتے ہین - اس لیے اگر ذخایر کی تقسیم اشیاء کے پیدا کرنے یا بنانے والون کے اعتبار سے اور مستصرفین یا استعمال کنندون

کے اعتبار سے بھی کی جائے تو بیجا نہو گا مثلاً دودھ اور مکھن کے کارخانے یعنی ڈیری فارم (Dairy farm) جن مین مکھن اور دودھ کی پیداوار ہوتی ہے یا ایک چمڑے کے کارخانے مین جہان جوتے اور بکس وغیرہ بنائے جاتے ہین - یہ پیداوار کا کاروبار ہوگا - ایسے کاروبار کو جس طرح ایک فرد واحد کر سکتا ہے اوسی طرح دار الذخایر امداد باہمی کے ذریعے سے بھی کیا جا سکتا ہے - اور جیسے کاشتکار کے واسطے اوس کا کھیت مرکز کاروبار ہے اور کاریگرون کے واسطے اون کا کارخانہ ویسے ہی دار الذخایر کے لیے مستصرفین کے مکانات یا فروخت کرنے والون کی دوکانین مرکز کاروبار ہوسکتی ہین - تعمیرات کی انجمنین یا دیگر قسم کی معاونت باہمی کی انجمنین بھی صنف دار الذخایر کے تحت مین رکھی جا سکتی ہین - مگر ہر چہار مذکورہ اقسام کے علاوہ اگر بیمہ (Insurance) کی جماعتون کو اپنی قسم کا ایک خاص کاروبار قرار دیا جاے تو ایک پانچوین قسم اور قرار پا سکتی ہے - غرضکہ مختلف مقامات پر مختلف اصولون کو مد نظر رکھکر امداد باہمی کی تقسیم کی گئی ہے - مثلاً ہندوستان ہی مین صوبہ بمبئی والون نے اب کے اغراض نیز طریقۂ کاروبار کو معیار تقسیم قرار دیا ہے اور تین قسمین قائم کی ہین - اول[1] انجمن ہائے ذرائع (Resource Societies) — دوم[2] انجمن ہاے مستصرفین (Consumers' Societies) انھین کے تحت مین تخمیر کی سوسائٹیان مانی جاتی ہین - سویم[3] انجمنہائے فراہش کنندگان (Producers Societies) صنف اول[1] کا منشا اپنے ممبران کے واسطے اون کی انفرادی حیثیت مین ذرائع امداد نقد و جنس کا مہیا کرنا ہوگا - صنف دوم[2] مستصرفین کی انجمنون کا منشا یہ ہے کہ کسی مقام کے جملہ مستصرفین کو

متفقہ طور پر جس قدر بھی ضروریات افزایش اجناس یا کاروبار نقدی وغیرہ کی پیش آنے والی ہون اون سب کو مجموعی حیثیت سے انجمن کے اختیار مین کر لیا جاے اور موجودہ سرمایہ داری اور مسابقت کا طریقہ جو تقسیم اور خرید و فروخت اشیاء کے لیے دنیا مین جاری ہے۔ اوس کے بجاے متحدہ امداد باہمی کا طریقہ رائج کیا جاے۔ صنف سوئم انجمن افزایش یا پیدایش اجناس کا مقصد یہ ہے کہ لوگون کے گروہ کے گروہ صرف اس لیے مل جل کر کاروبار کرین کہ سب کے نفع کے ساتھ مشترکہ تجارت ہو سکے۔

انگلستان مین ایک گروہ کا خیال ہے کہ مستصرفین (Consumers) کو صنعت و حرفت کے اوپر پورا اختیار ہونا چاہیے۔ ایسے خیال کو مستصرفین یا فیڈرلیسٹ (Federalist) کا خیال کہتے ہین۔ دوسری جانب ایک اور گروہ کا خیال ہے کہ جو لوگ اشیاء یا اجناس پیدا کرتے ہین (Producers) اون کو صنعتون پر پورا اختیار ہونا چاہیے۔ ایسے خیال والون کو انڈیویجوالسٹ (Individualist) یا افزایش اشیاء والون کا خیال کہتے ہین۔ اور ایسے ہی دونون خیالون کے مطابق تقسیم بھی ہونا چاہیے۔ بعض ماہرین فن نے انقسامی۔ افزایشی۔ صنعتی اور زراعتی وغیرہ اقسام امداد باہمی کو نہین تسلیم کیا ہے نیز مستصرفین اور افزایش اشیاء کرنے والون مین تقسیم کام کو بھی غلط بتلایا ہے اور یون تقسیم کی ہے۔

اول۔ افزایش کے واسطے امداد باہمی کرنا ———

(Cooperation for produce) ———

دوم - استعمال اشیاء کے واسطے امداد باہمی کرنا

(Co-operation for Consumption)

اون کا بھی یہ خیال ہے کہ مذکورہ دو صنفون مین کل نوع کے طریقہاے امداد باہمی صحیح طور پر آسکتے ہین - انھین لوگون نے اوس عظیم دھوکہ کو بھی ظاہر کیا ہے جسمین تمام دنیا اون کے خیال مین مدت سے مبتلا ہے یعنی یہ کہ ملک آیرلینڈ کے متعلق یہ خیال عام ہے کہ وہان کاشتکارون کی انجمن ہاے امدادی کل ملک مین ہر جگہ پھیلی ہوئی ہین اور مشترکہ طریقہ پر زراعت ہوتی ہے حالانکہ ایسا نہین ہے - اور یہ غلطی صرف الفاظ کوآپریٹیو ایگریکلچر (Cooperative Agriculture) یعنی "امداد باہمی کے اصول پر زراعت" کے غلط اور بے جا استعمال سے پیدا ہوگئی تھی - کیونکہ لوگون نے عام طور پر اوس کو ایگریکلچرل کوآپریشن (Agricultural Cooperation) یعنی "متفقہ کاشتکاری" کے مرادف سمجھ رکھا تھا - اور اسی بیجا استعمال نے ایک عالم کو غلط فہمی مین مبتلا کردیا۔



# باب پنجم

## فصل اوّل

### طریقہ قائمیٔ انجمن امداد

ایک انجمن امداد کے قائم کرنے کا خیال ابتدا مین ایسے مقام پر نہ کرنا چاہیے جہان کے لوگ مذہبی تعصبات سے گھرے ہوے ہون یا بکثرت مہاجنون کے بارسے پامال ہون - کیونکہ اگر شروع ہی مین غلطی یا ناواقفیت سے ناکامی ہو جاتی ہے تو کاروبار کی ہنسی اڑنے لگتی ہے اور بدنامی بھی ہو جاتی ہے بلکہ ہمت کے ٹوٹ جانے کا اثر خود ممبران اور ان کے ہمسایون پر ایسا خراب پڑجاتا ہے کہ پھر عرصہ تک اس کے قائم کرنے یا چلانے کی طرف توجہ ہی نہین ہوتی - شروع مین اس امر کا جانچنا ضروری ہے کہ مقامی باشندے یکجا رہکر یا یکجائی طور پر کاروبار کرکے کسی قسم کا اقتصادی یا مالی نفع اپنے کو پہونچا سکنے کے اہل ہین یا نہین - نیز مقامی شرح سود - طریق لین دین معاشی ضروریات اور صلاحیت کاروبار بھی دریافت کرنا لازمی شرائط ہین اس کے بعد دائرۂ عمل کی طرف توجہ کیجائے یعنی ایک محلہ - گاؤن - ذات - قوم یا پیشہ - کون معاونت کے اہل ہین اور کن مین کامیابی ممکن ہے - اور ان مین جو کوئی بھی رودار - صاحب اثر یا تعلیم یافتہ ہون اُن سے بات چیت مین زیادہ امداد کی توقع ہوتی ہے حقیقتاً جن سے بھی گفتگو ہو وہ سمجھانے والے سے کسی طرح بھڑکتے نہ ہون بلکہ بھڑک کے مٹانے کی سب سے پہلے کوشش کیجاوے اور سمجھانے والا اُلجھنین کی

زبان مین اُن سے خطاب کرے۔ گفتگو مین اون کی موجودہ خراب حالت اوس کے
اسباب اور معاونت باہمی کے فوائد کو تبلایا جائے۔ دوسرے مقامات کی مثالین
دیکر مثل ایک خیرخواہ وہمدرد کے مشترکہ ذمہ داری کے نقائص و فوائد سے آگاہ
کیا جاوے۔ ان کے ہر طرح کے شکوک کا رفع کرنا اور مذہبی و قومی محسوسات کا
خیال رکھنا بھی اہم فرض ہے۔ سمجھانے والے مین تحمل اور صبر کا مادہ بھی ضروری ہے
تحکمانہ طریقۂ گفتگو اس کے واسطے سم قاتل ہے مثلاً اگر مسلمانون سے گفتگو ہو تو مسئلۂ
سود پر زیادہ زور دینا درست نہین ہے۔ لیکن اگر وہ مذہبی عذر سود کو پیش کرین تو بجائے
کسی تردید کے جس سے اُن کے مذہبی جوش مین ہیجان پیدا ہو اسلام کی اُن خوبیون
کو بیان کیا جاے جن کا ان کے دل پر اثر ہو۔ مثلاً اتحاد۔ صلح پسندی۔ وجوہ ترقی
ملکی و مالی وغیرہ اور ہر عمدگی کے بیان کے ساتھ ایسے اسباب بھی دلنشین کیے جاوین
جن سے اون عمدگیون مین خرابی یا نقص پیدا ہو جاتا ہو جیسے دشمنی۔ نفرت۔ کسب
مال۔ فضول خرچی وغیرہ اور مثال کے طور پر اُن کو خود کو اپنا مہاجن بن جانے کے
فواید۔ نیز سود کے دینے کی مذہبی ممانعت اور اوس کے خراب حسابی نتایج۔ بلکہ اوس
سے بچنے کی برائیان دکھلانا چاہیے۔ یہ بھی کہا جائے کہ جس طرح ایک قرض دینے والے
کو زاید سے زائد نفع کے حاصل کرنے کا خیال ہوتا ہے اوسی طرح ایک قرض حاصل
کرنے والے کو سود سے بچنے کا خیال رہنا چاہیے اور اسے یون سمجھایا جاوے کہ جب
دونون اپنے نفع کی کوشش کا خیال کرین گے تو ظاہر ہے کہ جیرًا یا حیلہ بلکہ ہر تدبیر
سے ایک وصولی کی کوشش کریگا اور دوسرا نا دہندی یا ٹال مٹول کی جس کا نتیجہ
لازمی دونون مین عداوت کا بڑھنا نظر آئیگا۔ ایسے ہی یہ بیان ہو کہ ہر کام مین

نیت ہی اصل مین دیکھی جاتی ہے۔ اور اعمال کی جزا و سزا نیت ہی پر بہت کچھ موقوف ہے۔ ایک انجمن امدادی کا منشا خود اپنے کو اور دوسرون کو نفع رسانی ہے اور مہاجنون سے بچانا ہے۔ سود کا لینا اور دینا اس کاروبار مین نہین ہے بلکہ کچھ عرصہ کے بعد سود کے لینے اور دینے دونون سے محفوظ رکھتا ہے اور جو رقم سود کے نام سے لی یا دی جاتی ہے وہ کسی خاص شخص کی نہین ہوتی۔ انجمن یا جماعت کے نام سے صرف اس لیے کاروبار ہوتا ہے کہ آئندہ کی محتاجگی رفع ہو۔ انجمن ہی دینے والی اور انجمن ہی لینے والی ہوتی ہے۔ یعنی ایک ہی شخص کی دو جیبون مین سے ایک جیب سے نکال کر دوسری جیب مین ڈالنے کا مخصوص طریقہ بنا دیا جاتا ہے۔ کوئی ممبر دوسرے کو نہ قرض دیتا ہے اور نہ سود لیتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ ایسے ہی اگر مہاجنون کے مجمع مین معاونت باہمی کا ذکر کیا جائے تو اُن کے اُن تمام شکوک کو رفع کرنا چاہیے جن سے اُن کا نقصان ہوتا ہو اور اُن کے روپیہ کی حفاظت کے وہ تمام امور ظاہر کیے جاوین جن سے اُنھین انجمن امدادی کے کاروبار کا اعتبار ہونے لگے بلکہ اُن کی توجہ خیرات اور پُن کی جانب مبذول کر کے غربا کی ہمدردی کی طرف مائل کرنے کی کوشش کرنا چاہیے۔

لکچرون اور تقریرون کا اثر بے شک پورا ہوتا ہے مگر بعض اصحاب کا خیال ہے کہ غربا کے سامنے جب روپیہ لا کر رکھدیا جاتا ہے تب اونھین سچی ہمدردی کا پورا اعتبار جلد سے جلد ہو جاتا ہے۔ اور ایک انجمن کی قائمی مین دقت نہین ہوتی۔ اور بعض مقامات پر محض قائمی انجمن کے واسطے یہ طریقہ چلتا ہوا پایا گیا ہے مگر اس کو حقیقی ثبات نہین ہوتا۔ جب مقام۔ منشا و ضرورت طے ہو جاوے تو تعداد شرکا

کی طرف توجہ کیجاے - یعنی صرف اچھے اور ایماندار افراد کو شریک کرنے کے اصول بتلائے جائین - اور بدمعاش و بدمعاملہ سے نباہ نہ ہوسکنے کے نقائص بھی ظاہر کیے جائین - عموماً تقریرون مین تمثیلات و اعداد جن سے کہ دوسرون کو ترغیب ہو بیان کرنا زیادہ مؤثر ہوا کرتا ہے - بے موقع و بے محل اور بغیر نبض شناسی کیے ہوئے گفتگو یا عمل سے اکثر مخالفانہ تحریک پھیل جاتی ہے اور بجائے نفع کے نقصان ہوتا ہے -

عام طور پر یہ لوگ نقد کے حاجت مند ہوتے ہین اس لیے سرمایہ کے حاصل کرنے کے مختلف ذرایع بھی بتلانا چاہیے اور اوس کی ادائی کی صورتین یا اگر مال کی تیاری اور اوس کی فروخت وغیرہ کا کاروبار کرانا ہو تو اوس کے تمام نشیب و فراز تعلیم کیے جاوین - نیز قواعد و قوانین کی آگاہی کے ساتھ اون کی رعایتون اور سختیون کو بھی بتلایا جائے - عام لوگون کو کاروبار کے چلانے مین جو سب سے بڑی حسابی دقت ابتدا ہی سے معلوم ہونے لگتی ہے اوس کے حل کرنے کا طریقہ بھی قائمی انجمن کے وقت خود شرکائے انجمن کے مشورے سے طے کرانا ضروری ہوتا ہے یعنی حساب و کتاب کے رکھنے کے واسطے اونھین مین سے یا اون کے معتبر عزیزون مین سے کسی کو سکریٹری وغیرہ بنانے کی ترغیب دیجائے -

ظاہر ہے کہ جسوقت یہ تحقیق ہو جائیگا کہ کسی مقام کے لوگون کو ایک کوآپریٹیو سوسایٹی کے قائم کرنے کی طرف توجہ ہوگئی ہے اور جو لوگ کہ شرکت کرنے پر آمادہ ہین وہ اپنی سمجھ کے مطابق برکات کوآپریشن کو جان گئے ہین تو اوسی وقت یہ بھی معلوم ہوسکتا ہے کہ اُن مین کس طرح کی انجمن بنانے کی قابلیت ہے اور کیسی امدادی انجمن سے اُن کی ضروریات پوری ہونگی -

رجسٹری انجمن کی درخواست سے قبل ہی کوآپریشن کے فوائد کی تعلیم دینا ضروری ہے
نیز حکومت کی نگرانی اور دیگر مقامی حالات کے تذکرون سے شرکا کو آگاہ کر دینا
لازمی ہے۔ مثلاً اگر حکومت نے کوئی خاص رعایات کی ہین یا امداد مالی کی توقع
دلائی ہے۔ بالخصوص یہ امر بوضاحت دلنشین کر دینا ضروری ہوتا ہے کہ شرکائے
انجمن اپنی امداد اور اپنے شریک بھائیون کی امداد کے واسطے خود تیار ہو جانے
کا مصمم ارادہ کر لین بلکہ دامے۔ درمے۔ سخنے۔ قدمے۔ سب طرح ملکر ایک دوسرے
کی امداد کرین مگر کمی سود یا حکومت کی مالی امداد کی طرف ابتدا ہی سے متوجہ
کرا دینے مین اکثر دلچسپی مین کمی ہو جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ ذمہ داری
مشترک و منفرد کو بھی خوب سمجھانا چاہیے تاکہ اپنی شخصیت انفرادی و مجموعی کے
حقوق و فرایض بخوبی معلوم کر لین۔ کیونکہ تجربہ نے یہ ظاہر کر دیا ہے کہ ابتدا مین انجمن
کے قائم کرنے کے لیے لوگون مین دلچسپی کے سبب سے انہماک ہوتا ہے اور نئی
بات سمجھکر سوسایٹی بنانے کو تیار ہو جاتے ہین مگر وہ شروع کا اُبال قابل بھروسہ
نہین ہوتا جب تک کہ اوس کی پرداخت پرورش اور اس کے چلانے مین ویسے ہی
مصروف نہ رہین جیسے کہ ایک محنتی کاشتکار اپنے کھیت کی ہر طرح کی نگرانی و خدمت
کرتا ہے یا ایک مان اپنے پیارے بچے کی ہر منٹ فکر رکھتی ہے۔

ایک انجمن کے قایم کرنیکے واسطے مقامی لوگون کا ایک جلسۂ عام کرنا ضروری
ہے جس مین وہ لوگ جو شرکت کے واسطے آمادہ ہون اون کو ممبر بنایا جاوے اور
قواعد بھی منظور کرائے جاوین جس کے نمونے عام طور پر اب ہندوستان مین دستیاب
ہو سکتے ہین۔ پس صرف مخصوص حالات کے اعتبار سے اُن مین ترمیم کی ضرورت

ہوتی ہے۔ ایسے جلسۂ عام مین تجویزون کے ذریعے سے انجمن کی قائمی کی تجویز بھی پیش کرکے منظور کرائی جاوے۔ اور ایک کتاب کارروائی اسی کام کے لیے کھولی جائے نیز ایک کمیٹی کارکن جس کو پنچایت کہتے ہین حسب تعداد و ضرورت منتخب ہو اور اوس کے بھی ضوابط حسب طریقۂ بالا منظور کرانا لازمی ہے۔ ساتھ ہی اس سب کے محکمۂ مقامی یا کسی دوسرے مقام سے اپنی آسانی کے لحاظ سے فارمات طلب کرکے نقشہ جات حیثیت۔ رپورٹ قائمی انجمن وغیرہ حسب قانون مقامی مرتب کیے جائین اور رجسٹرار محکمہ یا جو بھی مقامی افسر ہو اوس کے پاس بھیج دینا ضروری ہوتا ہے جس وقت کہ قائمی انجمن کے کاغذات حسب قانون مقامی رجسٹرار یا اعلےٰ حاکم مقامی کے پاس جو انجمنون کی رجسٹری کے واسطے مقرر کیا گیا ہو پہونچین تو اوس کا فرض ہوگا کہ اصول معاونت باہمی و قانون مقامی کے اعتبار سے اون کاغذات کی ہر طرح پر جانچ کرائے اور اگر مناسب ہو تو مقامی تحقیقات کے بعد رجسٹری کو منظور یا نامنظور کرے۔

انجمنہائے معاونت باہمی کے کاروبار مین عموماً ابتدائی انجمنین (Primary Societies) یا ان کے اوپر اتحادات (Unions) یا مرکزی بنک (Central Bank) قائم کیے جانے کا دستور ہے۔ بعض اوقات مرکزی بنک کے لفظ کے ساتھ کسی مقام مثلاً ضلع یا شخص کا نام شامل کر دیا جاتا ہے اور زینہ بزینہ کام کرنے کے لیے اکثر صوبہ جات یا کل ریاستون وغیرہ کے نام سے بھی کوئی بنک بنایا جاتا ہے جیسے صوبہ کا بنک (Provincial Bank) ان کے قائم کرنے کے واسطے کسی خاص طریقے کے تحریر کرنے کی ضرورت نہین ہے

مقامی تعلیم یافتہ لوگ خود جلسے کرکے اپنی ضرورت کے مطابق انھین بنا سکتے ہین لیکن یہ ضروری ہے کہ ہر ایک کے قواعد وضوابط اور مسلم اصولون کے ساتھ کاروباری طریقون پر اونھین چلایا جاوے۔

## فصل دوم

### انجمن ابتدائی اور اوس کا طریقہ کاروبار

دنیا مین ہر خیال کا ایک موجد ہوتا ہے۔ پھر عمل اور تجربہ سے دوسرے اوس خیال کو چلا دیتے ہین اور اپنی عقل اور علمیت کے مطابق اوسے نئی نئی اختراعون سے مالامال کرتے چلے جاتے ہین۔ لیکن یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ محض خیالات مین غوطہ لگانے والے واقعات سے بے خبر رہتے ہین اور عمل کرنے والے عموماً معیارون کے قائم کرنے والون کو خیالی پلاؤ پکانے والے کہکر اون کے اقوال کی دھجیان اوڑاتے ہین۔ بلکہ ابتدا مین تو ہر معیار اور جدید خیال کی ہنسی ہی اوڑائی جاتی ہے۔ یہی حالت معاونت باہمی کے اصولون کی ہوئی۔ لیکن اب مدتون کے تجربہ نے یہ ثابت کردیا ہے کہ معاونت باہمی کی تحریک فطرت انسانی کے خلاف نہین ہے۔ بلکہ اوس کا ایک جزو اعظم ہے۔ اور اس مین نیت یا ارادہ کو بے حد دخل ہے۔ بس اس کا ایک علمی معیار قائم کرکے کام کو شروع کردینا چاہیے۔ کیونکہ بہت ممکن ہے کہ ایک انجمن معاونت باہمی توانین اور قواعد کی پابندی سے کامیاب نہو۔ یا ایک انجمن جو قانون اور قاعدون کے بالکل ہی خلاف بنائی گئی ہو اوس کے نتائج ہر طرح معاونت باہمی کے موافق ہون۔ یعنی محض ظاہری صورت کے درست رکھنے سے

اصلی حالت کا پتہ بہ مشکل چل سکتا ہے۔ لیکن پھر بھی ظاہری صورت کے درست رکھنے سے اکثر کاروبار مین امداد ملتی ہے اور اعتبار بھی قائم رہتا ہے اسی واسطے ہر کام کے لیے قانون۔ قاعدے۔ اشتہارات۔ طریقے۔ اور بڑے بڑے لوگون کے نام شامل کرکے حجم و خم کے ساتھ اوسے دنیا مین پیش کرنے مین نفع سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ معاونت باہمی کے واسطے بھی دنیا نے۔ قانون۔ قاعدے اور طریقے بنا دیے ہین اور جس کسی کا دل چاہے اپنے مناسب حال اونھین درست بھی کرے لیکن اس کی کامیابی اور ناکامی مین حکومت ملک نیز پبلک کی توجہ خاص کو بہت بڑا دخل ہے۔ اگر حکومت ہمدرد رہتی ہے۔ اور اہل ملک سچے دل سے کام کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہین تو کامیابی یقینی ہوتی ہے جلد ہو۔ یا بدیر

اعلے کامیابی بے شک آسان طریقون سے ہوتی ہے۔ اور طریقے بھی آسان اوسی وقت سمجھے جاتے ہین جبکہ اون پر عمل کرنے والون کو دقت نہو مثلاً اگر گنوارون اور جاہلون مین کسی کام کے کرنے کا طریقہ جاری کیا جائے۔ یا کوئی قاعدہ اور قانون اون کے لیے بنے۔ تو اون کی واقفکاری اور حالات زندگی کے مطابق اوسے ہونا چاہیے۔ ورنہ عملدرآمد مین بجز ناکامی کے اور کوئی بھی نتیجہ نہ نکلے گا۔ اب ہندوستان جیسے ملک کے واسطے اوس کے گذشتہ اور موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے بجز پنچایتی اصولون کے ساتھ کاروبار کرنے کے اور کوئی بھی طریقہ مقابلتاً آسان نہین سمجھا جا سکتا۔ اسی لیے معاونت باہمی کے قواعد و ضوابط کی منظوری ترمیم و تنسیخ عموماً مقامی حالات اور کیفیات کے لحاظ سے خود ممبران انجمن کے اختیار مین رکھی جاتی ہے۔ لیسے ہی . . . . . . . . . .

کسی امداد باہمی کے کاروبار کو ابتداًاگر بڑے پیمانے پر کرنا نادانی ہے خصوصاً ایک
ابتدائی جماعت مین عموماً لوگ قانون و قواعد سے ناواقف ہوتے ہین اور اکثر
اوقات جاہل لوگون کی شرکت ہوتی ہے۔اول تو بے جانے بوجھے لوگون کو
شریک کرنے مین جو نقصان ہوتے ہین وہ پوشیدہ نہین۔دوسرے ایکدم سے
سرمایہ مہیا کرنا بھی مشکل ہے۔تیسرے امرا کو شامل کرنا بھی غلطی سمجھی جاتی ہے۔ہان
اگر وہ اپنے حاجتمند غریب بھائیون کی امداد کے لیے ازخود تیار ہون تو کوئی عذر
کی بات نہین۔مگر جس وقت غربا خود اپنی مدد کرنے کے واسطے آمادہ ہون اور
اُن کی اپنی ہی مدد سے کل تکالیف رفع ہو جانے کا سامان ہو سکے تو بلا ضرورت
امراء کو شریک نہ کرنا ہی قرین مصلحت ہوگا۔کسی گاؤن یا شہر کے کسی محلہ مین یا کسی
خاص پیشہ و حرفہ کے لوگون مین کاروبار کو جاری کرنے کے لیے ایسے شخص کو
منتخب کیا جاے جو امداد باہمی کے اصولون سے کم ازکم واقف ہو۔اور علاوہ
اپنے فرائض منصبی کے اوس کو گونہ اس کاروبار سے دلچسپی بھی معلوم ہوتی ہو
لیکن اگر کوئی ہمدرد ملک پڑھا لکھا بلا معاوضہ کام کرنے والا محض حب الوطنی کے
خیال سے امداد کے لیے اوٹھ کھڑا ہو تو اوس کے خدمات ہر طرح کی ہمت افزائی کے
لیے بسر وچشم قبول کرنا چاہیے۔اور ایسے اصحاب کا سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ
موقع پر پہونچکر اپنی ذات کے متعلق ہر ایسی غلط فہمی کو رفع کرائین جس سے مقامی
لوگون کو وحشت۔خوف یا جھڑک پیدا ہوتی ہو۔

جسوقت کم ازکم دس آدمی بھی شریک ہونے کے واسطے آمادہ ہون اور اپنے
آپ کو مشترکاً و منفرداً ذمہ داری کا پابند کرنا قبول کرین اور حسب قانون ملکی اپنی

انجمن کی رجسٹری کرانے کے لیے تیار ہون تو اُس وقت یہ سوال پیدا ہوگا کہ سرمایہ کاروبار کے کرنے کے واسطے کہان سے مہیا کیا جاویگا - اگر فرداً فرداً ازخود سرمایہ بنانے کا خیال شرکائے انجمن کرین تو اون کی علیحدہ علیحدہ حیثیت کے مطابق کوئی رقم بطور حصہ یا چندہ یا فیس داخلہ وغیرہ ادا کرنے پر ممکن ہے کہ کچھ سرمایہ بہم پہونچ سکے لیکن عموماً غریب آدمیون کی امداد قرض لیکر سرمایہ بنانے سے کی جاتی ہے - ہان اگر حکومت یا کوئی صاحب سرمایہ غریبون کی امداد کے واسطے کوئی رقم دے نکلے تو اوسے شکریہ کے ساتھ ضرور قبول کیا جانا چاہیے مگر میران انجمن کو خیرات یا کسی بلا معاوضہ امداد سے کاروبار کرنے سے سچا امداد باہمی کا کاروبار نہین آتا حقیقتاً غربا کے لیے اون کی ضمانت کا سامان پیدا کرادینا ہی اون کی اصلی امداد ہے اور جس کسی کے پاس ضمانت کا کچھ بھی سامان ہوتا ہے اوس کو کہین نہ کہین سے قرض یا اعتبار ضرور حاصل ہوتا ہے لیکن جن افراد کے پاس ضمانت کے لیے بھی کوئی شے نہو اور وہ دنیا مین بالکل بے حیثیت و نادار ہون اون کی امداد کرنے کو بیشک کوئی بھی مشکل سے کھڑا ہوتا ہے مگر دیکھا گیا ہے کہ جس وقت کسی مقام کے دس بارہ آدمی مشترکاً و منفرداً ذمہ داری اوڑھنے پر تیار ہو جاتے ہین تو دنیا کا عام دستور ہے کہ اون کی مشترکہ ذمہ داری کو خیال کر کے لوگ اعتبار کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہین - دس آدمیون کی زبان کو جھوٹا نہین سمجھا جاتا اور اون کی یکجائی حیثیت اور ایمانداری کا اعتبار کیا جاتا ہے - اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ نادارون کے ساتھ صاحب حیثیت یا ساہوکار لوگ اون کی امداد کے خیال سے یا اپنی ہی مجبوریون کو دفع کرنے کے لیے یا غریبون پر اثر قائم رکھنے کے لیے شریک انجمن ہو جاتے ہین

اور اس طرح غربا کو اعتبار مل جاتا ہے۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ انجمن کی رجسٹری ہو جانے پر جب کہ اوس کی ایک قانونی حیثیت ملک مین قائم ہو جاتی ہے تو شخصی اعتبار کے علاوہ جماعتی حیثیت کو دیکھکر کاروباری لوگ خود ہی اعتبار کرنے لگتے ہین۔ اور قرض لینے والون یا کسی ضرورت کے مہیا کرنے والون کی ساکھ قائم ہو جاتی ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص تنہا اپنا زیور یا غلہ رہن رکھکر کچھ اشیاء مہیا کرے تو اوس زیور یا غلہ کی قیمت کی حد تک اوس کا اعتبار ہو گا اور شرح سود بھی ضمانت کے اعتبار سے طلب کی جائیگی۔ اسی کے مقابلے مین اگر دس آدمی مل کر مشترکاً و منفرداً اپنی زبان اور اپنا اعتبار رہن کرین یعنی اپنی ایمانداری کی ضمانت دین اور قانون وقت کے مطابق رجسٹری انجمن کرا دین تو یقیناً شرح سود کم طلب کیجائیگی اور حسب ضرورت نہ کہ حسب حیثیت سامان مہیا ہو سکے گا۔ دنیا کا یہ دستور ہے کہ اعتبار پر کام چلتا ہے اور لاکھون کے وارے نیارے محض زبان ہی پر ہو جاتے ہین صرف ایمانداری دکھلانے اور اعتبار قائم کرنے کی ضرورت ہے۔

جسطرح چند آدمی مل کر اپنے واسطے قرض یا اعتبار مہیا کر سکتے ہین۔ اوسی طرح دس دس بارہ بارہ آدمیون کی مختلف جماعتین مل کر باہمی ذمہ داری پر یونین بنا کر اعتبار قائم کرا سکتی ہین اور اون کے اعتبار مین نسبتاً ویسی ہی زیادتی بھی ہو سکتی ہے بلکہ شرح سود مین بھی کمی ہو گی۔ مشترکاً و منفرداً ذمہ داری کے سبب سے روپیہ کے استعمال مین بھی احتیاط کی جائیگی اور شرکائے یونین استعمال قرض کی نگرانی پر مجبور ہون گے۔ مثلاً اگر دس کاشتکارون کو زبانی اور مشترکہ ذمہ داری پر ایک ہزار روپیہ بارہ فی صدی پر کسی خدا ترس نے دیدیا اور اونھون نے

اپنے ایسے شرکا کو جن پر اونھین اعتبار ہے اور جن کی مالی حالت اور ضروریات سے وہ کماحقہ آگاہ ہین اور جن کے چال چلن پر سب کو بھروسہ ہے - اوس روپیہ کو پھیلا دینے کا خیال کیا تو قدرتاً احتیاط سے اور حسب ضرورت آپس مین پھیلائین گے اور خود وقت مقررہ پر اصل اور سود واپس کرنے کی فکر کرین گے کیونکہ اگر وقت مقررہ پر واپسی نہ ہوگی تو جس خداترس نے روپیہ دیا تھا اوس کی نگاہ مین کل آدمیون کا اعتبار جاتا رہیگا - نیز جس وقت ایسے اعتبار کے ضائع جانے کا خوف دل مین ہوگا اور اپنی زبان کے جھوٹے ہونے کا خیال قائم رہیگا تو مجبوراً وہ لوگ ایسے ہی لوگون کو شریک کرین گے جو اون کی پنچایت کے دباؤ کے ہون ورنہ ایک کی نادہندی دوسرون پر اثر ڈالیگی - پس وہ ہزار روپیہ جو بارہ فی صدی پر پنچایت نے لیا اور آپس مین پندرہ فی صدی پر تقسیم کیا اور وقت پر تخم ریزی کرکے فصل کو اپنے سو بیتے سے فروخت کیا - یعنی علاوہ امداد باہمی کے اصولون پر عمل کرنے کے کاروباری اصولون کو بھی ملحوظ رکھا تو سال کے آخر مین ایک ہزار ایک سو پچاس روپیہ مع سود کے اون کی جماعت کو حاصل ہوگا - جس مین سے ایک ہزار ایک سو بیس روپیہ اوس خداترس کا ادا ہو کر بقیہ تیس روپیہ خود سوسائٹی کا سرمایہ ایک سال مین ہو جائیگا - اسی طرح دوسرے سال پھر جب اوس خداترس کے پاس کل دس ممبریا اوس کے نمایندے طلب امداد کے واسطے جائین گے تو یقیناً اوس کو اون کا پورا اعتبار ہوگا اور وہ بڑی خوشی سے پھر ایک ہزار دینے پر آمادہ ہوگا اور لین دین کا اعتبار قائم ہو جائیگا - ایسے ہی انجمنون کے اتحاد کے یکجائی کام سے دیکھا جاتا ہے کہ شرح سود بجاے بارہ کے چھ فی صدی ہو جاتی ہے - اعتبار بڑھ جاتا ہے اور نگرانی

وغیرہ کا بھی انتظام معقول ہو گیا ہے۔

اب ذیل مین اون عام اصولون کو بیان کیا جاتا ہے جو ہندوستان کے واسطے مناسب سمجھے گئے ہین۔

## جلسۂ عام اور کمیٹی انتظامی

ایک انجمن امدادی کے کاروبار کی عنان حکومت جلسۂ عام اور کمیٹی انتظامی کے سپرد ہونا چاہیے۔ جس مین بلامعاوضہ اور اعزازی حیثیت سے کل کارکن منتخب ہوا کرین۔ اور ایک یا دو شخص کو کل کاروبار پر حاوی نہ ہونے دیا جائے۔ بلکہ ممبران کے درمیان کام کے متعلق رازداری نہ رہنا اور کل معاملات کو علانیہ طور پر انجام دینا بھی ضروری ہے تاکہ خفیہ معاملت نہ ہو سکے۔ کمیٹی انتظامی جلسۂ عام سے آزاد نہ ہو۔ لیکن اوس کے اختیارات مین منظوری اور وصولی قرضہ جات۔ استعمال قرض کی نگرانی وغیرہ رکھی جائے۔ اوس کے وقت انعقاد کے واسطے کوئی خاص قاعدے مقرر کرنا یقیناً مشکل ہے۔ کیونکہ بہت ممکن ہے کہ کسی زمانے مین روزانہ اوس کے جلسے ہون۔ تاہم کم از کم ہر مہینے مین ایک عام جلسہ ضروری ہے اور ایسے جلسے گھرون پر ہون یا کھلیانون مین یا کھیتون پر یا جہان بھی اون کی انجمن کے ممبرون کو آسانی معلوم ہو۔ جلسۂ عام کے ذریعے سے کاروبار مین تعلیمی حالت درست ہوتی ہے اور اوس کے قوانین و قواعد کی پابندی اور نگرانی سے عام طور پر دباؤ رہتا ہے۔ انجمن کے کل کاروبار کی جانچ۔ اوس کی نیز ممبرون کی حد قرضہ اور حد اختیار کا تقرر۔ سرمایہ اور اوس کے اقساط کی ادائی یا لین دین کا انتظام۔ تکمیل دستاویزات اور حسابات کا بندوبست۔ رجسٹرون اور نقشہ جات حیثیت کی تکمیل۔ غرضکہ

کل عملی کام کی ذمہ داری اسی کے سپرد رکھنا چاہیے - قواعد وضوابط کی منظوری تو سب سے پہلے اس کا کام ہے اور اسی کے ماتحت کمیٹی انتظامی ہونا چاہیے -

## انتخاب ممبران انجمن

انتخاب ممبران مین اون کے چال و چلن اور عام کاروباری حالت نیز اصول معاونت باہمی سے واقفیت کو بہت کچھ دخل ہے - لیکن اون کی مالی حیثیت یا مقامی اثر کو خیال مین رکھنا زیادہ مناسب نہین ہے - بلکہ ایسے امور کا اندازہ کرنا زیادہ بہتر ہوتا ہے کہ کس قسم کا آدمی ہے - اوس کا برتاو - سابقہ چال اور لین دین کیا ہے - اور آیا وہ اپنی معاملتون کو پورا کرنا اپنا فرض سمجھیگا یا نہین - یہ نہین کہ وہ اپنے قرض کی ادائی کر سکتا ہے یا نہین - یا اوس کے پاس جائداد ہے یا نہین ابتدا مین تعداد ممبران کو زیادہ نہ کرنا مناسب ہے اور کسی کو بھی زبردستی شریک نہ کرنا چاہیے نیز مختلف پیشہ ورون کو حتی الامکان ایک ہی انجمن مین نہ شامل کرنا اچھا ہوتا ہے بالخصوص ایک غیر زرعی انجمن مین - گو بعض مقامات پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ایسی کارروائی سے نقصان مالی ہوتا ہے کیونکہ مختلف پیشہ ورون کے شامل کرنے سے مختلف اوقات مین لین دین ہوتا ہے - روپیہ کی اولٹ پولٹ زیادہ رہتی ہے اور آمدنی زیادہ ہوتی ہے - اور ممکن ہے کہ قرض کے کاروبار سے لوگ مشترکہ خرید و فروخت کی طرف متوجہ ہو جاوین - لیکن تجربہ یہی بتلاتا ہے کہ اکثر کر کے اسمین اختلافات زاید ہو جاتے ہین -

## دائرۂ کام انجمن

عموماً احاطۂ کاروبار کو محدود کرنے کا اصول رکھنا چاہیے۔ یعنی جہان تک ممکن ہو ایک گاؤن یا ایک محلہ یا ایک پیشہ کے لوگون کی ایک انجمن بنائی جائے۔ لیکن یہ قاعدہ بھی ایسا نہین ہے کہ جس کے مستثنیات نہون۔ صرف یہ امر ملحوظ رکھنا چاہیے کہ ممبران کو ایک دوسرے سے واقفیت دباؤ اور وصولی مین آسانی ہو۔ یعنی یہ کہ اون کی مشترکہ ذمہ داری کس طرح نافذ ہوگی اور کس طرح ممبران آپس مین برادری اور پیشہ کے دباؤ سے ادائے اقساط یا قواعد کی پابندی پر ایک دوسرے کو مجبور کرسکین گے۔ حقیقتاً کسی بڑے گاؤن یا محلہ مین جہان مختلف قوم یا پیشہ کے لوگ آباد ہون وہان مختلف انجمنون کے بنانے مین مضایقہ نہین ہے۔ لیکن آسانی کاروبار کا دیکھنا ضروری ہے۔ اس کے علاوہ انجمنین اس قدر بڑی بھی نہ بن جاوین کہ اون کا انتظام یا سنبھالنا مشکل نظر آئے یا ہر قسم کے پیشہ ورون کو شریک کردینے سے پنچایت کا دباؤ قائم نہ رہ سکے۔ اگر کسی خاص پیشہ کے لوگون کی تعداد کافی ہو تو اون کی ایک علیحدہ خاص انجمن کے بنا دینے مین بھی ہرج نہین ہے۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی موضع یا محلہ مین دس آدمی بھی جو کم از کم قانونی تعداد ایک انجمن کے قائم کرنے کے واسطے عموماً رکھی گئی ہے نہین ہوتے۔ تو اوس وقت قریب کے کسی دوسرے موضع یا محلہ کے باشندون یا پیشہ ورون کو شریک کرنا بدرجۂ مجبوری نیز بغرض امداد ضروری ہوتا ہے لیکن اوس وقت بھی یہ دیکھنا چاہیے کہ ایسے دوسرے مقام کے لوگون کا کسی قسم کا نفع یا نقصان انجمن کے اختیار مین ہے یا نہین مثلاً اون کی کاشت یا کھلیان یا

کاشتکاری حقوق - یا کسی دیگر قسم کی کوئی حقیت - غرضکہ اصول نگرانی اور دباؤ کو مدنظر رکھکر کام کے چلانے کا بندوبست ہونا چاہیے -

## رجسٹرات اور کتب انجمن

جسوقت کسی مقام کے لوگ حسب قانون اور قواعد ایک انجمن معاونت باہمی کے قائم کرنے کے لیے آمادہ ہون اوس وقت محکمہ مقامی سے فارمات - رجسٹرات اور نقشہ جات وغیرہ بہ آسانی مہیا ہو سکتے ہین - چنانچہ ہر انجمن کی اوس درخواست کے ساتھ جو محکمہ مین بغرض رجسٹری عموماً لیجاتی ہے - نقشہ حیثیت - رپورٹ قائمی اور نقل قواعد یا دیگر ضروری کاغذات حسب ہدایت محکمہ بھیجنا چاہیے - نیز ہر انجمن کے پاس حسب ذیل رجسٹرات اور کتب ہونا چاہیے - ..........

رجسٹر حیثیت - رجسٹر ممبران - رجسٹر مویشیان - (اگر ضرورت ہو یا بجاے اسکے کوئی دوسرا رجسٹر جس سے ممبران کی جائداد کا پتہ چل سکے) رجسٹر کارروائی - رجسٹر حاضری - کتاب کھاتہ - کتاب کیش بک یا سیاہہ نقدی - پاس بک ممبران - پاس بک انجمن - پاس بک ممبران وہ کتاب ہوتی ہے جس مین ممبران کا ذاتی لین دین درج کیا جاتا ہے - اور پاس بک انجمن وہ کتاب ہوتی ہے جس سے ایک سوسائٹی کا مجموعی اور یکجائی لین دین معلوم ہوتا ہے - ان سے ممبران کو اپنی نیز انجمن کی مالی حالت کا ہر وقت پتہ چل سکتا ہے جس کے باعث کاروبار سے واقفیت ہوتی ہے اور ایسی کتاب کے رکھنے سے کسی وقت بھی کوئی ممبر دھوکا نہین کھا سکتا اوس کی جمع اور باقی سب اس سے معلوم ہوتی ہے - اگر خود ممبران لکھے پڑھے ہونگے تو دوسرون کے محتاج نہ رہین گے - ورنہ کسی ایسے شخص کی ضرورت ناگزیر ہوگی

جو اونھین سمجھائے اور کتابون وغیرہ کی تکمیل کرے۔ اسی لیے اکثر ہر سوسایٹی مین ایک پڑھے لکھے شخص کی حاجت خیال کی جاتی ہے۔ اور وہی عموماً سکریٹری ہوتا ہے۔

## سرمایۂ انجمن ابتدائی

یہ دستور عام ہے کہ جب کسی کاروبار مین کسی کے دو پیسے بھی لگ جاتے ہین تو از خود اوس سے دلچسپی لینے لگتا ہے۔ اس لیے بعض ماہرین فن کی رائے مین ابتدا ہی سے ایک تھوڑی سی رقم فیس داخلہ کے نام سے لی جانا چاہیے تاکہ انجمن کے کاروبار مین دلچسپی بڑھے اور حقوق و ذمہ داری کا خیال پیدا ہو بعض کی رائے ہے کہ ان مین حصص کو جاری کرکے کاروبار شروع کیا جانا چاہیے بلکہ عام طور پر چھوٹے چھوٹے حصص یعنی پانچ روپیہ یا دس روپیہ کے ابتدا مین جاری کیے جاوین۔ اور ہر ممبر اپنے قرضون کی مناسبت سے باقساط قیمت حصص ادا کرتا رہے۔ مگر عام طور پر پایا جاتا ہے کہ ہر انجمن کے اختیار مین حصص جاری کرکے سرمایہ بنانا نہین ہوتا بلکہ غریب کاشتکارون یا متوسط الحال پیشہ ورون کے امکان مین بجز اپنے مشترکہ اعتبار یا سچی زبان کی ضمانت دینے کے اور کچھ نہین ہوتا اسی لیے قرض سے عموماً کاروبار کی ابتدا ہوتی ہے۔ یہ ضرور ہے کہ اگر زراعتی انجمنون مین حصص کا سرمایہ ہو تو کوئی زیادہ ہرج نہین مگر اصولاً غیر زراعتی انجمنون مین بلا حصص کے کاروبار جاری کرنا مناسب نہین سمجھا جاتا۔ بے شک اگر کسی سرمایہ دار کو انجمن کے ممبرون کا ذاتی اعتبار ہو جائے اور وہ اپنا روپیہ بطور امانت کے انجمن کو دیدے تو سبحان اللہ۔ لیکن یہ حالت بدیر پیدا ہوتی ہے فی الحقیقت کسی سنٹرل بنک یا ہمدرد سرمایہ دار سے قرض ہی لیکر یا حکومت

کی امداد سے عام طور پر کاروبار جاری ہوتا ہے۔ اکثر اعلے افسر محکمہ سے رجوع کرنا پڑتا ہے کیونکہ جو شخص حاجتمند ہو کر قرض سے اپنا کام چلانے پر مجبور ہو اوس سے یہ توقع کرنا کہ قرض لینے سے قبل خود کچھ جمع کر دے حقیقتاً ایک طرح کی خلاف کاروباری خواہش ہے۔ بے شک رقم قرض سے قیمت حصص باقساط ادا ہوتی رہنا چاہیے کیونکہ جبریہ پس انداز اور دلچسپی کا سامان ہو کر تھوڑے سے عرصہ مین خاصہ سرمایہ ہو جائے گا۔ بلکہ ممبران کی امانتون پر خاصہ سود بھی دیے جانے سے اون کی ہمت بڑھے گی۔ جب سرمایہ دارون سے قرض لیکر کام جاری کیا جائے تو کم سے کم شرح سود پر انجمن کو قرض لینے کا انتظام کرنا چاہیے اور جب ممبران مین اوس کو تقسیم کیا جائے تو اوس کی شرح سود دوگنے پر کر دینے مین مضایقہ نہین ہے یعنی جو مقامی عام شرح سود غیر معتبرون کے لیے رایج ہو اوس حد تک ضرور بڑھا دینا چاہیے۔ اگر حصص کے ذریعہ سے بھی سرمایہ بنایا گیا ہو تو دس سال کے بعد اون حصص پر کچھ مقررہ منافع بھی دیا جانا تجویز کرنا نامناسب نہین ہے۔ شرح سود کے زیادہ گھٹانے مین بعض اوقات نقصان بھی ہوتا ہے اور ممبران اسراف کی جانب جھک جاتے ہین یا کفایت شعاری کی طرف کم توجہی کرتے ہین علاوہ اس کے سرمایہ بھی جلد نہین بنتا۔

اب اگر فرض کیا جائے کہ کسی انجمن ابتدائی مین دس آدمی ممبر ہوئے اور سب نے کسی مہدر دمہاجن یا سرمایہ دار یا حکومت سے انجمن کے نام سے۔ ایک سو روپیہ ایک سال کی ادائی کے وعدے پر بہ شرح چھ روپیہ سالانہ قرض لیے اور بحساب بارہ روپیہ سالانہ سود آپس مین تقسیم کر کے جوار کا تخم خرید کیا اور بونے۔ کاٹنے

یعنی تیاری فصل کے بعد اوس کی فروخت سے اپنا کل قرض مع سود کے ادا کردیا
یا اگر فیس ممبری اور حصص کے ساتھ بھی کاروبار کیا۔ یعنی اول الذکر جو ریفائسن
کا خالص طریقہ تھا اوس پر کاروبار کیا یا آخر الذکر جو بعد مین ہندوستان
کے حالات کے مطابق یہان جاری کیا گیا ہے تو نقشۂ ذیل سے اون کے دس
سال کے کاروبار کی حالت معلوم ہوگی اور جو رقم کہ بطور باقی نظر آئے گی وہ
خود ممبران نے گویا اپنی ایک جیب سے نکال کر دوسری جیب مین ڈال لی۔ اور
اون کا سرمایہ ہو گئی۔

(نقشہ)

| سال | قرض جو لیا گیا | تقسیم از تحویل | شرح سود | تعداد از شروع سال پر | تعداد ادا شدہ ما | باقی | فیس ممبری | رقم حصص انجمن | قرض جو لیا | تقسیم از تحویل | سود ادا شدہ | باقی | متفرق |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | بلا فیس و سود | | | | | | مع فیس و سود | | | | | | |
| اول | ما؍ | 〃 | عہ | عہ | سے؍ | سے؍ | عہ | عہ | ما؍ | عہ | سے؍ | عہ؍ | ۱- ایک ایک روپیہ فیس ممبری صرف ایک سال لیجاتی ہے ۱۰ اور عہ فی ممبر ہر سال حصہ کی خریداری کے نام سے لیا جاتا ہے تاکہ دس سال مین ایک سو کا ایک حصہ کسی سنٹرل بنک وغیرہ مین لیا جا سکے تفصیل باقی عہ ۴؍۹ پائی |
| دوم | عہ | صہ؍ | 〃 | 〃 | ۱۱؍۳ پائی | ۶؍۹ پائی | ۰ | 〃 | عہ | للعہ | للعہ ۸؍ | عہ ۸؍ | |
| سوم | لعہ | عہ | 〃 | 〃 | ۶؍۳ پائی | ۹؍۹ پائی | ۰ | 〃 | سہ | سہ | ۹؍۹ پائی | عہ ۶؍۳ پائی | |
| چہارم | سہ | عہ | 〃 | 〃 | ۱؍۶ پائی | ۱۳؍۶ پائی | ۰ | 〃 | للعہ | لسہ | ۶؍۶ پائی | لعہ ۹؍۶ پائی | |
| پنجم | عہ | سہ | 〃 | 〃 | للعہ ۸؍ | عہ ۸؍ | ۰ | 〃 | عہ | ما؍ | ۳؍ | عہ ۱۳؍ | |
| ششم | عہ؍ | سہ | 〃 | 〃 | للعہ ۳؍۳ پائی | عہ ۱۲؍۹ پائی | ۰ | 〃 | ۰ | 〃 | ۰ | عہ | |
| ہفتم | سہ | للعہ | 〃 | 〃 | ۹؍۹ پائی | ۶؍۳ پائی | ۰ | 〃 | ۰ | 〃 | ۰ | عہ | |
| ہشتم | صہ | للعہ | 〃 | 〃 | ۴؍۹ پائی | ۱۱؍۳ پائی | ۰ | 〃 | ۰ | 〃 | ۰ | عہ | |
| نہم | للعہ | صہ | 〃 | 〃 | ۱۱؍۳ پائی | لعہ ۱۴؍۹ پائی | ۰ | 〃 | ۰ | 〃 | ۰ | عہ | |
| دہم | للعہ | سہ | 〃 | 〃 | ۶؍۶ پائی | لعہ ۹؍۶ پائی | ۰ | 〃 | ۰ | 〃 | ۰ | عہ | |
| میزان | | | | | للعہ ۱۴؍۶ پائی | عہ ۱؍۹ پائی | عہ | ما؍ | | | عہ ۱۱؍۳ پائی | عہ ۴؍۹ پائی | فیس ممبری عہ، حصص ما؍، بچت سود ما؍ ۴؍۹ پائی، میزان عہ ۴؍۹ پائی |

اب جب قرض دہندہ کو ممبران انجمن کی کفایت شعاری نیز وقت پر ادائی اور کاروباری خصلت معلوم ہوگی تو بجائے تحریری یا زبانی اعتبار کے اون کے سرمایہ کا بھی اعتبار کرنے لگے گا اور ایک سو روپیہ کی رقم سے زائد بھی دینے مین اوسے تکلف نہوگا علاوہ اِس سب کے خود ممبران کو عملی طور پر اپنے اصولون کی پابندی سے نفع کی ہمت بندھیگی چنانچہ یہ دیکھا گیا ہے کہ سال بسال اسی طرح ایمانداری سے کام کرتے رہنے مین جو لوگ کہ ایک وقت مین بے سرمایہ تھے سرمایہ دار ہوجاتے ہین۔ اگر کسی ایسے ساہوکار سے سابقہ ہو جو ضمانت نیز لکھا پڑھی کے بغیر اعتبار نہ کرے اور کم شرح سود پر روپیہ دینے کے لیے راضی نہو تو جائداد اور متمول ضامنون کی تلاش ہو یا حکومت سے امداد لیجائے یا ضمانت مین سب ممبران اپنی ذات۔ جائداد۔ محنت اور پیداوار کو بھی مکفول کردین تو بیجا نہین۔ بس صرف اس کی احتیاط لازمی ہے کہ پیداوار یا محنت سے بنائے ہوئے سامان پر آزادی سے بازار تک پہونچانے کا اختیار انجمن کے ہاتھ مین رہ سکے تاکہ مناسب نرخ پر فروخت ہوکر اصل اور سود کی ادائی مین دقت نہو علاوہ اِس کے قرض سے جو روپیہ حاصل کیا جائے اوس کو ممبران مین تقسیم کرتے وقت یہ خیال رکھا جائے کہ شرح سود قرض دہندہ کے شرح سود سے تقریبًا اگر دوگنی نہو تو سوائی تو ضرور رہے تاکہ انجمن کے اخراجات کے نکالنے اور سرمایۂ ذاتی کے بنانے مین آسانی ہو۔ معمولی سرمایہ کے بنانے کے ساتھ سرمایۂ محفوظ کے بنانے کا بھی طریقہ جاری کرنا علاوہ قانون کی پابندی کے خود انجمن کے اعتبار نیز قیام کے واسطے بے حد ضروری ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جس طرح ممبران کی حیثیت حصص وغیرہ کے جاری کرنے سے بڑھتی ہے ایسے ہی انجمن کی حیثیت سرمایۂ محفوظ سے جلد سے جلد

بڑھتی ہے۔اس کے واسطے قانوناً رقم منافع کا چوتھائی حصہ سال بسال بعد ادائے
دیون واخراجات ضروری علیحدہ رکھنے کی ہدایت ہے اور اسی کی بدولت اکثر
قرض کی شرح سود کم کرائی جاسکتی ہے۔نیز یہ انجمن کی ایک ذاتی جائداد بنکر اوس کا
اعتبار قائم کراتا ہے۔ممکن ہے کہ سال بسال کچھ عرصے تک بطور بلا سودی قرض
کے اسی کو ممبران آپس مین تقسیم کرنے کا موقع حاصل کر سکین جس سب کا نتیجہ یہ
ہوگا کہ ممبران کو طریقۂ کاروبار اور پیسہ کا صحیح استعمال دونون آجائینگے۔کسی نے خوب
کہا ہے کہ جس وقت اس کے کاروبار سے مہاجنون کی شرح سود کم ہونے لگے یا انجمنون
کی اور مہاجنی شرح سود مین فرق کے باعث کافی بچت ممبرون کی رقم سود مین محسوس
ہونے لگی جس سے مادی واخلاقی دونون فوائد ہون تب حقیقی کامیابی سمجھنا چاہیے
کیونکہ اخلاق کی ترقی سے روح کو تقویت ہوگی اور مادی ترقی جو مثل جسمانی ترقی کے
ہے اوس سے ظاہری حیثیت بھی سنبھل جائیگی۔اسی سرمائہ محفوظ یا بچت کی پونجی کے
کھیل آج کل دنیا مین سرمائہ شرکت کے بنکون کے لیے بڑی کامیابی کے باعث
ہوتے ہین۔دیکھا گیا ہے کہ جن انجمن ہائے امدادی کو ابتدا مین قرض یا اعتبار منفرداً
یا مشترکاً ملنے مین دقت تھی کافی سرمایہ محفوظ کے بنانے کے بعد بڑے بڑے
سرمائہ شرکت کے بنک اونکی تحریرون کا اعتبار کرنے لگ گئے ہین بلکہ بازاری شرح
سود سے بھی کم پر معاملت مین عذر نہین کرتے۔

## فیس داخلہ و حصص کا فرق

فیس داخلہ اور حصص مین فرق یہ ہے کہ فیس کی تعداد بہت قلیل ہوتی ہے اور ایک
بار کے بعد دوسری بار نہین لی جاتی۔نہ ادائی کے بعد واپس ہو سکتی ہے نہ فروخت

اور ادائی یکمشت کرنا پڑتی ہے۔ اور جب تک پوری ادائی نہین ہو جاتی ممبر کو کسی قسم کا حق اپنی انجمن مین نہین ہوتا اور عموماً ایک روپیہ رکھی جاتی ہے مگر حصص کے واسطے بے حد قلیل تعداد کا رکھا جانا مناسب نہین ہے اور اون کی ادائی باقساط ہو سکتی ہے۔ نیز بحسب ضرورت برابر جاری کیے جا سکتے ہین۔ اور گو اونکی واپسی ناجایز ہوتی ہے تاہم اون کے منتقل کرنے مین کوئی نقص بھی نہین ہے۔ محض وعدۂ ادائی یا ایک ہی قسط کی ادائی کی منظوری سے بعض وقت حقوق ممبری حاصل ہو جاتے ہین اور اصلی سرمایہ انھین سے بنتا ہے۔ بالخصوص ان کا تعلیمی اثر بہت بڑا ہوتا ہے اسی لیے ان کا جاری کرنا بھی لازمی ہونا چاہیے۔

## تقسیم قرض

سرمایہ کے مہیا ہو جانے پر خود ممبران انجمن کے اختیار مین اوس کی تقسیم عموماً ہونا چاہیے لیکن جاہل اور غریب لوگون مین اکثر اس کی احتیاط کا کوئی سامان نہین ہوتا جس سے بے عنوانی۔ رشوت ستانی۔ بلکہ بداخلاقیون کے مواقع زیادہ تر یہی ہوتے ہین۔ ہندوستان مین تجربہ نے یہ بتلایا ہے کہ ہوشیار ممبران اور محکمہ کے کارکنان وغیرہ ناجایز نفع ایسے مواقع پر ضرور اوٹھاتے ہین اور پٹواری موضع یا چالاک عرایض نویس وغیرہ کا ہاتھ روکنا تو خدا ہی کے اختیار مین ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ کسی زمیندار یا مالک کارخانہ یا پنشن یافتہ شخص کے سپرد اس کام کے کرنے سے گونہ حفاظت ہو سکتی ہے۔ کم تنخواہ کے یا غیر محتاط عمال سرکاری کے سپرد تقسیم قرض کرنا خالی از خطرہ نہین ہے۔ نیز بااثر ممبران انجمن بھی بعض اوقات ناجایز نفع اوٹھائے بغیر نہین رہتے۔

## استعمال و اغراض قرض

استعمال قرض اور اغراض قرض کی جانچ معاونت باہمی کے کاروبار مین گو بحید مشکل ہے لیکن سخت ضروری بھی ہے ان کے دریافت کرنے مین اکثر دھوکا ہوتا ہے اور افسران محکمہ کی بدنامیون کا اصلی سبب یہی ہوا کرتے ہین حالانکہ یہ فرایض خود ممبران انجمن کے ہین۔ تاہم بہترین طریقہ اون کی جانچ کا ممبران انجمن سے میل جول اور اون کی ہمدردی ہے۔ اگر ایک بار دھوکا ہو جائے تو آیندہ سے کاروبار مین احتیاط زیادہ کی جائے۔ یعنی رقومات قرض کے دینے مین حوصلہ نہ صرف کیا جائے۔ اور ممبران کو بتلا دیا جائے کہ اون کی خراب معاملت کا یہ نتیجہ ہے اور اگر آیندہ ایسا دھوکا دین گے تو اعتبار قائم نہ رہیگا اور اونھین پھر سود خوار مہاجنون کے جعل مین پھنسنا پڑیگا۔

## ضمانت یا ذمہ داری

معاونت باہمی کے کاروبار مین فی الحقیقت ضامن کی حاجت نہین ہے کیونکہ سنفرڈ او سنسر کا ذمہ داری اس کے اصول ہین۔ تاہم اگر کوئی شخص شرکائے انجمن کے علاوہ اپنے لیے ضامن مہیا کر سکے تو اعتبار کے بڑھ جانے مین آسانی ہوتی ہے لیکن حقیقتاً ضمانت کے لیے ممبران مین قربت۔ اون کا چال و چلن۔ نیز طرز زندگی۔ یہی تین باتین ضروری سمجھی گئی ہین۔ اسی لیے خود ممبران ایک دوسرے کے ضامن مان لیے جاتے ہین۔ لیکن اگر غیر از ممبران ضامن ہون تو انجمن کو اس سے نفع ہی رہتا ہے۔ زراعتی انجمنون مین ذمہ داری غیر محدود سے عموماً کاروبار کرنا بہتر ہے۔ ان کے علاوہ اور سب مین ذمہ داری کے معین کرنے یعنی محدود رکھنے مین

ہرج نہین ہے۔ جائداد غیر منقولہ یا قبضہ داری وغیرہ کو انجمن کے حق مین منتقل
کرانے سے سچا کاروبار نہین سمجھا جاتا۔ اور نہ کسی قسم کی تعلیم ممبران ہی ہو سکتی ہے۔

## دستاویزات یا پرونوٹ

اکثر ضمانت کے واسطے کسی تحریر کی ضرورت ہوتی ہے اور جب کسی انجمن سے خود ممبران انجمن قرض لین تو اوس وقت یہ امر غور طلب ہوتا ہے کہ کس طرح تحریر آپس مین مناسب ہے۔ فی الحقیقت اس کا فیصلہ رواج اور قانون ملکی پر بہت کچھ موقوف ہے۔ ہندوستان مین دستاویزات کے لکھانے مین حسب ذیل فوائد و نقائص ہین۔

**فوائد**۔ ایک دستاویز مین اقساط قرض۔ مقاصد قرض اور دیگر شرائط کی تحریر ممکن ہے اور شرائط کے بموجب عمل کرانے کا انجمن کو حق رہتا ہے جس سے فوراً روپیہ واپس ہو سکتا ہے۔ سود تاوانی یا در سود بھی وصول ہو سکتا ہے بلکہ نقد اعتبار کے اندر قرض لے سکتے اور غلہ یا مویشی کے متعلق اندراجات وغیرہ درج کرائے جا سکتے ہین۔ اور جس وقت کوئی انجمن باہر سے روپیہ لیکر اپنے ممبرون کو قرض دیتی ہو اوس وقت دستاویز کا لکھانا ہی مناسب ہے تاکہ حسابات وغیرہ کے رکھنے کی بھی ضرورت نہو۔ بلکہ ایسی تحریر کے بعد بے ایمانی یا غلطی کی گنجایش ہی کم ہوگی۔ دستاویز مین دفعہ ۱۹ قانون معاونت باہمی مروجہ وقت کے بموجب ممبران کو پیداوار پر محض حق (interest) کے بجاے بار (Charge) کے قائم کرانے کی شرط لکھا لینے کا بہی موقع ہے کیونکہ ملکی قانون رہن کے مطابق بغیر کسی جائداد پر بار قرار دیے ہوے جدا قانون مین تنزل نہین ہوتی اور رہا عین کی دست برد سے

جائداد کی حفاظت ناممکن ہوجاتی ہے اور زرنقد کی ڈگری سے وہ فائدہ حاصل نہین ہوتا جو جائداد پر ڈگری حاصل کرنے سے ہوتا ہے۔ بار قائم ہوجانے سے صرف مقدم اور موخر کی بحث رہجاتی ہے۔

۲۔ نقائص۔ دستاویزات کے لکھانے مین دقتین ضرور ہوتی ہین۔ رجسٹری اور گواہان کی تصدیق کا جھگڑا بھی نکلتا ہے پھر عرض بازار بھی نہین ہوسکتی ہین۔ اور دعوے وغیرہ کے وقت صرف اقساط موعودہ یا جن کی میعاد گذر گئی ہو ادھین کا دعوے ہوسکتا ہے۔ بعض اوقات میعاد کا سوال بھی حائل ہوتا ہے مثلاً اگر دستاویز مین یہ شرط ہو کہ قسط کے ادا نہ ہونے پر کل روپیہ بےباق کرلیا جایا کرے گا تو قانوناً تین سال کے اندر دعوے کرنا اوسی تاریخ سے لازمی ہوگا جبکہ پہلی قسط نہ ادا ہوئی ہو۔

اب اگر دستاویز کے بجاے پرونوٹ لکھا جاے تو اوس کے فوائد ونقائص حسب ذیل ہون گے۔

۱۔ **فوائد**۔ پرونوٹ مین گواہون کی حاجت نہین ہوتی۔ یہ عرض بازار بھی ہوسکتے ہین۔ ان کی تحریر آسان ہے۔ اور نمونے بھی عام طور پر ملتے ہین جن مین الفاظ "منفرداً و مشترکاً" "بعوض رقم وصول یافتہ" اور "کسی خاص شخص یا انجمن یا اوس کے حکم سے یا اوس کے قابض کو ادا کیا جاسکتا ہے" لکھا لینا کافی ہوتا ہے اور جب ایک انجمن دوسری انجمن سے پرونوٹ لکھوائے تو اقساط لکھانے مین بھی ہرج نہین ہے ورنہ عام طور پر قانوناً جائز نہین ہے تاہم کسی ایک قسط کے مقرر کرنے سے یا عندالطلب لکھا لینے سے کام نکل سکتا ہے عموماً بالاشتراط اور مقررہ رقم نقد کے لیے اون کو لکھانا

مناسب ہے۔ ان کے دعوون مین بھی آسانی ہے اور اگر قواعد انجمن مین اقساط وغیرہ کے شرائط موجود ہون تو پرونوٹون کی تحریر مین مزید آسانی ہوتی ہے۔

۲۔ نقایص۔ ان مین اقساط کے اندراجات نہین ہوسکتے اور نہ قانون ملکی کے باعث کوئی خاص حقوق ہر ڈگری کی بابت حاصل ہوتے ہین۔ یعنی کسی خاص جائداد وغیرہ پر اثر نہین ہوتا۔

## میعاد قرض یا اقساط

قرضون کی ادائی کی میعاد مین پابندی وقت لازمی قرار دیجاوے۔ اور چونکہ غلط یا سازشی کارروائیان نقصان کا باعث ہوتی ہین اس لیے خلاف وعدگی مین سخت سے سخت تاوان یا سزا مین ہمیشہ نفع ہے۔ زراعتی قرضون کی ادائی فصل ہی کی پیداوار سے کرائی جانا بہتر ہے۔ لیکن غلہ وغیرہ کے اطمینان سے فروخت کرنیکا زمانہ بھی مدنظر ہونا چاہیے۔ پیدائشی اور افزایشی کاروبار کے واسطے کسی صورت سے بھی دو سال سے زاید کی میعاد نہ دینا چاہیے۔ اور نہ غلہ وغیرہ کے کاروبار کے واسطے تین ماہ سے زائد کی میعاد ہو۔ اقساط کی تقرری سے قرضون کے ادا کرنے مین آسانی ہوتی ہے۔ بلکہ کسی کافی وجہ سے التوائے اقساط بھی منظور کی جانے مین حرج نہین ہے۔ مگر محض کاغذی اور نمایشی ادائی کی نگرانی یا جانچ بے حد ضروری ہے۔ آب پاشی۔ نہرون۔ کنودن۔ بندون۔ مکانون کی تعمیر۔ پرانے قرضون کی ادائی وغیرہ کے لیے طویل میعاد کے قرضے دیے جاسکتے ہین۔

## نقشہ حیثیت

ہر انجمن امدادی کی رجسٹری سے قبل اوس کا ایک نقشہ حیثیت تیار کیا جانا چاہیے۔

جس کی جانچ اور درستی جہان تک ممکن ہو سال بسال ہو۔ یا کم از کم ہر تیسرے سال تو ضرور۔ اوس کی تصدیق جلسۂ عام انجمن مین کی جانا زیادہ مناسب ہے اور ہر ممبر انجمن زراعتی کی منقولہ نیز غیر منقولہ جائداد۔ اوس کا رقبہ۔ حیثیت۔ کاشت۔ تعداد مویشیان اور تفصیل مکان وغیرہ غرضکہ ہر قسم کی ایسی جائداد کہ جس سے ممبرون کا اعتبار اپنی انجمن کے علاوہ دوسرون کی نگاہ مین بھی قائم ہو سکے صحیح طور پر درج کی جائے۔ مواضعات مین گو عموماً مکانات کی کوئی خاص قدر و قیمت نہین ہوتی نہ آلات کشاورزی و دستکاری یا کاشتکارون کے بیلون وغیرہ کو قانوناً مطالبات مین فروخت کرایا جا سکتا ہے تاہم حیثیت کے دکھلانے کے واسطے اون کا اندراج لازمی ہے۔ لیکن اون کی مالیت کا شمار حیثیت ممبران مین نہ کرنا چاہیے۔ اسی نقشہ و رجسٹر حیثیت کی بنا پر سالانہ حد اعتبار یا حد قرضۂ انجمن نیز ممبران مقرر کی جاتی ہے اور محکمہ کو انجمن کی اصلی حالت بلکہ اغراض قرض نیز دیگر ضروری باتون کا پتہ اسی نقشہ سے بہ آسانی چلتا ہے۔

## حد اعتبار انجمن

کسی انجمن کی حد اعتبار کے مقرر کرنے مین انجمن کے ہر شریک کی حد قرضہ جو جلسۂ عام مین اوس کے نقشۂ حیثیت کی بنیاد پر مقرر کی گئی ہو لحاظ رکھنا ضروری ہے یعنی ممبران کی جدا جدا اور مجموعی حیثیت وغیرہ کے لحاظ سے کل انجمن کا اعتبار مقرر کرنا چاہیے بلکہ اون کے عام اعتبار اور کاروباری طریقون کو مدنظر رکھنا چاہیے۔

## حدِ قرضۂ انجمن

سال اول مین کسی انجمن کی حد قرضہ مقرر کرنا اکثر دقت طلب ہوتا ہے کیونکہ ممبران

کے کاروبار وغیرہ کی بابت رائے قائم کرنا مشکل ہوگا۔اس لیے اگر انتہائی حدِ اعتبار انجمن کے نصف تک انجمن کی انتہائی حد قرضہ مقرر کی جائے تو کام کی خرابی کا اندیشہ کم ہوتا ہے۔

## حدِّ اعتبار ممبران

ممبران کا علیحدہ علیحدہ حدِّ اعتبار۔اون کی انجمن کے اختیار مین ہے اور اوس کے میعاد کا تقرر بھی دقت طلب ہے۔اس لیے انجمن ہی پر چھوڑنا چاہیے۔

## حد قرضۂ ممبران

حد قرضہ ممبران کے لیے صرف اون کی تعداد لگان یا مالگذاری یا دوکان کے مال یا ظاہری حیثیت کو معیار کے طور پر لینا صحیح نہوگا بلکہ ہر فرد کی معمولی ضروریات اوس کے چال وچلن اور عام شہرت کاروبار کو بھی خیال مین رکھنا مناسب ہوتا ہے

## اداے قرضہ جات سابقہ

کہا جاتا ہے کہ ہندوستان کا کاشتکار ایک کاندھے پر قرض کا بوجھ لیے ہوے ہے اور دوسرے پر جہالت کا اور انجمن ہاے معاونت باہمی کے طریقون سے غالباً دونون ہلکے ہوسکین۔لیکن پرانے قرضون کی ادائی ابتدا مین گو مناسب ہی کیون نہو مگر بے حد مشکل ہے۔رفتہ رفتہ کرکے ممکن ہے کہ ہوسکے۔ایک دم سے ادائی کرادینے مین علاوہ خطرے کے اکثر اخلاقی نتایج بھی اچھے نہین نکلتے۔اکثر ادائی کی فکر مین ممبران چوری اور دغا مین مبتلا ہو جاتے ہین۔اون کی ادائی کے لیے حکومت کی طرف سے علاوہ مالی امداد کے دیگر اختیارات بھی اگر ہون تو مناسب ہے تاکہ نوٹس وغیرہ کے ذریعہ سے مطالبات دریافت کیے جاسکین۔اور اگر نوٹس کے بعد بھی حالت

قرض نہ بتلائی جاوے تو وقت دعوے حق ڈگری کو ساقط سمجھے جانے کا قاعدہ بنایا جائے۔ بلکہ غلط بیانی یا اخفا پر فوجداری مین مقدمہ چلانے کا حق دیا جائے دیکھا جاتا ہے کہ اکثر مہاجنین اپنے بار کے بتلانے سے گریز کرتے ہین۔ اور اس طرح غربائے ملک کو زیر بار کرتے رہتے ہین جس کے انسداد کی ضرورت ہے۔ تاہم ہر قسم کی احتیاط کی اسکے لیے ضرورت ہے۔

## انجمنون و حسابات کی جانچ

علاوہ حکومت کے خود انجمنون کو اپنے طور پر اپنے اطمینان کے لیے محاسب یا انسپکٹر (جانچ کنندے) اور آڈیٹر یعنی (منقح حسابات) ضرور رکھنا چاہیے اور عام اس سے کہ وہ ملازم حکومت ہون یا انجمنون کے۔ سب کا واقف کار ہونا ضروری ہے۔ ان کا محض حساب دان ہونا کافی نہین ہے بلکہ معاونت باہمی کے علم اور اوس کے طریقہ کاروبار سے بھی واقف ہونا ضروری ہے کیونکہ غیر واقفکار منقح حسابات کی تنقیح کی کوئی وقعت نہ ہوگی۔ اسی بنا پر قانون نے اس کی تاکید کی ہے کہ یہ حصۂ کام یعنی آڈٹ محکمہ ہی کے اعلے افسر کے سپرد ہونا چاہیے اور اسی کی رائے پر بالکل چھوڑ دینا چاہیے۔

## وصولی قرضہ جات

وصولی قرضہ جات مین اصول کوآپریشن کے مطابق سختی کرنا ہر طرح نامناسب ہے جہان تک ممکن ہو یہی سمجھانا اور تعلیم دینا چاہیے کہ وقت پر حسب وعدہ ادائی سے ہر طرح کا نفع ہے اور اعتبار قائم رہتا ہے۔ نیز فوراً دوسری ضرورتون کے واسطے قرضے حاصل ہوسکتے ہین۔ حکومت کے قدم کو درمیان مین لینے سے اکثر بدسے بدتر نتایج پیدا ہوتے ہین۔ رشوت اور ظلم وغیرہ کا دروازہ بھی کھل جاتا ہے۔ وہی

افسران محکمہ یا ممبران جنھون نے قرضے دلوائے ہون یا ضمانت کی ہو اون سے امداد
لینا اچھا اثر کرتا ہے۔ اور خود ممبران ہی سے اون کا روپیہ براہ راست داخل کرانا
اون کی بڑی تعلیم کا ذریعہ ہوتا ہے۔ حکومت سے جب کبھی امداد چاہی جائے تو
حکامان مقامی کو ہمدردی سے امداد دینے کا سامان کرنا چاہیے۔ نہ کہ دباؤ یا جبر سے
نرمی اور ہمدردی سے کام زاید بنتا ہے۔ اور انجمن کا کام خراب نہین ہوتا محکمہ مال
یا پولیس کی مداخلت۔ کوآپریشن کے واسطے زہر کا کام کرتی ہے۔ لیکن حکام کے اخلاقی
اثر سے فائدہ اوٹھانے مین نقصان نہین ہے جبکہ وہ ہمدرد ہون اور واقفکار فن
نمایشی اور فرضی وصولی سے علاوہ مالی نقصان کے ممبران کی عادتین بھی خراب
ہوتی ہین اور کارکنون کی بدنامی بھی ہوتی ہے بلکہ آیندہ کے واسطے ممبران کی
جرأت بڑھ جاتی ہے اور رفتہ رفتہ ہر بداخلاقی کا سامان ہو جاتا ہے۔

## انجمنہائے بیمہ

بیمہ کا ہر کاروبار متفقہ طریقہ پر کیا جاتا ہے اور عموماً کمپنیان بنا کر خطرے کے کامون کے
واسطے امداد کا دستور ہے بلکہ کسی نہ کسی پہلو سے معاونت کی اس مین جھلک ہے
ہر بیمہ کرانے والے سے چھوٹی چھوٹی رقومات لیجاتی ہین اور اسکی مصیبت یا ضرورت کے
وقت حسب معاہدہ بڑی رقم دیجاتی ہے۔ مختلف مقامات پر مختلف طرز کے طریقے جاری
ہین کہین پراویڈنٹ کلب (Provident Club) کے نام سے
کہین بنفٹ سوسائٹیز (Benefit Societies) کے نام سے لیکن کسی کو
اصلی معاونت باہمی کی تحریک کے ماتحت نہین قرار دیا جا سکتا۔ فرانس اور اٹلی مین
جانورون کے بیمہ کی انجمنہائے امداد کا عام رواج ہے اس وجہ سے کہ حکومت کی طرف سے

کافی امداد ہوتی ہے۔ لیکن آگ سے زراعت کا بیمہ وہان عموماً نہین ہوتا کیونکہ یہ کسی خاص پرائیوٹ کمپنی کے مان کی بات نہین ہے۔ ہندوستان مین بھی اب بیمہ کی انجمنین قائم ہونا شروع ہوگئی ہین اور برہما مین تو اچھی طرح رواج ہے۔ اگر مولشیون کے بیمہ کا خیال کیا جائے تو اموات کا اوسط نکال لینا مناسب ہے تاکہ نرخ پریمیم (Premium) یا اقساط ادائی آسانی سے طے ہو سکین۔ قومی یا اتحادی جماعتون سے جس کو فیڈاریشن کہتے ہین ان کے کاروبار مین سہولت ہوتی ہے۔ اُن کے ذریعہ سے سرمایہ بہ آسانی مل سکتا ہے۔ انگلستان مین فیس انتظامی کے نام سے ایک قلیل رقم لیجاتی ہے حصص کا طریقہ نہین ہے۔ ہر چوتھے مہینے ادائی اقساط کرائی جاتی ہے اور سرمایہ محفوظ بھی بنایا جاتا ہے۔ جون جون سرمایہ محفوظ بڑھتا جاتا ہے اقساط کی رقم مین کمی کی جاتی ہے۔ اور نقصانات کا بار سب ممبرون پر پھیلایا جاتا ہے۔ جب کوئی وبا آتی ہے تو سخت نقصان سے بچانے کے واسطے فیڈاریشن سے امداد لیجاتی ہے بلکہ باز بیمہ (Re-Insurance) کرانے کا طریقہ اختیار کیا جاتا ہے۔ بعض امراض سے مرجانے کی حالت مین کچھ بھی معاوضہ نہین رکھا جاتا۔ فرانس مین بھی باز بیمہ کرا دینے کا طریقہ زائد رائج ہے۔ کیونکہ مقامی انجمنین صوبہ کی انجمنون کے ماتحت ہین اور صوبہ کی انجمنین فیڈاریشن کے ماتحت ہوتی ہین جہان سرمایہ کی کوئی کمی نہین ہوتی۔ ہندوستان مین اُس وقت تک اُن کو کامیابی نہین ہو سکتی جب تک کہ حکومت سے کافی امداد نہ ہو یا مقامی فیڈاریشن نہ قائم ہو سکین۔

# فصل سویم

## یونین۔سنٹرل بنک۔سنٹرل بنکنگ یونین و پراونشیل بنک

ھندوستان مین گورنمنٹ ہند کے قانون نمبر ۲ ۱۹۱۲ء کے عمل سے بہت کچھ قانونی دقتین متعدد طریقہاے انجمن معاونت باہمی کے متعلق پیش آگئی تھین لیکن قانون نمبر ۲ ۱۹۱۲ء کی دفعہ ۴ کے ان الفاظ سے کہ "ہر ایسی انجمن کہ جس کی غرض یہ ہو کہ اوس کے ممبرون مین کفایت شعاری کا شوق تائید باہمی کے اصولون کے مطابق پیدا ہو یا اس قسم کی انجمنون مین کاروبار چلانے مین مدد دے۔ اوسکی رجسٹری قانون ہذا کے مطابق محدود یا غیر محدود ذمہ داری کے ساتھ ہوسکتی ہے" نیز گورنمنٹ آف انڈیا کے سرکلر نمبر (۱۳ اسی مورخہ ۹۔ مارچ ۱۹۱۲ء) سے بہت کچھ ایسی قانونی دقتین رفع ہوگئین جن سے کہ ہر قسم کی انجمن کی رجسٹری مین رکاوٹین ہوتی تھین اور ایک سنٹرل بنک یا سنٹرل بنکنگ یونین یا خالص یونین وغیرہ قائم ہونے کی اجازت نکل آئی اور اون کی رجسٹری بھی ممکن ہوگئی۔ اوسی سرکلر نے یہ بھی واضح کر دیا کہ الفاظ قانون سے کوئی ممانعت اس کی نہین نکلتی ہے کہ جب سے صرف دو ابتدائی انجمنون یا ایک ابتدائی انجمن اور ایک متنفس کے درخواست دینے پر ایک مرکزی (سنٹرل) انجمن کی رجسٹری نہ کی جاسکے۔ اور گو قانون مذکور مین صریح تعریفات مختلف طریقہاے معاونت باہمی کی نہین کی گئی ہین۔ تاہم سرکلر مذکور نے قانون کی تفسیر کرتے ہوئے یہ اصول بتلا دیے ہین کہ۔ اول ہر ایسی انجمن جس کے ممبران افراد ہون۔ یا کچھ افراد اور کچھ انجمنین۔ مگر جب اون کا

مخصوص مقصد اپنے ممبران کی نفع رسانی نہ ہو بلکہ دوسری انجمنون کو جو معاونت باہمی
کے اصولون پر بنائی گئی ہون اون کو فائدہ پہونچانا ہو اور اوس کی ذمہ داری
بھی محدود ہو تو ایسی انجمن کو ایک مرکزی انجمن کہنا جایز ہوگا۔ دوسرے جب
مختلف جماعتین مل کر اپنی ایک انجمن بنائین جس کی ذمہ داری محدود ہو تو ایسے
اتحاد کو ایک سنٹرل بنکنگ یونین ازروی قانون مان لیا جائیگا یا تیسرے
اتحادات یعنی ذمہ داری کا اتحاد (Guaranteeing Union) یا نگرانی
کا اتحاد (Supervising Union) ذمہ داری کے اتحاد مین عموماً روپیہ
کے لین دین کا کاروبار نہین ہوتا اور حصص یا ریزرو فنڈ (Reserve fund)
سے یا امانت سے سرمایہ نہین بنایا جاتا۔ بلکہ ایک معمولی رقم فیس وغیرہ سے
کاروبار چلانے کا دستور ہے۔ روپیہ کا لین دین ابتدائی سوسائٹیان خود کسی
مرکزی یا ضلع کے بنک وغیرہ سے کرتی ہین لیکن اتحاد کی سفارش پر روپیہ
حاصل ہوتا ہے اور اوس کی مزید ذمہ داری بھی ہوتی ہے جس سے اکثر شرح سود
مین کمی کا نفع ہوتا ہے۔ ہر انجمن جو شریک اتحاد ہوتی ہے وہ اپنے مرکزی بنک
کو ایک مقررہ تاریخ پر اپنے کل قرضے۔ نیز اتحاد کی دوسری شریک انجمنون کے قرضے
کی ایک مقررہ حد تک ذمہ دار ادائی ہوتی ہے۔ ایسی حد عموماً قواعد مین درج
کیجاتی ہے اور بارہ ماہ قبل مین جو رقم قرض لی گئی ہو اوسی کو حد مقرر کرتے ہین
یا جو بھی دوسری صورتین ذمہ داری کے متعلق طے ہون۔

دوسری قسم نگرانی کے اتحاد ہین جنمین کسی قسم کی بھی ذمہ داری نہین اوڑھی جاتی۔ انکا کام صرف
اپنی ملحقہ انجمنون کی نگرانی اور تعلیم وغیرہ ہے۔ مقامی ضروریات یا کام کی سہولیت

کے لحاظ سے دوسرے دوسرے طریقے بھی جاری کیے جاسکتے ہین۔ مثلاً یوپی مین آرگانائیزیشن فنڈ (Organisation fund) کا دستور ہے جس مین مقامی ذمہ دار لوگ اپنی ذاتی ضمانت نیز سوسائٹیون کے پرونوٹ کو کسی بنک مین سکھ واکریا امانتون وغیرہ سے سرمایہ مہیا کراتے ہین اور کاروبار کو بڑھانے کی کوشش کرتے ہین۔

## یونین

جسوقت کسی مقام پر ابتدائی انجمن ہاے معاونت باہمی کی تعداد زیادہ ہونے لگتی ہے اُس وقت فرداً فرداً ہر ایک سے کاروبار کرنے مین عموماً ہر جگہ دقت بھی محسوس ہونا شروع ہو جاتی ہے اور کچھ عرصہ کے کاروبار کے بعد آس پاس کے مقامات مین دیکھا دیکھی جدید انجمنون کی قائمی کی خواہش بھی تیزی سے بڑھنے لگتی ہے اُس وقت کسی فرد یا محکمۂ سرکاری سے جس کے سپرد اکثر کرکے اُس مقام کے کاروبار کی نگرانی ہو اس کی توقع کرنا کہ روزافزون اور ترقی پذیر کاروبار کی قرار واقعی اور نکتہ رسی کے ساتھ جانچ یا پڑتال کر سکے گا غلطی ہوگی پھر کاروبار کے پھیلاؤ اور مختلف اقسام کے طریقون کے جاری ہوجانے سے تنخواہ دار ملازمین کے ذریعہ سے اُن کا انتظام بھی دشوار ہو جاتا ہے اور نہ ایسے ملازمین ہی بکثرت رکھے جاسکتے ہین جو پوری پوری دیکھ بھال ہر قسم کی کرسکین۔ نیز اگر کافی نگرانی کا بندوبست نہ ہوسکا تو ایک یا دو شخصون کے ہاتھ مین کام کے چلے جانے کا اندیشہ بھی بڑھجاتا ہے جس کا نتیجہ رشوت۔ رعایت یا دیگر اقسام کی خرابی کاروبار لازمی ہے۔ پھر علاوہ کاروبار کے رُک جانے کے انتظامات کے درہم برہم ہوجانے مین بھی

کوئی کسر باقی نہین رہتی اور مالی نقصانات کا بھی ڈر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح
جس وقت کہ کسی جگہ حصص یا امانتون سے انجمنون کے واسطے سرمایہ مہیا ہونے
کا انتظام نہ ہو سکے یا جہان کی تعلیمی حالت خراب ہو اور جمہوریت کے خیال کا عنصر
بھی بالکل ہی مفقود ہو۔ ان تمام صورتون مین انجمہائے مقامی کا ایک اتحاد
قائم کرا دینا زیادہ مناسب ہوتا ہے۔ ایسے اتحادات کی ترتیب بھی یون کرائی
جا سکتی ہے کہ کل موجودہ انجمنون کو کسی مقام پر طلب کر کے یا اُن کے اپنے اپنے
مقامون پر جلسۂ عام کرا کے ہر انجمن کی جانب سے کم از کم دو دو نمایندے بطور
قائم مقام انجمن منتخب کرا لیے جائین اور اُنھین قائم مقامون کی ایک جماعت
بنا دیجائے جس کی رجسٹری بطور یونین یا اتحاد ممکن ہو۔ اُس کے بعد ہر انجمن جو ایسے
اتحاد مین شرکت کرے اور اُس کے قواعد کی پابندی کرنے کے لیے تیار ہو وہ ایک
درخواست یونین مین دیدے تاکہ یونین کے عام جلسے مین منظور ہونے پر وہ انجمن
شریک یونین سمجھی جائے۔ لیکن ایسے اتحادات کو اپنے قواعد کے بنانے کا بھی
اختیار ہونا چاہیے اور عموماً اُس کے جلسۂ عام کے اختیارات مین ذیل کی باتون کو
ضرور ملحوظ رکھنا چاہیے۔

(۱) اپنی کل ملحقہ انجمنون کے واسطے روپیہ کی فراہمی۔ تقسیم اور وصولی کرنا۔
(۲) ایک انجمن سے دوسری انجمنون کی ذمہ داری۔ ضمانت اور عام نگرانی کرانا۔
(۳) انجمن کی عام ضرورتون اور استعمال قرضہ کی تحقیقات کرنا۔
(۴) ہر انجمن کے قرضہ اور ذمہ داری کا تقرر نیز اُن کے قرضہ جات کی سفارش
کرنا بلکہ خود انجمنون کو اُنھین کے حسابات کی جانچ اور پڑتال کا حق دینا۔ غرضکہ

وہ تمام اختیارات کہ جن سے کل شرکیب انجمنوں کی تمام ضروریات کا پورا سامان ہوسکے اور اُن کی تعلیمی اخلاقی نیز حسابی بلکہ طریقۂ لین دین کے حالات کا انتظام بھی ممکن ہو۔ یعنی بجائے بیرونی رہنماؤں کے خود ممبران انجمن کو اپنے اصولوں پر اپنی پرورش اور برداشت کے لیے نیز اپنے پیرون کھڑے ہونے اور مالک بن کر انتظام کرنے کا موقع ملے۔ یعنی یہ نہ ہو کہ جس طرح کسی بچے کو جکڑ بند کرکے اُس کی نوعمر امنگوں کا خون کیا جاتا ہے اور اوس کی بالیدگی روک دیجاتی ہے اُسی طرح معاونت باہمی کے کاروبار کو غیر ہمدرد یا بیرونی غیر لوگوں کے ہاتھ مین دیکر سخت قواعد وضوابط سے جکڑ دیا جاوے جس سے ممبران کی خواہشین اور اون کے کاروبار کی ترقی کو آزادی سے کامیاب ہونے کا موقع نہ رہے۔ اسی لیے اگر خود انجمنوں کا اپنا اتحاد ہوگا اور اُن مین وہ یا اُن کے قائم مقام کامل الاختیار ہوکر کاروبار کرین گے۔ تو اُن کی کسی قسم کی شخصیت کو نقصان نہ پہونچے گا۔

تجربہ بھی یہی بتلاتا ہے کہ ہر ایسا آزاد اتحاد اپنے کل سرمایہ مہیا کرنے والے مرکزی بنکوں یا حکومت اور اپنی انجمنوں کے درمیان ایسی شخصیت ہو جاتا ہے جو سرکاری محکمہ کی ہدایات اور تعلیم وغیرہ کی سختیوں کا سینہ سپر ہوسکتا ہے اور مرکزی بنکوں سے اپنی ذمہ داری کی بنا پر سرمایہ وغیرہ بھی بآسانی مہیا کرا سکتا ہے۔ نیز کل آفات کو اپنے سر پر اوڑھکر ابتدائی انجمنوں کو آزادی سے نشو ونما حاصل کرنے کا ذریعہ بن سکتا ہے اور اون سے تعمیل فرایض بھی کرا سکتا ہے۔ کیونکہ ایک ایسے یونین کے نمایندے اپنی ذمہ داری کے ذریعے سے ہر انجمن کی ضمانت اور اعتبار قائم کرانے کے ساتھ ساتھ اپنے بھی استحکام کا موقع حاصل کرتے ہین بلکہ جس وقت انجمنوں کے

قائم مقام اپنی مشترکہ و انفرادی ذمہ داری ظاہر کرتے ہین تو بیرونی اشخاص نیز اُن کی انجمنون کو اُن پر اعتبار بڑھنے لگتا ہے۔ اور اون کی کوششون اور کارگزاریون کو دیکھکر جو بھڑک یا خوف لوگون کے دلون مین روپیہ کے کاروبار مین ہوتا ہے وہ کم بھی ہوجاتا ہے اور اعتبار ملتے دیکھکر جاہل عوام بھی خوشی خوشی اُن مین حصہ لینے لگتے ہین بلکہ نتیجہ مین قواعد و ضوابط وغیرہ پر عمل کرنے کے دُھرّے پر از خود آجاتے ہین۔ ظاہر ہے کہ جب دس بارہ آدمی مل کر اپنا اعتبار قائم کر لیتے ہین اور سرمایہ کے مہیا کرنے کا بندوبست کر سکتے ہین تو دس بارہ ابتدائی انجمنون کا اتحاد یا اون کی ایک یکجائی سوسایٹی یا یونین کیون ایسا نہ کر سکے گی۔ بس صرف مقامی غیر سرکاری یا غیر ملازمین احباب کی ہمدردی اور کوشش کی حاجت ہوتی ہے۔ بیشک ایک یونین کی ممبر صرف وہی انجمنین ہونا چاہیے جو کسی مخصوص مقام مین کاروبار کرنے کے لیے رجسٹری ہوئی ہون اور آٹھ دس میل کے اندر ہی اُن کا احاطۂ کاروبار ہو کیونکہ دوری سے اثرات اور نگرانی مین کمی کا اندیشہ ہے۔ بہرحال ایسے کام کو جو انجمن ابتدا مین علٰحدہ علٰحدہ کرتی ہون بعد قائمی اتحاد اُسی کے ذریعے سے یکجائی طور پر کرانے مین بڑا نفع ہے۔ گو اول اول شرکاے یونین زیادہ تعلیم یافتہ یا طریقۂ کار سے واقف نہ ہونگے مگر بہت جلد سیکھ جائین گے۔ اور چونکہ مقامی حالات سے قائم مقامان انجمن بخوبی واقف ہوتے ہین اور غیرون کے مقابلے مین اپنے اور اپنے بھائیون کے کام کے واسطے فرصت بھی رکھتے ہین اس لیے ممبرون کے چال و چلن قرضون کی ضرورت۔ استعمال قرض کی جایز تقسیم۔ قرضہ جات کی نگرانی اور ادائی وغیرہ کو بھی بخوبی دیکھ سکین گے۔ بالخصوص ذخایر وغیرہ کا کام تو اتحاد ہی کے ذریعے سے

بہت عمدگی سے ہو سکتا ہے۔ اور قبل اس کے کہ ایک انجمن شریک یونین کیجائے
مقامی ممبران یونین کا فرض ہوتا ہے کہ ممبران انجمن کے گذشتہ و موجودہ حالات
نیز عام کاروباری واخلاقی شہرت کی بھی مکمل تحقیقات کرالین اور اپنی استعداد
یا ذمہ واری سے زاید بار اوڑھ لینے سے ہمیشہ بچتے رہین۔ کیونکہ گو مشترکاً و منفرداً
ذمہ داری کرنے سے ہر طرح کی حفاظت سرمایہ ہوتی ہے اور کاروباری واخلاقی
فواید ظاہر ہوتے ہین تاہم ایک انجمن کے کاروبار کے خراب ہونے سے دوسرون پر
بھی مالی واخلاقی اثر بد پڑ سکتا ہے اور عموماً دیکھا گیا ہے کہ جب بلا سمجھے بوجھے دوسرون
کو شریک کر لیا جاتا ہے تو بعد مین بڑی بڑی پیچیدگیان پڑ جاتی ہین بلکہ اگر احتیاط سے
کام ہو تو اسی مشترکاً و منفرداً ذمہ داری سے بڑے بڑے فوائد بھی مترتب ہوتے ہین
مثلاً بیشتر شرح سود کم ہو جاتی ہے روپیہ حسب ضرورت جلد سے جلد فراہم ہو جاتا ہے
اور بجائے ہر ابتدائی انجمن کی دستاویزیا پرونوٹ کے ایک یکجائی معاملت آسان
ہو جاتی ہے۔ اسی طرح واپسی روپیہ مین فرداً فرداً ادائی کی تکلیف اور حسابات کی
غلطیان وغیرہ کم ہوتی ہین یا اگر کسی انجمن نے ضرورت سے زائد قرض حاصل کر لیا ہے
اور اُس کی واپسی کی حاجت ہے تو یونین بجائے روپیہ واپس کرنے کے دوسرے
حاجتمندون کو اپنی ذمہ داری پر دیکر دونون کی ضرورت پوری کر دے سکتا ہے
اور اس طرح ادے بار سود سے بھی سبکدوشی حاصل ہونے کا موقع ملتا ہے۔ نیز سب سے
بڑھکر فائدہ یہ ہے کہ ہر روپیہ مہیا کرنے والے بنک یا ساہوکار کی نگاہ مین یونین کے
مشورہ ذمہ داری اور توسط کے باعث کاروبار اور بات کی وقعت مین اضافہ
ہوتا ہے اور چونکہ ایک یونین کا سب سے بڑا فرض اپنی ملحقہ انجمنون کی ہر قسم کی

ضروریات کا رفع کرنا ہے اور اون کے تمامی حقوق کی حفاظت کرنا۔ اس لیے کاشتکارون اور دیگر پیشہ ورون کے واسطے درمیانی نفع اُٹھانے والون کو برطرف کرنے کے لیے اپنے اتحادون سے بہتر کوئی بھی دوسرا ذریعہ نہین ہے۔ خرید تخم اور ضروریات کاشتکاری یا دیگر ضروریات زندگی کی فراہمی جس طرح یونین کے ذریعہ سے ممکن ہے علیحدہ علیحدہ ممکن نہین۔ ایسے ہی فروخت پیداوار کا بھی حال ہے بلکہ تھوک خرید اور تھوک فروشی سب کچھ یونین کے ذریعہ باحتیاط و بہ آسانی ممکن ہے۔ کیونکہ عموماً گاؤن اور شہر کے نرخ مین فرق ہوتا ہے۔ اور کاشتکارون کے لیے فرداً فرداً مال کا کسی شہر یا بڑی منڈی مین پہونچانا مشکل ہے۔ وہ بیچارے اپنے ہی گاؤن یا قرب وجوار کے بازار مین مال پٹک آتے ہین۔ غرضکہ ارزان نرخ پر علیحدہ علیحدہ نہ مال ہی مہیا ہوسکتا ہے اور نہ عمدہ قیمت پر اُن کا پیدا کیا ہوا مال فروخت ہوسکتا ہے۔ ساتھ ہی اسکے لانے اور لیجانے کی دقتین اور خرچہ وغیرہ اور بھی باعث تکلیف ہین مگر اُن کے اتحاد سے ایسی سب مصیبتین جلد اور آسانی سے رفع ہوسکتی ہین اور وہی بہترین معتبر اور ہمدرد ذریعہ اُن کی رفع تکالیف کا ہوسکتا ہے۔ نیز یونین کا ہر طرح کا نفع فرداً فرداً اور انجمن وار خود ممبران کو آخر مین پہونچتا ہے۔

اتحاد کے تین مختلف طریقے بیان کیے گئے ہین۔ بعض محض نگرانی کے بعض ذمہ داری کے اور تیسرے وہ جو نگرانی اور ذمہ داری دونون کا کام کرین جو محض نگرانی کے ہوتے ہین اون کا چلانا آسان ہے۔ لیکن ذمہ داری کے اتحادات کی کارروائیان ذرا دقت طلب و پیچیدہ ہوتی ہین۔ کیونکہ ان مین علاوہ حد قرضہ

کے مقرر کرنے کے یونین کو اپنی انجمنون کی حد ذمہ داری بھی مقرر کرنا پڑتی ہے
اور جیسے بعض مقامات پر ہر انجمن کے سرمایہ کی حد تک رکھا جاتا ہے اور بعض مقامات
پر تعداد قرضہ تک لیکن آخری صورت مین یہ نقص بیان کیا جاتا ہے کہ اگر کوئی
انجمن قرض ہی نہ لیگی تو اُس کو کاروبار سے دلچسپی نہوگی اور اُس کا تعین بھی
نہ ہوسکے گا۔ لیکن جب عام طور پر ہر انجمن کے لیے حد انتہائی قرضہ بھی مقرر کردیجاتی
ہے تو عام اس سے کہ وہ قرض لے یا نہ لے اُس کی ذمہ داری معلوم ہو سکتی ہے
اب وہ تیسری شکل یعنی اتحادات کا دونون کام کرنا۔ یہ اوسی وقت ممکن ہے جبکہ
اوس کے ممبران ہوشیار ہون اور کاروبار کرنے کے قابل ہون۔ لہذا ان امور کا فیصلہ
کہ اتحادات کس طرح کے ہون اور حد ذمہ داری کیا ہو۔ مقامی حالات کے لحاظ سے
طے کیے جاسکتے ہین۔ کوئی عام قاعدہ نہین مقرر ہوسکتا۔ چنانچہ مسٹر ہنری وولف
(Mr. Henry Wolff) کی رائے مین جو معاونت باہمی کے بڑے
ماہر فن تسلیم کیے جاتے ہین۔ ذمہ داری کے اتحادون مین گذشتہ سال کے
اعتبار یا رقم قرضہ کو آیندہ قرضے کی حد مقرر کرنا ہندوستان کے حالات کے مناسب
نہین کیونکہ جن اصولون یا حالات پر سال گذشتہ کی ذمہ داری قائم کی گئی ہوگی
بہت ممکن ہے کہ وہ موجودہ یا آیندہ سال مین باقی نہ رہین نیز ہر انجمن کے واسطے
یہ بھی آسان ہے کہ ایک سال اپنی حیثیت اچھی دکھاکر دوسرے سال فائدہ
اوٹھانے کی فکر کرے اور پھر دیوالیہ ہوجاے۔ مگر حقیقتاً مسٹر وولف جو اعتراض
ہندوستان کے واسطے کرتے ہین وہ یورپ مین شاید بآسانی ممکن ہو
ہندوستان مین تو بہت کم ایسی مثالین ممکن ہین۔ فی الواقع اُن کا خیال

غلط فہمی اور غالباً ہندوستان کے حالات سے ناواقفیت پر مبنی ہے اور ظاہر ہے کہ یورپ کا ایک وہ باشندہ جس کو ہندوستانیوں کی اصلی حالت کا اندازہ نہو وہ ایسی ہی رائے قائم کریگا۔ اصلیت یہ ہے کہ یورپ کے گانون کے رہنے والون کے حالات ہندوستان کے گاؤن کے رہنے والون سے بالکل مختلف ہین۔ یہان گانون کے مکھیا۔ مہاجن۔ زمیندار۔ بوڑھے یاروادار لوگون کو بڑی چیز سمجھا جاتا ہے اور وہ بھی کاشتکارون نیز دیگر باشندگان کو مثل اولاد کے سمجھتے ہین اور آپس مین کل گاؤن اور قرب وجوار کے لوگ ایک دوسرے کے اصلی اور سچے حالات سے بخوبی واقفیت رکھتے ہین۔ نیز ہر ایک کی ذاتی وصفاتی کیفیات کا علم سب کو ہوتا ہے اس لیے ان مین رازداری بہت مشکل ہے۔ بالخصوص حیثیت کے متعلق۔ یہان تک کہ اگر ایک بیل یا بکری بھی کوئی شخص جدا کرتا ہے تو گاؤن کے ہر شخص کو اطلاع ہو جاتی ہے نہ یہ کہ دیوالیہ ہونا تو بڑی بات ہوتی ہے اور پھر جبکہ ہر انجمن کا اعتبار اور اوس کی حد قرضہ یونین کے جلسۂ عام مین مقرر ہوتی ہے جہان ایک گاؤن دوسرے گاؤن تک کے حالات سے بخوبی واقف ہوتا ہے اُن کی پیداوار۔ آمدنی اور کاروباری حالات کا پورا پورا علم ایک دوسرے کو ہوتا ہے بلکہ برادری کا اثر بھی ایسا زبردست شمار کیا جاتا ہے کہ بیان حالات اور حیثیت مین بہت ہی کم فرق نکلتا ہے اور اگر کچھ ہوا بھی تو اُس کے ظاہر ہونے مین بہت ہی کم وقفہ ہوتا ہے بیشک انفرادی حد ذمہ داری مین ایسے احتمالات ممکن ہین لیکن پورے پورے مواضعات کی ذمہ داری کے قائم کرنے مین یہ خدشات واقع نہ ہونگے۔ نیز ہندوستان کے کاشتکار اور چھوٹے چھوٹے دستکار نہ اتنے چالاک ہین اور نہ ایمان فروش جیسا کہ مسٹر وولف کا

خیال ہے ۔ اور درحقیقت ایسا اعتراض ریفائین کے ایسے اصولون کے بھی مغایر ہے
کہ "بغیر قربت کے اعتبار ناممکن ہے یا معاونت باہمی کا اصلی و آخری مقصد خود
معاونین کا اعتبار ذاتی رکھا جائے" بیشک سنٹرل بنکون سے ویسی قربت
کی امید کرنا جیسی کہ اتحادون سے ممکن ہے یا اسکا وہ اختیار انجمنون پر ہونا جو خود
انجمنون کے نمایندون کو ہوگا ایک صریح غلط خیال ہے ۔ پھر ذمہ داری کا تجویز
کرنا یا روپیہ وغیرہ کا دینا بھی ظاہر ہے کہ محض ملازمین پر نہین چھوڑا جا سکتا کیونکہ اونمین
بہت زیادہ خطرے ہین ۔ نیز تقسیم کاروبار اور ذمہ داری بھی معاونت باہمی کے جزو
ہین جس سے علاوہ تعلیم کے حفاظت ۔ ضمانت ۔ کفایت شعاری اور کیرکٹر کی درستی
کے بھی سبق حاصل ہوتے ہین ۔ اور یہ سب باتین صرف اتحادون ہی کے ذریعہ سے
ممکن ہین ۔ اور جب ایک یونین کے قواعد مین ذمہ داری ایک حد تک محدود رکھی
جاتی ہے تو اور بھی مسٹر وولف کا اعتراض صحیح نہ سمجھا جائیگا ۔ یعنی اگر ایک اوس انجمن
کی ذمہ داری جو کسی ذمہ داری کے اتحاد (Guaranteeing Union) سے
متعلق ہو یا تو غیر محدود ہوگی (اس اعتبار سے کہ اوس نے بحیثیت ایک ابتدائی انجمن معاونت باہمی
کے خود قرض لیا ہے) یا محدود ہوگی (اس اعتبار سے کہ اوس نے دیگر ملحقہ انجمنون
کی رقم قرض مقررہ کی ذمہ داری کی ہے) جس کے معنے یہ ہین کہ جب ہر انجمن کی
غیر محدود و مشترکًا و منفردًا ذمہ داریون کو ختم کرا لیا جائیگا تب ذمہ دار انجمنین اپنے
سال گذشتہ کی رقم قرض وغیرہ تک دینے کی مستوجب ہونگی ۔ یعنی اگر کسی انجمن
(الف) نے ایک ہزار روپیہ قرض لیا ہے اور دوسری (ب) نے نوسو ۔ تیسری (ج)
نے آٹھ سو چوتھی (د) نے سات سو روپیہ اور پانچوین (ہ) نے پانچ سو ۔ اب جسوقت

آخری پانچ سو روپیہ لینے والی انجمن نادہندی کریگی تو یونین پہلے اوس نادہند

پانچوین (ہ) سوسایٹی کے تمام ممبران سے منفرداً و مشترکاً وصولی کی پوری کوشش

کریگا اور اگر تمام کوششون کے بعد بھی ایک سو روپیہ نہ وصول ہوسکے گا تو ایسے

ایک سو روپیہ کو دیگر انجمنون سے یہ مان کر کہ مذکورۂ بالا رقومات اُن کی حد

انتہائی قرضہ ہین حسب ذیل حصہ رسدی کے حساب سے وصول کرلیگا۔ یعنی

الف سے لعہ۔ (ب) سے عہ۔ (ج) سے للعہ۔ اور (د) سے لہ

نہ یہ کہ ایک ہی انجمن پر کل ایک سو روپیہ کا بار ڈالا جائیگا۔ نیز عموماً قواعد اور ضوابط

مین ہر قسم کی احتیاط کا بندوبست کرلیا جاتا ہے۔

اتحادات معاونت باہمی کے قائم ہونے کے بعد اُن کے جلسے برابر کیے جانا اور

اُن کو ہر دلعزیز بنانے اور مقبول عام کرنے کی بھی کوشش ضروری ہے۔ کیونکہ لکچرون

اور تقریرون کے ذریعے سے لوگون کی تعلیم اور ترغیب کا سامان مہیا ہونے سے

عوام بھی متوجہ ہوتے ہین اور ممبران یونین کو اپنی انجمنون کو کاروبار سے آگاہ کرنے

کا بھی پورا موقع نصیب ہوتا ہے۔ نیز جب کہ ہر قسم کا کاروبار بالاعلان کیا جاتا ہے

تو ممبران انجمن کے دلون مین اعتبار بھی زاید قائم ہوتا ہے۔ یہ بھی ضرور ہے کہ جس

وقت ممبران یونین خود قرضدار ہونگے تو وصولی قرضہ جات مین تساہلی کرین گے

اور دوسرون سے تاکید ادائی مین پوری کوشش نہ ظاہر کرینگے۔ لیکن عام رائے کے

مقابلہ مین اور سچی دلچسپی سے ایسی مشکلات بھی رفع ہوسکتی ہین۔ بلکہ جب اہل ملک خود

رضاکاری کے اصولون پر کام کرنے لگین گے تو سب مشکلون کا سدباب ہوجائیگا اور

محکمہ یا سنٹرل بنک کو بھی مداخلت کا زیادہ موقع نہ رہے گا۔

ہندوستان مین جہان کہین بھی سنٹرل بنک اپنی شرح سود کو یونین کی معرفت کم کرکے روپیہ دیتا ہے وہان یونین کے جلد قایم ہونے اور عمدگی سے کاروبار کرنے کی ترغیب بھی ہورہی ہے اور اوس کے معاوضہ مین یونین بھی ادائے اقساط وقت وعدہ پر کرادیتے ہین جس سے بقایا نہین رہتی - اور یہ تمام کوششین غیر سرکاری کام کرنے والون اور نمایندون کے ذریعے سے عمدہ طریقے پر ہوسکتی ہین - ایک یونین کے واسطے یہ لازمی ہے کہ ہر اُس کی ملحقہ انجمن اُس کو اپنا ہی ایک جز دسمجھے یہ نہین کہ اُس کی جانب غیریت کا برتاؤ کیا جاوے - کیونکہ یونین کی شخصیت انجمنون کے آپس مین ملنے اور اُسے اپنا قائم مقام بنانے ہی سے قائم ہوتی ہے - اور جب تک اُن کے افراد کو انجمن اپنا ملازم اور بہی خواہ نہ سمجھے گی اور اُس کی تاکیدات واحکامات کو عین اپنے نفع کے لیے نہ خیال کریگی اُس وقت تک وہ حقیقی نفع جو ایسے اتحادات کے قائم کرنے سے ہونا چاہیے نہ ہوگا - ایسے ہی ممبران یونین بھی اپنے کو انجمنون کا خادم سمجھتے رہین - یعنی یہ کہ اگر اپنے فرائض اچھی طرح اور ایمانداری سے نہ ادا کرینگے تو اُنھین انجمنون کو جن پر اُنھین اختیارات حاصل ہین یہ بھی حق ہے کہ اُن کو علٰحدہ کرکے دوسرے نمایندے مقرر کرلین -

تجارتی کاروبار مثلاً اسٹورز یا ذخایر کے اتحادون مین جدید انجمنون کے شریک کرنے کے وقت سرمایہ کا سوال پیدا ہوتا ہے - کیونکہ جو سرمایہ یونین مین موجود ہوتا ہے اُس سے جدید سوسایٹی کو ویسا نفع اُٹھانے کا موقع نہین دیا جاسکتا ہے جیسا کہ اُسکی شرکت کے قبل کی شریک انجمنین اُوٹھانے کا حق رکھتی ہون - اس لیے جدید شریک ہونے والی انجمنون سے اُس مناسبت سے سرمایہ مہیا کرالینا چاہیے جتنا کہ حسابی اعتبار

سے اُن کو بیشتر کی انجمنون کے برابر کردے - چاہے ایسی مناسبت تعداد ممبران
کے لحاظ سے ہو یا سرمایہ حصص کی نسبت سے ہو یا حد کاروبار کے لحاظ سے ہو - عام
طور پر طریقۂ اول زیادہ رائج ہے اور آسان بھی ہے - اسی لیے اکثر ایک منافع برابر
رکھنے والا سرمایہ بھی ان مین رکھا جاتا ہے جیسے ڈیوڈنڈ ایکوالایزیشن فنڈ ——
Dividend equalization fund کہتے ہین یا انجمن کے ممبرون کی تعداد
تک - ہر انجمن سے ایک مقررہ رقم کے مقررہ حصص خرید کرلیے جاوین یعنی مقامی
حالات کی مناسبت کے لحاظ سے کاروبار کیا جاوے -

## سنٹرل بنک

انجمنہاے امدادی کو عموماً روپیہ کے مہیا کرنے کے وقت ابتدا مین ہمیشہ دقت محسوس
ہوتی ہے اور بغیر کسی سرمایہ دار یا سرمایہ دارون کی جماعت وغیرہ کے یہ مشکل آسان
نہین ہوتی - بازار مین بھی غریب کاشتکارون - اجیرون - دستکارون - یا مزدورون
بلکہ دیگر قسم کے ممبران جماعتہاے ابتدائی کو مناسب شرح سود پر یا باآسانی معاونت
باہمی کے اصولون کے مطابق معاملت کرنا صرف دشوار ہی نہین بلکہ قریب قریب
غیر ممکن پایا جاتا ہے - اول تو اُن کا اعتبار ہی نہین ہوتا - دوسرے مہاجنی اصولون
کے خلاف ساہوکار کسی قسم کی رعایت یا ہمدردی کا خیال ان سے کاروبار مین
نہین کرتے - ان کی کم سرمایگی کے سبب بڑی دوکانون سے یا بنک سے ان کی
ضرورت کے مطابق امداد کا حاصل ہونا اور بھی دشوار پایا جاتا ہے اور بالعموم تاوقتیکہ
کوئی دولتمند خدا ترس اپنے ابنائے وطن یا اپنی رعایا کی کل ضروریات کے پورا کرنے
کے لیے تیار نہ ہو جائے - کسی مقام سے قرض لیے بغیر کام نہین چلتا - اور اکثر کسی خاص

شخص سے معاملت مین شخصی اثر یا دباؤ بلکہ خود رائی کے نتایج بظاہر ہوا کرتے ہین
نیز یہ بھی لازمی نہین ہے کہ اُس کی نگاہ اپنے قرضخواہون کی طرف سے ہمیشہ
یکسان رہے اور بہت ممکن ہے کہ ہر وقت اور ہر ضرورت کے لیے اُسے معاملت
کی فرصت یا موقع بھی نہ ہو۔ اسی طرح کسی مہاجنی کی دوکان یا جوائنٹ اسٹاک بنک
سے کاروبار کرنے مین علاوہ زحمت کے۔ کاروباری نقصان بھی ہے کیونکہ اُن کا
مقصد اپنے حصہ دارون کی نفع رسانی ہے۔ غریب قرض لینے والون کی کسی قسم
کی بھی بہبودی یا ضرورت کو اُن کے یہان نہین دیکھا جاتا۔ بلکہ شرح سود کی زیادتی
اور کثیر منافع کی تقسیم سے اُن کو غرض ہے۔ نہ تو غربا کے لیے سرمایہ بنانا ان کا کام ہے
اور نہ کم سود پر روپیہ دیکر بیشتر کے قرضہ جات کی ادائی کی اُن کو پروا۔ بس انھین
اپنے سود سے کام ہے۔ اسی لیے واقفکاران فن نے سرمایہ مہیا کرنے اور اعتبار قائم
کرانے۔ نیز سود خوار مہاجنون کے ظلم سے غربا کو بچانے کے واسطے ہمدردان مقامی
سے سرمایہ جمع کرانے کو زیادہ مناسب سمجھا ہے۔ جس سے خود مقامی قرض لینے
والون کو بھی نفع پہونچتا ہے اور سرمایہ دارون کو بھی روپیہ کے جلد واپس آنے
بلکہ محفوظ ضمانت مین روپیہ کے لگے رہنے کا اطمینان ہوتا ہے۔ لیکن جس وقت
کہ مقامی سرمایہ نہ بہم پہونچ سکے تو اعتبار کے دایرے کو وسیع کرکے دور دراز مقامات
سے سرمایہ حاصل کرانے کا بندوبست کرانا ہوتا ہے اور تب علاوہ مالی ضمانت کے۔
قابلیت کی بھی ضمانت عام طور پر دیکھی جاتی ہے۔ تاکہ روپیہ کی بھی حفاظت رہے اور
غربا کا کام بھی اچھی طرح نکل جائے۔ خصوصاً اُن مقامات پر جہان کہ روپیہ کے لین دین
مین مقابلہ زیادہ کرنا پڑتا ہے یا کسی معقول امداد کا بطور امانت یا قرض کے انتظام

نہین ہو سکتا اور جب حصہ داری کی بنا پر کام شروع کیا جاوے حصص کی پوری قیمت کا ادا کرنا مناسب بلکہ ضروری سمجھا جائے غرضکہ بغیر سرمایہ یا اوس کی کافی ضمانت کے روپیہ کا کوئی بھی کاروبار غیر ممکن ہوتا ہے۔ اسی لیے واقفکاران فن نے ایک مرکزی بنک (سنٹرل بنک) یا بنکنگ یونین (Banking Union) کی ضرورت ظاہر کی ہے۔

سنٹرل بنکون کا طریقہ حقیقتاً ملک جرمنی کی ایجاد ہے۔ ریفایسن ہی نے ابتدائی انجمنون مین مقامی سرمایہ بطور امانت کے جمع کرنے کا طریقہ تبلایا تھا چھوٹے چھوٹے دیہاتون مین روپیہ کے لین دین کے واسطے مقامی دوکانین بھی اوسی نے قائم کرائی تھین جن کو کلیرنگ ہوس (Clearing house) کہتے تھے اور جب اون مین یا کسی بڑے مقام پر اعلیٰ پیمانے پر کام ہونے لگتا اور آس پاس یا کل ضلع کی امانتین وغیرہ اون مین آنے لگتین تو اوس مقام کے بنک کو مرکزی (Central) بنک کہا جاتا۔ روپیہ کی تمام درآمد برآمد بھی یہین سے شروع کردیجاتی اور رفتہ رفتہ اسی طرح سنٹرل بنکون کی بنیاد قائم ہوتی جاتی ہندوستان مین بھی یورپ کی کچھ کچھ تقلید مین مرکزی روپیہ دینے کی دوکانون یا محکمون کا جب خیال پیدا ہوا تو مختلف صوبہ جات کے حالات کے اعتبار سے اون کی ترکیب رکھی گئی۔ مثلاً بنگال مین اون کی دو قسمین کردی گئین ”خالص“ (Pure) اور ”مرکب“ (Mixed) خالص اون کو کہا جاتا جنمین صرف انجمنین حصہ دار ہوتین اور انھین کو ایک سنٹرل بینکنگ یونین از قسم ”کھلار“ (Central Banking Union of Khelar type)

بھی کہتے۔ مرکب اون کو کہا جاتا جن مین انجمنین اور افراد دونون حصہ دار ہوتے۔ انھین بھی سنٹرل بینکنگ یونین از قسم "پبنا" (Pabna type) کہتے۔ اسی طرح صوبۂ متحدۂ آگرہ و اودھ مین "ضلع بنک" اور "سنٹرل بنک" کی تفریق رکھی گئی تھی۔ یا "ٹاؤن بنک" (Town bank) بھی بعض مقامات پر سنٹرل بنکون ہی کو کہا جاتا تھا۔ "ضلع بنک" صرف وہین کو کہا جاتا جو خاص کسی ضلع کے صدر مقام پر ہوتے تھے۔ اون کے علاوہ سب کو "سنٹرل بنک" کہتے تھے۔ صوبۂ پنجاب مین عام طور پر جن بنکون مین افراد حصہ دار ہوتے اون کو "سنٹرل بنک" کہتے اور جن بنکون مین کل حصص سوسائٹیان خرید کر لیتی تھین اون کو "سنٹرل بینکنگ یونین" کہتے تھے۔ دیگر صوبہ جات مین کوئی خاص تفریق نہین کی گئی۔ نہ کوئی خاص نام رکھا گیا۔ بلکہ روپیہ یا سرمایہ کے مہیا کرنے والے بنک کو عموماً سنٹرل بنک ہی کہا گیا۔ اور کسی خاص ضلع یا مقام کے نام سے سنٹرل بنک بنا دیے جاتے تھے۔ اگر کسی مقام پر صرف افراد ہی حصہ دار ہوتے تو اوسے بھی اکثر اوسی مقام کے نام سے سنٹرل بنک یا صوبے کا بنک قرار دیا جاتا مثلاً صوبۂ بمبئی کا بمبئی سنٹرل کوآپریٹیو بنک ——— {Bombay Central Co-operative Bank} جو اپنی طرح کا ایک سرمایہ داری کی قسم کا (Capitalistic type) بنک ہے۔ یا صوبۂ مدراس کا مدراس سنٹرل اربن بنک (Madras Central Urban bank)

صوبۂ برہما مین "مرکب" قسم کا اپر برہما سنٹرل کوآپریٹو بنک ——— {Upper Burma Central Co-operative bank} ابتدا ہی سے بنایا گیا تھا اور اوس کو مثل ایک صوبہ کے بنک کے سمجھا جاتا تھا۔ جسکی ماتحتی مین دیگر سنٹرل بنک اور

ذمہ داری کے یونین رکھے گئے تھے۔
ایک سنٹرل بنک یا بینکنگ یونین کے مقاصد حسب ذیل ہونا چاہیے۔
اول۔ اپنے دائرۂ عمل مین انجمنہائے معاونت باہمی کی قائمی۔ ترقی واشاعت کا انتظام کرنا۔ اور ہر رقبہ کے مرکزی مقام پر بہت افزائی کرکے موجودہ انجمنون کے اتحادات وغیرہ قائم کرانا تاکہ وہین پر اور انھین کے ذریعہ سے خود انجمنون کے اختیار مین اپنا انتظام ممکن ہو۔
دوم۔ اپنی ملحقہ انجمنون کی مالی امداد کرنا اور عام طور پر روپیہ وغیرہ کا اُن سے لین دین کرنا۔
سوم۔ اپنی ملحقہ انجمنون کے واسطے باقاعدہ طور پر اور عمدگی کے ساتھ حسابات و دیگر حالات کی نگرانی کرنا اور تنقیح کا بندوبست کرانا۔
چہارم۔ اپنی ملحقہ انجمنون کے باہمی مفاد کے تمام امور کا طے کرنا۔ اُن پر مشورہ وامداد دینا۔ نیز اون کے ہر قسم کے نفع کے کام کی کوشش کرنا۔
اب مقاصد بالا سے ظاہر ہے کہ ایک سنٹرل بنک یا بینکنگ یونین کے فرائض کس قدر وسیع ہونگے۔ مگر مختصراً یہان کچھ ذکر کیے جاتے ہین مثلاً اپنی انجمنون کو ہر قسم کی رامے۔ درمے۔ سخنے۔ قدمے۔ امداد دینا۔ اُن کے حساب وکتاب کی نگرانی۔ معاینہ وتنقیح کا انتظام کرنا۔ ان کے لیے انتہائی حد قرضہ وانتہائی حد اعتبار مقرر کرنا۔ اُن کے ممبران کی تعلیم کرانا۔ اور کفایت شعاری کی ترغیب وتحریص کے ساتھ ساتھ دوسرون کی نگاہ مین اُن کا اعتبار قائم کرانا اور اسی لیے حیثیت کے کاغذات کی سال بسال ترتیب بھی کرانا کم شرح سود پر روپیہ اور مناسب قیمت پر مال وغیرہ

فراہم کرانا۔ اسی طرح سرمایہ محفوظ کا بنانا اور محفوظ مقامون یا کاروبار مین اُسے
لگانا۔ اُن کے قرض لیے ہوے روپیہ کی وصولی کا وقت پر انتظام کرنا اور اگر کسی
آفت ارضی یا سماوی سے ادائی وقت پر نہ ہوسکے تو سینہ سپر ہو کر اُن کے اعتبار
مشترکہ ذمہ داری کی آبرو رکھنا۔ غرضکہ تمام قانونی و غیر قانونی دقتون و مقدمہ بازی
کی مصیبتون سے اپنی متعلقہ انجمنون یا ممبرون کو نہ صرف نجات ہی دینا بلکہ ہر طرح
اُن کا شریک حال ہونا اور ایک سچے ہمدرد کے مثل کل ضروریات و اقتصادی
ترقیات کا کفیل ہونا۔ کسی نے خوب کہا ہے کہ ایک کوآپریٹیو سنٹرل بنک وغیرہ اپنی
ملحقہ ابتدائی انجمنون یا یونین کے لیے اگر ایک جمہوری حکومت کی پارلامنٹ نہ بھی ہو
تب بھی ایک بفر اسٹیٹ ( Buffer State ) یا ایسی حد فاصل ضرور ہو
جس سے دشمن کی ہر چوٹ کا اثر اُن تک نہ پہونچ سکے۔

ایک سنٹرل بنکنگ یونین مین جہان انجمنین و افراد دونون حصہ دار ہون و جس کا
کاروبار دونون کے نمایندے باہم ملکر چلا سکتے ہون عموماً اوس کا کاروبار آسانی
سے چلتا ہے۔ اور معاونت باہمی کے اصولون سے اُسی کو خالص سنٹرل بنک
کے مقابلہ مین اس مخصوص تحریک کے لیے زیادہ موزون سمجھا گیا ہے۔ کیونکہ معاونت
باہمی کا اصلی مقصد ممبران انجمہاے ابتدائی کو خود مختار اور آزاد بنا دینا ہے۔ اس لیے
حصص کی رقوم کے انتقال کا قاعدہ بنک کے قواعد مین رکھا جاتا ہے اور حصص کی
قیمتون نیز اُن کی ذمہ داری کے بڑھنے اور گھٹنے کی اجازت عموماً ہوتی ہے جس سے
وہ عرض بازار بھی بہ شکل ہو سکتے ہین اور جون جون افراد حصہ داران اپنے حصص
انجمنون کے ہاتھ منتقل کرتے جاتے رہین گے۔ تون تون انجمنین خود مختار اور

خود سرمایہ دار ہو تی جاتی ہین۔ اسی سے ابتدا مین افراد حصہ داران کے سرمایہ سے کاروبار شروع کیے جانیکی اجازت ہے مگر قواعد مین اس کا انتظام رکھا جانا چاہیے کہ انجمنین حصص کی خریدار ہوسکین اور سرمایہ دارون کے ساتھ ساتھ اُن کے اور اپنے دونون کے نفع کے لیے شریک ہو کر سرمایہ مہیا کرین اور رفتہ رفتہ اپنا سرمایہ بھی بناتی جاوین۔ ظاہر ہے کہ سرمایہ کا کافی طور پر مہیا کر لینا یا جلد بنا لینا کوئی آسان کام نہین ہے اگر خالص مہاجنی کا کام ہو تو ممکن ہے کہ چند سالون مین سرمایہ جمع ہو جائے مگر مقاصد بالا کے ساتھ سرمایہ کا کافی صورت مین اور جلد ہو جانا غیر ممکن ہوتا ہے۔ ابھی چونکہ ہندوستان کی تعلیمی حالت ایسی نہین ہے کہ ابتدائی انجمنون کے ممبر یا شرکا خود ہی اپنا کام آسانی سے چلا سکین اس لیے لائق اور پڑھے لکھے لوگون کے مشورے اور کارکنی کی حاجت ہوتی ہے جس سے علاوہ اُن کے سرمایہ کے اُن کا اثر اور مداخلت ناگزیر ہے۔ لہذا ابتدا مین بغیر سنٹرل بنک مین افراد سرمایہ داران کے شریک کیے کام نہین چل سکتا۔ خصوصًا جبکہ پچھلے قرضون یا زیادہ سودی قرضون کی ادائی کا خیال کیا جائیگا اُن کے ذریعہ سے علاوہ سرمایہ مہیا ہونے کے انتظامی قابلیت اور کاروباری واقفیت کی بھی ضمانت ہو گی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ بجائے حصہ داران کے کسی سرمایہ دار مہاجن سے سرمایہ حاصل کیا جائے۔ یا ڈبنچر جاری کیے جائین لیکن تنہا مہاجن سے سرمایہ لینے مین سچا معاونت باہمی کا طریقہ نہ ہو گا۔ نہ اس مین وہ نفعے ہون گے جو جمہوری کاروبار مین ہوتے ہین۔ اسی لیے حصہ داران کے مہیا کرنے کا طریقہ زیادہ موزون سمجھا گیا ہے۔ اب اگر مہاجن اور حصہ داران دونون سے ایک ہی وقت

مین کام کیا جائیگا تو اس مین وہی خرابیان پیدا ہونگی جو دو مالکون کی ملازمت مین نوکر کو پیش آتی ہین - ہان اگر مہاجن امانت دیگر بالکل علیحدہ رہے تو مضایقہ نہین ہے -

ایک سنٹرل بنک کا سرمایہ عموماً حصص - امانتون - قرضون - یا ڈبنچرون سے بنایا جاتا ہے جو مقامی حالات پر بہت کچھ منحصر ہے - اور بہترین طریقہ ایک سنٹرل بنک کے بنانے کا یہی سمجھا گیا ہے کہ ابتدا مین ایک آرگنائیزیشن فنڈ (Organization fund) بنایا جائے جس مین مقامی ہمدرد ملک و محب وطن شرکت کرکے سرمایہ اپنے اور انجمنون کے اعتبار پر مہیا کرسکین یا اپنی ذاتی ضمانت پر کسی سرمایہ شرکت کے بنک یا سرمایہ دار سے امداد لین یعنی کیش کریڈٹ کے اصول پر سرمایہ کا بندوبست کرین - اور جب تعداد رجسٹری شدہ انجمنہاے ابتدائی زیادہ ہونے لگے تو ایک پراسپکٹس (Prospectus) یا فرد ترتیب عمل تیار کرکے خاص قواعد کے ساتھ شائع کرین جن مین مکمل طور پر طریقۂ کاروبار کا ذکر ہو - تجربہ سے پایا گیا ہے کہ ایسے پراسپکٹس کے جاری ہونے پر لوگ اکثر متوجہ ہوجاتے ہین اور سرمایہ بہم پہونچ جاتا ہے - اگر حصہ داری کا طریقہ رکھا گیا ہے اور تنہا افراد حصہ دار ہون یا تنہا انجمنین حصہ دار بننے کے لیے تیار ہون تو حصص کی پوری قیمت کے کسی مضروب تک ادائی کرانے مین بھی ہرج نہین ہے یعنی قیمت حصص باقساط وصول کی جاے اور باقی قیمت کی بابت حصص داران وقت طلب ذمہ دار ادائی رہین جسکو ریزرو لائبلیٹی (Reserve liability) کہا جاتا ہے - گو عموماً معاونت باہمی کے کاروبار مین اس ذمہ داری کو کم جائز

رکھا گیا ہے کیونکہ وصولی مین دقت ہوتی ہے۔ تاہم جس وقت یہ خیال کیا جائے
کہ انجمنین وقت ضرورت اقراد حصہ داران کو اُن کی کم ادا کی ہوئی رقم جلد اور
آسانی دیکر علیحدہ کر سکین گی تو ایسی محفوظ ذمہ داری کا کاروبار مناسب و جائز
ہوسکتا ہے۔ یہ ضرور ہے کہ اصول بنکہائے سرمایۂ شرکت مین بھی محفوظ ذمہ داری
ہندوستان مین کم ہے یا نہین رکھی جاتی ہے مگر معاونت باہمی کے لیے بالخصوص
ایسے مقامات پر جہان سرمایہ کی وصولی کا اطمینان ہو یا سرمایہ داران معتبر ہون
یا حکومت خود سرمایہ مہیا کرنے کے لیے آمادہ ہو یا حصہ داران کی مالی حالت یکمشت
ادائی کے لایق نہ ہو۔ یہ ہر طرح مناسب سمجھا جاتا ہے کہ کچھ ذمہ داری محفوظ رکھی جاوے
بیشک محفوظ ذمہ داری کے حصص کی قیمت بازار مین امتداد زمانہ سے کم ہوجاتی ہے
اور اسی لیے بڑے بڑے بنکہائے سرمایۂ شرکت مین اس کو نہین منظور کیا جاتا اور
پوری قیمت کے ادا شدہ ہونے سے حصص کو ارزِ بازار بھی کیا جاسکتا ہے جس سے
اُن کی قیمت بہت بڑھ سکتی ہے چنانچہ بمبئی۔ کلکتہ۔ اندور وغیرہ کی سشیر مارکٹ
(Share Market) مین روز یہی ہوتا رہتا ہے۔ لیکن معاونت
باہمی کے کاروبار کے بنکون مین اب تک کہین بھی ایسا نہین سنا گیا ہے کہ محفوظ
ذمہ داری کے رکھنے سے قیمت حصص کم ہوگئی ہو گو اوسی طرح زیادہ بھی نہین ہوتی
رہا ارزِ بازار ہونے کا مسئلہ وہ بھی حقیقتاً اس کے اصولون کے لحاظ سے ممنوع ہے
کیونکہ قماربازی کی گنجایش ایسے کام مین کبھی نہین ہوسکتی۔ ایک کوآپریٹیو بنک
کے حصص کی قیمت کی ضمانت چاہے وہ کل ادا شدہ ہون یا کچھ ادا شدہ اور
کچھ محفوظ۔ صرف اسی مین ہے کہ حصہ داران اور اُن کے قائم مقامون ہی کے

ہاتھ مین اُن کی ضمانت پر حاصل کیے ہوے سرمایہ کی تقسیم و وصولی رہے۔ اور جو جرمنی کی تقلید ہے۔ نیز ہندوستان مین بہت جگہ جاری ہے۔

کمیٹی آن کوآپریشن نے بھی انجمنون کے واسطے محفوظ ذمہ داری کے حصص کے جاری کرنے مین اختلاف نہین کیا ہے اور راقم الحروف کا تجربہ تو اب بھی بتلاتا ہے کہ ان کے واسطے یہی طریقہ بہت انسب ہے۔ اور خود حصہ داران اپنے ایسے سرمایہ محفوظ سے قرض حاصل کرنے مین نیز اُس کی واپسی کے بندوبست کرانے مین قواعد و ضوابط بھی اپنی ہی ضرورت کے مطابق شائع کراتے رہا کرین اور اونکی ترمیم و تنسیخ پر بھی کامل الاختیار ہون۔ اکثر قواعد مین یہ شرط بھی رکھدی جایا کرے کہ اگر وقت طلب قسط حصہ ادا نہ ہوگی تو سابقہ اداشدہ قسط ضبط ہو جائیگی اور انجمنین خود اُس کی خریدار ہو سکین گی تو اور بھی بہتر ہے۔ پھر ذمہ داری بھی حصہ داران کی اصلی قیمت حصص کے دوگنے سہ گنے یا پانچ گونہ تک اگر رکھی جائے اور اُسی کے مطابق ذمہ داری کو محفوظ کر لیا جائے تو بھی ہرج نہین ہے۔ بلکہ کاروباری حیثیت سے مناسب ہوگا۔ عموماً قواعد مین منافع حصص بھی دس بارہ فیصدی سے زاید نہ دئے جانے کی قید لگائی جاتی ہے جس سے نہ صرف انجمنون کے ادا کیے ہوے سرمایہ و سود کو جمع کرنا مفہوم ہوتا ہے بلکہ منافع کی زیادتی کی خواہش بھی رد کیجاتی ہے جو سود خوارون و بے رحم سرمایہ دارون کی گھُٹّی مین پڑی ہوتی ہے

اب وہ سنٹرل بنک جن مین افراد حصہ دار ہون یا اگر انجمنین بھی حصہ دار رکھی جاوین تو انھین راے دینے یا کسی خاص جزو سرمایۂ حصص کے مہیا کرنے کا حق نہ ہو تو ایسا بنک ایک سرمایۂ شرکت کے بنک سے ملتا جلتا ہوگا۔ لیکن

معاونت باہمی کے اصولون اور اسکی مصلحتون سے منافی ہوگا۔ کیونکہ سرمایہ داران کسی طرح بھی اپنے مالی نفع کو ہاتھ سے نہ چھوڑین گے اور ہر وقت کثیر منافع کے خواستگار ہونگے۔ نیز تجربہ یہ بھی بتلاتا ہے کہ ان مین غیر از ممبران سے کاروبار ضرور ہوگا جس سے کثیر نقصانات کا اندیشہ ہوجاتا ہے اور ابتدائی انجمنین جو ایسے بنک سے کاروبار رکھتی ہین بلکہ مہاجنون وغیرہ سے لین دین ترک کر دیتی ہین اون کے مصیبت مین مبتلا ہوجانے کا خطرہ زیادہ ہوجاتا ہے۔ افراد حصہ داران کو تعلیم و نگرانی کا خیال نہین ہوتا اور نہ سرمایۂ محفوظ وغیرہ بنانے کی طرف توجہ ہوتی ہے۔ بس اُنھین اپنے سود یا منافع سے غرض ہے یا انجمنون سے اپنے معاہدات کی تکمیل کی طرف توجہ۔

اسیطرح وہ بنکنگ یونین جن مین تنہا انجمنین رجسٹری شدہ حصہ دار ہون اگر نصیب ہوسکین تو بڑی نعمت ہے۔ اور یہی حقیقی مقصود معاونت باہمی کے کاروبار کی عمارت کا ہے کیونکہ اُنمین نہ خرچہ ہی زیادہ ہوگا اور نہ منافع کے تقسیم کی ضرورت بلکہ جو کچھ جمع ہوگا سب اُنکا سرمایۂ ذاتی ہوگا۔ اوس کے ممبران خود سرمایہ مہیا کرین گے اور خود ہی قرض لیکر سود اپنے ہی کو ادا کرین گے جس سے سرمایۂ محفوظ وغیرہ بہت جلد بنتا جائیگا اور تھوڑے ہی دنون مین بیرونی سرمایہ کی حاجت تک نہ رہیگی لیکن یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ ایسے طریقہ سے متوسط طبقہ کے لوگ علیحدہ رہتے ہین جس سے کاروباری صلاح میسر نہین آتی نیز اعتبار بھی آسانی سے نہین ملتا اور اسکا اثر سرمایہ کی فراہمی پر بھی پڑجاتا ہے۔

وہ تیسرا طریقہ جس مین انجمنین بھی افراد کے ساتھ ساتھ حصہ دار ہون اور اُنھین

بھی اُنکے برابر رائے دینے کا حق ہو نیز اُن کے نمایندے افراد حصہ داران کے نمایندون کے پاس بیٹھکر کاروبار مین برابر حصہ لے سکین ۔موجودہ حالات ہندوستان کے لیے مناسب تر سمجھا جاتا ہے ۔قواعد مین اگر اُنکی نمایندگی کی کثرت آرا اور منافع سالانہ کی معقول حد مقرر کر دیجا سکے تو اس سے افراد حصہ داران کا غلبہ ہو سکے گا اور ہر طبقہ کے لوگ کاروبار مین دلچسپی سے حصہ لے سکین گے ۔ایسے سنٹرل بنک یا سنٹرل بنکنگ یونین مین دو قسم کے حصص اکثر رکھے جاتے ہین ۔ایک مرجح ۔دوسرے معمولی ۔افراد حصہ داران صرف حصص مرجح کے خریدار ہو سکتے ہین اور حصص معمولی صرف انجمنون کے لیے مخصوص ہوتے ہین ۔لیکن اگر انجمنین حصص مرجح کی خریداری کے لیے تیار ہو سکین تو یہ بڑی دلیل کامیابی کی ہوگی ۔ حصص مرجح پر منافع سال بسال ادا کرنا چاہیے مگر حصص معمولی کا منافع اگر دس سال تک تقسیم نہ ہو تو شامل سرمایہ ہو کر ذاتی سرمایہ کے جلد تر مہیا ہونے کی امید ہو جاتی ہے ۔ایسے ہی زائد ہونے والے منافع مین اضعافاً مضاعفاً ——————— {cumulative dividend} والا طریقہ کسی طرح اس کاروبار مین اچھا نہین ہے نیز جب ذمہ داری محدود رکھی جائے تو جو شرح سود کہ ابتدائی انجمنون کے ممبران کو ادا کرنا ہو اُس سے زاید شرح منافع کسی طرح نہ رکھنا چاہیے ۔

اب علاوہ قرض کے جس بنک مین امانتون سے بھی کاروبار کیا جائے وہان ہر قسم کی احتیاط شرط ہے ۔اول تو ہر وقت واپسی امانت کے معاہدات کا خیال رکھا جائے ۔ دوسرے کم میعادی امانتین نہ لیجاوین کیونکہ کاروبار مین پیچیدگی پیدا ہو جانے کا خطرہ رہتا ہے اور بہت ممکن ہے کہ وقت ضرورت تجدید امانت

نہ ہوسکے یا دوسری امانتیں نہ مل سکیں۔ جہاں عموماً تین سال تک لوگ امانتوں
کی میعاد رکھتے ہیں اور اُس پر سود چھ یا سات فی صدی تک بھی دیا جاتا ہے
وہاں کاروبار میں بے شک زیادہ دقت نہیں ہوتی۔ اکثر ابتدائی کاروبار
میں شرح سود اس سے بھی زائد دیجاتی ہے۔ لیکن اس سب کے واسطے لازمی
ہے کہ وقت وعدہ پر امانت کی واپسی میں عذر نہ کیا جاے۔ اسی لیے ماہرین فن
نے سرمایہ سیال (Fluid Reserve) کے ہاتھ میں رکھنے کی تجویز کی
ہے جس کی تعداد اصولاً اتنی ہونا چاہیے کہ آیندہ سال کی رقوم امانت کے نصف
تک اوس سے ادائگی ممکن ہو۔ کیونکہ اگر امانتوں کی تجدید نہ ہوسکی یا جدید
امانتیں نہ حاصل ہوسکیں اور جو روپیہ کہ قرض پر دیا ہوا ہے اُسکی واپسی بھی
نہ ہوسکے یا خود ابتدائی انجمنوں کی ضروریات کو پورا کرنے کی حاجت ہوئی تو دقت
ہوگی۔ کمیٹی آن کوآپریشن کی راے میں ایسا سرمایہ نقد ہو یا حسب منظوری
رجسٹرار فوری رہن یا بیع ہونے والی ضمانتوں میں لگا ہو۔ یا کسی سرمایۂ شرکت
کے بنک کی محفوظ نقد اعتبار کی شکل میں رکھا ہو۔ یہ ظاہر ہے کہ سرمایہ سیال اگر حکومت مقامی کی دستاویز قرضہ یا
سونے وچاندی کی شکل میں رکھا جائیگا تو سرمایۂ شرکت کے بنکوں یا بڑے بڑے
مہاجنوں کے یہاں اُن کے سکھ وانے اور بھنانے میں آسانی ہوگی بلکہ انھیں کی
بنا پر نقد اعتبار بھی ہر جگہ مل سکتا ہے۔ بالخصوص جب ممبران انجمہائے ابتدائی کو
زیادہ میعادی قرضے دیے جانے کا خیال ہو اور التواے اقساط و ترقی اراضیات
یا رعایات وصولی کا انتظام زیر غور ہو۔ ایسے سرمایۂ سیال کو صرف کرنے میں
بھی بڑی احتیاط کی ضرورت ہے اور ایسے ہی وقت پر صرف کرنا چاہیے جب کہ

سب قسم کا ہر جانب سے اطمینان ہوجاے۔ یعنی امانت دارون سے تجدید امانت ہوجائے یا نقد اعتبار کسی بڑے سرمایہ شرکت کے بنک سے حاصل ہوجاے ورنہ بڑے بڑے نقصانات کا اندیشہ ہوجاتا ہے۔ اور انجمنون کی حالت پر سب سے زیادہ بُرے نتائج پیدا ہوجانے کا ڈر ہوتا ہے۔ اکثر یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ کم میعادی قرضہ جات کی شکل کسی آفت ارضی یا سماوی سے زیادہ میعادی قرضہ کی شکل مین تبدیل ہوجاتی ہے جس سے امانت دارون کو امانت واپس نہین کیجا سکتی۔ یہی سبب ہے کہ روپیہ کے قرض دینے مین بھی اس طرح انتظام رکھے جانے کی ہدایت ہے کہ واپسین طلب امانتون کی رقم ہر سال کچھ نہ کچھ زائد ہی انجمنون سے وصول ہوجایا کرے۔

تقریباً انیس سال کے کاروبار کے بعد اب تک ہندوستان کے سرمایہ داران ابتدائی انجمن ہائے معاونت باہمی کی دستاویزون یا پرونوٹون کی اتنی وقعت عام طور پر نہین کرتے جتنی کہ یورپ مین کیجارہی ہے بلکہ وہان تو وہ اررز بازار بھی ہونے لگے ہین۔ اگر حکومت ہندوستان بھی یورپ کی حکومتون کی طرح اُن کی مالی سرپرستی کرتی تو اس مین ذرا بھی شبہہ نہ تھا کہ یہان بھی ویسا ہی انکا اعتبار ہوجاتا اور کوآپریٹو سوسائٹیز کے پرونوٹ وغیرہ اررز بازار ہونے لگتے اسکی مثالین تو اب ہندوستان مین عام ہورہی ہین کہ جہان کہین رجسٹراران محکمہ ان کا اعتبار قائم کرا دیتے ہین یا گورنمنٹ توجہ کرتی ہے تو ان کے کسی شبہ کے ساتھ سکھ جانے مین دقت نہین ہوتی۔ نیز نقد اعتبار بھی مل جاتا ہے جس سب سے حقیقتاً زیادہ میعادی امانتون کے حاصل ہونے۔ انفکاک رہن۔ ادائی قرضہ جات سابقہ

تعمیر چاہات ومکانات - ترقی صنعت وحرفت اور نوآبادیون کی تابائی وغیرہ یعنی
مستقل ترقیات کا بندوبست امکان مین ہو سکتا ہے - عملی تجربے سے پایا جاتا ہے
کہ اگر کم میعادی امانتین حاصل ہونگی تو قرضہ جات بھی کم میعادی کامون کے
واسطے دیے جائین گے - مثلاً خرید تخم - کھاد - اور مویشی وغیرہ یعنی اُن کامون
کے واسطے جن کو غربا اور کاشتکار وغیرہ اپنی سالانہ کمائی سے کسی نہ کسی طرح ادا کرسکین
بے شک نقد اعتبار یا کیش کریڈٹ کے کسی بڑے سرمایۂ شرکت کے بنک سے
ملجانے پر سنٹرل بنک کو میعاد قرضہ جات کے بڑھانے مین آسانی ہوتی ہے
اور اُسی دن تک اور اُسی رقم پر سود دینا ہوتا ہے جتنے دن کہ ابتدائی انجمنین
اُس رقم کو اپنے پاس رکھتی ہین یعنی درکٹی کے حساب سے سود کا نقصان اور نفع
برابر ہوتا ہے معاونت باہمی کے اصولون مین نقد اعتبار کو بھی سرمایہ سیال کی زمرہ مین داخل
کیا گیا ہے - اور اس کا مل جانا بڑے اعتبار کی بات ہے - اب جن مقامات پر کہ
حصص یا کیش کریڈٹ وغیرہ کا انتظام نہ ہو سکے یا اون کی ضرورت نہ سمجھی جائے
تو وہان ڈبنچرون کے جاری کرنے کی کوشش کیجانا چاہیے اور وہ بھی کسی خاص میعاد
کے لیے مثلاً اگر سات سال کی میعاد کے ہون تو اس کا اندازہ کرلیا جائے کہ
رفتہ رفتہ ہر سال اُن کا سرمایہ گھٹتا جاوے اور انجمنون کا سرمایۂ ذاتی بڑھتا جاوے
یعنی اون کی ادائگی کا انتظام پہلے ہی سے پورے طور پر طے کرلیا جاوے قانوناً
واصولاً ان کا بار بجز امانتون کے اور سب بارون پر مقدم ہو اور سنٹرل بنک
کی کل جائداد ان کی ضامن ہو اسی لیے بڑے سرمایہ دار اور کاروباری اصحاب
ڈبنچرون کی خریداری مین زیادہ متوجہ ہو جاتے ہین مگر بڑے بڑے کاروباری

شہرون کے سوا دوسری جگہونمین اُن کا کام مشکل سے چلتا ہے۔

جسوقت سرمایہ کا انتظام ہو جاوے اور انجمنین بھی کافی تعداد مین سنٹرل بنک کے کاروبار کے لیے رجسٹری ہو جاوین تو حصہ داران وغیرہ کا ایک جلسہ عام کرکے اُس کے واسطے قواعد وضوابط مرتب کیے جاوین اور حسب قانون ایج اوقت وغیرہ سنٹرل بنک اور اُس کے قواعد کی رجسٹری کرائی جاوے۔ نیز ڈائرکٹران و کمیٹی کارکن کا انتخاب بھی ہو۔ ڈائرکٹران کے انتخاب مین شرط حصہ داری کے ساتھ اس کا بھی لحاظ ضروری ہے کہ محض سرمایہ دار اور اعلےٰ طبقہ کے لوگ ان مین نہ ہون بلکہ وہ لوگ بھی ہون جو قومی و ملکی ہمدردی کے لیے دماغی و قلمی امداد بلامعاوضہ دینے کے لیے تیار ہون۔ مثلاً زمیندار۔ وکلا۔ ڈاکٹر یا دیگر مقامی آزاد پیشہ حضرات نیز انجمنون کے ایسے نمایندے جو اُن مین سمجھ دار ہون۔ اور اگر مقامی پنشن یافتہ اشخاص اپنے آخری حصۂ عمر کو خلق اللہ کی خدمت مین صرف کرنے کے لیے مل جاوین تو اور بھی بہتر ہے۔ کیونکہ محض سرمایہ دارون کا اثر اکثر معاونت باہمی کے کاروبار مین مضر پایا گیا ہے۔ اُن کی حرص از دیاد منافع سے ابتدائی انجمنون کی دیگر قسم کی بہتری اور تعلیمی حالت کو پس پشت ڈال دیا جاتا ہے اور بعض اوقات اپنے ذاتی نفع کے لیے وہ لوگ سرمایۂ سنٹرل بنک کو اپنے استعمال مین لے آتے ہین۔ حقیقتاً ایک ایماندار مقامی زمیندار بہترین ڈائرکٹر ہو سکتا ہے کیونکہ اُس کو مقامی غربا اور کاشتکارون کی اصلی حالت سب سے زیادہ معلوم رہتی ہے۔ اور اکثر اوس پر بھروسہ بھی کیا جاتا ہے۔ جس طرح کہ بڑے بڑے شہرون مین وکلا اور ڈاکٹرون کی حالت ہوتی ہے بلکہ ان کی وجاہت سے ہر قسم کے

فوائد حاصل ہوسکتے ہین بالخصوص نقد اعتبار کے ملنے مین آسانی زیادہ ہوتی ہے اسی لیے لائق و معتبر - کاروباری - اور بلا معاوضہ کام کرنے والے اشخاص کی تلاش ہونا چاہیے تاکہ غیر از ممبران سے کاروبار زیادہ نہ ہوسکے - اور اعتبار بھی قائم ہو - ڈائرکٹران کا انتخاب بنک کی تمام انتظامی ضروریات کے لیے کیا جاتا ہے اور عام فرایض کے ساتھ ساتھ ذیل کے فرایض و اصول زیادہ تر قابل خیال ہین -

اوّل - ہر انجمن اور اوس کے ممبران کے لیے سال بسال یا جیسی ضرورت ہو حد انتہائی قرضہ اور حد اعتبار مقرر کرنا - اُن کی حیثیت کی جانچ - نیز میعاد قرضہ کا تعین کرنا -

دوم - انجمنون کی ذمہ داری کی مناسبت سے اور چال چلن و موجودہ حالات نیز گذشتہ لین دین کے اعتبار سے رقم قرضون کی منظوری کرنا اور اُن کی وصولی کا بندوبست کرنا - لیکن ایک محض کتابی بنک کو ترسیل و ترسیل زر کا ذمہ دار نہونا چاہیے -

سوم - انجمنون کی تعلیم اور ان کے حسابات کا درست رکھنا - یا جدید انجمنون کی ترتیب اور رجسٹری کرانا -

چہارم - خود ڈائرکٹران کی تعلیمی اور کاروباری واقفیت کے لحاظ سے کاروبار کو کرنا - (یعنی جب تک ہوشیار و قابل ڈائرکٹران نہ ہون کسی اعلےٰ شعبہ معاونت باہمی یا خطرہ کے کاروبار کرنے کا ارادہ نہ کرنا - مثلاً ذخائر (Stores) یا بیمہ وغیرہ) ایک سنٹرل بنک کو علاوہ قرض کی انجمنون کے دوسری قسم کی سوسائٹیون سے قرض کا کاروبار نہ کرنا چاہیے جب تک کہ وہ انجمنین کافی تعداد مین سنٹرل بنک کے حصص نہ خرید کر لین یا کسی قسم کی دوسری ضمانت نہ دیدین - بالخصوص بیمہ کی انجمنون سے قرض کا کاروبار تو کسی طرح جایز ہی نہین ہوسکتا - ایسے ہی

سنٹرل بنکون کا آپس مین لین دین بھی اچھا نہین سمجھا جاتا - کیونکہ ایک کے مصیبت مین مبتلا ہو جانے سے دوسرے پر بھی اثر پڑجاتا ہے اور کل بنا بنایا کھیل بگڑ جاتا ہے -

حسابات روان (Current Account) عام طور پر ان مین نہ کھولنا چاہیے - بجز اُن مقامات کے جہان کسی طرح کا بھی ساہوکاری کا کام نہو کیونکہ نقد کے ہر وقت ہاتھ مین رکھنے سے علاوہ نقصان سود کے تغلب و تصرف کا بہت موقع رہتا ہے - اور خفیف سی رقوم مین نقصان ہونے سے بھی بدنامی کے بُرے نتایج ظاہر ہونے لگتے ہین - بلکہ اکثر امانتون کی واپسی فوراً چاہی جاتی ہے اسی لیے ان مین امانت کے حساب سیونگ بنک کے کاروبار کو بھی آسان نہین سمجھا گیا ہے تاوقتیکہ ہوشیار اور واقف کار اہلکار نہ مل جاوین - گو محض معمولی کاروبار کے لیے بھی اس کے اہلکارون کا عمدہ محاسب ہونا لازمی ہے یا پھر صدر جلسہ عام یا کمیٹی انتظامیہ کے ممبران کو خود ہی دلچسپی لینے اور کاروبار کرنے کا موقع حاصل ہو - کیونکہ روپیہ کی تقسیم یا واپسی کے وقت ہر قسم کی رشوت ستانی اور رعایت کا موقع رہتا ہے - نیز منظوری روپیہ کے وقت بھی پوری احتیاط کی حاجت ہوتی ہے - اسی لیے ہر سال اپنی بھی حد ذمہ داری اور انجمنون کی انتہائی حد قرضہ کا تقرر ضروری فرایض مین رکھا گیا ہے جس سے سال بہ سال کے کاروبار کا اندازہ ہوتا رہتا ہے - اصلیت یہ ہے کہ ایک سنٹرل بنک کے کاروبار کو صرف طریقے و اصول معاونت باہمی کی واقفیت ہی پر محدود نہین رکھا جاتا - بلکہ اس کے چلانے والون کو معمولی لین دین مروجہ وقت کو جاننے کی بھی ضرورت ہے کیونکہ

امانت دینے والے ظاہری جائداد کو دیکھنے کے علاوہ سرمایہ محفوظ اور کاروبار کی حالت کو بھی دیکھتے ہین۔

سرمایہ محفوظ کے مجموعون کی مناسبت ایک سنٹرل بنک کی تمام ذمہ داریون کے مقابلہ مین بارہ فی صدی سے کم نہ ہونا چاہیے اور سرمایہ محفوظ کو بجز خاص صورتون کے حسب منظوری رجسٹرار محکمہ کسی دوسرے کاروبار مین لگانے کی بھی اجازت نہ ہونا چاہیے۔ لیکن اگر نقد اعتبار یا سرمایۂ سیال کی طرف سے کافی اطمینان ہو یا امانتین حاصل کر کے کام کیا جاسکے تو سرمایۂ محفوظ کو اپنی ملحقہ انجمنون ہی مین لگانے مین مضایقہ نہین ہے۔ اسی طرح جس وقت کسی سنٹرل بنک کو قواعد مین یہ اختیار ہو کہ اپنے ممبرون کے واسطے سیونگ بنک کے طریقے کا حساب کھول سکین تو ماہرین فن کی رائے مین پچہتر فی صدی تک نقد یا اوسی حد تک کاسرکاری کاغذ وغیرہ امانتون کی واپسی نیز اعتبار کے واسطے رکھنا مناسب ہے۔

جسوقت کسی سنٹرل بنک کے کاروبار مین ڈائرکٹران کی طرف سے ذاتی نفع حاصل کرنے یا اس کے روپیے کو بیکار پڑے رکھنے کا خیال غالب نظر آئے۔ یا انجمنون کی ضروریات کے رفع کرنے کا خیال پس پشت ڈال کر انجمنون کو سنٹرل بنک کی شکم پری کے واسطے ذریعہ بنا لیا جائے۔ گویا مہاجنون کی طرح ممبران انجمہائے ملحقہ سے برتاؤ ہونے لگے اور بجائے غذا ہو جانے والے محسنون کے خون چوسنے پر ڈائرکٹران تیار ہو جاوین تو رجسٹرار محکمہ کا فرض ہے کہ تحقیق و تنقیح کے بعد ایسی حالت کی اصلاح کی فکر کرے یا بحالت مجبوری ایسے بنک کو کاروبار سے روک دے۔ یہی سبب ہے کہ حسابات کی تنقیح یا آڈٹ افسر اعلے محکمہ۔ یا اوس کے اسٹاف ہی کے

ذمہ رکھے جانے کی سفارش ماہرین فن کرتے ہین اور آڈٹ کے کل اسٹاک کا تعلق رجسٹرا ہی سے رکھا گیا ہے۔

یورپ مین سنٹرل بنک کے کاروبار کو افراد حصہ داران سے جو حصص مرجح خرید کرتے ہین نہین لیا جاتا۔ لیکن ہندوستان مین بغیر حصہ داران مرجح کے اب تک کہین بھی کام نہین چل سکا ہے کیونکہ سرمایہ۔ یا علمی امداد بغیر اُن کے حاصل ہی نہین ہو سکتا اور ہندوستان کے لیے وہی بنک ایک عمدہ کاروباری بنک سمجھا جائیگا جو اپنی ملحقہ انجمنون کے نفع و نقصان کو اپنا ذاتی نفع و نقصان سمجھنے لگے اور اُس کے اغراض انجمنون کے اغراض سے کسی طرح بھی مغایر نہون بلکہ ہر طرح متحد ہون۔

ان بنکون کی آمدنی مین عموماً تین طرح کے سود کا حساب ہوا کرتا ہے۔ ایک جو واقعی وصول ہوتا ہے۔ دوسرا جو باقی رہجاتا ہے۔ تیسرا جو محاصل مین شمار ہو سکتا ہے مگر واجب الادا نہین ہوتا۔ واقفکاران فن کی رائے مین بقایائے رقم سود کو منافع مین شامل نہ کرنا چاہیے اور نہ وصول مین دکھلا کر اُس پر منافع یعنی ڈیویڈنڈ کا حق حصہ داران کو ہونا چاہیے۔ لیکن تیسری قسم کو منافع مین شامل کر لینے مین نقصان نہین ہے۔ گو بہتر یہی ہے کہ اُسے بھی نہ شامل کیا جائے۔ اسی لیے نقشہ نفع و نقصان (Profit and Loss) مین بھی ایسا سود جو واجب الوصول نہو مگر وصول کر لیا گیا ہو اُسے علیحدہ دکھلانا بہتر ہوتا ہے اور بٹہ کھاتہ کا حساب و تعمیر عمارات وغیرہ کی رقوم کے خانہ جات نقشون مین علیحدہ رکھنا چاہیے۔ نیز سالانہ رپورٹ کے ساتھ عموماً حسابات کا شائع کرنا تجربہ سے زیادہ باعث اعتبار سمجھا جاتا ہے۔ علیٰ ہذا اصولاً ایسے قرضہ جات جنکی بابت التوا دیدیجائے اُن کو بھی بقایا مین شامل نہ کرنا چاہیے۔ گو بعض مقامات پر

تجربہ سے پایا گیا ہے کہ ایسے اصول سے ناجایز نفع اُٹھا کر بقایا کم دکھلائی جاتی ہے۔ اگر پھر بھی حسابی طور پر ملتوی شدہ رقم کو اُصول معاونت باہمی سے بقایا مین نہ دکھلانا جایز ہے۔ نتیجہ مین یہ کہنا پڑیگا کہ ایک سنٹرل بنک یا بنکنگ یونین عموماً سرمایہ داری و معاونت باہمی کے طریقون کے درمیان کی کاروباری دوکان ہے اور حقیقتاً اُس وقت تک سچا معاونت باہمی کا لین دین اُس کو نہ سمجھا جائے گا جب تک کہ اُس کی ملحقہ انجمنون کو اُس پر پورا پورا قبضہ اختیار و ملکیت نہ ہو جائے۔ سنٹرل بنکون و بنکنگ یونین کے حصص کی تعداد کی کوئی حد نہین رکھی جاتی ہے۔ نہ حصص کی مقررہ قیمت کے سوا کسی ایجنٹ یا دلاّل کی معرفت اس مین اضافہ ہی ممکن ہے نہ مثل جوائنٹ اسٹاک بنک کے کل حصص کے فروخت کی عجلت ہی کی جاتی ہے۔ اور نہ سابق خریداران حصص کے پاس یا کہین بھی خریداری کی کوشش کرنا پڑتی ہے جس سب کے باعث اصلی و مقررہ قیمت کو بڑھا کر قیمت مانگنے کا موقع ہی نہین حاصل ہوتا۔

کارکنانِ بنک کو روپیہ دیتے وقت امورات ذیل کا لحاظ رکھنا ضروری ہے بلکہ اُنکا اعلان کرنا چاہیے۔

(۱) غرض قرضہ کیا ہے اور استعمال صحیح ہے یا نہین۔
(۲) اگر استعمال قرض صحیح نہ ہوگا تو بلا کسی رعایت کے واپس کرا لیا جائیگا۔
(۳) تعداد قرض ضرورت سے زائد نہ ہوگی۔
(۴) ضمانت کافی و صحیح ہو۔
(۵) غرض قرضہ نفع رسانی ہو۔

(۶) اقساط ادائی آسان ہون۔

(۷) شرح سود نرخ بازار سے کم ہو لیکن اتنی کافی ضرور رہے کہ انتظامات مین خلل نہ واقع ہو۔

(۸) وصولی کا بندوبست خود ممبران و ڈائرکٹران کے ذریعہ سے بغیر عدالت گئے ہوئے ہو سکے۔

(۹) ہر انجمن کی حد اعتبار و حد قرضہ اُس کی ضرورت اور اپنی گنجایش کے مطابق مقرر کی جائے۔ نیز اُن کے اعتبار کے مقرر کرنے مین صرف ممبران کی جائداد کا خیال نہ کیا جائے بلکہ اُنکی کمائی اور کما کر بچانے کی قابلیت کا بھی شمار ہو۔

(۱۰) سرمایۂ محفوظ کو قانون کے مطابق رقم منافع سے بقدر چوتھائی جمع کرانا لازمی رکھا جائے۔

سنٹرل بنکون کے کاروبار مین اکثر ایسی بحثین بھی پیچیدگیان پیدا کر دیتی ہین جیسے کہ جب سرمایہ دارون کا روپیہ ہوتا ہے تو وہ منافع اور حصص کو اپنے ہی اختیار مین کیون نہ رکھین اور انجمنون کو شریک کر کے یعنی حصص خریدوا کر کمیٹی مین رائے دینے کا اختیار کیون دین۔ یہ عذر ایک حد تک مہاجنی اصول پر صحیح ہے اور ان مین مجبور بھی نہین کیا جا سکتا۔ مگر معاونت باہمی کے اصولون کے بالکل ہی خلاف ہے۔ اور جس وقت بھی ممبران انجمن کو اس کا احساس ہو جائیگا کہ اونکے ساتھ مہاجنی کا برتاؤ ہوتا ہے وہ اپنی فکر کسی دوسری جگہ سے کرنا شروع کر دین گے نیز ہمدردی ملکی اور قومی کے بھی خلاف یہ رویہ کہا جائیگا۔ بلکہ ایسے خیال کے اصحاب کو خود غرض اور دھوکا دینے والے کہکر اگر بدنام کیا جا دے تو کچھ بیجا نہ ہوگا

کیونکہ ابتدا مین امدادی اصولون کو ظاہر کر کے کاروبار کے شروع کرنے کے وہ مجرم قرار دیے جائین گے۔

## صوبہ کا بنک

چھوٹے چھوٹے کاشتکارون یا صنعت و حرفت والون کا کام چھوٹے چھوٹے قرضون وغیرہ سے چل جاتا ہے اور سنٹرل بنک یا ضلع کے بنک سے اُن کی ضروریات کے واسطے روپیہ وغیرہ مہیا ہو جا سکتا ہے مگر بڑے بڑے زمیندارون یا علاقہ دارون کی ضروریات یا نو آبادیون کے واسطے سرمایہ یا مستقل ترقیات ملکی کی حاجتین اُن سے نہین پوری کرائی جا سکتین۔ نیز بڑے بڑے صوبہ جات مین بندون کا باندھنا۔ دریاؤن وغیرہ کو جہاز رانی کے واسطے گہرا کرنا وغیرہ۔ گو گورنمنٹ ملک کر سکتی ہے یا خود رہنا یا ملکی چندون سے کرا سکتی ہے۔ لیکن معاونت باہمی کے اصول پر سنٹرل بنکون وغیرہ کے مان کی بات نہین ہوتی۔ لہذا ہر صوبہ یا ریاست مین ایک بڑے بنک کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ دولتمند اور سرمایہ دار اصحاب کسی ضلع کے سرمایۂ شرکت کے مقامی بنک وغیرہ مین اپنا روپیہ رکھنا عموماً محفوظ نہین جانتے بلکہ بڑے بڑے نامور اور معتبر سرمایہ شرکت کے بنکون یا اُن کی شاخون مین جو عموماً حکومت کی دارالسلطنت یا اُس کے بڑے بڑے صوبون مین کاروبار کرتے ہین کثیر رقومات کا امانتاً رکھنا پسند کرتے ہین۔ گو شرح سود کم ہی دیجائے۔ اوسی طرح معاونت باہمی کے سنٹرل بنکون کو بھی سرمایہ دار اصحاب کثیر رقوم امانت کے دینے کے لیے معتبر اور با اثر نہ مان لین گے۔ چنانچہ اس وقت تک ہندوستان مین اون کا نیز ابتدائی انجمنون کا اعتبار مقامی سرمایہ دارون کی نگاہ مین بھی کافی نہین ہے

اور اُن کے پرونوٹون کے سکھارنے یا اُن کو رہن رکھکر مناسب شرح سود پر روپیہ دینے کے واسطے لوگ تیار نہین ہوتے۔ ایسے ہی معاونت باہمی کے سنٹرل بنکون وغیرہ کی تحریرات کی بھی کوئی خاص قیمت عام بازار مین نہین سمجھی جاتی۔

محکمہ سرکاری کے ملازمین عموماً کوآپریٹیو کاروبار کے ماہر فن خیال کیے جاتے ہین اور جس وقت تک کہ رعایا کے خود قائم مقام ایسے ماہرین فن کے مقابلہ مین باا ثر۔ ہوشیار۔ اور کاروبار سے بخوبی واقف نہ دکھلائی دینگے اُس وقت تک محکمہ کی مداخلت بیجا کا دفعیہ غیر ممکن ہے۔ پھر محکمہ سرکاری عموماً کل صوبہ یا ریاست کے واسطے ہوتا ہے اور جب تک کہ رعایا کے نمایندے بڑے بڑے حلقہ جات کے قائم مقام ہوکر کل صوبہ یا کل ریاست کے نام سے نیابت نہ کرینگے اُن کی آواز مقابلتاً ضروری اثر رہیگی۔ اور ایسے نمایندے بجز بڑے بڑے دولتمندون یا اہل علم کے دوسرے نہین ہوسکتے بالخصوص اُس صورت مین جبکہ اہل ملک کا جمع کیا ہوا تمام تر سرمایہ ہو۔ اب ایسے اصحاب نہ تو چھوٹے چھوٹے بنکون مین کام کرسکتے ہین اور نہ اپنا سرمایہ ہی اونھین دیسکتے ہین اس لیے تمام ضرورتون کے پورا کرنے کے واسطے ایک صوبہ کے بنک کی ہر صوبہ مین حاجت ہوتی ہے یا ریاست مین ریاست کے بنک کی جس کے ممبران محکمہ سرکاری کے قائم مقامون کے ہر طرح برابر ہون۔ یعنی قابلیت اور سمجھ مین اون سے کسی طرح کم نہ ہون۔ تجربہ یہ بھی بتلاتا ہے کہ معاونت باہمی کے کل کاروبار مین قرض لینے والون کو اس سے غرض نہین ہوتی کہ سرمایہ کہان سے آتا ہے اور رفتہ رفتہ کرکے وہ لوگ سودا ادا کرنے کی ایک خاصی کل (مشین) ہوکر رہ جاتے ہین اور اُنھین مہاجن اور کوآپریٹیو بنک سب برابر ہو جاتے ہین۔ ایسے ہی وقت اُنکے نمایندون کی

ضرورت ہوتی ہے جو اُن کی ہر قسم کی تعلیمی - اخلاقی - تمدنی - معاشی وغیرہ زندگی کے نگران بن کر اُن کی رہنمائی کر سکین - محکمہ سرکاری کا کام فی الحقیقت ملک کو ایک ڈھرے پر لگا دینا ہے - لیکن سچائی سے ملک کی حقیقی ضروریات اوس سے پوری نہین ہو سکتی ہین اور اپنے ملک و اہل ملک کے سنبھالنے کی ذمہ داری خود اکابر وطن پر ہوتی ہے - نیز محکمہ سرکاری کی جا و بے جا سختیون سے بچانا بلکہ غلامی سے آزاد کرانا بھی اُنھین کا منصب ہے - پھر روپیہ کی فراہمی مین اپنی ذمہ داری پر رجسٹرار ان صوبہ یا ریاست کو بعض اوقات جو دقتین پیش آتی ہین اور جس کے باعث اُن کے اختیارات بھی بہت بڑھ جاتے ہین - اُن سے بھی نجات کی صورت نکالنے کی حاجت ہو جاتی ہے - ایسے ہی وجوہ سے ایک بڑے نمایندگی کے اصول پر کام کرنے والے بنک کی ہر جگہ ضرورت سمجھی جاتی ہے جس کا مقصد سنٹرل بنکون کی امداد اور اون کو اپنے قابو نیز اختیار مین رکھکر صوبہ کی مالی ضروریات کی نگرانی ہو - اب ایک صوبہ کے بنک یا پراونشیل بنک (Provincial Bank) کے فرائض حسب ذیل مقرر ہونا چاہیئے -

(۱) اپنی ملحقہ انجمنون یا سنٹرل بنکون وغیرہ کے واسطے کم سود پر روپیہ مہیا کرے اور اون کے پس انداز کو زیادہ منافع پر لگائے جس سے عام بازار مین اعتبار قائم ہو اور وقت ضرورت ہر معاملت کا بھی موقع اوسے ہو -

(۲) اپنے ملحقہ بنکون وغیرہ کی حد اعتبار و قرضہ مقرر کرے اور اونھین براہ راست معاملت کرنے کی دقتون سے بچا سکے -

(۳) بڑی تعداد کے حصص جن کی کوئی حد نہ مقرر ہو حسب ضرورت جاری کرکی فروخت کرے

(۴) دیگر صوبہ جات کے بنکون یا بازار سے مناسب شرائط پر معاملت کر سکے۔
(۵) اپنے ملحقہ بنکون کی دستاویزات کی وقعت بڑھا کر ارزبازار کرنے کا بندوبست کرے بلکہ ہر طرح کی امداد و نگرانی بحیثیت اون کے نمایندون کے کرے۔

غرضکہ ایک صوبہ یا ریاست کے بنک مین حکومت اور ملک دونون کے نمایندے مل کر بڑے پیمانے پر کام کر سکتے ہین اور اوسے ایک مستقل سرچشمۂ امداد بنا سکتے ہین۔ ان مین حصص اور ڈبنچر وغیرہ جاری ہو کر بڑے پیمانے پر بھی کاروبار ممکن ہو سکتا ہے۔ ماہرین فن کی راے مین عموماً باہر سے حاصل کی ہوئی رقومات مثلاً قرض اور امانتون کے مجموعہ کا دسوان حصہ حصص کا سرمایہ اور سرمایۂ محفوظ کا مجموعہ ضرور ہونا چاہیے۔ ایسے ہی کل سرمایۂ سیال ہر آیندہ سال کی ذمہ داریون کا کم از کم تیسرا حصہ ضرور ہونا چاہیے۔ اسی بنک مین ابتدائی انجمنون اور سنٹرل بنکون وغیرہ کا سرمایۂ محفوظ بھی رہے۔

حکومت کے کسی مرکزی بنک (Apex Bank) کا خواب ہندوستان کے واسطے شاید مناسب ہو کیونکہ خود اہل ملک نے اپنے سرمایہ سے کل عمارت بنانے کا سامان مہیا کیا ہے اور آیندہ بھی غالباً کرین گے۔ بیشک اگر ہر صوبہ کا بنک قائم ہو کر امپیریل بنک آف انڈیا سے معاملت کر سکے اور اوس وقت حکومت اون کے کاروبار مین سہولتین پیدا کرا دے سکے تو یہی بڑی بات ہو جائے۔ اصل یہ ہے کہ ایک صوبہ یا ریاست کے بنک کے قائم ہو جانے سے محکمۂ سرکاری بالخصوص رجسٹراران صوبہ کے سر سے بڑی بھاری ذمہ داری ہٹ سکتی ہے اور سچا معاونت باہمی کا کام ملک مین ہر طرف دکھلائی دے سکتا ہے۔ بیشک کسی طرح

سے اگر ابتدائی انجمنون پر اون کے یونین نگرانی اور تعلیم وغیرہ کے واسطے قائم ہوسکین اور سنٹرل بنک وغیرہ اون کے واسطے سرمایہ مہیا کر سکین اور سنٹرل بنکون کے اوپر صوبہ کا بنک ہو۔ اوس وقت سچا معاونت باہمی کا خاکہ ملک مین نظر آسکتا ہے اور یقین ہے کہ ہر قسم کی مالی مشکلات کا رفع کرنا امکان مین ہوجائیگا۔ آگے چل کر امداد منجانب حکومت کے باب مین حکومت کے مرکزی بنک کے متعلق بالتفصیل وہ دلائل بیان کیے گئے ہین جس سے محض حکومت کے بنک سے کوآپریشن کی تحریک کو خاص نفع نہین ہوپنچ سکتا۔



# باب پنجم

## فصل سویم

### مقاصد قرض

ایک کاروباری آدمی کی زندگی مین قرض کی ضروریات آئے دن لگی رہتی ہین کسی افزایشی کاروبار کے کرنے کا موقع آسانی سے ہاتھ نہین آتا۔ اگر کاشتکار ہے تو اُسے اوائے مالگذاری یا لگان۔ پیروی مقدمات۔ خرید تخم۔ خرید زر گاوان یا آلات کشاورزی۔ فوتی۔ اور پیدایش بلکہ روزمرہ کا خورد ونوش مشکل ہے۔ اسی طرح اگر دستکار ہے تو اُسے بھی سامان مزدوری اور آلات محنت۔ روزمرہ کی بسراوقات کے اخراجات۔ پیدایش۔ اور فوتی یا تعمیر مکان وغیرہ کی ضروریات روز لاحق رہتی ہین جن کا بندوبست آسان نہین ہوتا۔ ان سب پر مراسم اور ملکی قوانین کے باعث دیگر قسم کے مختلف صرفے بھی بڑہ گئے ہین اور جب کسی قسم کا پس انداز ہونا دشوار ہے پھر افزایشی کاروبار کو یہ بیچارے کیا سوچ سکتے ہین غرضکہ کاشتکارون اور دستکارون بلکہ ہر کاروباری کو بغیر قرض کے زندگی مشکل ہے لہذا ایسے انتظام کی ضرورت ہے کہ قرض جو لیا جاے وہی حتی الامکان بیجا نہ صرف ہو اور افزایشی کاروبار مین لگایا جاسکے۔ اور لوگون کی محنت سے جو کچھ بھی پیدا ہو اوس کو بھی ایسے طریقہ پر صرف کرایا جاے کہ سال بھر تک بسر ہو کر آیندہ کے لیے کچھ سرمایہ موجود رہے۔ یعنی معاونت باہمی کر کے بھی اگر قرض حاصل کیا جائے تو اُسے

مراسم شادی۔ اور عمدہ عمدہ کپڑے یا کھانون یا ریل کے سفر وغیرہ مین صرف کرنے کی اجازت نہ دیجائے۔ بلکہ تخم ریزی۔ سامان کی تیاری۔ خرید سوت یا لکڑی۔ یا لوہا وغیرہ مین صرف ہو۔ کاشتکار اور دستکار اپنے قرضون نیز اخراجات کی ادائی کرین اور آیندہ کے واسطے تخم یا دیگر سامان بھی مہیا کرین۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ ہر انجمن معاونت باہمی اپنے ممبران کے مقاصد قرض کو سب سے پہلے تحقیق کرلے اور قرض کا انتظام اور اوسکی نگرانی بھی کرائے تاکہ افزایشی کاروبار مین انجمن سے لیے ہوے قرض کو صرف کیا جائے۔ اگر غیر افزایشی کاروبار کے واسطے قرض چاہا بھی جائے تو اوسکی ادائی کی صورتون اور مقاصد قرض کو خوب دیکھ بھال لیا جائے۔ اسی طرح اگر مقصد قرض غلط پایا جائے یا ادائی کی صورت نہ ہو تو قرض نہ دینا ہی اولی ہے۔ بلکہ فوری واپسی کی کارروائی ہونا چاہیے جب مقاصد قرض مختلف یا کئی ایک ہون گے تو میعاد ادائی بھی انھین کی نسبت سے مقرر کیجائیگی۔ مثلاً اگر نرگاوان کی خرید کے واسطے قرضہ مطلوب ہوگا تو اس کا بھی حساب لگا لینا ضروری ہوگا کہ کاشتکار کتنے عرصہ مین نفع اُٹھا کر واپسی قرضہ کرسکتا ہے یا اگر تخم کے واسطے لیا ہے تو تخم سے جو غلہ پیدا ہوگا اوس سے ادائی بہ آسانی کب ممکن ہوگی ایسے ہی اگر مویشیون کی خرید کے واسطے قرض لیا جائیگا تو اون کے دودھ وغیرہ سے ادائی کس میعاد مین ممکن ہوگی۔ غرضکہ میعاد بھی مطابق مقصد قرض کے مقرر ہوگی حقیقتاً ہر انجمن کا خود ہی یہ فرض ہے کہ مقاصد قرض کو پہلے جانچ لے اور آپس ہی مین پیشتر سے اسے طے کرلے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ مقاصد غلط درج کیے جاتے ہین۔ اس لیے اگر علاوہ ذمہ داری غیر محدود کے ممبران کمیٹی انتظامی انجمن کو بھی غلط اندراجات کا

خاص طور پر ذمہ دار بنا دیا جائیگا بلکہ وہ مستوجب سزا ہونگے تو مقاصد صحیح درج کیے جائین گے۔ اور کاروبار درست رہیگا۔ اس کے علاوہ محکمہ کا بھی فرض ہے کہ مقاصد کی کمل جانچ کرتا رہے۔ لیکن کسی سوسائٹی کا مقصد قرض محض یہ نہ ہونا چاہیے کہ مہاجن سے ممبران کو چھوڑ کر ایک انجمن امدادی کا قرض دار بنا دے۔ بلکہ اصلی فرض یہ ہونا چاہیے کہ شرح سود گھٹے کم کرا دینے۔ اقساط ادائی مین آسانی دینے اور وقت وعدہ پر ادائی کے لیے اصرار کرنے سے سچا اور حقیقی فائدہ ممبران کو پہونچے یعنی وہ رفتہ رفتہ کرکے قرض ادا کر لین۔ نیز اپنی کفایت شعاری۔ ایمانداری اور پابندی وقت کی قدر بھی اونکو معلوم ہو جائے۔

## میعاد واقساط قرض

کاروبار معاونت باہمی مین میعاد اور اقساط قرض کا کوئی خاص معیار یا کانٹا نہین مقرر کیا جا سکتا۔ لیکن مقصد یا ضرورت قرض کو اُن کے تقرر مین بہت کچھ دخل ہے۔ اور یقیناً ایسی قسط یا میعاد کبھی نہ مقرر کرنا چاہیے کہ جس کے اندر ادائی قرض کسی سمجھدار شخص کی رائے مین ممکن نہو بالخصوص ابتدائے کاروبار مین سرمایہ کو زیادہ عرصے کے واسطے پھنسانا بھی نہ چاہیے۔ بلکہ قبل تقسیم قرض ممبران کی ضروریات اُن کی اصلی حالت اور طریق کاروبار کو پیش نظر رکھنا چاہیے یعنی یہ کہ کون زمانہ ہر قرض کی ادائی کے واسطے مناسب ہوگا اور کس حد تک اُس کے ادا کرنے والے ادائی کی قابلیت رکھتے ہین۔ میعاد قرض کو حسب ضرورت مقرر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آسانی سے قرض لینے والے کا کام بھی نکل جاوے اور ادائی بھی ہو نیز بجز اپنی انجمن کے کسی دوسرے شخص سے قرض لانے کی ضرورت نہ پڑے۔ مثلاً اگر کوئی

شخص اپنی کل جائداد کسی مہاجن کے پاس رہن باقبضہ کرچکا ہو اور خود مزدوری کرکے بسر اوقات کرتا ہو اور اسی جائداد کے فک رہن کے واسطے دو سو روپیہ کا قرض طلب کرے۔ تو جس وقت اسکی انجمن کو اس بات کا یقین ہوجائے کہ اگر جائداد کے چھوڑنے کے لیے قرض دلایا جائیگا تو وہ کفایت شعاری اور محنت سے کم از کم پچہتر روپیہ سال بسال پس انداز کرسکے گا۔ ایسی صورت مین دو اقساط کا تقرر کسی طرح جایز نہ ہوگا۔ کیونکہ دو سو روپیہ کی ادائی یعنی سو سو روپیہ کی سالانہ قسط کا ادا کرنا اسکے امکان کی بات نہین ہے۔ اسکو تو صرف پچہتر روپیہ سالانہ ہی کا پس انداز ہوتا ہے اور قسط کے نہ ادا ہوسکنے کی صورت مین وہ صرف دوسرے سے قرض لاکر ادائی کرسکے گا۔ لیکن اگر چار قسطون مین ادائی رکھی جائیگی تو مقصد معاونت باہمی باحسن وجوہ حاصل ہوگا۔ اسی طرح زراعت کے کامون کے لیے بھی جہان افزایشی ضرورتون کے واسطے قرض کا لینا مقصود ہو تو فصلین پر ادائی بہترین وقت خیال کیا جاتا ہے۔ گو بعض اوقات کسی جگہ ایک ہی فصل ہوتی ہے۔ وہان پر اوس کا بھی خیال کرنا لازمی ہے۔ پھر نہ صرف تیاری فصل کو معیار قائم کرلینا چاہیے۔ بلکہ غلہ وغیرہ کے آسانی سے فروخت ہوکر کاشتکار کے ہاتھ مین آجانے کا انتظار بھی ضروری ہے۔ اگر دو فصلین ہوتی ہون تو ششماہی قسط مناسب ہے۔ پھر جہان فصل کا معیار ہی نہ مقرر ہوسکتا ہو مثلاً ایسے مقامات پر جہان ہر سنہ یعنی اچھی بری۔ یا معتدل فصلین دو تین سال تک نہ آسکتی ہون۔ وہان مقامی حالات کے اعتبار سے اقساط مقرر ہون۔ کیونکہ بہت ممکن ہے کہ جو فصل اچھی خیال کیجاتی ہو وہ دو تین سال تک نہ آوے۔ ایسے ہی اشیار کی کاشت کا بھی لحاظ رکھا جاتا ہے مثلاً نیشکر

کی کاشت کے لیے سولہ یا سترہ ماہ کی ادائگی کی قسط مناسب کہی جاتی ہے - اور یہ
کہنا بالکل ہی صحیح ہے کہ سمجھداری سے اقساط ہی کے تقرر پر بہت کچھ انجمنون کی کامیابی
کا دارومدار ہے - اگر قواعد مین حسب ذیل طریقے مقرر کر دیے جائین تو تجربے کے
اعتبار سے غالبًا کاروبار مین سہولت ہوگی -

(۱) خرید تخم - بسر اوقات یا معمولی ضرورت کاشتکاری اور چارہ مویشیان - یا ایسے
ہی کامون کے لیے جو قرض دیے جائین وہ ایک ہی فصل کے بعد وصول ہون -

(۲) - خرید مویشی - بیل گاڑی - ادائے قرضہ جات معمولی - اور مرمت یا تعمیر مکانات
خام وغیرہ کے لیے جو قرض دیا جائے اُس کی میعاد ادائی دو سال سے تین سال تک
رکھی جائے -

(۳) خرید و انفکاک اراضیات یا کثیر صرف کی ترقیات یا سابقہ نیز بڑے بڑے
قرضہ جات کی ادائی کی میعاد خاصی طویل رکھنا چاہیے - یعنی چار سال سے کم نہو -

(۴) جب محض غلہ کے وقت مناسب پر فروخت کرانے اور روک رکھنے کے لیے
قرض دیا جائے تو اوس کی میعاد صرف تین ماہ کی ہو - الا اوس صورت مین جبکہ
یونین کی ذمہ واری بھی ہو -

(۵) جب چھوٹے چھوٹے دوکانداروں یا کاروباریون کی ضرورت کے واسطے
امداد کیجانے کی تجویز ہو یا ماہواری تنخواہ دار ملازمین سے معاملت ہو تو ماہواری اقساط
مقرر ہون -

(۶) اگر ہفتہ وار یا روزانہ مزدوری کرنے والون کو قرض وغیرہ دیا جائے تو ہفتہ وار
یا روزانہ وصولی مین اُنکو زیادہ آسانی ہوگی -

(۷) کسی غیر افزایشی کاروبار کے لیے امداد کرتے وقت یہ امر قابل غور ہے کہ آیا محض نمایشی لین دین ہے۔ یا حقیقتاً کسی نوع کی ترقی منظور ہے۔ اگر آخری صورت ہے تو بغیر طویل میعاد کے دیے ہوے کام نہ چل سکے گا مثلاً چاہات یا نوآبادیون وغیرہ کے لیے۔ ایسے ہی یہ اصول بھی قابل خیال ہے کہ جب ایک سال سے زیادہ میعاد ادائی مقرر ہو تو اقساط مین ادائگی کرانا ہمیشہ نفع رسان ہوتا ہے۔ اور یہی ریفائسین کا بھی مسلمہ اصول تھا۔ بالخصوص مزارعین کے لیے یکمشت ادائی کسی طرح مناسب نہین ہوتی اور تعداد قرض نیز وقت ادائی دونون باتون کا لحاظ کرکے اقساط مقرر ہونا چاہیے پھر جس وقت تک کہ سرمایہ ذاتی نہ جمع ہوجائے یا زیادہ میعاد کی امانتین نہ حاصل ہوجائین اُس وقت تک طویل میعاد ادائی یا اقساط نہ مقرر ہون۔

اگر ادائگی قرض کسی ارضی و سماوی آفت کے سبب وقت مقررہ پر نہ ہوسکنے کا اندیشہ ہو تو التوا بھی دیا جانا لازمی ہے کیونکہ وصولی کی سختی اور معاہدات کی پابندی پر مجبور کرنے سے ممبران انجمن مہاجنون سے کاروبار کرنے کو اپنے لیے زیادہ بہتر سمجھنے لگین گے۔ اور معاونت باہمی سے گریز کرینگے۔ ممبران انجمن عموماً غلط تحریر قرضہ یا التوا کی خواہش اسی وقت زائد کرتے ہین جب اُن کو حیلا لاپچ کرنا سکھلایا جاتا ہے یا بے ایمانی اُنکے خود کے دلون مین آجاتی ہے اور اُسی وقت کاغذی ادائگی بھی دکھلانے کی کوشش ہوتی ہے جس سے مالی اور اخلاقی دونون قسم کے نقصانات پہونچنے لگتے ہین۔ بلکہ ممبران کی عادت نادہندی کی پڑجاتی ہے اور کارکنان کو حسابی جانچ بھی مشکل ہوجاتی ہے۔ نہ یہ معلوم ہوسکتا ہے کہ کس قدر اصلی بقایا ہے نہ یہ کہ کس قدر واجب الوصول تھا۔ نہ قرض اصلی ہی کا پتہ چل سکتا ہے۔ اور اس سب کے علاوہ رشوت اور رعایت کے بازار کے گرم

ہو جانے کا اندیشہ بڑھ جاتا ہے۔ جہان کہین بھی سرکاری رقوم سے کاروبار ہوتا ہے
وہان ذمہ دار عمال وقت پر ادائی نہ ہونے کے الزام کو ڈرتے ہین اور اپنی صفائی
کے خیال سے یا تو سختی کے برتنے پر مجبور ہوتے ہین یا التوا دیکر جان بچاتے ہین۔
اسی لیے کہا جاتا ہے کہ جہان التوا کی خواہش ہو وہان جانچ اور سرکاری رپورٹون
کے علاوہ خود غیر سرکاری کارکنان اصلی کیفیت و حالات کے دریافت کی پوری کوشش
کیا کرین۔ اکثر یہ بھی ہوتا ہے کہ سابقہ عمال محکمہ کی لاپروائی سے دوسرے اون کے
قائم مقامون پر وصولی کی سختی کیجاتی ہے۔ اور ایسے نئے کارکن الزام کے خوف سے
ڈگریان اور قرقیان بے ضابطہ اور باضابطہ سب طرح کی جاری کرا لیتے ہین۔ لیکن ایسی
کل کارروائیون سے کام کے خراب ہو جانے کے سوا دوسرا نتیجہ نہین نکالا جا سکتا۔

## استعمال قرض

معاونت باہمی کے اصولون کے ساتھ کاروبار کرنا اسی وقت صحیح خیال کیا جاتا ہے
جبکہ غربا و بے سرمایہ لوگ اپنی مادی و اخلاقی حالت کو درست کرتے ہوے دکھلائی
دین۔ نیز جب انمین فرداً فرداً ایک دوسرے کی امداد یا درستی حالت کی طرف توجہ کی قابلیت
پیدا ہوتی ہوئی نظر آئے۔ انفرادی ترقی کی صورت اسی وقت ظاہر بھی ہو گی جبکہ
استعمال قرضہ بجا اور صحیح طور پر ہو گا اور سب سے بہتر استعمال افزایشی کامون مین قرضے
کا لگانا ہے۔ پھر جس طرح کفایت شعاری یا نگرانی ایک انجمن کے ممبران کے فرایض ہین
اُسی طرح ایمانداری۔ اس لیے محنتی جفاکش۔ سچ بولنے والے اور خوش چلن شرکا سے
کاروبار کیا جانا چاہیے۔ اور برے یا کاہل لوگون سے معاملت مین گریز ہو جس کا

سب سے بڑا اثر یہ ہوگا کہ دوسرون کو عبرت ہوگی اور عام اخلاقی حالت کی درستی کا سامان مہیا ہوگا۔ دیکھا گیا ہے کہ برادری یا پنچایت کے اثر سے بُرے لوگ اچھے ہوجاتے ہین۔ اسی طرح ضرورت کے وقت اپنے ہی بھائیون کے امداد نہ دینے سے ذلت کے سبب لوگ متاثر ہوجاتے ہین۔ اگر یہ قاعدہ ہر جگہ عام کردیا جاے کہ جو ممبر اپنے قرضے کا استعمال صحیح نہ کریگا۔ یعنی جو کچھ بھی اُس نے اپنی پنچایت سے ظاہر کیا ہے تو علاوہ فوری واپسی قرض کے اُس کو آئندہ سے امداد بھی نہ ملیگی تو اسکا پورا پورا اثر ہوتا ہے کیونکہ صحیح استعمال قرض سے واپسی مین بھی دقت نہین ہوتی۔ مثلاً اگر تخم کے واسطے قرض حاصل کیا گیا ہے یا کسی خاص تجارت کے واسطے تو جس وقت تک کہ تخم ریزی یا اسی خاص تجارت مین وہ رقم صرف نہ ہوگی اُس کی واپسی بھی سچائی کے ساتھ ناممکن ہوگی اگر رقم کو کسی غیر افزایشی کاروبار مین لگا دیا گیا ہوگا تو لینے والے اور دینے والے دونون کو نہ تو وقت واپسی کا علم ہوگا نہ واپسی کا اطمینان۔ جہان کہین استعمال قرض کی نگرانی یا جانچ خود ممبران نہین کرتے وہان ایک کے ساتھ سب کے سب خطرے مین پڑ جاتے ہین۔ کیونکہ ذمہ داری منفردًا و مشترکًا سے سب مجبور ہین جیسا استعمال قرض سے چشم پوشی یا اُس مین دھوکا معاونت باہمی مین سخت نقصان کا باعث ہوتا ہے حقیقتاً چشم پوشی ایک کے ساتھ سب کو مجرم بناتی ہے بلکہ سب کا اعتبار کھوتی ہے۔ اسکی جانچ رکھنا ہر اُس شخص کا فرض ہے جو مقامی کاروبار سے تعلق رکھتا ہو۔ گاؤن کا پٹیل پٹواری یا نمبردار ہر وقت اس کی جانچ بآسانی کرسکتے ہین اور تاجرون مین تو مال کی شناخت بہت جلد ہوسکتی ہے۔

# باب ششم

## ذمہ داری محدود و غیر محدود

یورپ مین امداد باہمی کی انجمنونکی ذمہ داری محدود (Limited liability) یا غیر محدود (Unlimited liability) عام طور پر رکھی جاتی ہے۔ اول ذمہ داری محدود سے یہ مراد ہے کہ ہر فرد شریک جماعت اپنے حصہ یا حصص کی پوری نامزد شدہ قیمت تک کی رقم کے ادا کرنیکا ذمہ دار ہے۔ گو اُسے صرف وہ مقررہ رقم حصہ دار ہونے کے لیے ادا کرنا پڑی ہو جو از روئے قواعد مقرر کی گئی ہو۔ بعض اوقات از روئے قواعد حصص کی نامزد شدہ قیمت کی انتہائی رقم کے علاوہ قیمت کے کسی مضروب (Multiple) کو بھی حد ذمہ داری قرار دیا جاتا ہے۔ عموماً تعداد حصص وحد ذمہ داری کا تقرر انجمن کے جلسۂ عام مین ہوتا ہے اور قواعد مین داخل کر کے اُسے شایع کیا جاتا ہے۔ اِس لیے سالانہ گوشوارہ جمع خرچ یا تختہ بقایا (Balance Sheet) مین تعداد ممبران یا ڈائرکٹران اور قیمت حصص ادا شدہ کے ساتھ دیگر ذمہ داریان یا قرضہ جات جو کچھ بھی سال بھر مین ہوئے ہون دکھلائے جانا چاہیے۔ اسی طرح جس وقت کہ غیر از ممبران سے امانتین لیجاتی ہین۔ یا دیگر قسم کی ذمہ داریان عاید کیجاتی ہین تو اون کا صاف طور پر گوشوارہ مین مفصل اظہار متوقع ہوتا ہے۔ اور اکثر قواعد مین یہ لکھنا بھی مناسب ہوتا ہے کہ کوئی ممبر نیا حصہ نہ خرید سکے گا تا وقتیکہ پچھلے خرید کیے ہوے حصص کی پوری قیمت ادا نہ ہو جاوے۔ یعنی اگر حصص کی قیمت کا اقساط

مین ادا کیا جانا تجویز کیا گیا ہو تو کوئی بھی قسط باقی نہ رہی ہو جس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ ذمہ داری کا علم سب کو پورے طور پر ہوتا رہے ۔

دوم ۔ ذمہ داری غیر محدود سے مراد یہ ہے کہ حصص کی پوری نامزد شدہ قیمت کی ادائی کی ذمہ داری کے علاوہ ممبران فرداً فرداً بحصہ مساوی اپنی کل جائداد کی حد تک اپنی انجمن کے ہر معاہدہ کو پورا کرنے کے بھی پابند ہونگے اور یہ ذمہ داری انجمن امداد باہمی کی صورت مین مشترکاً و منفرداً عائد کیجاتی ہے ۔ نیز قانوناً دیوالیہ قرار دیے جانے یا یعنی لیکویڈیشن ( Liquidation ) کے وقت اگر کسی قسم کی کمی حصہ ذمہ داری مین پائی جاتی ہے تو عموماً ایسی ذمہ داری کی رقم سب ممبران پر برابر پھیلا دیجاتی ہے ۔ صوبہ اودھ ( ملک ہندوستان ) کی عدالت العالیہ جوڈیشلی سے ایک فیصلہ ممبران پر مشترکہ ذمہ داری غیر محدود عاید کرنے کی بابت ہوا ہے جو ۱۹۱۸-۱۹ء کی صوبہ کی سالانہ رپورٹ کوآپریٹیو سوسائیٹیز کے صفحہ ۱۲ مین تحریر ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہر ممبر انجمن اپنی ذات سے اپنی انجمن کے قرضون کے لیے قرض دہندون کی ادائی کا ذمہ دار ہے اور کوئی بھی ڈگری جو پنچایت کے خلاف صادر کیجائے اوسکی اجراء باختیار ڈگریدار ہے ۔ یعنی جس ممبر کے خلاف وہ چاہے جاری کرا سکتا ہے لیکن مشترکہ وغیر محدود ذمہ داری کے معنے ۱۹۱۴ء کی کمیٹی آن کوآپریشن نے اپنی رپورٹ کے صفحہ ۲۷ ۔ پیرا ۴۲ مین بجائے الفاظ محض ذمہ داری غیر محدود کے الفاظ بحصہ مساوی ( Contributory ) ذمہ داری غیر محدود سمجھنے کو بتلائے ہین اور کسی قرض دہندہ کو براہ راست فرداً فرداً وصولی کا حق نہین دیا ہے یعنی اس کے معنی یہ سمجھنا غلط ہوگا کہ ایک ہی ممبر کی کل جائداد اُس کی انجمن کے کل قرضے کے عوض مین لیجا سکتی ہے اور

جس کو انگریزی زبان مین یون ظاہر کیا ہے (By a series of per-capita levies) یعنی کل ممبران پر حسب ذمہ داری کمی پھیلا دیجائے ——

اہل جرمن نے غیر محدود ذمہ داری کے تحت مین ایک خاص قسم کی ذمہ داری اور بتلائی ہے جس کو وہ غیر محدود مساوی ذمہ داری کہتے ہین ——

{Unlimited contributary liability} یعنی جس طرح کہ معمولی غیر محدود ذمہ داری کی حالت مین قانوناً دیوالیہ ہونے پر اور تین ماہ کے گذر جانے کے بعد قرض دہندہ فرداً فرداً ممبران کی جائداد قرق کرا سکتا ہے اور ہر فرد کے اوپر اپنے نقصان کی کمی بحصہ مساوی پھیلا سکتا ہے اور اسکی حد ذمہ داری تک براہ راست وصول کرنے کی کارروائی کرا سکتا ہے۔ اسی طرح غیر محدود مساوی ذمہ داری کی حالت مین کسی خاص ممبر کے خلاف براہ راست کارروائی نہین کیجا سکتی۔

اب اس مقام پر یہ امر بحث طلب ہے کہ مذکورہ دونون صورتون مین امداد باہمی کے کاروبار کے واسطے کون صورت بہتر ہے۔ غیر محدود ذمہ داری کے طریقے مین قرض دینے والے اور انجمنون سے دیگر قسم کے کاروبار کرنے والون کو اعتبار اور اطمینان زیادہ ہوتا ہے۔ کیونکہ ہر فرد بذاتہ ذمہ دار ادائی قرض یا ذمہ داری سمجھا جاتا ہے۔ نیز کل انجمن مشترکاً ذمہ دار ہوتی ہے۔ محدود ذمہ داری کی صورت مین صرف اسی قدر مخصوص ذمہ داری عائد کیجا سکتی ہے جس قدر کہ از روئے قواعد ممبران کے ہر حصہ پر ذمہ داری کی انتہا مقرر کی گئی ہو۔ مگر ایسی انتہا کا اندازہ اکثر مشکل ہوتا ہے۔ کیونکہ بار ہائے سابقہ کے باعث ممکن ہے کہ اس مین گنجایش باقی نہ رہی ہو مثلاً اگر کسی محدود ذمہ داری کی انجمن کو کوئی ساہوکار آلات کشاورزی کی خرید کے واسطے کچھ

قرض دے جو وعدے پر ادا نہ ہو سکے اور ساہوکار عدالت مین چارہ جوئی کرے جہان ممبران کی کل جائداد کی قیمت کا تخمینہ تیار کرایا جاتا ہے تو بہت ممکن ہے کہ اس وقت جاکر ساہوکار کو یہ پتہ چلے کہ اسکی رقم قرضہ کے علاوہ دیگر رقومات قرضہ جو ممبران انجمن کو دوسرے دوسرے قرض دہندون کو ادا کرنی ہین وہ سب ملاکر جائداد کی اصلی قیمت سے بھی زائد ہین یا اگر قانون رائج الوقت کے رو سے ایسے آلات کو قرق کراکر نیلام نہ کراسکنے کا قاعدہ معلوم ہو تو ایسے ساہوکار کو روپیہ کی وصولیابی مین بڑی دقت ظاہر ہوگی یعنی ذمہ داری کا اندازہ مشکل ہوگا۔

غیر محدود ذمہ داری کی صورت مین وصولی مطالبہ کی فکر و کوشش ہر ممبر کرتا ہے جس کسی پر بقایا کا خوف ہوتا ہے اسکی نگرانی سب پر واجب ہوتی ہے تاکہ دوسرون کا بار اپنے سر پر نہ آپڑے اور ادائی مطالبات کے انتظام کی ضرورت کل جماعت پر فرداً فرداً و مشترکاً لازم ہو جاتی ہے کسی ممبر کو دوسرے پر کسی نوع کی فوقیت حاصل نہین ہوتی سب کے حقوق و ذمہ داریان برابر ہوتی ہین اور ہر ایک کو اس بات کا خوف ہوتا ہے کہ کہین اس کی کل جائداد دوسرے کی نادہندی کے باعث خطرہ مین نہ آجائے۔

ملک جرمنی کے ہر دو گروہون کا اسپر اتفاق ہے کہ ذمہ داری غیر محدود کا طریقہ امداد باہمی کے کام کے لیے مناسب ترین طریقہ ہے سنہ ۱۹۰۹ء تک جبکہ پندرہ ہزار سے زائد زرعی انجمنون کی رجسٹری وہان ہو چکی تھی ایک بھی ایسی انجمن جسکی ذمہ داری غیر محدود ہو قانوناً دیوالیہ نہین قرار دی گئی تھی۔ البتہ تین انجمنین محدود ذمہ داری کی لیکویڈیٹ ( Liquidate ) کی گئی تھین۔

مسٹر ہنری وُلف[1] کی رائے مین ذمہ داری غیر محدود کی صورت مین قیمت حصص سے زیادہ کم منافع ملنے کی بھی ترغیب بمقابلہ محدود ذمہ داری کے ہو سکتی ہے کیونکہ انجمنین کم شرح سود پر اکثر قرض لیکر سرمایہ مہیا کرتی ہین اور اپنی ذمہ داری کو غیر محدود قرار دیکر اُس کی تلافی عموماً زیادہ منافع سے کر سکتی ہین - ہندوستان مین ابتدائی انجمنون کی ذمہ داری عموماً غیر محدود رکھی گئی ہے اور خاص صورتون مین مثلاً ذخائر وغیرہ کی حالت مین محدود بھی ہوتی ہے - لیکن روپیہ کے کاروبار کرنے والے بنکون کی ذمہ داری ہمیشہ محدود رکھی جاتی ہے -

## امداد منجانب حکومت

معاونت باہمی کے کاروبار مین ابتدا سے یہ مسئلہ زیر بحث رہا ہے کہ حکومت کی امداد سے اس کاروبار کو شروع کرنا چاہیے - یا بلا امداد حکومت - اور لفظ امداد کے معنی صرف مالی معاونت ہی کے لیے گئے ہین -

ملک جرمنی کی مختصر تاریخ کے دیکھنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ۱۸۷۶ء مین کلیسٹ رٹزو (Kleist Retzow) کی اس تحریک کا کہ پرشیا (Prussia) مین حکومت کی جانب سے ایک معاونت باہمی کا بنک تین لاکھ پونڈ سے کھولا جائے حکومت کی طرف سے خیر مقدم نہین کیا گیا - اور شولز نے اپنی مدت العمر - نیز اُس کے اصولون کے پیرؤن نے بھی ہمیشہ امداد حکومت سے اختلاف کیا - لیکن ریفائیسن کے نیویڈ (Neuwied) کے اتحاد نے تقریباً ۱۸۶۷ء کے بعد ہی شاہ پرشیا کی

[1] نوٹ - انگلستان کے مشہور امداد باہمی کے کام کے ماہر فن (Henry Wolff) -

جیب خاص سے امدادی عطیہ حاصل کرلیا۔ بلکہ ۱۸۸۹ء سے حکومت کی امداد ملک جرمنی مین بہت وسیع پیمانے پر جاری ہوگئی۔ اور جیسے ہی کہ حکام گورنمنٹ کو یہ معلوم ہوا کہ معاونت باہمی کو حکومت کی عام پالیسی کا ایک جزو اعظم قرار دیا گیا تھا سب کے سب اپنی ہر طرح کی خدمات سے اس تحریک عظیم کے مؤید و معاون ہوگئے۔ حکومت سے بھی صرف مالی امداد ہی نہین دی گئی۔ بلکہ ہر طرح کی رعایات ہونے لگین چنانچہ حکومت نے ۳۱۔جولائی ۱۸۹۵ء کے قانون کے رو سے معاونت باہمی کی انجمنوں کے واسطے پرشین سنٹرل کوآپریٹیو بنک ——————— {The Prussian Central Co-operative bank} ملک مین قائم کردیا۔ پھر کیا تھا دن دونی رات چوگنی ترقی ملک مین ہونے لگی۔ اور کہا جاتا ہے کہ درمیانی طبقہ کے کاسبین (Middle Class producers) کی حالت نہار کے خیال سے بھی اس سنٹرل بنک کو قائم کیا گیا تھا۔ یہان تک کہ تقریباً ۱۹۰۵ء تک اس عام پالیسی یعنی سرکاری امداد کو فراخ حوصلگی سے جاری رکھا گیا بلکہ حکومت کی طرف سے بڑا سرمایہ بطور امانت دیا ہوا تھا۔ لیکن پھر عام رائے مین اس کے خلاف تبدیلی واقع ہوئی۔ اور یہ ظاہر کیا گیا کہ اس تحریک کا زمانہ طفولیت اب گذر چکا تھا ابتدائی مشکلات بھی بہت کچھ حل ہوگئی تھین اور کوآپریٹیو تحریک نے ملک مین اپنا قدم بھی مضبوطی سے جمالیا تھا بلکہ خود ذرایع آمدنی پر اس کو اختیار حاصل ہوگیا تھا۔ اس لیے امداد حکومت کی اتنی حاجت نہ باقی رہی تھی۔ اور خود اہل ملک نے حکومت کے ساتھ ساتھ ہر طرح کی امداد شروع کردی۔

ملک فرانس مین ابتدا مین بادشاہون نے دوٹ حاصل کرنے کے واسطے کوآپریٹیو

بنکون کو مالی امداد دینا شروع کی تھی اور آخر آخر بنک آف فرانس سے ایک مکمل معاہدہ امداد کا کرلیا گیا جس سے حکومت بھی معاونت باہمی کی تحریک کے واسطے اعتبار کا سرچشمہ ہوگئی اور اب تک ہے - ایک وقت مین اسی ہزار پونڈ بلا سودی بطور عطیہ دیا گیا تھا - بلکہ اب بھی سالانہ سو لاکھ پونڈ بلا سودی بطور قرض کاشتکاری اعتبار کے واسطے دلوایا جاتا ہے - ملک اٹلی مین شاہی فرامین کے ذریعہ سے ایک وقت مین ساٹھ لاکھ لائر سالانہ معاونت باہمی کے لیے منظور کیے گئے تھے - آسٹریا مین سنہ ۱۹۰۲ع سے طویل میعادون کے قرضے حکومت ہی کے سرمایہ سے دیے جانے لگے تھے اور اب تو بڑی امداد ہو رہی ہے - آئرلینڈ مین بھی مختلف محکمہ جات سے نقدی امداد بکثرت دی گئی - اسی طرح یورپ کی دیگر سلطنتون کی شاہانہ فیاضیون اور امداد کا ثبوت ہر سلطنت کے حالات مین ملیگا - نیز امریکہ مین ضلع کے بنکون کی دستاویزات خود حکومت خرید کرتی ہے - رہا ہندوستان - تو یہان - حیدرآباد - بھوپال - بڑودہ - جامنگر نرسنگ گڈھ - وغیرہ نے خاصی مالی امداد کو اپنی عام پالسی مین داخل کیا ہے اور انگریزی حصہ ملک مین بھی حسب ضرورت امداد دی گئی - گو عام طور پر ملکی پالیسی کا جزو نہین بنایا گیا - اس لیے یہ نتیجہ نکالنا بیجا نہ ہوگا کہ جہان کہین حقیقی طریقہ معاونت باہمی کے کاروبار کا جاری ہے وہان امداد حکومت ابتدا مین ضروری سمجھی گئی اور عرصے تک قائم رکھی گئی بلکہ یہ کہنا صحیح ہوگا کہ اگر امداد حکومت نہ ہوتی تو معاونت باہمی کی ہزارون انجمنین کاروباری حیثیت سے چلتی ہوئی دکھلائی بھی نہ دیتین بالخصوص - جرمنی - فرانس - ڈنمارک - اور آسٹریا کے امدادی کامون کو دیکھکر ہر شخص حیرت زدہ رہجاتا ہے نیز حکومت اور ملک دونون جو عام فائدے حاصل کر رہے ہین انکا جواب ہی نہین

اس کتاب میں مختلف مقامات کے حالات کو غور سے معلوم کرنے کے بعد یہ یقین ہوجائیگا کہ یورپ کی اکثر حکومتوں نے اپنی ملکی کاشتکاری اور صنعت وحرفت کی ترقی کے واسطے امداد دینا اُسی طرح اپنا فرض سمجھا تھا جیسا کہ عوام ملک نے قومی وملکی امداد کا بیڑا اُٹھایا تھا۔ اور حکومت اور ملک دونوں اب اُسکے مزے اُٹھا رہی ہیں۔ ملک ہندوستان میں بھی تقاوی کے طور پر کاشتکاری کی امداد کی گئی۔ اور رعایا امداد لینے کی عادی بھی ہوگئی اور عموماً امداد حکومت کسی نہ کسی طرح کی دی بھی گئی۔ یعنی نہ صرف روپیہ پیسہ سے بلکہ حسابات کی نگرانی اور اجرائے کار کی تعلیم سے بھی۔ کیونکہ جب تک ماہرین فن اس کے اصول نہ بتائیں گے رعایا لاعلم رہیگی اور ماہرین فن کا مہیا کرنا صرف حکومت ہی کے اختیار میں ہے۔ پھر حکومت ہی کی سرپرستی سے عوام کو کاروبار کے مرتب طریقے پر چلنے کا اعتبار بھی ہوا کرتا ہے تاوقتیکہ کوئی خاص وجہ بے اعتباری کی نہو مثلاً اُن مقامات پر کہ جہاں آئین حکومت کو استقلال نہو۔ یا حکمران کے اقوال و افعال پر رعایا کو بھروسہ نہ کرنے کے کافی وجوہ ہوں۔ اور حقیقتاً یہ منصب صرف حکومت ہی کو دنیا میں حاصل ہے کہ صدیوں کے لیے ہر خاص وعام نیز ہر فرقہ اور قوم یا پیشہ کی ہر طرح کی امداد کا انتظام کرے بلکہ رعایا کا حکومت پر یہ حق بھی ہے کہ اُس کے نفع کے جس قدر کام ہوں اُن سے حکومت ہی رعایا کو آگاہ کرتی رہے اور اُن سے فائدہ اُٹھانے کا سامان بھی مہیا کرے۔ اصولاً ہر جگہ حکومت کی نگاہ لطف کسی خاص شخص یا فرقہ کی جانب زیادہ نہیں سمجھی جاتی بلکہ حکومت کا مقصود فلاح عام ہوا کرتا ہے یعنی ہر غریب یا حاجتمند کی امداد کے واسطے حکومت کا دروازہ کھلا رہتا ہے دیکھا جاتا ہے کہ متعدد محکموں پر بلکہ جماعتوں پر سرکاری روپیہ یا ملک کی دولت

صرف کی جاتی ہے جس کی تعداد لاکھون اور کرورون سے کم نہین ہوتی اور اکثر
محکمے ایسے بھی ہوتے ہین جن سے کسی قسم کا معاوضہ یا نفع براہ راست حکومت کو بجز
تجربہ یا عام اخلاقی و تعلیمی نفع کے حاصل نہین ہوتا جس طرح کہ محکمہ جات زراعت اور
بڑی بڑی نمایشون یا بڑی بڑی یونی ورسٹیون کے قائم کرنے اور شاہی یادگارون
یا عمارات کے بنانے مین روپیہ کے صرف سے براہ راست کوئی منافع حکومت کو
حاصل نہین ہوا کرتا۔ مگر پھر بھی حکومت اقتصادی۔ تعلیمی۔ نمایشی اور اخلاقی فوائد کو مدنظر
رکھکر ان کامون پر لاکھون اور کرورون روپیہ صرف کرتی ہے ایسے ہی معاونت
باہمی کے کاروبار مین اہل ملک مین انجمنون کی قائمی اور ان پر اعتبار قائم کرانے بلکہ
ان پر تجربے کر کے ملک مین پیش کرنے کی سخت ضرورت ہوتی ہے نیز ملک کی ہر طرح
کی اقتصادی ترقی کا سامان کرنا ہوتا ہے۔ اکثر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جس کاروبار مین
حکومت امداد نہین کرتی یا امداد دیکر واپس لیتی ہے تو اسکا اثر عام رعایا پر بہت خراب
ہوتا ہے اور سرمایہ دار اپنا سرمایہ لگانے سے گھبراتے ہین۔ نیز اگر رعایا کو یہ خیال پیدا ہو
کہ اُسے ملکی آمدنی مین اپنی امداد کرانے کا حکومت سے حق ہے یا امداد دیکر حکومت کو
اسے واپس لینا حقیقتاً شان حکومت کے خلاف ہے۔ بلکہ رعایا کے لیے باعث
دلشکنی و ملال۔ تو ایسے خیالات بھی کچھ بیجا نہ ہونگے۔ کیونکہ بادشاہ انعام دیکر پھر واپس
نہین لیا کرتے اور حکومت کو واپس لیتے دیکھکر دوسرے امانت والے بھی واپسی پر اصرار
کرین گے جس سے ملکی تحریکات کی موت کا پورا سامان مہیا ہو جائیگا اور حکومت
کی وقعت مین کمی ہوگی نیز عام طور پر ابتدا مین کل ملکی تحریکات اکثر بغیر امداد حکومت
کے کامیابی سے نہ چلتی ہوئی پائی جاتی ہین اور دیکھا جاتا ہے کہ جب تک ایسی امداد

نہ ہو کہ جس سے ابتدا مین ہر طرح کی دقتین بآسانی حل ہو سکین بڑی بڑی مشکلات کا
سامنا پڑتا ہے پھر اصول حکمرانی کے خیال سے بھی عام طور پر حکومت کی طرف سے یہ
خیال مستقل طور پر قائم نہ ہونے دینا چاہیے کہ حکومت کو صرف امداد یا ہی کے کاروبار
پر روپیہ کسی طرح ملک مین خرچ کرنا نہین آتا ہے بلکہ ملکی چندون سے اس کام کے
نکالے جانے کی عام پالیسی ہے اور ایسے معتبر اور پائدار ملکی کام مین جائز امداد دینا بھی
حکومت روا نہین رکھتی حالانکہ یہ وہ کام ہے کہ جس مین ہر فرد اپنی آمدنی کا کچھ نہ کچھ جزو
سلطنت کے ٹیکس یا مالگزاری یا لگان کی صورت مین ملکی یا شاہی خزانۂ عامرہ کے واسطے
ضرور ادا کرتا ہے اور عموماً ملکی دولت اور حکومت کی آمدنی مین اضافہ کا اصلی ذریعہ
بھی ہوتا ہے۔ تب کوئی وجہ نہین ہے کہ دیگر شعبہ جات حکومت کے مقابلہ مین اس
محکمہ پر کیون نہ دل کھولکر خرچ کیا جاوے اور کیون نہ ملک کی دولت سے خود اہل ملک
کو امداد دیجائے۔ اگر یہ سوال ہو کہ کیا کاشتکار اجیر اور تاجر اپنا اپنا ملکی فرض ملک کی
دولت و حکومت کی افزونی و آمدنی مین پورا نہین کرتے؟ تو اس کا سچا جواب
صرف یہی ہو سکتا ہے کہ کاشتکارون اجیرون اور دستکارون ہی سے حکومت
حکومت کہلاتی ہے اور ان ہی کی محنت سے بہت کچھ محاصل سرکاری حاصل ہوتے
ہین۔ اگر ان ہی کی امداد اور ان ہی کی تکالیف کے رفع کرنے مین ان ہی کے پیدا
کیے ہوے محاصل صرف ہون تو اس سے بہتر استعمال ملک کے محاصل کا کیا ہو سکتا
ہے بلکہ یہ کہنا بھی بیجا نہ ہوگا کہ ان ہی کا روپیہ ہے اور ان کو اسے اپنے اوپر صرف
کرانے کا قطعی حق ہے۔ مبارک ہے وہ حکومت جو آج کل کی انتراکیت اور اجیرون
کے حقوق طلبی کے زمانے مین پیش بینی اور احتیاط کو مدنظر رکھکر اپنی نمایشی عمارتونکی

خوشنمائی کو رعایا اور ملک کی بہبودی پر ترجیح نہین دیتی - اور حقیقتاً ملک اور قوم کو
جایز حقوق و امداد دیکر انھین ممنون بنانے کی کوشان ہے - بالخصوص جن مقامات
پر کاشتکار اور غریب دستکار کی امداد کے لیے سرمایہ پبلک کی جانب سے کافی
طور پر مہیا نہ ہوسکے یا کافی طور پر مہیا ہوتے کا سامان نہو تو وہان خزانۂ شاہی سے
ہر قسم کی مالی امداد دی جانا یا رعایا کی ضمانت کرکے اُس کا اعتبار سرمایہ دارون کی
نگاہون مین قائم کرانا حکومت کی طرف سے نہ صرف حقیقی اور سچی ہمدردی کہلائیگی
بلکہ حکومت کا فرض بھی ہوگا - یہ ضرور ہے کہ محنت اور مزدوری کے عادی افراد رعایا
کو خیرات یا مفت روپیہ دینا اُن کی اخلاقی حالت کو خراب کرنا ہوگا لیکن مقامی
شرح بازار کے لحاظ سے کم شرح سود پر روپیہ یا اعتبار دلوانا قطعی خیر جاری کا حکم رکھیگا
اور حکومت کا دنیاوی فرض بھی ادا ہوگا - ہان اگر رعایا خود اپنی مدد کے لیے تیار ہوجائے
اور امداد حکومت کو پسند نہ کرے اور اُس مین خود اپنی مدد کا مکمل سامان یا قابلیت
موجود ہو تو مداخلت کی ہرگز حاجت نہین ہے - بے شک اگر پھر بھی عوام الناس کے
حقوق کی حفاظت کے خیال سے ذمہ داریون کی جانچ اور عمدگی کاروبار کی نگرانی
حکومت اپنے ذمے لے تو زیادتی اعتبار کے اصول سے رعایا کو بھی ایک حد تک عذر
نہ ہونا چاہیے مگر مصلحت ملکی کے سبب یا رعایا کے اندوختہ کو باہر لانے کے لیے حکومت
کا اُس کی امداد کرنا سخت بے رحمی بلکہ سیاسی بداندیشی کہلائیگی - عام طور پر جس وقت
تک کہ رعایا کے ہاتھ مین مکمل آزادی کے ساتھ خود عنان حکومت نہو رعایا سے اس
بات کی حکومت کو خواہش کرنا کہ وہ اپنی محنت سے کمائی ہوئی دولت کو عمال حکومت
کے ہاتھ مین چھوڑ دے یا بڑے بڑے صوبون اور ملک کی عام ضروریات کے واسطے

روپیہ یا سامان مہیا کرے فی الواقع حکومت کی جانب سے ایک بڑی بے انصافی
کہلائیگی اور رعایا کی یقینی بددلی کا سبب۔ اور ایسی امداد کے نہ کرنے سے حکومت
کے مالیہ مین بھی آیندہ چلکر نقصان کا پورا اندیشہ ہے۔ حقیقتاً حکومت کو اسکا
کیا استحقاق ہے کہ اس کے کاشتکار یا محنتیون کی مالی امداد دیگر اہل ملک کرین اور
حکومت محض دور سے بیٹھکر اس کھیل کا تماشا دیکھے۔ بیشک حکومت سے یہ توقع
کرنا کہ اس تحریک کا زمانہ طفولیت گذرنے کے بعد بھی امداد کا چمچہ موذہ مین لگا کر رعایا
کی شکم پری کرتی رہے۔ رعایا کی جانب سے بھی بیجا ہی کہی جائیگی۔ لیکن ایک
سمجھدار سچے ہمدرد اور خیر طلب والدین کی طرح رعایا کی ضرورتون کی عام نگرانی
یا ضمانت کرنا یا ترقی اور مسابقت کے میدان مین ہمت افزائی کے واسطے ہر طریقہ
کی جائز اور مالی امداد دینا معاونت باہمی کے کاروبار پر کوئی خراب اثر نہین ڈال سکتا
چنانچہ اس مقام پر مسٹر ہنری ولف (Mr Henry Wolff) کی رائے
کی طرف اشارہ کرنا بھی مناسب ہے۔ اُن کا قول ہے کہ "اگر اعلیٰ ترین منتظم معاونت
باہمی کے کاروبار سے بخوبی واقفکار ہون اور کافی ہمدردی بھی رکھتے ہون تو نقد
روپیہ سے اس تحریک کی کم شرح سود پر مالی امداد کردینے مین کسی وقت ہرج نہین
ہے مگر نرخ بازار کے مطابق اگر شرح سود پر مالی امداد دیجائے تو گونہ بہتر ہے تاکہ انجمنہائے
معاونت باہمی کے ممبران کو بھی محسوس ہوتا رہے کہ اُن کے ساتھ کوئی خاص رعایت
مقصود نہین ہے بلکہ اُن کو کاروبار سکھانا اور کاروباری بنانا مقصود اصلی ہے"
پھر جس حکومت کی جانب سے معاونت باہمی کے کاروبار مین علاوہ مالی امداد کے
رعایا کی اقتصادی اور تعلیمی ترقی نیز حسابی تنقیح یا کاغذات حیثیت کی نگرانی یا استعمال

قرضہ کی جانچ وغیرہ کا انتظام بھی ہوگا تو ایسی امداد کو موجب زیادتی اعتبار سمجھا جائیگا
کیونکہ اسی سے یہ پتہ چلیگا کہ محض نمایشی یا فرضی اور کاغذی کارروائی نہین کیجاتی
ہے بلکہ ہمدردی سے ملک کی اصلی ترقی مدنظر ہے۔ کسی نے مثال کے طور پر خوب
کہا ہے کہ بنکون اور شاہی خزانون سے ان کی امداد اس طرح ہونا چاہیے جس طرح
مردہ بادل یعنی اسپنج کو پانی مین ڈبو کر رکھدیا جاتا ہے جس سے کہ وقت ضرورت
دبا کر پانی لیا جاسکے ورنہ اسپنج اوسے سوکے رکھے۔ یعنی وقت ضرورت مالی امداد کی
کسی طرح کمی نہو۔ بیشک وہ ملک نہایت بدقسمت کہلائیگا اور بالآخر وہ حکومت بھی
بدبخت سمجھی جائیگی جہان کہ معاونت باہمی کے کاروبار پر بازار مقامی اور بنکہاے
سرمایہ شراکت کو اعتبار تو ہو۔ مگر حکومت اُن کے اعتبار یا ضمانت وغیرہ کے ذریعہ سے
اُن کی مالی امداد نہ کرے۔ آجکل کے آئین حکومت کے تحت مین ہر جگہ علاوہ دیگر ملکی
سرمایون کے کورٹ آف وارڈس۔ ڈسٹرکٹ بورڈ۔ مینوسپل بورڈ اور حفظان صحت
کی آمدنیان حکومت کے ہاتھ مین رہتی ہین اور اکثر کم شرح سود پر بنکہاے سرمایہ شرکت
مین رکھدیجاتی ہین۔ اُنھین کو اگر انجمنہاے معاونت باہمی کے لیے دیا جایا کرے تو
جانبین کو بڑے نفع کی امید ہوسکتی ہے۔ بعض ناعاقبت اندیش اور دشمنان ملک
جس طرح اکثر حکومتون کو عام تعلیم کے رواج کے متعلق یہ کہکر دھوکے مین ڈالتے ہین کہ
تعلیم پر صرف کرنے سے ایک غیر مطمئن تعلیم یافتہ گروہ ملک مین پیدا ہوتا ہے جو حکومت
کے خلاف تحریکات پھیلا کر ملک مین بدامنی کا باعث ہوتا ہے۔ اُسی طرح معاونت باہمی
کے خلاف یہ کہکر کہ اس سے کسی قسم کی آمدنی نہین ہوتی ہے یا خزانۂ شاہی پر اس کا ایک
قسم کا منفعت بار ہوتا ہے۔ یا اس کے شرکا بھی سیاسی معاملات مین حصہ لیکر ملک ادر

حکومت کے بدخواہ بن جاتے ہین۔ دھوکے دیتے ہین اور ممکن ہے کہ ایسے اعتراض یا خیالات کسی تعلیم یافتہ اور آئینی حکومت کے افراد دومنٹ کے لیے بھی سننے کو تیار نہ ہون پھر بھی نادان رئیس اور ناواقف کوتاہ نظر اعلےٰ افسران حکومت لیسے خیالات سے مرغوب ہوجاسکتے ہین۔ اس لیے اعتراض کرنے والون اور ان کے سننے والون کو معاونت باہمی کی موجودہ تاریخ دنیا نیز اس کے پھیلاؤ کو جو کل دنیا مین ایک جال کی طرح بچھا ہوا ہے اور بچھتا چلا جارہا ہے نظر غائر سے دیکھنا چاہیے اور سبق لینا چاہیے۔ حقیقتاً یہی ایک ایسا منفعت کاروبار ہے جس سے ملک کے ملک غریب سے اگر امیر نہین تو مرفہ الحال ضرور ہوگئے ہین۔ اور اُن کی ترقی بھی دیرپا ثابت ہورہی ہے اور بے شک اگر بعد ختم تعلیم مدرسہ حکومت سے انجمنہائے معاونت کے ذریعون سے تعلیم یافتہ دماغون کی مالی امداد ہوکر افزایشی کامون مین انھین لگا دیا جائے تو بڑے بڑے نفع ملک کو حاصل ہون۔ یہ بھی ضرور ہے کہ جہان امداد سرکاری ہو وہان آدھا تیتر آدھا بٹیر نہ کرانا چاہیے بلکہ ہرقسم کی رعایات ترجیح اور سرسری اختیارات وصول جیسے کہ ملک آسٹریا وغیرہ مین یا خطابات اور انعامات جیسے کہ ہندوستان مین دیے گئے ان کو رواج دیا جائے اور ہر محکمہ کو اس کی ہدایت ہو کہ محکمۂ معاونت باہمی کے افسر اعلےٰ کی تحریکات یا تجویزات کو بغور سمجھکر غیر ہمدردانہ نگاہ سے نہ دیکھا جائے بلکہ حتی الوسع منظور کیا جایا کرے یہان تک کہ اگر مقدمات دیوانی یا فوجداری مین بھی رعایت یا چشم نمائی کی ضرورت ہو تو محکمہ کے افسر اعلےٰ کی تحریک پر اس سے بھی دریغ نہ کیا جائے جس سب کا نتیجہ تھوڑے ہی عرصہ مین یہ ہوگا کہ محکمہ اور اس کے کاروبار کا اثر ملک مین پورے طور پر قائم ہوجائیگا اور عام معاملات مین خودبخود آسانی پیدا

ہوئی چلی جائیگی اور رعایا کے ایسے نفع عین حکومت کے نفع ہو جائینگے جن سے ملک مین ہر قسم کی تجارت وصنعت وحرفت کو ترقی ہوگی - بلکہ چند ہی سال کے بعد رعایا خود اُن رعایات اور آسائیون کی وایسی ہی کی درخواست کریگی - دیکھا جاتا ہے کہ عموماً حکومتین بھی اپنے اعلےٰ افسر محکمہ کو اُسوقت مقرر کرتی ہین جبکہ اُنکے تجربے اور قابلیت کا اندازہ کرلیتی ہین اور یقیناً ہر فن سمجھکر اُنکی رای اور عہدہ کی وقعت کا انتظام اپنا فرض سمجھتی ہین تب کوئی وجہ نہین ہے کہ اُسکے عاملانہ صیغہ کے احکامات کی تعمیل کرادینے مین نقصان ملکی کی گنجایش ہو -

تجربہ اور عمل یہی بتلاتا ہے کہ جہان روپیہ سے امداد دیجاے مگر دیگر انواع کی امداد اصول کوآپریشن کے خلاف خیال کیجائے تو کاروبار خوبی سے نہین چل سکتا کیونکہ ایسی کوئی اسکیم یا کارروائی جس مین دورخی پالیسی برتی جائے کبھی کامیابی سے نہین چل سکتی نیز حکومتون کی پارٹی بندیون کے اثر سے بھی اس تحریک کو محفوظ رکھنا چاہیے اور چونکہ عام ملکی بہبودی اس کا مقصود ہے لہذا خود حکمران کو حتی الامکان اس تحریک کو اپنے ہاتھ مین رکھنے کی کوشش کرنا چاہیے - کیونکہ اس تحریک مین ملک کی اقتصادی و مالی ترقی کی بے حد گنجایش ہے اب یہ کہنا کہ سرکاری مالی امداد سے حکومت ہی کا یہ کام بھی کہلائیگا صحیح نہین ہوگا کیونکہ ہر جگہ چاہے امداد حکومت سے ہو یا پبلک کے سرمایہ سے ہندوستان نیز یورپ مین معاونت باہمی کے کاروبار کو ابتدا مین ہمیشہ حکومت کا کام سمجھا گیا - جہان کہین بھی کسی کام مین کلکٹر ضلع یا کسی حاکم کا قدم درمیان مین آگیا ہے رعایا نے باوجود خلاف یقین دلانے کے ہمیشہ ایسے کام کو سرکاری ہی کام سمجھا ہے راقم الحروف کا ذاتی تجربہ کم از کم ہندوستان مین ہر صوبے کی انجمنون کے ممبران یا نمایندان سے گفتگو کرنے کے بعد یہی ہوا ہے کہ مروت مین آکر یا سکھلانے سے

لوگون نے یہ ضرور کہا ہے کہ یہ کام سرکاری نہین ہے۔ مگر دل سے وہ اسکے خلاف ہی سمجھتے رہے ہین اور اگر ابتدا مین مقامی حصہ داران کار دیسی بھی کلیتاً ہوا ہے تب بھی سب نے سرکاری کام سمجھا ہے اور حکام سرکاری کی خوشنودی مزاج۔ اور خطابات حاصل کرنے کی خواہش ہی نے ڈائرکٹران مہیا کیے ہین اور رعایا بھی ہمیشہ ابتدا مین سرکاری کام سمجھکر تعمیل حکم مین انجمنین وغیرہ بناتی رہی ہے پھر عمال سرکاری کی نگرانی اور جانچ کے بغیر کبھی عام حصہ داران کو تسکین نہین ہوتی کیونکہ ہر ایک حصہ دار انمین سے جانچ اور تنقیح کی پوری قابلیت نہ رکھنے کے ماسوا کافی وقت بھی اس کے کامون مین نہین صرف کر سکتا۔ اس لیے لوگ محکمہ سرکاری کی ہر قسم کی امداد کو بیشتر اچھا سمجھتے ہین۔ اور جب کبھی روپیہ کی حاجت ہو جاتی ہے تو حکومت سے بھی بالآخر مالی امداد کی خواہش کرتے ہین اور اس وقت کسی نہ کسی قسم کی مداخلت عمال سرکاری کی ضرور ہو جاتی ہے اور غیر سرکاری کام کو بھی سرکاری کام کے سمجھنے پر لوگ مجبور ہو جاتے ہین اور حقیقتاً ایسا سمجھنے سے کوئی بڑا نقصان بھی نہین ہے۔

حکومت کی مالی امداد کی بحث مین منجانب حکومت ایک کل حکومت کے مرکزی بنک قائم کرانے کا مسئلہ بھی قابل غور ہے لیکن کہا جاتا ہے کہ معاونت باہمی کی تحریک کے اصل مقصد سے یہ خیال بالکل ہی مغایر ہے کیونکہ معاونت باہمی کا مقصد عام سے خاص کی طرف رجوع کرنا اور زینہ بزینہ جمہوری اصولون پر کوآپریٹیو عمارت کو بنانا ہے نہ کہ ایک مرکز خاص سے کام کا پھیلاؤ کر کے عام کرنا پھر ایک بڑے حکومت کے بنک پر بھروسہ کرنے سے اور اس کی شاخین پھیلانے سے جس مین کہ حکومت کا اختیار بالکل ناگزیر ہو حقیقتاً حکومت کو اصلی مہاجن بنا دینا ہوگا اور اس مین جمہوریت کا وجود

نہ ہوگا نہ ایسا سنک ملکی بنک کہلائیگا نیز ایک مرکزی حکومت کے بنک کے متعلق ممکن ہے کہ عوام کا یہ خیال ہو جائے کہ حکومت خود نفع اُٹھانے کے واسطے ایسے کاروبار کو رعایا کے ساتھ کرتی ہے یہان تک کہ ایک ماہر فن کا قول ہے کہ معاونت باہمی کی تحریک کو کسی خاص قسم کے قرضہ یا کسی مخصوص کاروبار یا تنہا ایک ماہر فن اور شخصیت کے لیے نہ ہونا چاہیے نہ کسی خاص شخصیت کے قابو مین آجانے کا پہلو اس مین نکلنا چاہیے بلکہ ہر شخص معاونت باہمی کی تحریک عظیم مین حصہ لینے کا حقدار ہے جو حکومت کے مرکزی بنک کے اصول کاروبار کے بالکل مختلف ہے۔کیونکہ اُسکی پالیسی کی نگرانی ایک اعلےٰ افسر یا خاص گروہ کے اختیار مین دینا لازمی ہے اور شخصی حکومت کے ہو جانے سے کسی نہ کسی وقت اس تحریک کی موت بھی لازمی ہے۔پھر جبکہ کوآپریٹیو تحریک کا اصلی اصول مقامی سرمایہ کا مہیا کرنا اور مقامی ہر طرح کی ترقی کا سامان مہیا کرنا ہے تو ایک مرکزی حکومت کے بنک سے ایسا مقصد کسی طرح حاصل نہ ہوگا کیونکہ مقامی سنٹرل بنکون اور مذکورہ مرکزی بنک مین ہمیشہ مختلف قسم کی جنگ و کھلائی پڑتی رہے گی اور نہ صرف امانت دارون کو چپقلش ہوگی بلکہ مقابلہ مین نقصان ملکی ہے۔

یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ جب حکومت کی جانب سے ہر طرح کی مالی وغیر مالی امداد ہوگی تو مداخلت عمال حکومت بھی لازمی طور پر بڑھتی جائیگی جس کے نتیجے مین خود ممبران انجمہائے معاونت باہمی کو اُن کے انتظامات کی سختی وگرمی بھی اُٹھانا پڑے گی اور اس طرح اپنی بے اعتباری زیادہ محسوس ہوتی رہیگی۔غرضکہ حکومت کی ہمدردی سے ہر قسم کے نقائص رفع ہو سکتے ہین۔مگر شروع شروع مین تو جہ نا واقفیت کاروبار

اور کمی تعلیم وغیرہ کے حکومت کی کسی قسم کی مداخلت بھی رعایا کو مداخلت غیر معلوم ہوتی بلکہ باعث تعلیم - واقفیت اور اعتبار کا م ہوتی ہے - یہ ضرور ہے کہ سمجھدار اور تعلیم یافتہ نیز معتبر کارکنون کے کامون مین زیادہ مداخلت یا بیجا وبکثرت نکتہ چینی برے نتایج پیدا کرسکتی ہے اور ایسی ہی مداخلت سے کام کے بگڑنے کا اندیشہ ہوتا ہے یا غیر ہمدرد حکومت سے بے اعتدالی کے سبب بد دلی ممکن ہے - لیکن یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ اس قسم کی غلط مداخلت سے عمال حکومت کامیاب نہین ہوتے -

حکومت کی امداد کا بہترین ثبوت اور اوس کے اعلے فوائد ڈنمارک - فرانس اور جرمنی کی تاریخ سے معلوم ہوسکتے ہین اور ہر مقام کی تاریخ سے یہی سبق حاصل ہوتا ہے کہ ضروری اور جایز امداد مالی حکومت کا فرض ہے - لیکن خود حکومت کو اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ جس وقت لوگون مین خود اپنی امداد کی قوت پیدا ہوجائے اُن کو اُن کے پیرون پر کھڑے ہونے کی اجازت دے - اور اوس مالیہ ملکی سے جو امداوی انجمنون کو دیا گیا تھا اون کو دوسرے مفید اور افزایشی کامون مین لگائے کیونکہ معاونت باہمی کی تحریک کو حکومت کی امداد کا تنہا حق نہین ہے - اگر معاونت باہمی سے اعلیٰ تر یا ضروری کوئی دوسری تجویز یا تحریک ملک کی بہبودی کے واسطے موجود ہو تو اوس کا حق مقدم سمجھا جائیگا اور حقیقتاً امداد حکومت کی قسمین بھی مختلف ہوسکتی ہین اور ہر مقام کی کیفیات اور امراض دوسرے مقامات سے جدا ہوتے ہین اسی طرح صلاح و علاج بھی مختلف ہونا چاہیے اور ہر جگہ کے مخصوص حالات کے اعتبار کاروبار کی ترکیب مرتب ہونا چاہیے -

دوسری طرف جب حکومت کی امداد کے نقائص پر بحث کیجائیگی تو معلوم ہوگا

کہ عمال کی بے دردی سے غیر مستحقین کو مستحقین پر ترجیح دیجاتی ہے یا تجدید قرضہ وغیرہ رعایت ورشوت کے صلہ مین ہو سکتی ہے جس سے واپسی قرضہ مین وقت ہوتی ہے اور انجمنین توڑنا پڑتی ہین لیکن ایسے نقائص پبلک کے روپیہ مین بھی پیدا ہو سکتے ہین اور شخصی اقتدار کے مٹانے سے مٹ سکتے ہین بلکہ یہ ایسے اعتراضات نہین ہین کہ جن کا علاج مشکل ہو۔ ایک معتبر اور منتظم کمیٹی اس کے واسطے مقرر ہو سکتی ہے جس کا یہ فرض ہو کہ امداد حکومت کی صورت مین ہمیشہ قرض کے ملتے رہنے یا صرف سود کو ادا کرتے رہنے کے سے خیالات کو پیدا نہ ہونے دے اور جو سرمایہ کہ حکومتین معاونت باہمی کے کاروبار کے واسطے علیحدہ کردین اُسے حتی الامکان بیکار نہ رہنے دے کیونکہ جس وقت تک ایسی رقوم بیکار رہتی ہین حکومت کو اُن کے بیکار پڑے رہنے کا خلجان رہتا ہے اور نہ زبردستی بلکہ حکماً انجمنون کے بنانے کے واسطے مجبور کیا جاتا ہے جس سے امداد مالی بھی پانی کی طرح نالیون مین بہائی جاتی ہے اور ہر قدم پر حصہ رسدی تقسیم ہو جانے کا اغلب اندیشہ رہتا ہے۔ نیز کام کا بار ذمہ دار شخص کی گردن پر ضرورت اور تحمل سے زائد ہو جاتا ہے۔ حالانکہ اُسکی حسب خواہش بلکہ حسب ضرورت آسانیان نہین بہم پہونچائی جاتی ہین۔

معاونت باہمی کی انجمنون کا صحیح اصولون پر قائم کرنا کوئی آسان کام نہین ہے۔ عرصے تک تعلیم و کوشش کے بعد بھی اگر ایک بھی انجمن قائم ہو جائے تو بڑی بات ہے کیونکہ ان کا بنانا کسی درزی کے یہان ایک کوٹ یا پائجامہ کا تیار کرانا یا بیرکی (؟) اسباب دیگر جوتے کا بنوانا نہین ہوتا۔ مگر پھر بھی حکومتین اور ناواقف کار لوگ اکثر ایسا ہی سمجھتے ہین۔ اسی طرح وصولیابی مین بھی حکومت کی سخت بازپرس و خلت

کاروبار معاونت باہمی کو اچھی طرح نہین چلنے دیتی اور اگر وصولیابی کو حکومت کے
محکمہ مال کے متعلق کیا گیا تو زبردستی اور رشوت ستانی کے مواقع کے ساتھ ساتھ
اصول کوآپریشن کی غیر پابندی بھی تھوڑے ہی دنون مین نمایان ہوجاتی ہے اور
حکامان سرکاری کی بیجا و بیجا مداخلت اور سردی و گرمی اُٹھانے کے لیے رعایا پھر
اپنے کو مجبور ہی پاتی ہے - جیسا کہ ہر امدادی کام مین اس کا ثبوت عموماً آسانی سے
مل سکتا ہے - مثلاً مدارس کا نگران یا زراعت کا ڈائرکٹر یا ملکی حفاظت کے پردے مین
پولیس یا فوج کا سپاہی یا تحصیل کا پیادہ - اب بھی سختی قواعد اور اصولون کی جکڑبندی مین
ایک مصیبت کی شکل کا دیو ہی بنکر مسلط ہوتے نظر آتا ہے اور نتیجہ مین یہ کہنا پڑتا ہے
کہ اگر اعلیٰ افسر محکمہ معاونت باہمی کو عمالان محکمہ مال پر جن کے ذریعے سے وصولیابی
تقسیم کرائی جاتی ہو پورے اختیارات سزا و جرمانہ ہون تو اُس سے خرابی تقسیم یا کمی
وصولیابی وغیرہ کی بازپرس بھی نہایت بے انصافی و آئینی غلطی ہوگی - ایسے ہی اگر اعلیٰ
افسر محکمہ بخوبی معاونت باہمی کے مختلف طریقون اور اُس کے علم و ادب سے پورا واقف کار
نہین ہے اور مقامی حالات سے لاعلم ہے اور قواعد حکومت یا رعایت کے سبب
اوس کا تقرر ہونا ضروری ہوتا ہے تو حکومت کی نگرانی اور تنقیح بھی نمایشی و برائے نام
ہوتی ہے اور عمال محکمہ بھی ظاہری فرائض ادا کرتے ہوئے پائے جاتے ہین تجربہ
تو یہ بتلاتا ہے کہ ہر عامل محکمہ مال کے ذرا سے بھی خلاف ہوجانے پر مقامی کاروبار
کی موت آسانی سے ممکن ہوتی ہے - بلکہ اکثر ناواقف لوگون کے کہنے سننے یا بیجا
اعتراضات کا بھی اثر لیا جاتا ہے بعض اوقات بلا وساطت افسر محکمہ خفیہ پولیس یا
معمولی پولیس کو مداخلت کا موقع دیا جاتا ہے جو اپنی کارگزاری دکھلانے یا اپنے

وجود کو ضروری ظاہر کرنے کے لیے سخت سے سخت نقصان پہونچانے بلکہ جھوٹے سے جھوٹے معاملہ کو صحیح کر دکھانے کے لیے ہر طرح تیار رہتے ہین - یہ ضرور ہے کہ اس طرح کی کارروائی حکومت اپنے روپیہ وغیرہ کی حفاظت کے واسطے کرتی ہے - مگر اس کے نقصانات فوائد سے کہین بڑھے ہوئے ہین اور حفاظت کے دیگر بہت بہتر طریقے خود معاونت باہمی کے اصولون کے ساتھ عمل مین لائے جاسکتے ہین - کیونکہ معاونت باہمی ایک پنچایتی کاروبار ہے اور پنچایت ہی سے اس کے تمام جھگڑون اور قصون کو طے کرایا جاسکتا ہے - محکمۂ پولیس جو محض مقامی امن کے واسطے وضع ہوا ہے اس سے ایسے کام لینا سخت ترین آئینی غلطی و ناتجربہ کاری ہے - ذیل مین چند دیگر نقائص امداد حکومت کے متعلق تحریر کیے جاتے ہین اور ان کا علاج بھی - مگر حقیقتاً یہ نقایص یورپ کے عام تجربون سے اخذ کیے گئے ہین اور بہت ممکن ہے کہ اختلاف حالات کے سبب ہندوستان کے لیے صحیح نہون -

۱ - بنکون کو روپیہ کے لین دین مین پوری آسانیان - احتیاط - اور برموقع امداد برتنے کی اجازت کم ہوتی ہے - اسکا علاج عموماً جگہ بہ جگہ حصہ داری کی بنا پر بنکون کا کھلوا دینا ہوتا ہے -

۲ - اپنے ہی پیرون پر کھڑی ہونے والی ابتدائی انجمنین اور از خود ترغیب و تحریص سے بن جانے والی سوسائٹیان اکثر کرکے نہین بن پاتی ہین - اور تا وقتیکہ بلا معاوضہ اور محض رفاہ عام کے خیال سے لوگ کامون کے کرنے کے لیے نہ آمادہ ہوجاوین ایسے نقائص نہین دفع ہوسکتے -

۳ - قرض کی سوسائٹیون کی پوری زندگی سنٹرل بنکون وغیرہ کی غلامی مین گذرتی

ہے اور اون کا تمام ذاتی سرمایہ ایسے بنکون کے ہاتھ مین رہتا ہے۔ اس نقص کے دفع کرنے کے لیے ایک زمانہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور جب تک کہ انجمنون کے پرونوٹون یا اون کی ضمانتون کا پورا اعتبار عام طور پر نہ ہو جاوے اونکی آزادی مشکل ہے۔

۴ - اکثر کم سود پر یا بلا سودی امداد دیدی جاتی ہے۔ یا بلا سمجھے بوجھے حکماً انجمنین بنوا دیجاتی ہین۔ ایسا مرض بہت مشکل سے جاتا ہے اور اوس وقت تک لاعلاج ہے جب تک کہ یونین اور ذمہ داری کے یونین خاص طور پر قائم نہون۔

۵ - انجمنین بھی قرض کے حاصل کرنے کو اپنا حق سمجھنے لگتی ہین بلکہ اپنی اقتصادی زندگی کا ایک جزو لاینفک۔ اور کچھ حد تک اون کا یہ خیال جایز بھی ہوتا ہے کیونکہ دوسرون سے چھوڑاکر اون کو کاروبار کرنے کو تبلایا جاتا ہے۔ لیکن یہ نقص جلد ہی تعلیم وغیرہ سے رفع ہو سکتا ہے۔

۶ - حکومت کا ہر افسر بلکہ ہر ملازم اپنے آپ کو کوآپریٹو سوسائٹیز کا حاکم سمجھنے لگتا ہے۔ اور جن کا کسی قسم کا بھی خاص تعلق ہوتا ہے وہ تو خدائی فوجدار بننے کی کوشش کرتے ہین بلکہ ہر ممبر انجمن کو اپنا غلام جانتے ہین۔ گویا ممبران کی تقدیر اونکے ہاتھ مین ہو جاتی ہے۔ اور اون کا بنانا اور بگاڑنا سب اونھین کے اختیار کی چیز ہے۔ ایسی صورتون کا سچا علاج۔ ذمہ داری کے یونین۔ بلا معاوضہ کارکن اور پبلک کا ہمدردی سے دلچسپی لینا ہے۔ نیز حکومت کی جانب سے کارکنون کی ہمت افزائی اور اعلےٰ افسر محکمہ کی قدر اور اوس کی ذات پر بھروسہ کرنا ہے اور اگر غیر ہمدردون یا ترچھی نگاہ سے دیکھنے والون کی ہمت افزائی بھی نہ کی جاوے تو سبحان اللہ۔

۷ - حکامان حکومت کے رشک وحسد اور آپس کی چالون یا سازشون کے شکار کا اس مین زیادہ موقع ہے - کیونکہ روپیہ کا کثیر کاروبار ہوتا ہے - اور ہر قسم کی شکایت کا موقع مل سکتا ہے عام اس سے کہ صحیح ہون یا غلط اور اصولی ہون یا غیر اصولی محض ذمہ داری کے یونین اور سمجھکر حالات کے متعلق کامون کی انجام دہی اور کوئی دوسرا علاج اس کا نہین ہے -

۸ - اکثر بے پروا عمالون کی خوشامد اور امداد کی نوبت آجاتی ہے - یا غیر ہمدرد - بدمزاج اور خوشی سے کوآپریٹیو کاروبار کو نہ کرنے والے بلکہ بے علمی کے باعث نہ سمجھنے والے حکامون یا عمالون کے سپرد اس کی نگرانی یا عام کاروبار کو کردیا جاتا ہے لیکن ایسے نقائص حاکم وقت کی ہمدردی اور اعلے افسر محکمہ کی بات کی وقعت کرنے سے رفع ہوسکتے ہین -

۹ - رشوت ستانی اور رعایت وغیرہ کے نقائص چاہے روپیہ کے دینے یا وصولی کے متعلق جب کبھی دکھائی دین - اون کا علاج مشکل ہے - اور امداد حکومت ہی پر موقوف نہین ہین - لیکن ذمہ داری کے یونین اور ہمدردان ملک کی کارکنی سے بہت کچھ رفع ہوسکتے ہین - نیز حکومت کی سخت نگاہ سے کچھ انسداد ہوسکتا ہے -

## یورپ

فی زمانا یورپ کے صنعتی - علمی - اور اقتصادی انقلاب نے کل دنیا کو چکا چوندھ مین ڈالدیا ہے - زراعت کو چھوڑ کر کارخانجات مین جوق جوق خلقت ہی چلی گئی ہے - سرمایہ دارون کے مشترک سرمایہ کے ساتھ کام کرنے کا سلسلہ نکال کر

[illegible]



صف اول نشستہ—بابو ایشور سہاے—پنڈت شیام بہاری مصر—آر اوکڈن اسکویر—بابو متھرا پرشاد مہروترا—مولوی فصیح الدین—

صف دوم—ٹھاکر سادھو سنگھ—ریورنڈ احمد شاہ—بابو امبا پرشاد—محمد اظہر علی

بڑے بڑے کاروبار جاری کر دیے گئے ہین۔ دستکاری کے بجائے کلون کو ایجاد کر کے دنیاوی حکومت کو گویا اپنے ہاتھ مین کر لیا گیا ہے اور خیال کیا جاتا ہے کہ ایسے تاجر شاہزادون کی حکومت کا زمانہ آگیا ہے جو سلطنتون کے مٹانے اور بنانے پر پورا اقتدار رکھتے ہین۔ اگر وہ روپیہ نہ دین تو جنگ نہین ہو سکتی۔ ملک گیری کا سامان نہین ہو سکتا۔ فوج کے واسطے ہتھیار۔ سامان رسد وغیرہ سب انھین کے قابو کی بات ہے اور جس طرح کہ اگلے زمانے مین ملکی قوت اور اقتدار زمیندارون کے ہاتھ مین تھا۔ اب وہ بالکل انھین سرمایہ دارون کے ہاتھ مین جا رہا ہے۔ بادشاہ گر ہونے کا دعوے انھین فی زماننا اگر ہو تو بیجا نہین غرضکہ ہر طرح کا ملکی اور اقتصادی قبضہ کل دنیا مین انھین کا تسلیم کیا جانے لگا ہے۔ حکمت عملی اور محکمہ جات خارجیہ کی کنجی گویا انھین دولتمندون کے ہاتھ مین ہے۔ جوائنٹ اسٹاک (Joint Stock) اور ضمانتی (Trust) کمپنیون کے ذریعہ سے ملکون کی دولت اور حکومت کے حقیقتاً مالک یہی ہو رہے ہین۔ کیونکہ ملکون کی پیداوار کے حاصل کرنے اور مختلف ممالک مین ہر قسم کے حقوق چھیننے کی طرف ان کی حرص انھین مجبور کرتی ہے۔ اہل علم اور عقل کو روپیے سے امداد دیکر صنعت اور حرفت بلکہ انکے رازون کے اصلی مالک یہی بن جاتے ہین اور صنعتی مقابلے وغیرہ بھی کراتے ہین کلون کے ذریعے سے ارزان نرخ پر اشیا کی تیاری کا جلد سے جلد بندوبست کرانا ان کا کام ہے۔ تجارتی آزادی کے باعث نفع اٹھا کر خوب ممالک غیر کو لوٹتے ہین۔ مثلاً اگر کہین بھی کسی حصۂ ملک مین ان کو یہ پتہ چل جاتا ہے کہ سونے۔ چاندی۔ کولا۔ یا تیل وغیرہ کی کانین یا کنوین ہین۔ بس فوراً ہی ٹھیکہ لینے کے واسطے ہر قسم کی جا و بیجا کوشش

کرتے ہین اور ذرا سی بھی رکاوٹ یا وقت پر جنگ وغیرہ تک کرا دینے کی کوشش سے باز نہین رہتے۔ لیکن اب کچھ عرصہ سے ان کا ایک حریف مقابل بھی پیدا ہوگیا ہے یعنی مزدورون اور اجیرون کا گروہ جو ہڑتالین اور اتحادات کو قائم کرکے سرمایہ دارون اور قدیم امراء کے مقابلے مین جد وجہد کر رہا ہے اور ممکن ہے کہ آیندہ دنیا مین ان کا بھی سکہ جاری ہو سکے۔

حقیقتاً عام مشارکت کے اصولون کو یورپ نے ایسا سمجھ لیا ہے کہ ہر شعبۂ زندگی مین اب اسکی جھلک پائی جاتی ہے۔ انفرادی تسلط سے عام طور پر سب کو عار ہے اور ہر جگہ انفرادی قبضہ کے بجائے بہت کچھ معاونت باہمی کا طریقہ جاری ہے کاشتکارون کا ہو۔ چاہے مزدورون یا پیشہ ورون کا ایک ہر دلعزیز کاروبار کی حیثیت اختیار کر رہا ہے اور جہان کہین بھی جاری ہو کر چل گیا ہے۔ اس کے مادی فوائد لوگون کو بہت خوبی سے محسوس ہو رہے ہین۔ مزدورون دستکارون اور کاشتکارون کے جسم مین اس تحریک سے ایسی تازی روح آگئی ہے کہ گویا خشک زمین کو سرسبز اور لہلہاتی کھیتی سے بدل دیا گیا ہے۔ نوآبادیون کی ترقی کے لیے اس تحریک سے بہتر اب کوئی بھی دوسری تدبیر نہین سمجھی جاتی۔ جرمنی وآسٹریا کی انجمنین یا سوسائٹیان قبل جنگ شمار سے باہر ہوگئی تھین اور بعد جنگ بھی انھین کو خوبی سے برقرار رکھنے کا متفقہ طور پر انتظام کیا گیا تھا۔ اور علاوہ کاشتکاری ضروریات کی انجمنون کی خرید وفروخت کی۔ قوت مہیا کرنے کی۔ اجناس کو بازار مین فروخت کے قابل بنانے کی۔ انگور کے دبانے کی۔ آلو صاف کرنے کی۔ جڑون کو خشک کرکے عرصہ تک قائم رکھنے کی۔ ذخائر غلہ وتخم کی اور ترقی نسل کشی بلکہ ہر قسم کے خطرون سے بچانے کی۔

جان و مال کے بیمہ کی۔ نیز لا تعداد فراہمی نقد و جنس اور ذخائر ضروریات زندگی و تجارت وغیرہ کی انجمنین مختلف اصولون اور طریقون پر ہر جگہ کامیابی سے چلتی ہوئی دکھلائی دیرہی ہین۔ ان سے کاشتکارون۔ دستکارون۔ مزدورون اور ہر کس و ناکس کی ضروریات کا سامان ہوسکتا ہے۔ بلکہ اراضیات اور تجارت کی ترقیون کا بندوبست بھی ممکن ہوگیا ہے۔ غرضکہ ایسی صورتین پیدا ہوگئی ہین کہ محتاجگی اور قحط کے وقت حکومت کی امداد کی زیادہ حاجت نہین رہی ہے بلکہ ضرورت کے وقت خود حکومت کی امداد کے لیے ان کی انجمنین اور ان کے اتحادات کھڑے ہوجاتے ہین۔

اٹلی مین کاشتکاری کی انجمنون کے ساتھ ساتھ ہر قسم کی ضرورت کے لیے انجمہائے معاونت باہمی بنائی گئی ہین۔ سوئٹزرلینڈ مین علاوہ ضروریات کاشتکاری کے خانگی روزمرہ کی حاجتون کو بھی انھین انجمنون کے ذریعہ سے بہم پہونچایا جاتا ہے نیز نسل کشی کے عمدہ انتظام کے باعث جانورون کی اچھی خاصی تجارت بھی ہورہی ہے۔ ایسے ہی باشندگان ڈنمارک۔ فنلینڈ۔ اور پولینڈ نے اپنی مصیبتون اور ذلتون کے وقت تحریک معاونت باہمی کے دامن کے نیچے ہمیشہ پناہ لی ہے۔ جرمنی۔ فرانس اور آسٹریا نے تو ہر طرح کی ترقی ان کے ذریعہ سے کرکے دکھلادی ہے۔ آئرلینڈ مین کاشتکارون کی حالت نے تو ایک حیرت انگیز صورت اختیار کرلی ہے انگلستان مین انقسامی و افزایشی طریقون نے خوب گل کھلائے ہین اور فرانس کی امداد حکومت نے کل ملک مین ایک انقلاب عظیم پیدا کرکے دکھلادیا ہے۔ غرضکہ ہر ملک کے حالات و واقعات جداگانہ ہین۔ کہین صرف قرض کی ضرورت تھی۔ کہین قرض مل سکتا تھا مگر

کام کرنے والے نہ تھے - کہین تجارت کی کمی تھی - کہین حکومت کی امداد سے گریز کیا گیا - کہین امداد حکومت ہی نے کھیل بنا کر دکھلائے - کہین اتحادون سے کام لیا گیا کہین مرکزی بنکون سے - جرمنی مین ایک ہی انجمن سے مختلف قسم کے کام لیے جاتے تھے - کیونکہ وہان کا کاشتکار ابتدا مین بے حد غریب اور جاہل تھا - ایک گاؤن مین ایک ہی انجمن قائم کیجاتی اور ریفایسن (Raiffeisen) کے اصول کے مطابق اسی سے ہر کام کے لینے کی تدبیر کیجاتی برخلاف اس کے ڈنمارک مین جون جون کاشتکارون کی ضرورتین اونھین مجبور کرتی گئین وہ ہر قسم کے کام کے واسطے مختلف انجمنین قائم کرتے گئے - اور ایک ہی آدمی نو یا دس مختلف انجمنون کا ممبر ہو سکتا - بلجیم مین معاونت باہمی کی انجمنین قانوناً تجارتی انجمنین ہین - جرمنی - آسٹریا - اور یونائٹڈ کنگڈم مین قواعد وغیرہ بہت کچھ مکمل ہین - اور ممبران کا بڑا اعتبار کیا گیا ہے - یعنی اصولون مین وسعت نظر رکھی گئی ہے - صرف حسابات کی جانچ اور اوسی کے ساتھ اختیارات اتحادون یا حکومت کے ہاتھ مین زیادہ تر ہین -

ابتدا مین عموماً کاشتکاری معاونت باہمی کی طرف توجہ کیجایا کی کیونکہ انھین کو روپیہ کی فراہمی کی وقت رہا کرتی تھی - اور غیرون سے سرمایہ حاصل کرنے کی حاجت ہوتی تھی - یعنی قرض پر روپیہ لیا جاتا تھا جو فیڈریشن (Federation) یعنی گروہ بندی کرکے ملتا - یا سرمایۂ شرکت کے بنک سے حاصل کیا جاتا - بلکہ ملک جرمنی اور آسٹریا مین "مرکزی انجمنون" (Central Societies) کے ذریعہ سے روپیہ فراہم کرایا جاتا اور ابتدائی انجمنین جو مقامی سرمایہ وغیرہ جمع کرتی تھین

اوس کو مرکزی بنکون مین داخل کرتی تھین - اکثر مقامات پر قرض کی انجمنون مین تجارتی
کاروبار سے بھی سرمایہ بہم پہونچانے کا انتظام ہوتا - مثلاً اٹلی کے "پبلس بنک"
کے طرز پر کسی خاص قصبہ مین قائم کیے جاتے اور ان مین کل ضلع کے اندوختہ
رقومات کے حاصل کرنے کی کوشش کیجاتی - ان کا کاروبار کسی تجارتی انجمن کے ساتھ
ایک ہی مقام پر حساب روان جاری کرکے ہوتا یا خریداران اشیا کو نقد قرض دیکر
مال خرید کرایا جاتا - اسی طرح آئرلینڈ مین بنکہاے سرمایہ شرکت نے ابتدائی انجمنون
کے کاغذات یعنی پرونوٹ یا دستاویزات سکھارنے کا طریقہ اختیار کیا تھا - اور مزید
ضمانت کے واسطے کمیٹی انتظامی کی ایک تحریر مشترکاً و منفرداً ذمہ داری غیر محدود
کے ساتھ کوئی بنک لے لیتا اور خود کمیٹی انتظامی اپنے عام ممبران سے ضمانت نامہ
لکھالیتی تھی یا قرضے کی ضمانت کے حصص (Loan Guarantee Stores)
جاری کر دیتی تھی - غرضکہ روپیہ - محنت - اور ہمدردی سے ہر طرح کا سامان ہوگیا
ریفائیسن نے جس طرح کاشتکارون یا غربا کی مصیبت جرمنی مین آسان کر دی تھی
اوسی طرح دستکارون اور صنعت و حرفت والون کی دقّت شولز نے رفع کر دی -
پھر شولز کی پیروی کچھ کچھ جدت کے ساتھ اٹلی کے ایم لوزاٹی (M. Luzzati)
اور امریکہ مین ایم آلفانزو ڈیسجارڈرین
(M. Alphanso Desjardine) نے کرکے معاونت باہمی کو کامیاب بناکر دکھلا دیا - اور
اب بھی ریفائیسن کے حقیقی طرز کی انجمنین کل مقامات پر غیر محدود ذمہ داری سے
کاروبار کر رہی ہین بلکہ جرمنی مین تو تجارتی انجمنین اور ڈنمارک مین بلا لی دودھ وغیرہ
کے کارخانے بھی اسی طرز پر ہین -

یورپ کے عام حالات مین رابرٹ اودن (Robert-Owen) کے مجربنا
خرقہ بندی کے اتحادون نے اداراتی طریقے (Factory System) جاری
کرکے گو بہت کچھ دکھایا تھا لیکن کاروباری اصولون پر نہ چلنے کے باعث ان کو
پوری کامیابی نہین ہوئی تھی۔تاہم راکڈیل پائونیرس (Rockdale pioneers)
نے ۱۸۴۴ء مین مناسب ترمیمات کرکے ان مین بھی تازہ روح پھونک دی
اور بقول مسٹر دیودار (M. Dewadhar) کے قرض کے بھوت کو جنگ
کرکے بھگا دیا گیا۔اور یورپ مین تنہا قرض کے کاروبار کی اب ضرورت باقی نہین
رہ گئی ہے۔“

یورپ مین اون لوگون کو جو زمین سے پیداوار کرتے ہین یعنی کسانون۔یا
کانون مین کام کرنے والون کو کاسبین (Producers) کہا جاتا ہے
اور یہی لوگ عام اشیاء حاصل کرنے کے واسطے عموماً معاونت باہمی کرکے۔اٹلی رومینیا
یا سربیا مین خوبی سے کام کررہے ہین اور خام اشیاء سے مال تیار کرنے کی انجمنین تو
فنلینڈ۔جرمنی۔فرانس۔روس۔اٹلی۔آسٹریا۔بلکہ تقریباً یورپ کے کل ممالک مین ملینگی
انقسامی (Distributive) طریقہ کاروبار معاونت باہمی کے کرنیوالون
مین انگلستان اور اسکاٹ لینڈ کی تھوک فروشی کی سوسائٹیان زیادہ نمایان ہین۔
حالانکہ ڈنمارک۔جرمنی۔فنلینڈ۔اور اٹلی مین ان کے اتحادات بھی قائم ہوگئے ہین بلکہ
اب اکثر کے متصرفین (عام استعمال کنندگان) (Consumers) نے بھی
خود معاونت باہمی کرکے کاسبین کے طریقون پر انجمنین قائم کرلی ہین اور ڈنمارک
ہنگری۔آئرلینڈ۔اور سوئٹزرلینڈ مین دونون کے اتحادات مل کر کاروبار کررہے ہے

ہین - اسی طرح فرانس - بلجیم - اور اٹلی مین پیشہ ورون کے اتحادات قائم ہوئے
ہین لیکن ان کا طریقہ لیٹن سسٹم (Latne System) پر ہے یعنی مثلاً
زراعت پیشہ صرف اپنی ہی صنعتون کے واسطے اتحادات قائم کرتے ہین اور فرانس
کا سنڈیکیٹ اگریکول (Syndicate Agricole) یا اٹلی کا کانسارزیو اگریریو
(Consorzio Agrareo) بھی اسی طرز پر ہے - اکثر یورپ مین
تجارتی انجمنین عام تعلیم معاونت باہمی کا بھی ذمہ لیتی ہین - چنانچہ فنلینڈ مین
"پیلرو" (Pailerwo) اور آئرلینڈ مین ہولی اوکس ہوس ——
(Holy Oack House) اسی کے مرکز ہین - جرمنی مین بھی اتحادون کے ذریعہ سے منتخب
مرکزی مقامات پر تعلیم کے درجے کھولے گئے تھے اور معاونت باہمی کے مباحث
پر مضامین (Thesis) لکھکر اب سے بیس بائیس سال پہلے سے لوگ یونی ورسٹیون
سے ڈگریان لے رہے تھے -

معاونت باہمی کا بہترین ذخیرہ کتب ڈبلن کے پلنکٹ ہوس ——
(Plun Hatt House) مین پایا جاتا ہے جو امریکہ کے وقف کارنیگی ——
{Carnegei Trust} کی بدولت بے حد شاندار ہے لیکن جرمنی کی معاونت باہمی
کا کتابی مصالحہ اور مواد بھی بہت ہی بہتر ہوگیا ہے - وہان کے بعد برطانیہ عظمی مین
اور پھر اٹلی و فنلینڈ مین ہے - ملک ڈنمارک نے معاونت باہمی کے ادب کو اپنے
نصاب تعلیم مین داخل کرکے ایسی مثال قائم کی ہے کہ جسکا جواب ہی نہین مل سکتا
اور یہی سبب ہے کہ ان کا ہر شعبۂ کاروبار بااصول و مہذب نظر آتا ہے - اب کرکے
امریکہ کے کوآپریٹیو یونین نے بھی کوآپریٹیو کالج ترتیب دیا ہے اور کہا جاتا ہے کہ ایسی

اصحاب کی تقریرون سے معاونت باہمی کے رواج مین زیادہ امداد مل سکتی ہے جو اس مین عملی حصہ لیکر تجربے کر چکے ہین۔

آج بھی یورپ مین یہ سوال پیش ہے کہ گو معاونت باہمی نے کاشتکار اور دستکار کے واسطے بہت کچھ سامان مہیا کر دیا ہے مگر اون مزدورون کے لیے جو کاشتکاری وغیرہ سے تعلق رکھتے ہین یا جو عوام الناس کہے جاتے ہین یعنی غریب ہین اونکے واسطے اس چھپن سال کی کوشش کے بعد کیا خاص بندوبست کیا ہے؟۔ اور بیشک یہ ممکن ہے کہ اونھین کسی موضع کے ذخیرے کا یا کسی انجمن کا ممبر کرا دیا جا سکے۔ لیکن اوسے کاسب (Producer) کے منصب حاصل کرا دینے کا کیا ذریعہ نکالا گیا ہے۔؟ جواب مین کہا جاتا ہے کہ اٹلی یا رومینیا کے مشترکہ کاشتکاری کے طریقے سے اون کے واسطے بھی بندوبست ممکن ہے لیکن جب تک کسی مرتب طریقے پر کاسبین اور افزائش اشیاء کے کاروباریون کو بازار تک نہ پہونچا لیا جائیگا یا مستصرفین کو یکجائی طور پر اور مرتب کر کے خام اشیاء پر پورا اختیار نہ ہو جائیگا اوس وقت تک کاروبار مین خامی اور مجبوری ضروری دکھلائی دیگی اور چونکہ مزدوری پیشہ یا کسان (peasant) اور غربا کو "کاسب" کہا جاتا ہے نہ کہ بڑے کاشتکارون (farmer) کو اس لیے اول الذکر کو امداد کی ضرورت زیادہ ہے۔ گو یہ بھی صحیح ہے کہ اکثر جگہ کاشتکار بھی محتاج امداد ہے کیونکہ ابھی تک آئرلینڈ کے کاشتکار اپنے مویشیون کو جہاز پر انگلستان تک درمیانی کارندون (middle man) کے ذریعہ سے بھیجتے ہین اور انگلستان کے مستصرفین بھی ویسے ہی درمیانی نفع اٹھانے والون کے ذریعہ سے اونھین خریدکرتے ہین۔ لیکن اگر بجائے درمیانی نفع

اُٹھانے والون کے کاشتکارون اور مستصرفین دونون کی ایک مشترکہ کونسل معاونت باہمی کے اصول پر قائم کی جاسکے اور اوس کے پاس جہاز وغیرہ بھی ہون تو ہر طرح کا منافع اُٹھین کو ملے اور کاروبار کی ملکیت مشترکہ طور پر دونونکو نصیب ہو جایگی۔

۷۔ جون ۱۹۰۵ء کو یورپ مین ایک معاہدہ خاص کے ذریعے سے چالیس یورپین حکومتون نے ایک مجلس بین الاقوامی زرعتی ——— {International Agricultural league} کے نام سے قائم کی ہے اور بعد مین اور حکومتین بھی اوس مین شامل ہو گئین جس کے نمایندون کا ایک جلسۂ عام (General Assembly) اور اوس کی ایک مستقل کمیٹی ——— (Permanant Committee) بھی قائم ہوئی ۔ اس کے مقاصد حسب ذیل ہین

اول۔ کاشتکاری و دیگر حیوانات و نباتات کی پیداوار و افزایش اور تجارت کی تحقیقات کرنا۔ پھر علمی و اقتصادی حیثیت سے ان کے نتایج کو دریافت اور جمع کرکے اعداد مہیا کرنا۔ اور دنیا کی مختلف بازارون مین ان کی رائج الوقت قیمت کو شایع کرنا بلکہ جن حکومتون کو مضامین مذکورہ مین سے جس معاملے مین خاص دلچسپی ہو اوسکی بابت صلاح و مشورہ دینا۔

دویم۔ معاونت باہمی کے ہر شعبہ کے نتایج۔ طریقہ کاروبار اور ترتیب کام کی تفصیلات مع اعداد شایع کرنا۔

سویم۔ اشجار و نباتات کے امراض جو کہین بھی دنیا مین ظاہر ہون ان کے اسباب و معالجات شایع کرنا۔

چہارم۔ مجلس عام کی شریک حکومتون کے کاشتکاران کے عام فواید اور

صلاح و فلاح کی تجاویز بعد تحقیقات ان کی حکومتون کے سامنے پیش کرنا۔ اسی مجلس عام کے ذریعے سے ماہواری رسالہ جات اور معاشرتی و اقتصادیات عالم پر مفید مضامین جن سے کہ مزارعین یا غیر مزارعین سب کو نفع ہو شایع کیے جاتے ہین چنانچہ سنہ ۱۹۱۶ء تک ان مقامات کے اعداد جہان معاونت باہمی کے کاروبار سے زیادہ دلچسپی تھی ذیل مین تحریر کیے جاتے ہین۔

---

| نام ملک | مستصرفین کا امداد باہمی | | افزایشی امداد باہمی | | افزایش اجناس والوکی زرعی امداد باہمی | | میزان |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | تعداد انجمن خُردہ فروشی | جملہ تعداد انجمن | تعداد انجمن خردہ فروشی | جملہ تعداد انجمن | قرض کی انجمنین | جملہ تعداد انجمن | |
| جرمنی | ۱۹۲۰ | ۲۶۵۸ | ۱۹۸۱ | ۲۹۶۸ | ۱۳۱۲۷ | ۱۹۰۱۲ | ۲۴۶۸۴ |
| اٹلی | ۱۴۴۸ | ۱۴۴۹ | ۸۲۹ | ۱۳۴۲ | ۶۰۸ | ۳۳۱۳ | ۶۱۰۴ |
| فرانس | ۱۲۴۹ | ۲۲۶۲ | ۱۸ | ۳۸۰ | ۱۲۳۸ | ۱۵۹۶۲ | ۱۸۶۰۴ |
| آسٹریا | ۹۶۵ | ۹۶۶ | ۲۴۵۵ | ۲۴۵۵ | ۵۴۳۱ | ۵۴۳۱ | ۸۸۵۲ |
| ہنگری | ۹۰۳ | ۹۰۴ | — | ۹۲ | ۱۶۰۰ | ۱۶۰۰ | ۲۵۹۶ |
| ہالینڈ | ۱۳۶ | ۴۳۲ | ۳۰۰ | ۳۷۲ | — | ۸۷۶ | ۱۶۸۰ |
| ڈنمارک | ۱۲۰۰ | ۱۲۰۱ | — | — | — | ۱۴۶۰ | ۳۶۶۱ |
| گریٹ برٹین | ۱۴۴۳ | ۱۴۵۹ | — | ۱۰۸ | — | ۷۶۶ | ۲۳۴۹ |

اعداد مذکورہ سے یہ سبق بین طور پر حاصل ہوتا ہے کہ ہر ملک کے واسطے مختلف حالات کو دیکھتے ہوئے مختلف کاروبار ہوا ہے اور ہر ایک کے لیے بناے بھی جداگانہ ہوئے ہین۔ لیکن حسب ذیل امور کا لحاظ ہر جگہ ضرور کیا گیا ہوگا۔ اور اونکی تحقیقات معاونت باہمی کے کاروبار کے جاری کرنے سے قبل ضرور کی گئی ہوگی۔

(۱)۔ کس قسم کے کاروبار مین درمیانی کارندے سب سے زیادہ اور کثیر نفع اُٹھاتے ہین
(۲)۔ کس حد تک اعزازی یا بلا معاوضہ کام کرنے والے معاونت باہمی کے واسطے دستیاب ہوسکتے ہین۔
(۳) کس حد تک عام تعلیمی حالت ملک کی پہونچ چکی ہے۔ نیز کاروباری تعلیم کی حالت خاص طور پر کیا ہے۔
(۴)۔ اعزازی کارکنون کا خاص مذاق کس قسم کا ہے اور کس کاروبار مین وہ زیادہ واقفیت رکھتے ہین۔
(۵)۔ کن اقسام کے کاروبار کو کس قسم کی آسانیان موجود ہین۔
(۶) روپیہ کا جمع کرنا کہان تک ممکن ہے اور مقامی شرح سود کیا ہے؟

اس جنگ عظیم کے بعد سے معاونین کے سامنے تجارت بین الاقوامی (International Trade) کے مسئلہ کو بھی پیش کیا گیا ہے اور ہر ملک کے لوگون پر دیسی تجارت کا اثر پڑ رہا ہے۔ نیز ہر جگہ اقتصادی ناکامی، تجارت کی ماندگی۔ بیکاری اور معیار زندگی یا رہایش کی پستی وغیرہ کے مسائل عام طور پر خلجان مین ڈالے ہوئے ہین اور بڑی بڑی حکومتون مین مذکورہ امورات کو

معیار قائم کرکے انتخابات (Elections) کا ان پر دارومدار ہو رہا ہے جو فریق یہ دکھلا سکتا ہے کہ تکالیف مذکورہ کے دفعیہ مین اوسے کامیابی حاصل ہوئی ہے وہ دوسرے پر فتح حاصل کر سکتا ہے اور اپنی پارٹی کی حکومت قائم کرا لیتا ہے کیونکہ مذکورہ مصیبتون کے دفعیون کی تدبیرون ہی سے لاکھون بندگان خدا کی آسایش و زندگی وابستہ ہے۔ بھر صلح سے یہ مصیبتین بھی کم ہوتی ہین اور جنگ سے ان مین اضافہ ہوتا ہے اور تجارت بین الاقوامی بھی جنگ ہی سے تباہ ہوتی ہے۔ نیز جنگ سے اب تمام دنیا بالخصوص یورپ عاجز بھی آگیا ہے۔ چنانچہ بعد جنگ برطانیہ عظمیٰ کی صنعتی برآمد مال بہت ہی کم ہو گئی تھی۔ گو دیگر ممالک مین خریدار موجود تھے اوران کو ضرورت بھی تھی مگر اکسچینج کی پالیسی نیز تجارت کے غیر مستقل رہنے اور اس مین بے اعتباری کے سبب بیرونی بازار بہت کچھ بند رہے۔ جس سے مزدوری پیشہ بیکار رہے اس لیے تجارت بین الاقوامی سے نہ صرف سرمایہ داریہی نقصان مین رہے بلکہ عام مزدوری پیشہ بھی متاثر ہوئے۔ بے شک یہ ضرور ہوا کہ یورپ کے علاوہ تمام دیگر ممالک نے نفع اوٹھایا اور اب مزدوری پیشہ و انجمنہائے معاونت باہمی کو بھی اپنی حالت کے درست کرنے کا پورا موقع حاصل ہو رہا ہے اور دیگر ممالک بھی پولیٹکل حقوق کے ساتھ ساتھ تجارت بین الاقوامی کو درست کر رہے ہین مثلاً تھوک فروشی کی دوکانین و انجمنیان معاونت باہمی کے اصولون پر اپنے ملک مین نیز دیگر ممالک مین قائم کر رہے ہین اور اگر خرید و فروخت نہ بھی ہو تو تبادلہ اشیا ہی کی فکر کرتے ہین۔ چنانچہ جون و جولائی ۱۹۲۳ء کے روس اور جرمنی کے درمیان کے تبادلہ اشیا کے معاہدہ سے ایسے کاروبار کا اعلان ہوتا بین الاقوامی

تجارت کے حال کو صاف طرح ظاہر کرتا ہے۔

ہندوستان کو یورپ سے جہاں بہت سبق لے ہین وہین اپنے ڈپو دیگر ممالک مین بنانے کا موقع ہے اور اگر تنہا سرمایہ داران اس کاکاروبار نہ کر سکین تو معاونت باہمی کے ذریعہ سے اُن کا کرنا آسان ہوگیا ہے اور تھوک فروشی نے تھوک خرید کا بندوبست بھی ممکن ہے اور جس طرح انگلستان مین سی ڈبلو۔ایس (C. W. S) یا (Co-operative Wholesale Society) نے ابتدا ہی سے درآمد مال مین سرمایہ دارون کے مقابلہ کے لیئے اپنے ڈپو دیگر ممالک مین کھول دیئے تھے اور اشیار کے پیدا کنندون سے براہ راست وہین خریداری شروع کر دی تھی جس کی نقد قیمت بھی موقع پر ادا کر دیجاتی تھی اور اپنے ہی لندن کے گودام مین چیزین منگواتے تھے۔ایسے ہی۔ایف سی۔ڈبلو۔ایس (F. C. W. S) یا (First Cooperative Wholesale Society) اور ایس۔ڈبلو۔ایس (S. W. S) یا (Scottish Wholesale Society) نے مشترک قومی اتحادات مین شرکت کر لی تھی۔اور فروخت کا بھی انتظام انھین اصولون پر کر لیا تھا۔ایسے ہی ہندوستان کوآپریٹیو ہول سیل سوسایٹی یعنی (Hindustan Co-operative Wholesale Society) بھی قائم کرنے کی ضرورت ہے۔

یورپ مین اب تقریباً بیس (۲۰) تھوک فروشی کی انجمنین موجود ہین۔اور جبکہ تقریباً پچھتر سال سے یورپ نے معاونت باہمی کی تحریک کو بلکہ اسی نوع کے مشترک العمل اتحادات وغیرہ کو اپنی ہر قسم کی مصیبتون کا آخری علاج سمجھ لیا ہے اور اب اسکے برکات کو پورے طور تسلیم کر لیا ہے یہان تک کہ دستکار اور دیگر اہل پیشہ وحرفہ کے لیئے

پنچایتی طریقہ پر نقیبا قائم کراکے اون کی ضروریات کے پورے کرنے اور دست و خوار مہاجنون سے چھوڑا کر نجات دہندہ کا منصب بھی دیدیا ہے تو وہ کون سی ترقی ہے جس کا خیال وہان ممکن عمل مین نہین آسکتا!

یورپ والون کا قول ہے کہ جس کسی مقام پر ایک بار بھی اتحادی انجمنون کو جاری کرنے کا موقع مل گیا ہے۔ وہان کے واسطے ان کا وجود بالکل ہی ناگزیر ہوگیا ہے۔ اور کسی طرح پر لوگ اسے چھوڑنے پر راضی نہین ہوتے کتنے ہی ناکامیاب ہون پھر بھی اس کا پیچھا نہین چھوڑتے اور تھوڑے عرصے کے بعد لوگ خود عام طور پر ہزارہا قسم کی ضروریات ان سے رفع کرنے کے لیے طریقے اختراع کر لیتے ہین بلکہ معاونت باہمی کے طریقے کو ایسا مستحسن جانتے ہین کہ جس سے بلامنت غیرے ملک کے ملک ادنے و اعلےٰ سب کی امداد ممکن ہوجاتی ہے اور یہ ہین اس کی سب سے بڑی خوبی یہ بھی کہی جاتی ہے کہ موجودہ زمانہ کے دیگر اجتماعی طریقہ کاروبار تجارت صنعت و حرفت مین جو مسابقت لازمی طور پر دکھلائی دیتی ہے وہ معاونت باہمی کے سچے طریقون مین نہین ہوسکتی اور اگر ہوتی بھی ہے تو مضر نہین ہوتی۔ گو ظاہرا عمل مین انجمنون کو مقابلہ سے گریز مشکل ہوتا ہے۔ تاہم جس وقت کہ عمل کاروبار و نظام ترتیب مکمل ہوجاتا ہے تو مسابقت نہین باقی رہ سکتی کیونکہ معاونت باہمی کا اصلی مقصد مسابقت کو مٹاکر یکجہتی پیدا کرنا ہے اور فی الحقیقت یہی اوس کا صحیح معیار بھی ہے بلکہ یہ سمجھنا صحیح ہوگا کہ افزایش اشیاء والون مین اور اس کے استعمال کنندون مین ایسی یکجہتی کرادینا کہ جس سے مسابقت دور ہوجائے اور وہ دونون ملکر ایک دوسرے کی ضروریات کو خود ہی اپنے نفع کے واسطے پورا کرنے لگین چنانچہ

یورپ مین اب ابھی پر عملدرآمد شروع ہو گیا ہے لیکن حیرت کا مقام ہے کہ یورپ ہی کے ایک ماہر فن کا قول ہے کہ وہان باوجود اتنے عرصہ کے گذرنے کے اس تحریک عظیم کا عام طور پر زمانۂ طفولیت ہی نہین گذرا ہے نہ اسکے اصلی اور تمامی اصول ہی متفقہ طور سے مدون ہوئے ہین کہ جس سے مسابقت کے دور ہونے کا ثبوت بین طور پر دیا جاسکتا حقیقتاً وہ اشیاء کے پیدا کرنے والے جو دولت دنیاوی کے اصلی باعث ہین وہ اپنے کاروبار کو اپنے واسطے نہین کر رہے ہین اور نہ اصل صناع کے ہاتھ مین اپنی صنعت ہی ہے بلکہ سرمایہ دار اب بھی اس کے حقیقی مالک ہین یعنی ایک کاشتکار ۔ دستکار یا صناع کو اس وقت تک ممبر انجمن معاونت باہمی درحقیقت نہ کہا جائیگا بلکہ سرمایہ دار کے ملازم ہونے کا لقب اس کے لیے زیادہ موزون ہے یہی سرمایہ دار روپیہ دیکر ان سے کام لیتے ہین ۔ اور کہا جاتا ہے کہ جب تک سرمایہ نیز قوت عمل دونون ایک ہی شخص کے اختیار و قدرت مین نہ ہون اس وقت تک سچا کاروبار معاونت باہمی نہین کہا جاسکتا ۔ بلکہ اصلی معاونت باہمی اور سرمایہ شرکت کے کاروبار مین تفریق بھی اچھی خاصی طرح پر ابھی تک مشکل نظر آرہی ہے ۔

## جرمنی

---

۱۸۱۸ء مین بمقام ہیم (Hamm) جو ویسٹ فیلیا (Westphalia) ملک جرمنی مین واقع ہے ایف ڈبلو ریفائیسن (F. W. Raffeisen) نامی ایک شخص پیدا ہوا تھا جس نے ابتداے شباب مین کچھ دنون شراب کی

تجارت کی اور پھر فوجی کمیشن مین عرصہ تک امیدواری کرتا رہا لیکن اپنی بصارت
کی کمزوری کے باعث کامیابی سے محروم رہا۔
مجبوراً ۱۸۴۵ء مین جبکہ رہائن لینڈ (Rhine Land) مین فرانسیسی
قانون جاری تھا بمقام ویریش (Weyin Bush) بعہدہ برگو ماسٹر
(Burgo master) یعنی مجسٹریٹ قصبہ ملازمت کرلی۔ اوسی وقت
اوس نے ۱۸۴۶-۴۷ء کے قیامت خیز قحط کا منظر اپنی آنکھ سے دیکھا اور اوسے
یہ بھی دریافت سے معلوم ہوا کہ اس حصۂ ملک مین زمین بے حد افتادہ پڑی
تھی۔ ذرایع آمدورفت بالکل کم تھے۔ آبادی بھی دور دور تک نہ تھی۔ بازارین
بالکل اجڑی ہوئی اور سنسان دکھلائی دیتین۔ مکانات جو تھے بھی وہ نہایت
بوسیدہ اور برائے نام۔ لوگون کا طرز زندگی بے حد خراب و خستہ۔ سخت محنت یا
مزدوری سے اگر کچھ ملا بھی تو جسم و روح کی حفاظت کے لیے سود خوار یہودیون
کی نذر ہو جاتا۔ مویشی اور پیداوار سب انھین یہودیون کے پاس مکفول رہتی
تھین۔ ملک آئرلینڈ کے گامبین مین (Gombeen-man)
یا ہندوستان کے مہاجنین و چیٹی بھی سود خواری مین ان کا مقابلہ نہ کرسکتے بلکہ
یہ غربا اکثر نان شبینہ کے محتاج رہتے اور کافی کپڑا بھی انکو جسم کے ڈھانکنے کو
میسر نہ ہوتا۔ غرضکہ ایسی مفلوک حالت قریب قریب کل دیہاتون کی جو جنوبی
و مغربی حصہ جرمنی مین واقع تھے پائی جاتی تھی۔ یہودیون کی دیکھا دیکھی بہت
سے عیسائیون نے بھی سود کے کاروبار کو شروع کردیا تھا۔ حکومت کی طرف
سے سود خواری کے خلاف ایک قانون بھی جاری کیا گیا اور سختی سے پولیس

کی نگرانی بھی رکھائی گئی۔ مگر سب بے اثر رہی اور حالت بد سے بدتر ہوتی چلی گئی۔ قانون کی گرفت سے بچنے کے واسطے یہودیوں نے برائے نام چھوٹی چھوٹی تجارتیں غلہ۔ مویشی۔ یا کرانہ کی کھول دیں اور انھیں کے سلسلہ میں سود کا کاروبار کرنے لگے۔ مویشیوں کو جب رہن رکھا جاتا تو راہن کے ذمے ان کے خورد و نوش کا بار رہتا اور جب مویشی کمزور۔ خشک یا لاغر ہو جاتے تو حسب لخواہ قیمت پر جبراً اپنے قرضداروں کے ہاتھ یہودی انھیں فروخت کر لیتے۔ پھر جب کھلا پلا کر یہ جانور تیار ہو جاتے تو کم قیمت پر اپنے لاغر اور کمزور جانوروں سے تبادلہ کر لیتے۔ یہ بات عام طور پر مشہور تھی کہ ایک مرتبہ بھی جہاں کوئی شخص ان سود خوار یہودیوں یا عیسائیوں کے جنگل میں آجاتا تو اس طرح گرفتار ہو جاتا جس طرح مکڑی کے جال میں مکھی۔ ملک میں زمینیں بکثرت مشترک تھیں اور کاشتکاران کی معاشرتی و اقتصادی حالت بھی بہت خراب تھی۔ یہ عموماً شراب خوار۔ بہائم صفت اور فضول خرچ تھے۔ ذہانت کا ان میں وجود نہ تھا۔

۱۸۴۸ء میں ریفایسن کو ملک کی ایسی سقیم حالت اور سودخواروں کی سختی اور بے رحمیوں کے دیکھنے کی تاب نہ رہی اور اوس نے اپنے معاونت باہمی کے خیال کو ملک میں ظاہر کر کے سودخواروں کے خلاف اعلان جنگ دیا۔ نیز تھوڑا سا چندہ جمع کر کے پاور روٹی بنانے کے لیے ایک امداد باہمی کی انجمن بمقام فلیمرس فیلڈ (Flammersfeld) قائم کی جس میں بازاری نرخ سے نصف قیمت پر روٹی فروخت کرائی۔ تب ممبران انجمن نے امداد باہمی کے برکات کو اپنی آنکھ سے دیکھ لیا اور خود ہی اپنی نیز دوسروں کی امداد اپنے ہاتھ سے

کرنے لگے اور اس طریقۂ کار و بار کو ایک نعمت غیر مترقبہ سمجھکر ایک دوسری انجمن
خرید مویشیان کی بھی قائم کرلی۔

۱۸۴۹ء مین ریفایسن نے اپنا پہلا دیہاتی بنک صرف تین سو پونڈ سے
اس اعلان کے ساتھ جاری کیا کہ جو کاشتکار اس مین شریک ہوکر اس کے
قواعد کی پابندی کریگا۔ اسکی تمام ضروریات کا بندوبست کیا جائیگا۔ اسی وقت
اس کے ہمسایون نے اس سے یہ سوال کیا کہ اتنا روپیہ کہان سے آئیگا۔ اس نے
آسمان کی طرف اشارہ کرکے ان الفاظ مین جواب دیا کہ "وہان سے"

ریفایسن ایک سچا عیسائی اور بالطبع نہایت منکسر مزاج تھا اور اپنے ممبرن انجمن
سے بھی سچے اصول عیسائیت کی پابندی کی توقع رکھتا تھا اور اپنے محدود دائرۂ عمل
مین بلاکسی ڈھول دھامے کے خاموشی سے کام کرنا پسند کرتا تھا۔ اس کا یہ بھی عقیدہ
تھا کہ جو سچا اور مفید کام اس نے اٹھایا تھا اس کی خود ہی قدر ہوگی اور مقبول عام
ہوگا۔ پانچ سال کے بعد یعنی ۱۸۵۴ء مین اس نے ایک دوسرا بنک بنایا اور ۱۸۶۱–۶۸ء
تک تیسرا اور چوتھا۔ چنانچہ ۱۸۸۰ء سے ایسے بنک تیزی سے بڑھنے لگے یہان تک کہ
۱۸۸۵ء مین ان کی تعداد ۲۴۵ تک پہونچ گئی اور ۱۸۸۸ء مین جبکہ ریفایسن کا
انتقال ہوا قریب قریب نصف ملک جرمنی نے اپنے بہت بڑے محسن ملک کا عام
ماتم کیا۔ جبکہ بنکون کی تعداد ۴۲۳ ہوگئی تھی۔ اب تک جرمنی کے لوگ اسکو فادر ریفایسن
(Father Raffeisen) کے نام سے یاد کرتے ہین۔ ۱۸۹۱ء مین
ان کی تعداد ۸۸۵ ہوگئی تھی چنانچہ ۱۸۹۳ء مین جبکہ ملک مین بہت بڑا قحط پڑا تھا
توان بنکون نے ایسی ملکی خدمات انجام دین کہ تمام ملک اس نتیجہ کے نکالنے پر مجبور

ہوا کہ مصیبت کے وقت حکومت کی امداد کے مقابلہ مین انھین سے زیادہ امداد مل سکتی ہے۔ چنانچہ مئی ۱۸۹۶ء مین ان کی تعداد دو ہزار ایک سو انہتر (۲۱۶۹) تک پہونچ گئی تھی۔

ابتدا مین ریفایسن نے طریقہ این ہانسن (Au Hausen model) کی پیروی کی۔ یعنی خالص مزارعین کے واسطے قرض یا چندے یا فیس سے سرمایہ جمع کیا۔ لیکن جن مقامات پر کہ مزارعین یا دیگر پیشہ ورون سے مل کر انجمنین بنائین وہان چھوٹے چھوٹے حصص کے ذریعے سے سرمایہ مہیا کیا۔ بالآخر ۱۸۷۲ء مین اول الذکر طریقہ ہی کو اوس نے اپنا طریقہ خاص مقرر کیا یہان تک کہ ۱۸۷۷ء مین اپنے طریقہ کی انجمنون کا ایک اتحاد قایم کیا جو جنرل وربینڈ (General Verband) کے نام سے ۱۸۹۹ء مین مشہور ہوا۔ حالانکہ ۱۸۸۳ء مین ایک ہیسی یونین (Hesse Union) قائم ہوا تھا جس کو ریخو وربینڈ (Reichsverband) یا امپیریل یونین (Imperial Union) کہا جاتا تھا مگر ۱۹۰۵ء مین ہر دو مذکورہ یونین ملا دیئے گئے۔

ریفایسن نے اپنے طریقہ کاروبار کو دیہاتون اور قصبات مین زیادہ ترجاری کیا اور بڑے بڑے شہرون مین جہان کاروبار تجارت یا کارخانجات کی زیادتی تھی اُن کی طرف زیادہ توجہ نہ کی۔ اُس کا قول تھا کہ ایسے غربا کی طرف پہلے توجہ کی جانا چاہیے جن کا کوئی بھی پرسان حال نہو۔ اور جو ہر طرح سے بے اعتباری جبر ظلم۔ بیگار اور لوٹ کھسوٹ کے نشانہ ہون۔ نیز توجہ بھی ایسی ہونی چاہیئے کہ جس سے حقیقی نفع غربا کو پہونچے۔ محض دکھانے والے اور نمایشی کامون سے مندرہ نتائج

نہین نکلتے اور امداد باہمی کے کاروبار کے لیے جو اصول قائم کیے تھے وہ مختصراً یہ تھے۔

(اول) غربا سے ابتداءً مین سرمایہ جمع کرنے کا خیال نہ کیا جائے اور امانت وغیرہ لیکر
کام جاری ہو اور ادائی قرض کے واسطے باقساط کافی زمانہ ان کی آسانیون کے لحاظ
سے مقرر کیا جائے کیونکہ جلد ادا کرنے مین بجائے رحمت کے ہر قرض زحمت ہی ہوتا ہے
مثلاً اگر کسی کاشتکار کو تخم کھاد۔ یا پیٹ پالنے کے واسطے روپیہ دیا جائے تو پورے
ایک سال کے بعد ادائی کی امید رکھنا چاہیے تاکہ کاشتکار بآسانی اپنی پیداوار سے ادا
کر سکے۔ اسی طرح اگر خرید مویشیان۔ تعمیر کوٹھ جات۔ یا بندے یا کنوین کھودنے یا دیگر
ترقی و ذرایع آب پاشی کے لیے دیا جاوے تو دو سال سے لیکر دس سال تک میعاد ادائی
باقساط رکھنی چاہیے۔

(دوسرے) صوبہ وار یا ضلع وار امداد باہمی کے کام کی ابتدا ہو اور ان مین بھی قصبہ وار
گاؤن گاؤن۔ یا محلہ محلہ علیحدہ علیحدہ انجمنین بنائی جائین۔ اگر ضلع وار کام ہو تو چار سو
آدمیون سے کم شرکا ممبران سے کام شروع کیا جائے اور اس طرح تبلیغ ہو کہ خود ممبران
درخواست دیکر شرکت کی خواہش کرین اور ان کی درخواستون کی جانچ پڑتال بھی
وہی لوگ کرین جو ان سے پیشتر شریک انجمن ہو چکے ہون بلکہ کم محنت۔ بدچلن۔ اور برے
لوگونکو شریک کرنا نیز جماعتون کو جمہوریت کے اصول پر قائم کرنا۔ غریب اور امیر مین کوئی
فرق نہ کرنا اسکے ابتدائی اصول تھے۔

(تیسرے) تعداد ممبران مین جلد ترقی ہونا کوئی عمدگی کام کا ثبوت نہ تھا۔ اور چونکہ
قدرتاً اچھی حیثیت کے شرکا ذمہ داری غیر محدود کے سبب اپنے کو زیادہ خطرے مین
سمجھنے لگتے ہین لہذا اُن کو مجلس انتظامی مین زیادہ تعداد مین نہ لینا ہی بہتر ہوگا۔

(چوتھے) جانچ یا پڑتال کی کونسل (Inspecting Council)
مین ظاہری اقتدار یا اثر کے لوگون کی زیادتی تعداد ہمیشہ نقصان رسان ہوتی ہے
(پانچوین) لالچ یا معاوضہ سے معاونت باہمی کے کاروبار کو پاک رکھنا ضروری تھا۔
اسی لیے اُس نے پادریون۔ اسکول کے معلمون۔ یا گاؤن کے مکھیون سے ابتدا
مین خود کام بھی لیا مگر نگرانی کے کام کے واسطے کچھ معاوضہ دینے مین ہرج نہین سمجھا تھا
(چھٹے) مجلس انتظامیہ کے ممبران کا انتخاب اس کی راے مین چار سال کے لیے
مناسب ہوتا تھا۔ لیکن دو دو ممبر ہر دو سال کام کرنے کے بعد علیحدہ کرا دیتا۔ اور اُنکی
جگہ دو نئے ممبرون کا انتخاب بہتر جانتا تھا۔ اسی طرح ممبران کونسل کا انتخاب تین
سال کے واسطے کراتا۔ جس مین ایک تہائی ممبران ایک سال کے کام کرنیکے بعد ضرور
علیحدہ ہوتے تھے اور اُنکے بجاے دوسرے ممبر منتخب ہوا کرتے اور یہ کل کارروائی جلسہ
عام مین اور جلسہ کی منظوری سے کرائی جاتی۔
(ساتوین) ہر ہر انجمن یا سوسایٹی کے واسطے ایک صدر یا سکرٹری کا منتخب کیا جانا
ضروری جانتا تھا۔

دقیق مسائل قرض اور طریق لین دین سے جماعتون کو باز رکھنے کی اس وجہ سے
ضرورت سمجھتا تھا کہ غربا خصوصًا کاشتکار حسابی نکتون کو مشکل سے سمجھ سکتے تھے
ایسے ہی رہن یا گرو گانٹھ۔ نقدی اعتبار کو بھی پر خطر بتلاتا۔ اور ابتدائی انجمنون
کے لیے زبانی اعتبار پر روپیہ کا مہیا کرنا اور ممبرون کے زبانی اعتبار پر آپس مین
کاروبار کرنے کے طریقے کو حقیقی اصول معاونت باہمی قرار دیتا۔ یہان تک کہ اس نے
اپنی زندگی مین فیس داخلہ تک کی اجازت نہین دی۔

۱۸۸۹ء سے حکومت کی طرف سے مداخلت زیادہ شروع ہوئی اور قانون کے ذریعہ سے چھوٹے حصص انجمنوں مین جاری کرنے کی ہدایت ہوئی اُس وقت زیادہ سے زیادہ بیندرہ مارک[1] (Marks) فی حصہ قیمت حصص رکھی جاتی تھی اور ان کی ادائگی باقساط کرائی جاتی۔ ابتدا مین حصص پر منافع — Dividend دیے جانے کا اصول نہ تھا۔ کیونکہ امداد باہمی کے کاروبار مین حرص یا زیادہ لالچ کو دخل دینا عیب سمجھا جاتا تھا۔ اس مین بھی حکومت نے بذریعہ قانون منافع کے دیے جانے پر مجبور کیا۔ تب پیروان ریفایسن نے رقم منافع ہی سے ریزرو فنڈ یا بچت کا سرمایہ (Reserve Fund) نکالنے کی ترکیب نکالی اور دو حصہ منافع اسی کے لیے علیحدہ کرنے لگے اور تیسرے حصہ سے اشتہارات یا سالانہ حسابات کے طبع کا صرفہ وغیرہ نکالتے۔ سرمایہ محفوظ کی بھی دو قسمین کی گئین ایک وہ جس سے نقصانات کی کمی پوری کی جاتی۔ دوسرا اشٹفٹنگس فایڈ (Stiftungs fund) یعنی غیر قابل تقسیم سرمایہ محفوظ ہوتا جس مین سے دو تہائی جماعت کی مستقل جائداد کے طور پر علیحدہ جمع کیا جاتا اور بڑھتے بڑھتے اُن کے اصلی اعتبار کا باعث ہوتا۔ اسی کی بنا پر بازار مین کم سودی قرض بھی بآسانی ملتا۔ عموماً رفاہ عام کے بڑے بڑے کام بھی اسی سے نکالے جاتے بلکہ ایک جماعت کے ٹوٹ جانے پر بھی اس کی تقسیم کی اجازت نہ تھی۔ کیونکہ محض تقسیم کے لالچ سے اس امر کا اندیشہ تھا کہ خود ممبران اپنی جماعتوں کے ٹوٹنے کے خواہشمند ہو جاینگے

[1] مارک قبل جنگ ۱۹۱۴ء - ۲۱ - مارک ایک گنی کے برابر فروخت ہوتے تھے۔ اور بعد جنگ حکومت جرمنی نے اس سکہ ہی کو مٹا دیا جس سے لاکھوں بندگان خدا مٹ گئے اور مارک کی کوئی قیمت نہین رکھی۔

ریفایسن کے زمانہ مین ہر تیسرے ہفتہ کونسل معاینہ پر قرضداروں کی حیثیت اور ضامنون کی حالت کی تحقیقات نیز استعمال قرض کی جانچ فرض تھی یہان تک کہ اگر کسی ضامن کی حالت مین کسی طرح کی خرابی نظر آئی تو فوراً دوسرا ضامن طلب کیا جاتا اور قرضہ کے بیجا استعمال یا ضامن کے نہ مہیا ہونے کی صورت مین فوراً چار ہفتہ کی نوٹس پر روپیہ واپس کرا لیا جاتا اور قواعد مین ایسی کارروائیون کی اجازت رکھی جاتی۔ اُس کا قول تھا کہ ظاہرا ایسے قواعد سخت ضرور معلوم ہونگے لیکن کاروبار کی ضمانت کے لیے ضروری تھے اور اُن کے عملدرامد مین سختی بھی نہین محسوس ہوتی تھی۔ کیونکہ اُن پر عمل کرنے والے اپنی جماعت کے مشترکہ طور پر ذمہ دار ہون گے اور اپنے ہمسایون نیز بھائی بندممبرون پر اُسی وقت سختی کرنے پر مجبور ہون گے جب کوئی دوسرا چارہ کار نہ رہیگا۔

ریفایسن کی انجمنون مین کاروبار اور فرایض منصبی کی ادائی کی تعلیم ابتدا ہی سے کی جاتی اور چونکہ عموماً غربا کی نگاہ مین دقت کی کوئی وقعت نہین ہوتی ہے اس لیے وعدہ کی پابندی پر ہمیشہ بہت زور دیا جاتا اور اصل وسود کا وقت مقررہ پر ادا کرانا ضروری سمجھا جاتا تھا اور کم سے کم سود پر رقعہ یا پرونوٹ بھی جسپر ایک یا دو ضامن کی ضمانت ہوتی جماعت کی ذمہ داری غیر محدود کے ساتھ ساتھ لکھا یا جاتا تھا۔ حالانکہ ریفایسن کی سب سے پہلی انجمن جو اُس نے صوبہ رہاہن (Rhine) مین بنائی تھی اور جس کی تقلید اٹلی مین وولنبرگ (Woolenburg) نے۔ آئرلینڈ مین سر ہارس پلنکٹ {Sir Horace Plunkett} نے۔ اور ایم ڈیورنڈ M. Durand نے فرانس

یں کی تھی حقیقتاً ذمہ داری محدود ہی پر مبنی تھی - اور ایسی انجمنوں میں تھوڑی
فیس داخلہ تھی - چھوٹے چھوٹے حصص تھے - قرض بھی محض افزائشی ضرورتوں
کے واسطے دیا جاتا اور ایک سال سے زائد میعاد بھی نہ مقرر ہوتی نیز دائرہ کاروبار
بھی محدود مقرر کیا جاتا اوس کے اصول کے مطابق ایسی انجمنوں کے مجموعہ سے
مرکزی بنک بھی بنائے جا سکتے - اور انھیں کے سپرد نگرانی یا جانچ کا کام رکھا
جا سکتا تھا - بلکہ اُن میں حساب دان اور واقفکار لوگوں کا بمعاوضہ رکھا جانا
ایک اصول کی بات تسلیم کر لی گئی تھی - یہی لوگ دورہ کر کے حسابات کے نقائص
کی درستی وغیرہ کرتے تھے - غرضکہ کل کاروبار کی عمارت اصول ریفائسن کے
مطابق بنیاد سے لیکر انتہائی منزل تک ہر مقام پر سیدھے سادے اصول امداد
باہمی پر مبنی تھی - اور کاروبار کے ساتھ اخلاقی اصولوں کا وجود ہر جگہ پایا جاتا تھا
احتیاط - غیرت - نیز حرص و طمع سے پاک رکھنے اور تدابیر میں استقلال کی صورت
پیدا کرنے کی ہر معاملہ اور ہر طریقہ میں کوشش کی گئی تھی - کوئی شخص کتنا ہی غریب
کیوں نہ ہوتا اُس کو حسب ضرورت لیکن پابندی قواعد کے ساتھ روپیہ اور اعتبار
دینے میں کبھی تکلف نہ ہوتا - صرف درخواست دیگر اپنی ایمانداری - کفایت شعاری
نیز ضرورت جائز کے دکھلانے کی حاجت تھی - مگر ایسا قرض لینے والا کتنا ہی متمول
کیوں نہ ہوتا اگر امورات بالا کا اپنی انجمن کو یقین نہ دلا سکتا تو کسی صورت میں بھی
اُس سے کاروبار جائز نہ سمجھا جاتا - چنانچہ ریفائسن کی ایسی جی توڑ اور مستقل کوششوں
کا مغربی حصہ جرمنی میں یہ نتیجہ دکھلائی پڑا کہ سنہ ۱۸۶۶ء تک کی جرمنی کی جنگوں کے
وقت عام طور پر لوگوں نے دوسرے سرمایہ شرکت کے بنکوں سے اپنی امانتیں وغیرہ

نکال کر کوآپریٹو بنکوں میں جمع کردی تھین اور حفاظت کے خیال سے بعض اوقات
بلا سودی بھی رکھنے پر آمادہ ہوگئے تھے - بالآخر اشیاء کے مہیا کرنے اور تقسیم نسخ
اور اشیاء کی انجمنین چند ہی دنون مین ریفایسن کے اصولون کے مطابق
جاری ہو گئی تھین - بلکہ دودھ و مکھن کے کارخانہ - ریشم اور سوت کے زخایر
نوربافون کے کاروبار کی انجمنین اور زخایر تخم وغیرہ بھی تھوڑے ہی عرصہ میں
جال کی طرح ملک مین بچھ گئے - گویا نقد کے اعتبار نے وہ کام کر دکھایا کہ جس سے ملک
کا ہر فرد محتاجگی اور حاجتمندی سے بچ گیا -

جس وقت کہ اہل ملک نے معاونت باہمی کے برکات کو آنکھون سے دیکھ لیا
اور سمجھ لیا کہ افراد کی معاونت باہمی سے بڑے بڑے کام ہو سکتے ہین تو یہ بھی سمجھ میں
آگیا کہ انجمنون کی معاونت باہمی سے اور بھی بہت کچھ ہو سکتا ہے - پس سوسائٹیوں
کے یونین (Union) بھی قایم ہونے لگے یہان تک کہ ۱۹۰۹ء تک سرمایہ
کاروبار تین کرور تک پہنچ گیا اور ۱۹۱۰ء تک تیرہ[13] یونین قائم ہو چکے تھے اور ہر
یونین کی ایک کمیٹی مع صدر کے علیحدہ مرتب ہو چکی تھی - یونین کے اوپر ایک
سنٹرل بنک بھی قائم کیا جانے لگا جس کی منتخب شدہ کونسل اور سالانہ جلسہ عام
خاص طور پر علیحدہ بنائے گئے - انھین کے ذریعہ سے ملک کی عام بازار سے معاملت
کی جاتی اور اُن کی ذمہ داری بھی محدود رکھی جاتی تھی - بلکہ صرف ساڑھے تین
فی صدی تک تقسیم منافع کی اُن مین اجازت تھی - باقی کل منافع سرمایہ محفوظ میں
لگایا جاتا تھا - جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یونین کی شرح سود بہت کم ہو گئی اور امپیریل بنک
(Imperial Bank) نیز دیگر شاہی اوقاف سے معاملت کرکے

روپیہ لینا شروع کر دیا گیا اور صرف پونے چار فی صدی پر جماعتوں کو روپیہ قرض دیا جاتا تھا اور تیرہ صوبوں میں صوبہ کے بنک بھی کھل گئے۔

اشیاء کے مہیا کرنے کی انجمنوں میں عموماً کاشتکاروں کی ضروریات کی اشیاء ہوتی تھیں۔ مثلاً تخم۔ کھاد۔ آلات کشاورزی۔ بھوسہ وغیرہ اور اُن میں ممبران کو اچھا خاصہ منافع تقسیم کیا جاتا تھا۔ مگر یہ سب اُس وقت ہوتا تھا کہ جب حصص کی خریداری کے واسطے نیز سرمایۂ محفوظ میں رکھنے کے لیے معقول رقم نکال لیجاتی تھی ان انجمنوں میں سامان مہیا کرتے وقت ریفایسن کی رائے میں کاشتکاروں سے سامان کی قیمت فوراً لے لینا چاہیے اور کسی جنس کو بھی قرض پر انھیں نہ دینا چاہیے تاکہ تیاری فصل پر وہ ہر طرح آزاد رہیں اور اپنے اوپر انھیں کسی قسم کا بار نہ محسوس ہو کیونکہ ادائی قیمت سے اونھیں اصلی کاروبار کا احساس ہوتا ہے بلکہ نقد ادا کرتے وقت ہر طرح کی جانچ فطرت انسانی ہے۔ اور عموماً وہ خود اپنے مال کے کھرے یا کھوٹے ہونے کی جانچ کر لیتے ہیں۔ برخلاف اس کے قرض کی حالت میں عموماً بے پروائی و بے خیالی دیکھی گئی ہے جس سے اجناس خراب ملنے کا بھی اندیشہ رہتا ہے۔ پھر جس وقت ایسی جماعتوں کا کاروبار پورے طور پر ترقی کرتا جاتا ہے تو اس کے ساتھ انفسامی ([illegible]) شعبہ کو بھی ملا دے سکتے ہیں اور خانگی ضروریات کے لیے سامان مہیا کر کے ممبران کے ہاتھ ارزان و مناسب نرخ پر فروخت کر سکتے ہیں لیکن فی زمانا جرمنی میں نقد یا اعتبار (Credit) کے کاروبار کو دیگر ہر قسم کے کاروبار سے جدا کر دیا گیا ہے تاکہ اپنی خود مدد کرنے کا اصول نیز دوسروں کی حسب قواعد ضوابط مدد کرنے کی تعلیم پابندی سے سب پر لازم ہو جائے اور یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ

امداد باہمی کے کام کا مقصد یہ نہین ہے کہ کوئی شخص ایثار دیبہ دوسرے کو دیدے
اس کی تو خاص ممانعت ہے بلکہ ایک اجیر سے یہ کہا جاتا ہے کہ اپنے مزدور یا اجیر کے
اعتبار کے بڑھانے کی کوشش کرے اور ایک مہاجن سے یہ خواہش کی جاتی ہے کہ
اُس دستاویز کی بنا پر جو وہ اپنے قرضدارون کی طرف سے اپنے قبضہ مین کیے
ہوئے ہے اوسی سے اون کے اعتبار کو دوسرے کاروباریون اور بازارداون کی نگاہ
مین بڑھانے کی کوشش کرے نہ کہ اُسے کم کرنے کی جیساکہ عموماً بنکہائے سرمایہ شرکت
یا مہاجنون کے کاروبار مین پایا جاتا ہے پس ریفائیسن کے اصولون مین جو عمدگی ہے
وہ یہی ہے کہ جو اپنی ضمانت دے سکین اُن کی ساکھ اور اُن کا اعتبار لوگون مین اور
بڑھایا جائے اور ایک کو دیکھکر دوسرا بھی ایماندار رہنے اور دوسرون کو ایماندار بنائے اور
جس کی ضمانت کرنے پر کوئی بھی آمادہ نہو اسکی ضمانت کے لیے آیندہ ہر شخص تیار
ہوجائے یعنی حاجتمندون کے لیے ضمانت ہی کو صرف ایک ذریعہ سرمایہ بہم پہونچانے
کا بنا دینے کی تدبیر نکالی جائے تاکہ خودبخود اُن کی امداد ہو اور سرمایہ کی حفاظت
کے ساتھ ضمانت اور ضامنون کا دایرہ بھی خوب وسیع ہوجائے۔ ریفائیسن کا قول
تھا کہ جس وقت چند غریب آدمی شریک ہو کر اپنی زبان یا اعتبار کی ضمانت دین اور
وہ بھی تھوڑے عرصہ کے لیے کچھ روپیہ قرض لینے کے واسطے۔ تو کوئی وجہ نہین معلوم
ہوتی کہ اُن کی امداد کیون نہ کیجائے خصوصاً جب اُن کا یہ مقصد ہو کہ آپس مین
وہ سب حسب ضرورت اُس روپیہ کی تقسیم کرلین گے اور اُسے کسی فائدے کے کام
مین لگائین گے اور اُس سے منافع حاصل کر کے وقت مقررہ پر اصل و سود کی ادائی
کردین گے۔ نیز اپنی مشترکہ ذمہ داری کے لحاظ سے ہر طرح کی ایک دوسرے کی نگرانی

بھی کریں گے - اور اپنی انجمن میں بُرے اور بدنام لوگوں کو شریک نہ کریں گے - اور اس طرح گویا اپنے ہمسایوں کی اخلاقی تربیت بھی کریں گے - جس سے دوسرے لوگ انھیں دیکھکر سبق لیں اور اچھے و معتبر بننے کی کوشش کریں - وہ کہتا تھا کہ اگر ذمہ داری غیر محدود نہ رکھی جاتی تو اچھے آدمیوں کی تلاش کا کبھی خیال نہ ہوتا اور اخلاقی یا تعلیمی پہلو بھی مفقود ہو جاتا - اصل تو یہ ہے کہ نقد قرض کی حاجت زرعی انجمنوں میں چھوٹے چھوٹے کاشتکاروں کو بہت رہتی ہے اور اُن کے پاس ضمانت کے واسطے کافی سرمایہ نہیں ہوتا اس لیے ذمہ داری غیر محدود سے ان کا کام آسانی سے نکلجاتا ہے اور اب تو ایسی انجمنیں جرمنی - آسٹریا - اٹلی - فرانس - بلجیم - آئرلینڈ - روس - اور ہندوستان میں شمار سے باہر ہیں - اور ریفائسن ہی کے نام سے ان کو ہر جگہ یاد کیا جاتا ہے -

غرضکہ ملک جرمنی میں کاشتکاروں نے سب سے پہلے اپنے قرض کا انتظام معاونت باہمی کر کے کیا - اور ریفائسن کے بنکوں نے کاشتکاری ضروریات کے لیے ہر طرح کا ساماں مہیا کیا -

۱۸۷۰ء میں ایک نیم معاونت باہمی کی انجمن مشرقی پرشیا East Prussia میں بالائی نکالنے کے واسطے قائم ہوئی تھی اور ۱۸۷۲ء میں پہلے سامان جمع کرنے والی انجمن بمقام ہسی Hesse مرتب ہوئی اور اسی وقت سے اس کے اتحاد بھی بڑے زوروں میں بننے لگے - بلکہ ۱۸۷۰ء سے لیکر ۱۸۹۵ء تک ہر قسم کے کاروبار کی انجمنیں جنکا تعلق کہ زراعت سے ہو سکتا تھا بن گئیں - جس طرح ۱۸۷۷ء میں نیونیڈ Nenenenee کا اتحاد قائم ہوا تھا - اوسی طرح ۱۸۸۳ء میں وہ

قومی اتحاد کاشتکاروں کی انجمنہائے معاونت باہمی کا جس کو کہ نیشنل
فیڈریشن آف جرمن اگریکلچرل سوسائٹیز
کہتے ہیں قائم کیا گیا۔ اور ۱۹۰۳ء سے چوتھی کوآپریٹو کانگریس کے بعد قرض کی
انجمنیں بھی اس اتحاد میں شامل کی جانے لگیں۔ ریس نیویڈ کے اتحاد میں اور قومی
اتحاد میں بعض اوقات تصادم واقع ہونے لگا۔ اور ایک کے ممبر دوسرے میں چلے
جانے لگے۔ لہذا ۱۹۰۵ء میں نیویڈ یونین اپنی (۴۳۰۰) انجمنوں کے ساتھ قومی اتحاد
میں شامل ہوگیا۔

جس طرح کہ مغربی حصہ جرمنی میں ریفائیسن سا شخص محسن ملک پیدا ہوا تھا
اسی طرح اور اسی وقت مشرقی جرمنی میں سولز ڈیلیز (Schulze Delitze)
نامی ایک دوسرا شخص بھی اپنے ابنائے جنس کی مصیبت کم کرنے کے لیے
کام کر رہا تھا۔ جرمنی کے ۱۸۴۸ء کے ہنگامۂ بغاوت سے ایک ہی سال قبل
جو قحط سالی اور مصیبت کہ ملک پر چھا گئی تھی۔ اس نے شولز کے دماغ میں معاونت
باہمی کے خیال کو نشو ونما دیا اور قصبۂ ڈیلیز جہاں کہ شولز کی سکونت تھی اور جہاں وہ
عہدہ ججی پر مامور تھا نزپرشین نیشنل اسمبلی (Prussian National Assembly)
——— کا ممبر تھا اس کو اپنے غریب بھائیوں کی خصوصاً اہل حرفہ و
پیشہ کی سود خواروں کے ہاتھوں روزانہ مصیبت کے دیکھنے کا خوب ہی موقع ملتا
تھا اور انگلستان کا سفر کرنے کے باعث اوس نے وہاں کی پراویڈنٹ سوسائٹیز
(Provident Societies) یعنی سرمایہ جمع کرنے والی جماعتوں کو اپنی
آنکھ سے دیکھ لیا تھا اس لیے اپنے یہاں بھی اونھیں کی آزمائش کا ارادہ کیا اور

اپنے دوست ڈاکٹر برن ہارڈی (Dr. Bernhardi) کی امداد سے سب سے پہلا پراویڈنٹ فنڈ (Provident Fund) ملک جرمنی میں کھولا اور تھوڑے عرصے کے بعد ہر دو ہمدردان ملک نے ملکر ایک اور پنچایتی دوکان کھولی جس میں ملک کی خام اشیا مل جل کر خرید کرکے کاروبار کرنا سکھلایا۔ اور کچھ دن کام کرنے کے ابعد اوس میں فروخت اشیاء و نقد روپیہ کا بھی لین دین شروع کرادیا جس سے شولز کو ہر طرح ملکی فلاح کی صورتیں صاف نظر آنے لگیں۔ یہاں تک کہ ۱۸۵۰ع میں اوس نے ایک علحدہ نقد کے کاروبار کی سب سے پہلی دکان پنچایتی اصول پر باضابطہ کھولدی اور سرمایہ دار ہمدرداں ملک کے لیے اپنے روپیہ سے دوسروں کو نفع رسانی کی گویا پہلی سوسایٹی یہی تھی۔ اس میں سرمایہ دار خود قرض نہیں لیتے تھے بلکہ روپیہ جمع کرکے غریبوں کی امداد کرتے تھے۔ لیکن شولز نے یہ قاعدہ بھی مقرر کردیا تھا کہ وہی شخص روپیہ لے سکیگا جو کچھ حد تک ذمہ داری بھی کاروبار کی اپنے اوپر لے اور جماعت میں ممبری بھی قبول کرے نیز کچھ سرمایہ بھی بطور اقساط بچا بچا کر کاروبار میں شامل کرتا رہے۔

حکومت کی طرف سے شولز کے ایسے کاموں پر اعتراض ہوا اور اس کی مخالفت پر کمر باندھ لی گئی۔ یہاں تک کہ اوس کے خلاف فوجداری کے مقدمات تک چلائے گئے۔ اور ایک وقت جب وہ کسی ذاتی مقدمہ میں اولجھا ہوا تھا اور اپنے مقام سے باہر تھا۔ ڈاکٹر برن ہارڈی (Dr. Bernhardi) نے ایلن برگ (Ellenburg) کے جوتہ بنانے والوں کے کارخانہ کو بالکل نئے قالب میں ڈھال دیا اور اس کے ۳۹۶ ممبران سے ۲۳۶ پونڈ جمع کرائے اور اوسی قسم

کی ضمانت پر باہر سے کچھ قرض لیا اور تھوڑا بہت جماعت کا سرمایہ جو پیشتر سے موجود
تھا وہ بھی اوس میں شامل کیا جو سب مل کر پانچ سو پچپن پونڈ ہوا۔ اس کل رقم کو
بارہ ماہ کی ادائی پر ممبراں کو دیدیا گیا۔ اور جب ۱۸۵۲ء میں شولز اپنے مقام پر
واپس آیا تو اوس نے مذکورہ بالا طریقہ کو اپنے طریقۂ کاروبار کے مقابلہ میں بہتر پایا
اور اپنی سرگرمی۔ محنت۔ اقتصادی قابلیت نیز طلاقت لسانی سے کاروبار کو دن
دونا رات چوگنا کردیا اور عام جلسوں میں اپنی پرزور تقریروں سے لوگوں کو اس
کاروبار کی فضیلت تبلا کر اسکے جاری کرنے کی طرف خوب متوجہ کردیا یہانتک کہ
نقد کاروبار کی جماعتیں (Credit Association) مشرقی حصہ
ملک میں ہر طرف قائم ہونے لگیں اور بعض مقامات پر نقد کیساتھ انقسامی طریقہ
کاروبار بھی شامل کردیا گیا انقسامی جماعتیں علیحدہ قائم ہوگئیں اور ۱۸۶۲ء تک
چار ہزار ایسی انجمنیں بن گئیں جن میں دس لاکھ کے قریب ممبر ہوگئے اور ایک کروڑ
پونڈ سے زاید کے سرمایہ سے کاروبار کرنے لگے لیکن حکومت کی نگاہ میں اس طرح
اہل ملک کو اپنی امداد کے قابل بنا دینا جرم سمجھا گیا بلکہ مین ٹفلیس
(Mantufel) اور بسمارک (Bismark) کے گروہ کے لوگوں نے اپنی اختیارات
پر اس کل کاروبار کو ایک بہت ہی بڑا حملہ سمجھا اور غریب شولز کی ججی پر سب
سے پہلا وار کیا گیا مگر شولز نے علالت کا عذر کرکے رخصت کی خواہش کردی
حکومت نے اس کے دینے میں بھی یہ شرط لگائی کہ اپنے وطن ویلیٹز کو نہ جائے
اور یہ بھی امر واقعہ ہے کہ اوس وقت جرمنی کے بڑے بڑے اہل الرائے اس خیال
میں تھے کہ ابھی تک اہل ملک میں کاروبار کے عام طور پر سمجھنے کی قابلیت ہی نہیں

پیدا ہوئی تھی اور ایسے تمام امور جو اہل ملک کی بہتری کا باعث ہو سکتے ہوں وہ سب حکومت ہی کو اون کے واسطے سوچنا اور کرنا چاہیے تھا۔ شولز بھی قانون ملک کی حالت سے خوب واقف تھا اور شرط رخصت کی خلاف ورزی کے نتایج کو بھی جانتا تھا۔ چنانچہ شرط رخصت کی خلاف ورزی کر کے اپنے وطن کو چلا گیا اور اوس کے اہل وطن نے بڑے ہی دھوم دھام سے اوس کا استقبال کیا۔ مگر حکامان وقت نے خلاف ورزی کی سزا میں ایک ماہ کی تنخواہ روک دی۔ ان تمام کارروائیوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ شولز نے ملازمت سے استعفا دیدیا اور مستقل ارادہ کر لیا کہ ملک کی اقتصادی نظام کی درستی میں اپنی آئندہ عمر کو صرف کریگا۔ حالانکہ دشمنان حریت نے شولز کے استعفا پر بھی اکتفا نہین کی۔ بلکہ جب ۱۸۵۹ء میں شولز نے پہلی امداد باہمی کی کانگریس (Congress) کے جلسہ کے منعقد کرنے کا ارادہ کیا تو برلن (Berlin) سے حکومت نے سخت شرائط و ہدایات جاری کیں۔ سیکسنی (Saxony) کے جان (John) ایسے رحم دل بادشاہ نے بھی جلسہ کے انعقاد کی اجازت نہ دی اور مجبوراً کانگریس کا جلسہ تھرنجن ڈچیز (Thuringin Duchees) میں کیا گیا جہاں کہ اوس وقت بد معاش جرمنوں کو عموماً پناہ ملا کرتی تھی۔ غرضکہ حکومت کی طرف سے ہر طرح دق و حیران کیا گیا۔ فوجداری کی کارروائیوں کے علاوہ اخبارات میں بھی مذاق اڑایا جاتا تھا۔ مگر شولز کے کام کی کامیابی روز افزوں ہی نظر آتی اور جمہور اوس کے ساتھ ہوتے جاتے تھے۔ اور فوائد کو آپریشن کو اپنی آنکھ سے مشاہدہ کرتے جاتے تھے۔ ہروان بسمارک (Herwon Bismark) نے جو فرقہ

سوشلسٹ (Socialist) کا سب سے بڑا مخالف تھا۔ ایک شخص لیسیل (Lassalle) نامی کو جو خود بھی سوشلسٹ تھا۔ شولز کی اقتصادی تحریک کے خلاف کھڑا کر دیا اور شہنشاہ جرمنی کی جیب خاص کے صرفہ سے بسمارک نے چند ذخایر کے کارخانے خاص برلن میں محض اس جمہوری تحریک کو نقصان پہونچانے کے لیے کھلوا دیے۔ لیکن ملک کی قدر دانی سے شہنشاہ جرمنی کی ہر پائی پائی جو ان کارخانوں میں لگائی گئی تھی ضایع ہو گئی اور شولز کا کام اچھی طرح پھیلتا رہا بالآخر پرشین ڈیٹ (Prussian Diet) نے مجبوراً ایک کمیٹی معاونت باہمی کے قانون کے وضع کرنے کے لیے مقرر کی۔ لیکن بسمارک کی خاص ہدایت سے شولز کو اس کمیٹی سے علیحدہ رکھا گیا۔ مگر شولز کی ذات اور کوشش مردانہ کے باعث ملک کی حقیقی دولت میں کروڑگنا اضافہ ہوتا ہی چلا گیا تھا جس کا مقابلہ وہ دولت بھی نہیں کر سکتی تھی جو بسمارک نے ۱۸۷۱ء کی فتوحات سے حاصل کی تھی۔ کیونکہ ملک کے سامنے شولز کے سکھلائے ہوئے کفایت شعاری اور کاروبار کے ایسے اصول عمل میں آرہے تھے جو لازوال نفع کی شکل میں ہمیشگی کا جامہ پہنے ہوئے تھے۔ شولز کو صرف اپنے غریب اور متوسط الحال اہل ملک کی بہتری اور ان کی اقتصادی زندگی کی درستی کی فکر تھی نہ کہ دوسرے ممالک یا ابنائے جنس کی لوٹ مار اور بربادی۔ بھلا ایسا شخص محض ڈرانے یا دھمکانے سے معاونت باہمی کے سے خدا ترسی کے کام میں کیا رک سکتا تھا۔ کوئی ذاتی ترفع نفع یا عزت مقصود نہ تھی۔ بلکہ

سوشلزم۔ اس فرقہ کا یہ اصول ہے کہ سرمایہ داروں کی تنظیم شدہ کاروباری جماعتوں کے بجائے حکومت قومی وملکی کا پورا اقتدار تمام ذرائع افزایش۔ تقسیم۔ اور تبادلۂ اشیاء پر قائم کیا جاوے۔

بسمارک کے ہر کوڑے نے شولز کے جھنڈے کے نیچے روز نئے نئے لوگ اکٹھا کرنا شروع کر دیے۔ مزدوری پیشہ و اہل حرفہ جن کے پاس کچھ بھی سرمایہ نہ تھا اون کو جمع کرکے شولز سرمایہ بنانے اور سرمایہ کے مصرف سے بڑے بڑے فائدے اوٹھانے کی صورتوں کو اونھیں سمجھایا کرتا اور عملاً کرکے دکھلایا کرتا تھا۔ اوسکو اسکا یہی یقین تھا کہ جب ملک میں اقتصادی ارتقا ہو جائیگا تو دیگر قسم کے ارتقار یعنی تمدنی و اخلاقی وغیرہ سب کے سب اوس کے ساتھ ساتھ ملک کو نصیب ہو جائیں گے۔ اوس کو لوگوں کی روحانی یا اخلاقی زندگی یا اون کے افعال ذاتی سے بحث زیادہ نہ تھی۔ صرف اقتصادیات سے وہ اپنا تعلق رکھتا تھا۔ اور اوسی پر کل دنیاوی بہتری کا دارومدار سمجھتا تھا محنت کرکے پیدا کرنے۔ کفایت شعاری سے کچھ جمع کرنے نیز اپنی آپ مدد کرنے کے اصولوں پر کل مصایب ملکی کا انحصار بتلاتا تھا۔ اور اپنے سامعین سے ہمیشہ یہی کہتا تھا کہ سرمایہ دار بننے کی کوشش کریں۔ اور آپس میں اپنی ذمہ داری کو غیر محدود بھی رکھیں۔

شولز کی انجمنوں میں بیشتر ذمہ داری غیر محدود کی صورت میں ایک حصہ کی قیمت کم از کم پانچ یا چھ پونڈ رکھی جاتی تھی اور یہ رقم ممبر کی کل جائداد کی مکفولیت کے لیے کافی ہوتی تھی۔ کچھ دنوں کے بعد پندرہ پونڈ تک قیمت حصص بڑھا دی گئی شولز اور اسکے خاص پیرووں کے نزدیک ذمہ داری غیر محدود ایک دورخی تلوار سمجھی جاتی تھی جس سے نفع یا نقصان دونوں ممکن تھا۔ ایک کی نادہندی کا بار دوسرے دس کی جیبوں پر پڑتا تھا اور اسی کو ایک طرح کی بلا وجہ سختی خیال کی جاتی تھی ۱۸۸۹ء تک ذمہ داری محدود کے قائم کرنے کی قانوناً اجازت بھی نہ تھی مگر ۱۸۹۶ء کی

کانگریس میں انجمنہائے معاونت باہمی کو اپنی ذمہ داری محدود کرنے کی اجازت دی گئی۔ اور اوسی وقت سے شولز کی انجمنوں میں اس کا رواج عام ہوگیا۔ یہاں تک کہ ۱۹۱۰ء تک شولز کے طرز کی ۱۹۱۶ انجمنوں میں سے ۲۳۲ کی ذمہ داری محدود تھی۔ حصص کی قیمت کی حد تک صرف ذمہ داری نہیں رکھی جاتی تھی۔ بلکہ اکثر اون کی قیمت کی دوگنی یا چوگنی تک۔ اور پچیس پونڈ تک قیمت کے حصے اکثر جاری تھے۔ زیادہ قیمت حصص رکھنے کے وجوہ جلد سرمایہ کاروباری مہیا کرنا اور اپنی امداد و کفایت سے کچھ بچانا سمجھے جاتے تھے۔ حصص کی ادائی باقساط بھی ہوتی تھی لیکن جب تک کل قیمت حصہ نہ ادا ہو جاتی منافع حصص ممبران کو تقسیم نہ ہوتا۔ کہا جاتا تھا کہ جلد سے جلد کل قیمت حصص کے ادا ہو جانے سے منافع کے حاصل کرنے کا بھی موقع جلد حاصل ہو سکتا تھا۔ اور برخلاف ریفایسن کے اصولوں کے شولز کی جماعتوں میں ممبری کے لیے کم از کم ایک حصہ کی خریداری کی قابلیت لازمی تھی اور حصص ادا شدہ (Paid up) یا موعودہ (Subscribed) رکھے جاتے ادا شدہ کی صورت میں ۱۷ پونڈ سے زاید قیمت فی حصہ عام طور سے ممبران کو نہ ادا کرنا پڑتی اور جس کی ادائی رفتہ رفتہ کرکے کرائی جاتی تھی۔ منافع حصص (Dividend) زیادہ دینے کا وہ مخالف تھا۔ اور کفایت شعاری سے روپیہ بچا کر ایک علیحدہ سرمایہ بچت کی شکل میں رکھنے کی بابت اوس کا ہمیشہ اصرار تھا۔ کچھ فیس داخلہ بھی قواعد میں جو فی حصہ کے اعتبار سے یا فی کس کی بناپر۔ قلیل مقداروں میں ہوتی رکھی جاتی تھی۔ اور ممبر کی علیحدگی پر واپس کر دی جاتی تھی۔ اسی بناپر ممبر کو استعفا کے قبل تین ماہ کے نوٹس کی ضرورت تھی۔ فیس داخلہ کو بھی سرمایہ محفوظ میں داخل کیا جاتا

اور ایک یا دو سال تک ابتدا مین کل منافع حصص بچت کی پونجی مین شامل رہتا
حصص کے سرمایہ کا بچت کی پونجی سے دس فی صدی سے بیس فی صدی تک
نسبت قائم رکھے جانے کا اصول تھا۔ اور حقیقتاً قیمت حصص کی پوری ادائگی کی
شرط کے باعث غربا کو شرکت مین دقت ہوا کرتی تھی۔
شولز کے خیال مین ایک ہی پیشہ یا قصبہ یا گانون کے لوگون کو قانون کی رو سے
اپنی مخصوص یا علیحدہ جماعت قائم کرنے کا اصول صحیح نہ تھا بلکہ ہر شخص کو اسکا اختیار
تمیزی دینا مناسب سمجھتا تھا۔ یعنی اگر ممبران انجمن اپنے دائرۂ عمل کو کسی خاص فرقہ
یا کسی خاص پیشہ یا حدود اراضی تک محدود نہ رکھا چاہین تو اون کو قاعدے و قانون
سے مجبور کرنا خلاف اصول امداد باہمی تھا۔ کیونکہ مختلف پیشون یا مختلف کاروبار کے
لوگون کی شرکت کو انجمن کے مزید استحکام کا سبب سمجھتا تھا۔ اور بجاے خصوصیت کے
عمومیت ہی مین معاونت باہمی کی مضبوطی اور نفع کی زیادہ امید رکھتا تھا۔ اوسکے
نزدیک ایسی جکڑبندیا فرقہ بندی خود ہی ایک طرح کی خودغرضی اور تنگ خیالی تھی
جس کی تقلید حریت و جمہوریت کے اصولوں سے بالکل ہی متناقض تھی۔ شولز کی
انجمنون مین رجسٹر حیثیت ممبران بھی رکھا جاتا تھا اور وقتاً فوقتاً کمی و بیشی حیثیت
درج کی جاتی تھی۔ یہ کام ایک کمیٹی تشخیص کن جائداد کے متعلق تھا۔ جس سے رعایت
کی گنجایش کاروبار مین کم ہوتی تھی۔ لیکن اوس کے خیال مین بھی اعتبار بغیر
ضمانت کے ناممکن تھا اور ضمانت بھی ذاتی نہ کہ جائداد کی۔ اسی بناپر وہ ایسی قرضہ
مین پابندی وقت کی تاکید ضروری سمجھتا تھا۔ اس نے اپنے ہی زمانہ مین بڑے
بڑے جلسۂ عام کرکے چھوٹی چھوٹی کمیٹیان بطور خاص کمیٹیون کے عام کمیٹیون کے

ماتحت بنادی تھین تاکہ کاروبار مین سہولت پیدا ہو اور جلسۂ عام کے ممبرون کو نگرانی کا پورا موقع حاصل رہے ۱۸۶۸ء مین انتظام اور جانچ یہ دو علیحدہ قسم کے کام طے کر دیے گئے تھے اور ۱۸۸۹ء کے قانون نے جانچ کرنے والے افسر (Inspecting Officer) اور انتظام کرنے والے افسر (Executive Officer) بھی علیحدہ علیحدہ مقرر کرا دیے اور شولز کے طرز کی انجمنون کی کمیٹی انتظامیہ کے تین ممبرون مین ہر فرد ایک دوسرے کے کام کا ذمہ دار بنایا جاتا اور وہی لوگ منتخب کیے جاتے جو معتبر ایماندار اور کاروباری ہوتے۔ اون کو اکثر مناسب تنخواہ بھی دیجاتی۔ ایسی کمیٹی انتظامیہ کا نام وارسٹینڈ (Vorstand) تھا۔ اسی طرح ہر جلسۂ عام تین ماہ کے بعد منعقد ہوتا اور اسکا نام آفیشورتیھ (Aufsichtsrath) تھا۔

کوآپریشن کے اصولوں میں عام طور پر یہ خیال کیا گیا ہے کہ شولز کے طریقہ کاروبار مین کاشتکار یا غربا کی گنجایش کم ہے۔ اور ریفایسن کا طریقہ اونکے لیے زیادہ مناسب حال ہے اور واقعتاً بھی یہی بات ہے کہ شولز نے اپنے طریقے کو مزدوری پیشہ یا دستکارون پر اول اول تجربہ کیا مگر اب تجربے سے یہ ثابت ہوگیا ہے کہ شولز کے اصولون پر چلنے مین کسی نوع کے کاروبار کرنے والون کو دقت نہین ہوتی —

صرف کاشتکارون کی میعاد قرضہ مین گونہ وسعت اور چھوٹے چھوٹے حصص ان کے مناسب حال رکھے جانے سے ہر وقت رفع ہوسکتی ہے چنانچہ آگسبرگ (Augusburg) اور انسٹربرگ (Insterburg) نیز گوتھا (Gotha) کے اتحادون مین کاشتکار اور دستکار دونون شامل تھے۔

ان اتحادی جماعتون کا افتتاح ۱۸۵۹ء سے شولز ہی کی نگرانی مین ہوا تھا
اور ہر قسم کی معاونت باہمی کے کاروبار کی انجمنین ان مین شریک تھین - افزایشی
انقامی - تعمیری (Building) نیز عام خرید و فروخت کی اور ان اتحادون
کے سبب ملک کی عام رائے پر بہت بڑا اثر پڑتا تھا لوگون کے اخلاق عامہ و
خاصہ کی درستی کا بھی یہ بہت بڑا ذریعہ تھے - علاوہ ممبران سوسایٹی کے باہم
مل جل کر کام کرنے کے انکی انجمنون کے باہم میل جول سے جو یگانگت و اعتبار
آپس مین پھیلنے لگتا تھا وہ اور بھی سونے مین سہاگہ کا کام دیتا تھا لیکن اتحاد
مین ایک جماعت دوسری جماعت کی ذمہ داری تعین کرتی تھی - میل جول مین صرف
مشورہ کا نفع تھا کسی قسم کی مداخلت ایک جماعت دوسری جماعت مین نہ کرتی -
لیکن جب اغراض مشترک ہوتے تو ایک جماعت دوسری جماعت کے اعتبار سے فائدہ
اُٹھاتی اور سب متحد ہو کر کام کرتے - مثلاً اگر کسی کام کو مشترک سرمایہ سے کرنے کا ارادہ ہوتا
تو بازار مین متحد ہو کر مشترکہ اعتبار روپیہ کے لین دین کے واسطے حاصل کرتے - یا
شرح سود کم کرا لیتے - ایسے یونین مین تبادلۂ خیالات بھی ہوتا - اور جمہوریت کے
اصولون کے ساتھ عام مطالب و ملکی مفاد کی تجویزین بھی پیش ہوتین - انھین کے
جلسۂ عام کا نام کانگریس تھا جس کے ذریعہ سے معاونت باہمی کے کل کاروبار کے
واسطے ہدایتین طے ہو کر باقاعدہ قانون کی حیثیت مین شایع ہوتین - اور ملک کے
قابل ترین لوگ اس کانگریس مین شریک ہو کر داد قابلیت دیتے بلکہ ملک مین
ان کا اعتبار بڑھاتے - اسکے علاوہ کچھ عرصہ کے تجربے کے بعد یہ پایا گیا کہ ایسے اتحادون
سے بجز یہ کار ماہرین فن اور حساب دان اشخاص کی جو ضرورت ملک کو تھی وہ بھی رفع

ہوسکتی تھی اور ناواقفکار کام کرنے والون کی تعلیم بھی بآسانی ممکن تھی چنانچہ اس وقت انھین بڑے بڑے اتحادون کے ماتحت مقامی اتحادی شعبہ جات (Sub-Union Section) بھی قائم ہونے لگے ہین - اور ان شعبہ جات سے انتخاب کرکے کمیٹی کارکن وجلسۂ عام بنائے جانے لگے ہین جن دونون کا یہ فرض مقرر ہوا ہے کہ کانگریس کے سالانہ بڑے جلسۂ عام کے انعقاد کا بندوبست اور انتظام کرین - ابتدامین شعبہ جات مذکورہ خود ہی اپنا عملہ انجمنون کی نگرانی کے واسطے رکھتے تھے نیز انسپکٹران کے تقرر کا اختیار بھی انھین کو تھا اور سوسائٹیون سے ایک رقم معینہ انکی فیس کے نام سے وصول کرتے تھے بعد چندے انسپکٹران کا انتخاب بھی سوسائٹیان و یونین خود اپنے ہی مین سے کرنے لگے اور بلا معاوضہ کام کی جانچ وغیرہ کرنا آپس ہی مین طے ہوگیا تنخواہ دار افسر صرف سالانہ کانگریس کے واسطے مصالحہ و مواد جمع کرنے کے واسطے رہ گئے تھے - اور یہی لوگ آپس مین اپنے نوٹون کا مقابلہ کرکے نیز بحث و مباحثہ کرکے جو عمدہ نتایج اخذ کرتے اوس سے کانگریس کو مطلع کرتے اور اُن پر خود بھی کاربند ہوتے -

یونین کے ذریعہ سے ہنڈوی (Bills) کا کام جاری کیا گیا اور چھوٹے چھوٹے تاجر چھوٹی چھوٹی رقمون کے لیے بھی ہنڈوی یا رقعون کے ذریعہ سے لین دین کرنے لگے - یونین نے بھی ایسے رقعون یا ہنڈویون کے سکھارنے کے واسطے اپنے ہی بنک قائم کردیے جن کو گرووربینڈ (Groover Band) کہا جاتا اور جو بلاکسی منڈیاون کے لیے ہوئے آپس مین کاروبار کرتے اور علاوہ ترسیل و وصول زر کی سہولتون کے بازار مین ہنڈویون و رقعون کے سکھرولنے مین

ہر طرح کی امداد دیتے بلکہ چیکون (Cheques) کے ذریعے بھی ان مین لین دین جاری کرا دیتے جب انجمنون مین حسب ضرورت روپیہ نہ ہوتا یا ضرورت سے زاید ہوتا تو بازار سے معاملت کی ضرورت پیش آتی اور چونکہ بازار کے بڑے بڑے بنک یا مہاجنی کی دوکانین عموماً کثیر منافع پر معاملت کرنا چاہتین اور خصوصاً امداد باہمی کے کاروبار سے کوئی خاص ہمدردی نہ رکھتین اسلیے انکے اپنے گرد و پیش کے ذریعہ سے معاملات طے ہوئے۔

حکومت کی امداد یا بڑے آدمیون کی فیاضی سے جو امداد یا خیرات مل سکتی یا بازار سے غیر محدود اعتبار قائم کرانے کے طریقوں کے شولز ہمیشہ خلاف ہی نہ تھا بلکہ ایسی امداد یا معاملت کو مخدوش خیال کرتا تھا۔ اور یہی اسباب ایسے تھے کہ جس سے ایک ایسے مرکزی بنک کے قائم کرنے کا ارادہ سے احساس پیدا ہوا۔ جس مین معاونت باہمی اور مہاجنی دونون اصولون کو مدنظر رکھکر کام ہو سکتا اور وہ صرف معاونت باہمی کی انجمنون ہی سے مقرر ہو سکتے۔ چنانچہ ایسا بنک قائم ہوا اور بیرونی حصہ دار بھی حصص لیکر شریک ہوئے اور معاونت باہمی کی جماعتوں کے ساتھ کاروبار کرنے کے علاوہ بازار کا معمولی کاروبار بھی اون مین کیا جانے لگا۔ جس سے اچھا خاصہ منافع بھی اون مین ہونے لگا۔ لیکن حرص منافع نے بعد مین بڑی بڑی دقتون مین مبتلا کر ہی دیا۔ بالآخر ملک کے ڈریسڈنیر بنک (Dressdener Bank) سے معاملت کی گئی اور اوسی کو معاونت باہمی کے بنکوں کا مرکزی بنک قرار دیا گیا۔

تھوڑے عرصہ کے بعد تجربہ سے پایا گیا کہ جب تک ملک بھر مین اس بینک کی

شاخین نہ ہوں اوسکو دور دراز کے اتحادون سے کاروبار مشکل ہوگا اس لیے ہر
صوبہ مین ایک مقامی شاخ ذمہ داری محدود کے ساتھ کھولی گئی۔ اور کوآپریٹیو
یونین کے شعبہ جات کا صدران بنکون کی شاخ کا بھی صدر انجمن ہونے لگا کیونکہ
اوس کو مقامی لوگون سے پوری واقفیت ہوتی تھی۔ چنانچہ ۱۸۹۷ء مین مشرق و
مغربی شعبہ مین ایک بڑی شاخ ڈریسڈنیر بنک کی کھولی گئی جس مین اضلاع کے
بنکون کے شرکاء نے حصص لیکر شرکت کی اور اپنے حسابات کھول دیے۔ ذمہ داری کی
حد واقعی قیمت حصہ تک محدود رکھی گئی۔ یعنی جو طریقہ و مفہوم ذمہ داری محدود کا اس
وقت انگلستان مین سمجھا جاتا ہے اوسپر عملدرآمد رکھا گیا اور ۱۹۰۹ء تک چھ لاکھ آدمی
اوسکے ممبر ہوگئے۔ اوسوقت ایک کروڑ پچاس لاکھ مارک کی بقدر رقم ذاتی ممبران کی
امانت تھی اور پانچ کرور پونڈ سے زاید امانت کھاتہ مین موجود تھا۔ اس حالت مین
بھی گو خواہش منافع زیادہ بڑھ گئی تھی لیکن کاروباری اصولون پر کام ہوتا تھا۔ رعایا کو
بے اطمینانی کی گنجایش نہ تھی۔ شولز کی کل انجمنین کسی نہ کسی یونین سے متعلق تھین۔
مگر انکا کوئی بھی سنٹرل بنک نہ تھا اور سرکاری امداد سے بھی ہمیشہ بھاگتی تھین اور
اسی بنا پر پرشین بنک سے بھی شولز کے یونین نے علحدگی اختیار کی تھی۔ شولز کے
بنکون میں امور ذیل کا لحاظ اصولاً لازمی ہے۔

(۱) عام طور پر حصہ داران جلسہ عام و خاص مین شرکت کرین اور منتظمین اپنے فوری
و ذاتی نفع کو زیادہ مدنظر نہ رکھین۔

(۲) اندرونی معاملات کی نگرانی بذریعہ انسپکٹران وغیرہ بڑے پیمانہ پر کرائی جائے
(۳)۔ انجمنون کی اچھائی و برائی اور اُن کے بقائے دوام کی ضمانت کے اصول پر

کل کاروبار کو کیا جائے۔

## عام حالات

ملک جرمنی مین ۱۹۱۴ء کی جنگ یورپ سے قبل عموماً کاشتکارون نے شرکت کرکے اپنے زراعتی و دیگر اقتصادی ضروریات کو پنچایتی اصول پر مہیا کرنے کا بلیغ انتظام کرلیا تھا۔ مثلاً کھاد۔ کھلی۔ بھوسہ۔ یا تخم وغیرہ۔ ممبران انجمن بجائے فرداً فرداً خرید کرنے کے اپنے اتحادون وغیرہ کے ذریعے سے اس کام کو کرنے لگے تھے۔ جس کے باعث خراب قسم کی اشیاء کے بجائے عمدہ قسم کی اشیاء ملتین۔ اور اُن مین وہ اجزائے کیمیائی خاص طور پر ہوتے کہ جن کے سبب اون اشیاء کی اصلی قدر و قیمت سمجھی جاتی اور اونکی عمدگی کی ذمہ داری بھی ہوتی۔ پیشتر عام طور پر خراب قسم کی آمیزش شدہ اشیاء ملتی تھین جن کی مقدار کو بڑھا کر اون کی اصلی قوتون کو کم کر دیا جاتا تھا اور وزن بڑھا دیا جاتا تھا۔ بالخصوص چھوٹے چھوٹے خوش خرید لوگون یا کم مال کے خریدارون کو اون کی جانچ وغیرہ کے کرانے مین بے ضرورت خرچ اور زحمت اُٹھانا پڑتی اور پھر بھی عمدہ اور کارآمد مال مشکل سے دستیاب ہوتا۔ خرید و فروخت مال کی انجمنون کے قائم ہونے کے بعد سے نیز اتحادون کے ذریعہ سے تمام اشیائے ضروری تھوک فروشون سے بڑی مقدار مین خریدی جانے لگین نیز یہ شرط بھی کی جانے لگی کہ ہر شئے کی کیمیائی جانچ کرالی جائے۔ اگر کسی قسم کی خرابی یا نقص ہو تو اوس کی تلافی کی ذمہ داری تھوک فروشون کے سر ہو اون کے نمونے کیمیائی امتحان کے لیے بھیجے جاتے اور اشیاء کا نرخ بھی بازار کے نرخ سے ارزان کرایا جاتا

عموماً کسی قسم کے ذخیرے جمع نہ کیے جاتے بلکہ انجمنونکی ضروریات کے مطابق تھوک فروشوں سے
اشیائے ضروری کسی مقام پر جمع کرالیجاتین اور ممبران انجمن خود ہی اپنی ضرورت کے مطابق
تھوک فروشون سے خرید و فروخت مال کی انجمنین قائم کرکے معاملت کرلیتے اس کاروبار سے
یہ نفع تھا کہ کسی قسم کے بنڈے یا ذخیرے کے لیے مکانات بنوانیکی ضرورت یا انمین ذخیرون
کے رکھنے کی حاجت نہ ہوتی جس سے صرفہ تعمیر یا کرایہ مکان کی بچت ہوتی اور مال کے فروخت نہونے
یا پڑے رہنے یا چوہون گھن بارش وغیرہ کی نقصان رسانی یا دیگر اسباب خرابی اشیاء سے جو نقصانات
عموماً ہوجاتے ہین اون کا اندیشہ بھی نہ رہتا نیز غلہ وغیرہ کے ذخیرون کی نگرانی یا
حفاظت مین جو صرف ہوتا اور جسکا بار آخرکار کاشتکار کو نرخ ہی پر مجبوراً ڈالنا پڑتا
اور جو گرانی کا سبب ہوتا اوس کا بھی ڈر نہ رہتا۔ ہان اگر کہین پر ذخیرے پہلے سے
موجود ہوتے تو وہ چھوٹے چھوٹے تھے اور جو ممبران کہ اون کی نگرانی کے واسطے مقرر
ہوتے وہ خاص وقت مقررہ پر جاکر مال فروخت کردیتے۔ حکومت نے بھی بنڈے
یا ذخیرے غلہ کے واسطے اکثر بنوا دیے تھے جو امدادباہمی کی جماعتون کو مستعار
دیے جانے لگے تھے۔ بڑے بڑے مرکزون مثلاً پوسن (Posen) یا پامرینیا
(Pomerania) وغیرہ میں آلات کشاورزی وغیرہ کی فروخت کے
بھی ذخیرے تھے جن کو کامیاب بنانے کے لیے ممبران انجمن اور کہین سے بھی
اپنی ضروریات کی اشیا نہ خرید کرتے اور ممبران کو ایک حد مقررہ تک قرض خرید کا
بھی حق دیا جاتا اور تقریباً تین ماہ مین اوسکی وصولی لازمی رکھی جاتی۔ جس کے
بعد سود بحساب پانچ روپیہ فی صدی یا زاید جیسی کہ ضرورت ہوتی لیا جاتا۔ لیکن
جلد سے جلد قیمت ادا کرنے والے ممبران کو رغبت و تحریص کے خیال سے اکثر ایک یا دو

فی صدی بطور دستوری یا چھوٹ (Discount) کے بھی دیا جاتا اور عموماً
قرض دینے والی اور ذخایر کے کاروبار کی دوکانین ایک ہی مقام پر قائم
کیجاتین اور دونوں کا لین دین بھی یکجا رہتا۔ اس طریقہ سے بڑا فایدہ یہ ہوتا کہ
قرض دیے ہوئے روپیہ کا مصرف بھی جلد معلوم ہوتا۔ اور بہی کھاتون مین صرف
کاغذی عملدرامد کی ضرورت ہوتی۔ دونون کو ایک ہی سنٹرل بنک کے تحت
بھی رکھا جاتا تاکہ حسابات و جانچ وغیرہ کے کرنے مین آسانی ہوتی۔ ذخایر کی
انجمنوں مین محض منافع ہی عمدگی کام کا معیار نہ سمجھا جاتا بلکہ اصلی مقصود کم نرخ پر
ممبران کو مال کا مہیا کرنا ہوتا تھا کیونکہ سرمایہ محفوظ وغیرہ بنانے کا خیال اگر ان مین
پیش نظر رکھا جاتا تو کثیر منافع کی امید رکھنا غلطی کاروبار ہوتی۔ ان کی کمیٹی انتظامیہ
کے اوپر ایک بورڈ نگرانی بھی ہوتا تھا جو اشیا کے نرخ وغیرہ مقرر کرنے کی جانچ وغیرہ
کرتا رہتا لیکن اگر حسب نمونہ مال نہ پہونچتا تو اوس کا معاوضہ فروخت کنندہ سے
فوراً دلوا دیا جاتا اور حکومت کی جانب سے غلہ کے جانچ کی چوکیاں یا تھانے
(Stations) ابرابر بنے ہوئے تھے بلکہ ذخایر کا کاروبار فرانس و جرمنی
کی پہلی جنگ سے قبل ہی جرمنی مین شروع ہوچکا تھا اور رائفزل کی تقلید مین پہلی
انجمن ذخائر بمقام نیوسٹیڈہ (Neustadt) قائم ہوچکی تھی۔ البتہ مستصرفین
(Consumers) کی معاونت باہمی مین حقیقی ترقی ۱۸۹۰ء سے ہوئی
تھی جبکہ اوسی سال کے قانون سے ذمہ داری محدود کی اجازت عام ہوئی تھی اور
مزدوری پیشوں نے اوسے نعمت سمجھکر اوس سے خوب نفع اوٹھانا شروع کیا تھا
اور اوس جرمن تھوک فروشی کی انجمن (Whole-sale Society) کے ذریعہ سے

جو ۱۸۹۴ء مین بمقام ہیمبرگ (Hamburg) قائم ہوئی تھی اب تمام تھوک خرید بھی ہوتی ہے۔ اوس کا مقصد دراصل افزایش اشیاء کے کل کاروبار کو قابو مین کرنا تھا جو حاصل ہو گیا۔

عموماً خرید و فروخت (Sale & Purchase) مال کی انجمنوں میں منافع کا خیال زیادہ نہیں ہوتا جو فرداً فرداً تاجرون کے لیے لازمی ہے۔ بلکہ خرچہ خرید اور سرمایۂ محفوظ کے نام سے ایک مقررہ مقدار کے نفع کا تعین کر لیا جاتا ہے۔ یا بعض اوقات جبکہ حصص کے سرمایہ سے کاروبار کی ابتدا کیجاتی ہے تو منافع کی ادائی کے واسطے کچھ فی صدی بھی مقرر کر لیا جاتا ہے۔ اور انھین وجوہ سے نرخ فروخت بھی مقرر رہتا ہے۔ قیمت بھی ہر ممبر کو نقد ادا کرنی پڑتی ہے تاکہ کل کاروبار کو اپنا سمجھکر کامیابی میں دل وجان سے سب کے سب کوشان رہنے کا خیال رکھین جس کا بہت ہی اچھا اثر ممبران کی تعلیمی حالت پر پڑتا ہے اور نقصانات سے محفوظ رہتے ہین۔ نیز عمدہ اشیاء کے ملنے کی ضمانت رہتی ہے۔ سامان مہیا کرنے والی (Supply) انجمنون کے لیے چھوٹے چھوٹے حصص مقرر کیے گئے تھے اور اون کی ادائی دس قسطوں مین ہوتی تھی۔ بیشتر ذمہ داری غیر محدود کا ان میں رواج زیادہ تھا مگر آخر ذمہ داری محدود ہی کو اختیار کیا جانے لگا بلکہ ذمہ داری کے تعین مین یونین کی راے مقدم ہوتی اور فرداً فرداً کاشتکاروں کی ذمہ داری اون کے کھات یا جوت یا فی ہل یا نارٹی کے حساب سے قائم ہوتی مثلاً اوس کاشتکار کو جس کے پاس ڈھائی ایکڑ اراضی ہوتی اوس سے ایک حصہ خرید کرایا جاتا یا ڈھائی ایکڑ سے لیکر

پانچ ایکڑ کے کاشتکار کو دو حصے خرید کرائے جاتے اور ہر حصہ کی ایک مقررہ قیمت ہوتی - دس شلنگ کے حصہ کے لیے عموماً دس گونی سے بیس گونی تک ذمہ داری محدود رکھی جاتی - ان کا احاطۂ کاروبار عموماً اپنے اپنے گاؤں - پیرش (Parish) ہی تک محدود رہتا مگر کبھی کبھی دو تین پیرش بھی شامل کر لیے جاتے - اور عموماً جلسۂ عام ہی میں اس کا اعلان کر دیا جاتا کہ تخمینہ ضروریات ممبران ایک خاص تاریخ تک پہونچ جانا چاہیے اور فرمائشات کی فرد خود ممبران دفتر میں جا کر دے آتے یا اپنی اپنی تعداد فرمائش لکھا آتے یا ماتحت شعبہ اتحاد (Union committees) فرد فرمائشات تیار کرا دیتا اور مکمل فرد تیار ہو جانے پر اوس کی اطلاع سنٹرل سوسایٹی مین کر دی جایا کرتی - اشیاء کے مہیا ہونے پر نمونے سنٹرل سوسایٹی مین بھیجدیے جایا کرتے جو اون کی کیمیائی جانچ کراتا اور جانچ کے نتیجہ موصول ہونے پر ریل اسٹیشن ہی سے خود ممبران اپنی اپنی اشیاء بقدر فرمائش لیکر گھر چلے جاتے - اگر فرمائش کنندہ مال لینے نہ آتا - تو ایک میعاد مقررہ کے بعد کمیٹی کو اختیار تھا کہ مال فروخت کر دے اور جو نقصان ہو اوسے ممبر فرمائش کنندہ سے وصول کر لے جلسون مین تمام اشیاء و اجناس کے نرخون - حالات کیمیائی و علمی پر مباحث بھی ہوتے جس سے دوسرون کو کاروباری حالات و علمی واقفیت کا موقع ملتا - بلکہ جس وقت کسی سامان مہیا کرنے والی انجمن کا تعلق مرکزی بنک یا اوس کی کسی شاخ سے ہوتا تو اوس کا منیجر یا کوئی کارکن نقد کاروبار کے نئے نئے طریقوں سے بھی جو دنیا میں وقتاً فوقتاً ایجاد ہوتے رہتے اپنی تقریروں میں ممبران کی آگاہی کے واسطے بیان کرتا - اور انھیں سنٹرل بنکون میں اخبارات - رسالہ جات اور مضمون نگاریوں کے

ذریعہ سے کوآپریٹیو کاروبار کی اشاعت کیجاتی۔ انمین جماعتین بھی ممبر ہوتین اور اب تو
اگریرین لیگ (Agrarian League) یعنی اتحاد کاشتکاران بھی سامان
مہیا کرنے کے لیے علحدہ ملک مین قائم ہے۔

افزایشی کاروبار کی انجمنیں (Production Societies) جن میں
خرید و فروخت کا بھی بندوبست ہوتا۔ اکثر سامان مہیا کرنے والی انجمنوں کے ساتھ
ساتھ نہیں قائم کیجاتیں۔ کیونکہ علاوہ پیچیدگی کاروبار کے سرمایۂ کثیر کی اس میں
ضرورت ہوتی ہے یا ذخیروں کے لیے بنڈے بنوانا پڑتے ہین یا بار برداری کا سامان
اور اوس کے اخراجات کا انتظام کرنا پڑتا ہے۔ اور اکثر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ ممبران
اپنے عمدہ مال کی اچھی قیمت حاصل کرنے کے لیے دوسرے تاجروں کے ہاتھ فروخت
کرنے کی فکریں کرتے ہیں اور ادنٰے درجہ کا مال انجمن کے ذخیروں میں دیتے ہیں اس
سب کے علاوہ اس امر کی جانچ کہ کل مال کیوں نہیں پہونچتا گونہ مشکل بھی ہے کیونکہ
ممبران خود کچھ اپنے صرفۂ ذاتی کے نام سے رکھ لیتے ہین۔ یا کچھ دوسرے ممبروں کے
نام سے بلکہ نرخ بازار کے عذر پر ادنے درجہ کے مال کی قیمت بھی زیادہ طلب کرتے ہیں

زمینداروں کے لیے شفیٹن لینڈ (Schaften Land) اور رِیٹر شفیٹن
(Ritter Schaften) کے طریقہاے امداد باہمی بھی جو عموماً کسی صوبہ یا ایسے
ہی مقررشدہ حصۂ ارضی مین قائم کیے جاتے تھے جاری کیے گئے تھے۔ تاکہ اون کے
ممبران کا متحدہ اعتبار قائم ہو۔ اون میں مالکان اراضی کو متحدہ و ذمہ داری مشترکہ
کے طور پر دستاویزات بطور ضمانت کے لکھنا ہوتی تھیں اور اپنی کل جائداد کو ضمانت
مین دینا پڑتا تھا۔ ہر زمیندار کو اوس کی جائداد کی کل قیمت کے ۲/۳ حصہ تک قرض

دیا جاسکتا تھا اور دستاویزات (Bonds) اوسے واپس بھی دیدیجاتی تھیں جن کو وہ بازار میں فروخت کرکے روپیہ پا جاتا۔ اور اس طرح پر گویا اوس کا اور اوسکی تحریرات کا بازار مین اعتبار قائم کرا دیا جاتا۔ بے شک سالانہ اقساط میں اصل سود وخرچۂ انتظامی وغیرہ سب اوسی کو دینا ہوتا تھا۔ قرضہ کی اقساط پچیس سال یا اوس سے زائد کی ادائی کے واسطے رکھی جاتی تھیں۔ ڈنمارک۔ فرانس۔ ہنگری۔ اور اسکینڈ نیویا (Scandinavia) میں بھی انکی کچھ کچھ تقلید کی گئی ہے۔ اور حکومت کی امداد کے بغیر انکا چلنا گونہ مشکل ہوتا ہے۔

اٹھارین صدی کے آخر میں سب سے پہلا اس قسم کا انسٹیٹیوشن ------ یا اجتماع قائم ہوا اور ۱۹۱۱ء تک پچیس اجتماع قائم ہوچکے تھے۔ ان کے قواعد انجمنہائے معاونت باہمی کے قواعد سے مختلف ہیں۔ اور ہر حصۂ ملک مین مخصوص قواعد مقامی حالات اور ضروریات کے لحاظ سے حکومت کی جانب سے مرتب ہوئے ہیں۔ ان کا سود ساڑھے تین یا چار فی صدی سے زائد نہیں ہوتا تھا۔ فریڈرک اعظم بادشاہ پرشیا نے ۱۷۵۶ء سے لیکر ۱۷۶۳ء کی ہفت سالہ مشہور جنگ جرمنی کے بعد زمینداران صوبہ سائلیشیا کی حالت کو سقیم پا کر اونکی بہتری کا خیال کیا اور مختلف تدبیرین سوچی جانے لگین چنانچہ ۱۷۶۷ء میں برلن کے ایک تاجر مسمّی بیورنگ (Buring) نے طریقۂ مذکورہ پیش کیا اور شریف زمینداروں کی ایک جماعت حکماً ۱۷۷۰ء مین قائم کی گئی ایسی جماعتون کے اتحاد کا نام جنرل لینڈ شیفٹ (General land schaft) رکھا گیا چنانچہ پامیرنیا مین ۱۷۸۱ء سے۔ مشرقی پرشیا میں ۱۷۸۷ء سے۔ اور مغربی پرشیا مین

۱۸۰۸ء سے ان کی تقلید کی گئی۔ ان کے کاموں کی جانچ و نگرانی منجانب حکومت ہوتی تھی اور کچھ شاہی حقوق بھی ان کو حاصل تھے مثلاً بصورت نادہندی جائداد کا قرق تحصیل با نیلام بلا توسط حکومت اپنے ہی حکم سے خود اتحاد یا جماعت کرا سکتا تھا۔ اور ہر زمیندار کو قرض دینا ان کا فرض تھا۔ اور اسکی اراضی ایسے قرضہ کی ضامن تھی۔ جب کسی سرمایہ دار سے روپیہ کی بابت معاملت کیجاتی تو دستاویز اتحاد کی طرف سے تحریر کردیجاتی جس کو ارزباز کرنے کے لیے مخصوص بنک بھی قائم کیے گئے تھے اور علاوہ بڑی بڑی ریاستوں کے چھوٹے چھوٹے قبضہ داروں وغیرہ کے لیے بھی انہیں انتظام کیا جاتا تھا ان کے مفصل حالات کے واسطے ڈاکٹر ہیکٹ (Dr. H. ....) کی کتاب قابل مطالعہ ہے۔

ملک جرمنی کے کوآپریٹیو کاروبار کی ترقی کو دیکھتے ہوئے یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ صبر۔ استقلال۔ محنت۔ ایمانداری۔ اور ہمدردی سے بڑے بڑے کام دنیا میں نکل سکتے ہیں۔ چنانچہ بیس سال تک صرف چار ریفائسن سوسائٹیوں نے کاروبار کیا اور ۱۸۹۱ء میں یعنی چالیس سال کے کاروبار کے بعد بھی آٹھ سو چاسی انجمنیں صرف ملک میں تھیں۔ لیکن ۱۸۹۰ء سے جو حیرت انگیز ترقی نظر پڑی اوس کے صرف دو بڑے سبب تھے۔ اول یہ کہ نہایت خوش اسلوبی۔ انتظام۔ صبر و استقلال کے ساتھ انجمنوں کی ترتیب کی تحریک ہوئی۔ دوسرے پرشین اسٹیٹ کوآپریٹیو بنک (Prussian State Co-operative Bank) کے ذریعہ سے معقول مالی امداد منجانب حکومت دی گئی۔ یہان تک کہ ۱۹۰۹ء تک زراعتی ترقی کی انجمنیں (۲۹۰۸۲) جن میں (۲۸۰۰۰۰) ممبران تھے اور انقسامی طریقہ کار کی انجمنیں (۱۰۷۹) جنمیں

(۲۰۵۲۱۳۹) ممبران تھے قائم ہو چکی تھیں اور ۱۹۱۲ء تک صوبے کے بھی (۳۳) بنک بن چکے تھے جن سب کا تعلق امپیریل بنک سے تھا۔ حکومت کی طرف سے محض اعدادی شمار کے بڑھانے پر اصرار نہیں ہوا۔ بلکہ اس کام کو ملکی فلاح کا ذریعہ سمجھا گیا۔

آخری جنگ کے بعد سے جرمنی میں مرکزی قرض کے کاروبار کے بنکوں میں دو بنک ایسے تھے جن میں تجارتی کاروبار بھی ہوتا تھا مثلاً امپیریل کوآپریٹیو بنک اور بویرین سنٹرل کوآپریٹو بنک (Bavarian Central Co-operative Bank)

حکومت نے بھی ایک پرشین سنٹرل کوآپریٹیو بنک

(Prussian Central Co-operative Bank) ۱۸۹۵ء میں کل ملک کے واسطے سرمایہ فراہم کرنے کے لیے قائم کیا تھا۔ مگر ۱۹۱۱ء میں ریفائسن یونین تو اس سے بالکل ہی علیحدہ ہو گیا کیونکہ مداخلت حکومت ہر طرح ظاہر ہونے لگی تھی اور امپیریل فیڈریشن نے بھی خود اپنا امپیریل کوآپریٹیو بنک بنا لیا۔ شولز کا یونین اور انفسامی طریقہ کاروبار کے اتحاد تو ابتدا ہی سے اس سے علیحدہ رہے تھے اور اب اس کا کاروبار صرف ان "ہاس" (Haas) انجمنوں سے ہے جو پرشیا میں ہیں یا کچھ صنعتی انجمنوں سے ہے۔

ایگریکلچرل لون بنک

جس کو ۱۸۷۶ء میں ریفائسن نے ایک جوائنٹ اسٹاک کمپنی کی طرح قائم کیا تھا (کیونکہ اوس وقت تک انجمن ہائے معاونت باہمی کو محدود ذمہ داری پر قائم کی اجازت قانوناً نہیں ملی تھی) اور جس کا صدر دفتر نیوویڈ (Neuwied) سے برلن کو ۱۹۱۰ء میں منتقل کیا گیا تھا۔ اوسکی گیارہ

شاخیں ۱۹۱۹ء تک گیارہ بڑے بڑے مرکزی شہروں میں ہو گئی تھیں۔ اس میں صرف وہ انجمنیں حصہ دار تھیں جو ریفایس کے اصلی اصولوں پر کاروبار کرتی تھیں ۱۹۲۰ء تک اس کا کاروبار چھ کروڑ پونڈ تک پہنچ گیا تھا۔ اس میں ایک جنرل ڈائرکٹر مقرر ہوتا تھا۔ جو ایک مشورہ دینے والی کونسل میں کام کرتا اور کونسل میں ہر شاخ کا ایک ڈائرکٹر شریک ہوتا تھا۔ اور سال میں صرف دو بار ان کا جلسہ ہوتا۔ اس کا ایک نگران بورڈ بھی ہے جس میں دو نمائندے ہر شاخ سے آتے ہیں۔ اور ہر شاخ میں بھی ایک صلاح دہندہ کمیٹی علٰحدہ ہے۔ ملک جرمنی کے ہر صوبہ میں عام طور پر تین قسم کے مرکزی کاروبار نظر آتے ہیں۔ ایک تھوک کاروبار کی انجمن۔ دوسری نقد کاروبار کی۔ تیسرے تنقیح و نگرانی کے اتحاد قائم ہیں اور یہ سب میل جول کے ساتھ کام کرتے ہیں نیز امپیریل فیڈریشن یا یا ریفایسن فیڈریشن سے یہ ملحق ہیں۔ گو جنگ کے بعد ہر قسم کے سرمایہ و کاروبار کو نقصان پہونچا ہے تاہم معاونت باہمی کے بنکوں میں بہت کچھ سرمایہ موجود ہے۔

قرض کی ذمہ داری کے حصص (Loan Guarantee Shares) کا جرمنی میں بھی رواج ہے اور ہر حصہ کی محفوظہ ذمہ داری ظاہری یا نامزد شدہ قیمت سے دس گونی کی رکھی جاتی ہے جس سے اور ڈرافٹ ..... (Draft) اور غیر محدود ذمہ داری کی سی شکل کاروبار میں دکھلائی پڑتی ہے۔

---

# فرانس

---

سلطنت روما کے اثرات اور بعد ازاں نیز ویسیگا تھس (Wisigoths) کے حملوں کے سبب کاشتکاران ملک فرانس نے گروہ بندی کرکے اپنے اتحادات قائم کرنا شروع کردیئے تھے جن کے باعث انھیں تر دو اراضیات میں نیر طغیانیوں یا قحط سالی کے نقصانات سے بچنے کے لیئے بڑی امداد ملتی تھی - کاشتکار یا عموماً وہ زمیندار جن کو نہروں کی تعمیر - آبپاشی - دریاؤں یا سمندروں کی کنارہ بندی کی ضرورت ہوتی وہ چندہ کرکے اپنے اتحادات قائم کرتے اور ان سے بڑے بڑے کام نکالتے چنانچہ اگست ۱۸۲۳ء میں سب سے پہلا اتحاد روسیلن (Rosillon) کے کاشتکاروں نے آبپاشی کے واسطے قائم کیا تھا اور وقتاً فوقتاً نہر سازی - آبپاشی - دلدلوں یا غیر ممکن التر دد اراضیات کی درستی کے مختلف اتحادات حصۂ جنوب و مغرب ملک میں بنتے و بگڑتے رہے اور بہت سے ایسے نمایاں کام ملک کی ترقی کے ان سے ظاہر ہوئے جن کے واسطے آج تک اہل ملک شکر گزار ہیں - حکومت کی توجہ بھی جنوبی حصہ فرانس میں ایسے اتحادات کی جانب بارھویں صدی کے ابتدائی حصے میں مبذول ہوئی اور ۱۸۶۵ء کے قبل تک ان اتحادوں کی تعداد ۴۹۰۰ تھی - ان کے علاوہ مویشیوں کے بیمہ کی اتحادی انجمنوں کے کچھ مماثل دیگر انجمنیں بھی جن کو کانسارسس (Consorces) کہتے تھے پائی جاتی تھیں -

۱۸۵۶ء میں بمقام رینس (Rennes) محکمۂ زراعت کے افسر اعلے

ونسنٹ ڈی گورنائی (Vincent de Gournay) کی تحریک پر ایک ایسی انجمن بھی قائم کی گئی تھی جس کا مقصد زمینداراں ملک کو علمی تحقیقاتوں اور نئے تجربوں سے واقف کرانا تھا۔ ان میں پڑھے لکھے واقفکار اصحاب شریک ہوئے اور اون کی ہمت افزائی ہر طریقہ پر حکومت کی جانب سے ضروریات زراعت کے رفع کرنے کے لیے ہونے لگی۔ یہاں تک کہ ۱۷۵۶ء تک گورنائی نے بہت سی انجمنیں اور اجتماع مختلف مقامات پر کاشتکاروں کی اقتصادی حالت کی درستی کے لیے قائم کرا دیے جس طرح کہ کولبرٹ (Colbert) نے تجارت کے لیے اقتصادی اجتماع پیرس میں قائم کرا دیا تھا۔ مگر گورنائی کی عمر نے وفا نہ کی تاہم ٹروڈین (Trudanee) و ٹرگاٹ (Turgot) نے اس کے نیک کام کو ہمہ ہی کر کے اُٹھا لیا اور آخر الذکر نے بادشاہ وقت کے فرمان شاہی ۱۷۶۱ء کے ذریعہ سے ایک انجمن زراعت (Society of Agriculture) خاص پیرس میں قائم کرنے کا حکم حاصل کر لیا جس کی تجدید ۱۷۹۸ء میں پھر کی گئی اور اب اکیڈمی آف ایگریکلچر (Academy of Agriculture) کے نام سے موسوم ہے۔ اس کے بعد ۱۸۳۷ء سے زراعت پیشہ لوگوں کے لیے خاص اعتبار ہیا کرنے کے مسئلہ پر زیادہ غور ہونے لگا اور ۱۸۴۵ء میں زراعت پیشہ لوگوں نے کاشتکاروں کی بہبودی کی تدابیر کے لیے ایک اور انجمن قائم کی۔

پھر فرانس کے ۱۸۴۸ء کے مشہور انقلاب یا بغاوت کے وقت میں پرودہاں Prodhan لیفور Lefore اور بوشیز Bushes

وغیرہ نے بھی مزارعین کی بہبودی کی مختلف تدبیریں کیں اور ۱۸۵۰ء میں شوبیز کی ترغیب سے دستکاروں نے بھی اپنی انجمن بنام اوورئ زیہ Ouvrieres Comices قائم کر لی۔ بلکہ ۱۸۵۱ء میں خود مزارعین نے اپنے کامسس اس مقصد سے قائم کر لیے کہ ملک کے چیمبر آف ایگریکلچر Chamber of Agriculture کے لیے ایک انتخابی طبقہ بن جاوے جسکے ذریعہ سے چیمبر Chamber میں مزارعین کے نمائندے جا سکیں۔ مگر کامیابی زیادہ نہ ہوئی۔ بادشاہ وقت کی طرف سے بھی ۱۸۶۰ء میں محض نیکنامی حاصل کرنے کے لیے معاونت باہمی کے کام کی طرف ہمدردی کا اظہار کیا گیا اور چھوٹی چھوٹی معاونت باہمی کی جماعتیں عمال حکومت سے محض عام لوگوں کی رائے (vote) حاصل کرنے کے لیے قائم کرائی گئیں اور ان کی ہر طرح کی امداد۔ اور سرپرستی بھی کی گئی۔ ان سے کاشتکاران ملک نے ایمانداری سے کاروبار بھی شروع کیا۔ لیکن حکومت کی مداخلت اور عمال وقت کی بدنیتی نے کاشتکاروں کی ہمت کے قدم کو آگے نہ بڑھنے دیا اور صفائی معاملت یا ایمانداری سے کام نہ کرنے پر اُن کو مجبور کیا گیا۔

۱۸۶۳ء میں بیلیوز Belluze نے بوشینز کی تقلید میں شولز کے اصولوں کو جو جرمنی سے پھیل کر اٹلی اور بلجیم تک آ گئے تھے فرانس میں بھی جاری کرنے کا مستحکم ارادہ کر لیا اور ایک صرافی کی دُکان کی بنا امداد باہمی کے اصولوں پر چندہ کر کے ڈالدی۔ ان دوکانوں یا بنکوں کو فرانس میں کریڈٹ آٹریویل

(Credit Agricole) کہتے تھے۔ غریب اور چھوٹے چھوٹے دستکاروں
اور تاجروں نے ان سے کاروبار کرنا شروع کر دیا۔ اور ۱۸۶۵ء میں ۔ ایم ۔ گرانڈ
(M. Grand) نے بھی اس عظیم تحریک کو جس کا چرچا ملک کی ہمسایہ
سلطنتوں یعنی جرمنی اور اٹلی میں ہو رہا تھا۔ ملک کے سامنے دلچسپی لینے
کے واسطے پیش کیا۔ اور مقام نیوی (Nievre) میں چھوٹے چھوٹے کاشتکاروں
کی مشکلات کا اندازہ کر کے کافی ضمانت پر موسم بہار میں روپیہ دیا جانے لگا اسی
طرح نومبر کے مہینہ میں جب روپیہ کی واپسی کا وقت آتا تو زمینداروں کو غلہ بھرنے
کے واسطے اور جانوروں کے تاجروں کو خرید مویشیاں کے لیے روپیہ دیا جاتا
جانوروں کے تاجروں کو خرید مویشیاں کے لیے روپیہ دیا جاتا۔ جانوروں کے
تاجر خشک اور کمزور جانور لوگوں سے لیکر ان کو چراگاہوں میں موٹا اور گابھن کرا کے
اچھی قیمت پر فروخت کراتے جس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ ایک طرف سے روپیہ اگر واپس آتا
تو دوسری طرف لگا دیا جاتا۔ لیکن جن کاشتکاروں پر کہ بقایا لگان زیادہ ہوتا تھا
ان سے پھر معاملت نہیں کی جاتی تھی۔ غرضکہ کچھ عرصہ تک بنک فرانس نے پیرس میں
کاشتکاروں سے قرض کے لین دین کی معاملت رکھی اور شہنشاہ نپولین سوم نے
بھی امداد باہمی کی انجمنوں کی ترقی کے لیے بہت کچھ کوشش کی۔ یہاں تک کہ ملک
افریقیہ میں بمقام الجیریا جہاں کہ اوس وقت مورز (Moors) کی برائے نام حکومت تھی اور کل
اقتدار فرانس ہی کا پایا جاتا تھا۔ غلہ کے ذخایر تخم کی جماعتیں بھی قائم کی گئیں جن کو
سائیلوز (Silos) کہتے تھے اور گو نپولین نے جس کو کہ حقیقتاً ملک فرانس کی
تحریک امداد باہمی کا موجد کہا جا سکتا ہے اون کی ترقی کی ہر طرح پر کوشش کی
لیکن نتیجہ میں کل انجمنیں روپیہ پیدا کرنے یا منافع حاصل کرنے کی دو کانیں یا اثر قائم

کرکے رائیں حاصل کرنے کی شکارگاہیں بن جانے لگیں اور حکومت سے ضرورتاً امداد کے ساتھ مخالفت بھی ہونے لگی۔ چنانچہ دراصل یوشیئنریسی نے معاونت باہمی میں یک جہتی کے کاروبار کو مدنظر رکھکر اوسی کے واسطے دنیا کی ان تین مشہور لفظوں کو یکجا کرکے معاونت باہمی کا اصل اصول ملک فرانس کے واسطے بنا دیا تھا جن کو کہ حکومت جمہوری فرانس نے بعد میں سرقہ کرا کے اپنی حریت کا نشان بنا لیا یعنی آزادی Liberty برابری Equality برادری Brotherhood بادشاہ لوئی چہاردہم نے اوس وقت کے امداد باہمی کے کاروبار کے متعلق جو مشہور جملہ استعمال کیا تھا وہ بھی قابل یادگار ہے اور وہ یہ تھا کہ "قرض سے کاشتکار کی اوسی طرح امداد ہوتی تھی جیسے پھانسی کی رسّی سے پھانسی پر چڑھے ہوئے آدمی کی" اور اب ہر طرف بجائے حکومت سے امداد ملنے کے امداد باہمی کی جماعتوں کی درپردہ مخالفت اور نقصان رسانی کی تدبیریں کی جانے لگیں۔

۱۸۶۷ء تک ملک بھر میں کریڈٹ آریویل کی تقلید ہونے لگی تھی اور اوسی سال کے قانون سے معاونت باہمی کی انجمنوں کو ہر طریقہ پر سرمایہ حاصل کرنے کی اجازت بھی مل گئی تھی اور وہ کوآپریٹیو سوسائٹیز بھی اب تسلیم کیجانے لگیں اور بمقام پیرس ایک معاونت باہمی کی کانگریس کے انعقاد کی تجویز ہوئی جس میں جرمنی سے شولز کو مدعو کیا گیا۔ لیکن اوس وقت شہنشاہ فرانس نے شولز کو اپنے ملک میں آنے کی اجازت نہیں دی۔ اور چونکہ اوس وقت تک خفیہ طور پر سلطنت کی جانب سے اس جمہوری تحریک کی مخالفت ہو رہی تھی

Motto

اس لیے ۱۸۶۶ء میں کریڈٹ آگریکول بھی ناکامیاب ثابت ہوئے اور افزائشی کاروبار کی بہت سی انجمنیں بھی ٹوٹ گئیں۔ یہان تک کہ ۱۸۷۰ء کی جرمنی و فرانس کی جنگ نے اس وقت تک کے کل کاروبار امداد باہمی کا خاتمہ کر دیا۔ اس کے بعد پھر ۱۸۸۰ء مین ملک اٹلی کی تقلید مین پیپلس بنک (Peoples Ban) قائم کرنے کی تجویز ہوئی اور مقام منیٹون (Mentone) کے متوسط الحال لوگون نے ایک عام جلسہ کر کے اپنی مصیبتوں میں ایک دوسرے کی دامے درمے سخنے۔ امداد کرنے کے لیے اون کی بنیاد ڈالی اور روزانہ حساب و کتاب کا نتیجہ دروازہ پر چسپاں کرنا شروع کر دیا۔ نقد اعتبار کے دینے اور امانتوں اور بچت کی رقمون وغیرہ کے رکھنے کی بھی سہولیت دی اور رفتہ رفتہ کر کے ایم لوزاتی (Luzzatti) نیز ریفا یسن کے اصولوں کو بھی جاری کیا گیا بلکہ یونین بھی قائم ہونے لگے۔ درحقیقت اس وقت تک فرانس میں عام طور پر اپنے مشرقی بھائیوں کی طرح کے پرانی وضع کے ہل اور دیگر آلات کشاورزی رائج تھے۔ اور کاشتکار بھی نادار تھا۔ کھیتوں کے جوتنے کے واسطے کرایہ پر مہاجنوں سے جانور لائے جاتے جن کے عوض وہ کیا کچھ ان سے نہ لے لیتا۔ اعلیٰ بنک یعنی انجمنہائے مزارعین کے قائم ہو جانے سے اب اون کی حالتوں میں نمایاں فرق ہو گیا تھا اور نئے آلات کشاورزی کے استعمال کے علاوہ خرید و فروخت کے کاروبار کی ابتدا بھی کی گئی بلکہ اکثر امرا اور ہمدرد ملک اپنے روپیے اور دماغ سے بھی امداد دینے لگے۔ اور گو ۱۸۸۵ء سے لیکر ۱۸۹۳ء تک مختلف انقلابات کاروبار میں ہوتے رہے۔ بالآخر اسی ۱۸۹۳ء میں ایک بنک جسکو بینکو ڈی ایسوسیئشن اور یا پریزڈی

پروڈکشن (Banque des Association Ouvriers de Production)

کہا جاتا ہے پیرس میں قائم ہوا۔

فرانس میں بھی اب وہ وقت آگیا تھا کہ ملک بھر میں اس تحریک کی قدر ہونے لگی تھی۔ لیکن روپیہ ابھی حاجت کے مطابق نہیں ملتا تھا۔ بالآخر ۱۸۹۷ء میں جب حکومت نے بنک آف فرانس (Bank of France) سے تجدید معاہدہ کی ہے تو اوس میں یہ شرط بھی ملک کی فلاح و بہبودی کے واسطے رکھوائی گئی کہ ملک کی زراعت کی امداد بھی بنک کا فرض ہوگا۔ اور چار کرور فرینکس (سکۂ فرانس) ملک کی زراعت کے واسطے بنک کو بلا سودی فوراً ادا کرنا ہوگا لیکن اسی وقت کل قرض کی ادائی ۱۹۲۰ء میں کرا دینے کا وعدہ بھی حکومت نے کر دیا۔ علاوہ مذکورۂ بالا شرائط کے ایک شرط یہ بھی رکھی گئی تھی کہ مذکورہ سرمایہ کی مد میں ہر سال اپنے منافع سے بنک ایک رقم بطور عطیہ بلا کسی معاوضہ کے دیا کریگا جو کسی حال میں ۲۰ لاکھ فرینکس سے کم نہ ہوگی۔ اس طرح یہ دوسرا دور مکمل حکومت کی امداد باہمی کا فرانس میں شروع ہوا اور یہ کہا جا سکتا ہے کہ ملک جرمنی میں بھی حکومت نے اسی نوع کی امداد کی تھی مگر وہ ایسے وقت جبکہ وہاں انجمنیں اور اُن کے اوپر یونین وغیرہ باقاعدہ نمایندگی کے اصولوں پر بن گئے تھے۔ لیکن فرانس میں اس وقت کوئی بھی ایسا ساماں نہ تھا۔ نہ تو باقاعدہ نمایندگی کے اصولوں پر مرتب انجمنیں قائم تھیں۔ نہ یونین۔ نہ ذمہ داری کا کوئی باقاعدہ ساماں تھا اور نہ اوسکے سمجھنے کی قابلیت۔ بلکہ لوگوں میں از خود قرضہ لینے کی سچی خواہش تک نہ تھی۔ تاہم چونکہ سرمایہ فراہم ہو گیا تھا کام کا چلانا فرض تھا اس لیے آبپاشی کے اصولوں پر

روپیہ اوپر سے نیچے کی طرف بہانے کا بندوبست کیا گیا اور بڑے بڑے ضلعوں میں سنٹرل بنک اٹھا کھڑے کر دیے گئے جن میں حصہ داری کے اصولوں پر روپیہ زراعت پیشہ۔ حاجتمند و غیر حاجتمند سب کو دل کھول کر تقسیم ہوئے لگا۔ ان ضلع کے بنکوں یا ریجنیل بنک (Regional Bank) کے نیچے چھوٹے چھوٹے مقامی بنک تھے جن کا ہر قصبہ میں قائم ہونا لازمی تھا اور جو فرداً فرداً حاجتمندوں کو روپیہ تقسیم کرتے تھے۔ ساتھ ہی اسکے یہ تاکید بھی تھی کہ حکومت کی طرف سے انجمنیں نہ بنائی جائیں بلکہ مقامی لوگ از خود آزادی سے اگر چاہیں تو بنائیں جو کہ ایسی حالتوں اور صورتوں میں محال عقلی تھا۔ پھر ان چھوٹے چھوٹے بنکوں کو روپیہ بلا سودی دیا جاتا لیکن انجمنوں کو تقریباً چار فی صدی پر تقسیم کیا جاتا۔ اب ضلع کے بنکوں میں حصص جاری کرنے کا طریقہ بھی تجویز ہو گیا جو بطور چندہ کے امداد حکومت حاصل کرنیکے قبل ادا ہو جانا ضروری تھا۔ ابتدا میں حصہ دار عموماً مقامی مہاجنی کی دوکانیں ہوتی تھیں اور ایک پونڈ کے چندہ پر صرف پانچ شلنگ حصہ دار کو ادا کرنا پڑتے تھے اور اوس کے عوض میں بلا سودی پانچ سال کے واسطے چار پونڈ حکومت کی طرف سے قرض ملتا۔ بعد پانچ سال کے معاہدہ کی تجدید بھی ہو جاتی تھی جس سب کا نتیجہ یہ ہوا کہ مہاجنی کی دوکانوں نے خوب ہی جی کھول کر حصے لیے اور بنک کے انتظام کے لیے ضلع وار ایک کمیٹی جس کو کانسل (Council) کہتے تھے مقرر کی گئی۔ اور مقامی بنکوں میں بھی ایک منتخب شدہ کمیٹی بنائی گئی جسکے جلسے ہفتہ وار بلکہ عموماً بازار کے دن یا تعطیل کے روز ہوتے۔ ان کے ماتحت ایک کمیٹی کارکن بھی ہوتی تھی۔ ڈائرکٹران و منیجران بھی مقرر ہوتے تھے۔ ذمہ داری غیر محدود

مشترکاً و منفرداً دونوں پر زور دیا جاتا تھا۔ اگر غیر زراعت پیشہ روپیہ چاہتے تو اون کو بھی دیا جاتا اور مخصوص ضرورتوں کے لیے روپیہ دینے کی اجازت بھی مقامی بنکوں کو تھی مثلاً چارہ۔ آلات کشاورزی۔ تخم یعنی کم میعادی قرضوں کے لیے لیکن زیادہ میعادی قرضوں کیلیے مثلاً چاہات پختہ۔ آبپاشی۔ تعمیر عمارات وغیرہ کیلیے قرض دینے کی عام اجازت نہ تھی کیونکہ مقامی بنکوں میں روپیہ کافی نہیں رہتا تھا مگر طویل میعادی قرضوں کی درخواستوں کو ضلع کے بنک میں بھیجا جاتا۔ جہاں ایک کمیٹی جس کا نام کامٹی ڈی ریپاریشن (Comit di Reparation) تھا اون کا فیصلہ کرتی۔ اور رہن کے کاروبار یا دیگر افزایشی کاموں مثلاً دودھ و مکھن کے کارخانے (Dairies) یا آبکاری کے کارخانوں کے لیے دس سے پندرہ بلکہ پچیس سال تک کے قرض کے دینے کی اجازت بھی مذکورہ کمیٹی کو دیدی گئی تھی۔

حکومت کے اصرار پر اضلاع میں روپیہ قرض پر زبردستی لگایا جانا لازمی تھا تاکہ سرمایہ بیکار نہ رہے نیز سرمایۂ محفوظ کے بنانے کی طرف بھی اس قدر توجہ تھی کہ بعض اوقات عام بازاری شرح سود سے بہت ہی کم پر روپیہ لگا دیا جاتا تھا اور کسی قسم کے تعلیمی پہلو یا کاروبار یا کفایت شعاری کے اصول کو ملحوظ نہیں رکھا جاتا بلکہ عام خیال یہ تھا کہ جو روپیہ تقسیم ہوتا ہے وہ گویا آسمان سے من و سلویٰ برستا ہے اور ایسی امداد کا دینا حکومت کا فرض ہے خود کسی کوشش کی اہل ملک کو حاجت نہ تھی اور اپنے اوپر بھروسہ کرنے کا سبق حقیقتاً حکومت نے ملک بھر کو بڑھا کر ایک طریقہ کا سوشلزم (Socialism) سکھا دیا۔ اسی زمانے میں ایک شخص

ایم لوئی ڈیورینڈ (M. Louis Durand) نے ریفایسن کے طریقے کی تبلیغ بھی شروع کر دی تھی اور ۱۹۰۹ء تک (۵۹۴۹) ابتدائی انجمنیں بن گئی تھیں جنمیں (۲۱۹۴۳) ممبر ہوگئے تھے۔ چونکہ ڈیورینڈ رومن کیتھالک تھا اس لیے حکومت کی جانب سے اوسکی بھی فی الوقت مخالفت کی گئی لیکن مقامی عام لوگوں نے اوس کا پورا اعتبار کیا اور بے تکلف امانتیں جمع کر دیں بلکہ چھوٹی چھوٹی جماعتیں بنا کر بنیاد کو مضبوط کیا گیا اور اون پر یونین بھی قائم کیے گئے۔ حصہ داری اس وقت تک ان میں نہ تھی مگر ذمہ داری غیر محدود رکھی گئی تھی جسکے باعث شرکا کی تلاش میں احتیاط کی جاتی اور کافی ضمانت بھی لیجاتی بلکہ قصبۂ منٹون (Menton) میں شرح سود صرف تین فی صدی رکھکر قصبہ کے مہاجنوں کو توڑ دیا گیا اور آزادی سے اپنے پیروں کھڑے ہونے کی بنیاد ڈالدی گئی۔ اسی طرح جنوبی حصۂ فرانس میں خیرخواہوں اور ہمدرد ملک نے کمیٹی انتظامیہ میں شریک ہو کر مشترکہ غیر محدود ذمہ داری کو اپنے سر اوڑھ لیا اور نرخ بازار کے مطابق سود پر روپیہ لیکر کام چلانے لگے۔ اس حصۂ ملک میں اٹلی اور جرمنی کی قربت کا اثر بہت کچھ پڑ چکا تھا۔ چنانچہ ۱۹۰۹ء تک مقامی بنکوں کا سرمایہ ادا شدہ ۸۴۷۰۷۵۴ ۔ اور ضلع کے بنکوں کا ۱۳۵۰۰۰۰۰ فرینک تھا۔ حکومت کی طرف سے جون ۱۹۱۰ء تک ۵۵۴۰۰۵۲۰ فرینک کی امداد ملی تھی۔ اور ضلع کے بنکوں کی تعداد ۹۷۔ اور مقامی بنکوں کی تعداد (۳۱۵) ہوگئی تھی۔ قرض جو ممبران کو دیا گیا تھا اوسکی تعداد بھی ۷۵۰۰۰۰۰ فرینکس تھی اور تعداد ممبران ۴۲۰۰۰ تک پہونچ چکی تھی۔ قاعدہ یہ تھا کہ اگر کوئی کاشتکار بطور چندہ کے اپنے مقامی بنک میں ایک سو

فرینکس جمع کرتا تو اوسکو مقامی بنک اپنے ضلع کے بنک میں بھیجدیتا اور حکومت کی طرف سے اوس کو چھ سو فرینکس قرض دیا جاتا۔ ملکی قانون کے مطابق دو قسم کی بڑی انجمنیں بنائی جاتیں۔ اول سول (Civil) دوم تجارتی (Commercial) انھیں دونوں کے تحت میں چار طرح کی انجمنیں مقرر تھیں اول انقسامی (Distributive) دوم قرضہ (Credit) سوم افزائشی وفروخت (Product & Sale) چہارم بیمہ (Insurance)

فی زمانا ملک فرانس میں کوآپریٹیو سوسائٹیز کی متعدد شاخون کی علمی تقسیم دیگر مقامات کے خلاف کی گئی ہے اور اون کو مختلف شعبہ جات حکومت سے متعلق کیا گیا ہے مثلاً افزائشی (Production) یا استعمالی اشیار کی انجمنوں کو وزارت لیبر (Labour) سے متعلق کیا ہے اور قرض کی انجمنیں وزارت تجارت کے متعلق ہیں۔ اسی طرح مزارعین کی انجمنیں محکمہ زراعت سے تعلق رکھتی ہیں اور اہل قلم کی انجمنین یعنی (Clerical Societies) وزارت آجران سے متعلق ہیں لیکن گذشتہ جنگ یورپ کے سبب اہل قلم کی انجمنیں اور اونکے مالی ذرائع بہت کم ہوگئے تھے کیونکہ ان کا کاروبار کم میعادی قرضوں پر تھا۔

جنوبی حصۂ فرانس میں جو آزاد اتحاد سنٹرل فیڈ ریشن (Confederation) اور اوس کے ماتحت بہت سی دیہاتی انجمنیں لفائین کے طرز پر ڈی تور بیتل (Du Tour Matelle) اور ریزیری (Raiffeisen) نے قائم کی تھیں وہ سب حکومت کی امداد سے آزاد رہیں اور اب تو

معاونت باہمی کے کاروبار کامیابی سے جاری کرنے کے لیے ایک معمولی اشتہار یا قواعد کی نقل کسی عدالت دیوانی یا دفتر رجسٹری میں داخل کرنے کی ضرورت ہوا کرتی ہے لیکن سرکاری امداد کی جب ضرورت ہوتی ہے تو اوس وقت مخصوص قواعد وقوانین کی جکڑ بند میں داخل ہونا لازمی ہے۔ یہاں قانوناً لفظ امداد باہمی کا استعمال عام طور پر ممنوع نہیں ہے جس طرح ہندوستان کے قانون میں ہے۔

یکم جنوری ۱۹۱۴ء تک زرعی انجمنیں ۴۵۳۳ قائم تھیں جن میں سرکاری امداد دی گئی تھی۔ ان میں ۹۰۸۶۰ ۲۳ ممبران تھے اور سرکاری امداد سے آزاد ۱۸۵۰۰ انجمنیں تھیں۔ جن میں ۶۰۰۰ خرید اشیاء کی اور ۲۲۰۰ فروخت کی۔ باقی اور طرح کی بھی تھیں۔ حکومت سے قرض لینے کے لیے کوئی انجمن اوس وقت تک قائم نہیں ہو سکتی تھی جب تک کہ کسی زرعی جلسے (Agricultural Syndicate) یا بیمہ کی انجمن کے ذریعہ سے قائم نہ کرائی جائے۔ زرعی کوآپریشن کے لیے یہاں بیمہ کی انجمنیں عام طور پر ضروری ہیں جن میں پالا یا پتھر۔ یا آتش زدگی۔ یا مویشیان کے واسطے بیمہ بہت عام ہے اور جس وقت تک کہ کسی کمیون (Commune) یعنی گاؤں۔ قصبے یا شہر میں زرعی سنڈیکیٹ یا بیمہ کی سوسایٹی نہ ہو اوس وقت تک کوئی بھی قرض کی انجمن قائم نہیں ہو سکتی۔ فرانس کا یہ سنڈیکیٹ ایک کلب اور تجارتی اتحاد (Trades Union) کے بین بین ایک خاص قسم کا اجتماع ہے۔ اس کی ابتدا ۲۱۔ مارچ ۱۸۸۱ء کے قانون سے ہوئی۔ اور ملک میں بے حد مقبول بھی ہوئی۔ بلکہ کاشتکاران کی ہر قسم کی ضروریات ان سے مہیا ہوتی ہیں۔

دیہاتی قرض کی انجمنیں ضلع کے بنک یا کیسی رجینل Caisses Regionales
——— کے تحت میں روپیہ حاصل کرتی تھیں۔ اسی لیے ہر محکمہ میں یہ
کیسی رجینیل موجود ہیں جنکو وزارت زراعت سے قرض دیا جاتا ہے۔ اور سرمایہ
بنک فرانس میں موجود رہتا ہے۔ ہر انجمن اپنی کیسی رجینیل میں درخواست دیتی
ہے اور اوسکی منظوری کے بعد کاغذات ضلع کے پریفیٹ (Prefect) کے
پاس بھیج دیے جاتے ہیں وہاں سے وزیر محکمہ زراعت کے پاس زرعتی ڈائرکٹر کی
رپورٹ اور تجویز کے ہمراہ جاتے ہیں۔ سنہ ۱۹۰۶ء سے ایک خاص کمیٹی محکمۂ زراعت
میں صرف قرضوں کے دینے کے واسطے قائم ہے۔ نیز ایک کمیٹی شوری بھی قائم ہے
جو وزیر کو طریقۂ تقسیم قرض کے متعلق مشورہ دیتی ہے اور جس کا جلسہ ہر تین ماہ کے بعد
ہوتا ہے۔ سرکاری انسپکٹر کی رپورٹ بھی درخواست قرضہ کے ہمراہ ہوتی ہے لیکن
ہر قرضہ کے دینے کا ذمہ دار خود بنک ہی رہتا ہے جو اپنی آخری کمیٹی شوری کے
ایک ماہ بعد والے ہفتہ میں ایک نقشہ جمع خرچ حسابات وکارگزاری نیز فروری کے
آخری حصے میں ہر سال اپنی اور اپنی ماتحت انجمنوں کے کل کاروبار کی مختصر کیفیت
وزیر محکمۂ زراعت کو بھیجتا ہے۔ اسی طرح ہر جلسۂ عام کی کارروائی بھی بھیجی جاتی ہے
حصہ داروں کو پانچ فی صدی سے زیادہ منافع نہیں دیا جاتا ضلع کے بنک کا اختیار
صرف زرعی انجمنوں پر ہے اور انھیں کی رجسٹری بھی لازمی ہے۔ انسپکٹران محکمہ
پابندی قواعد کی تحقیقات اور حسابات کی جانچ سال میں صرف ایک مرتبہ کرتے ہیں۔
سنہ ۱۹۱۳ء کے آخر تک دس کرور فرینک تک حکومت کی امداد بطور قرض کے دی
ہوئی تھی۔ حالانکہ اضلاع کے بنک کا اداشدہ سرمایہ صرف دو کرور تیس لاکھ

فرنیک تھا اور جیبین سے ایک کرور پچیس لاکھ فرنیک دیہاتی انجمنوں نے جمع کیا تھا
ان دیہاتی قرض کی انجمنوں کا کل سرمایہ ضلع کے بنک میں رہتا تھا جس کا کام
اپنے ممبران بنک اور انجمنوں دونوں کو ذمہ دار بنانا اور خود اون کی ضمانت کرانا
تھا۔ گویا کوآپریشن صرف اس مین تھا کہ ادائی کی ذمہ داری ضلع کے بنک کے سر
رہتی اور اسی بناپر بعض صاحبوں کا خیال ہے کہ طریقۂ مذکور سے کفایت شعاری
اور عام ذمہ داری کے خیالات مین استحکام نہیں ہوتا۔

بنک آف فرانس نے جو اپنے فوائد کے معاوضہ مین معاہدہ کیا ہے اور جس سے
سالانہ ۲۰ لاکھ فرنیکس کی آمدنی وہ جمع کرتا ہے اوس سے تقریباً سنہ ۱۹۰۲ء تک عطیہ کی
تعداد ۲۵ کرور فرنیک ہوگئی تھی۔ اب ظاہر ہے کہ اس قدر کثیر سرمایہ کی موجودگی
سے اور اہل ملک کی توجہ سے کیا کچھ ترقی ملک کی نہیں ہوسکتی۔ خصوصاً جب کہ حریت
کے ساتھ قومیت کا خیال بھی پیش نظر ہو اور لوگ اپنا ہی روپیہ سمجھکر اوس کے صرف
پر اختیار رکھتے ہوں اور اوس کے ضائع جانے کو اپنا ہی نقصان سمجھتے ہوں۔ پھر ایسے
سامانون کے ساتھ ملک میں ہر طرف خوشحالی کیوں نہ نظر آئیگی۔

اہل فرانس ہمیشہ سے کچھ نہ کچھ سرمایہ بنانے کے عادی رہے ہیں اور سیونگ بنک
کا طریقہ ان مین بہت عرصۂ دراز سے جاری ہے لوگ عام طور پر دل کھول کر اپنا
بچایا ہوا روپیہ ان مین جمع کرتے تھے اور کل قوم کا یہ خاص رویہ رہا ہے کہ خطرہ کے
کام کے نزدیک حتی الامکان نہین پھٹکتے۔ روپیہ کے معاملات مین ضمانت کا خیال
مقدم رکھتے ہیں اور حکومت کی طرف سے مداخلت کے ابتدا ہی سے عادی ہو رہے
ہیں۔ حکومت کو بھی ہمیشہ سے اپنے کاشتکار کو قرض سے سبکدوش کرنے کا احساس

رہا ہے اور زراعت کی ترقی سب سے بڑا مقصود حکومت تھا۔ کاشتکار کو بھی
حکومت کی جانب سے ہمیشہ اطمینان رہا۔ بالخصوص اپنے روپیہ کے سیونگ بنکوں
میں محفوظ رہنے اور اپنی ذمہ داری کے کسی وقت بھی زیادہ ہونے سے بلکہ سیونگ
بنکوں کی ترتیب کاشتکاروں ہی کے ذریعہ سے ملک میں بآسانی کی گئی تھی۔
اسی طرح کھاد اور اعلےٰ قسم کے آلات کشاورزی کا بآسانی ارزاں قیمت پر ملنے کا
بھی کاشتکار کو یقین ہے بلکہ نسل کشی مویشیان کی ترغیب اور ان کا بیمہ اور
ساتھ ہی ساتھ قرض کے مہیا ہونے کا ہر طرح پر مکمل انتظام ملک میں موجود ہے غرضکہ
کاشتکار اور سلطنت دونوں کے مقاصد کامیابی سے حاصل ہو رہے جس کا نتیجہ
زرعی مجلس یعنی اگریکلچرل سنڈیکیٹ ہے۔ اوسی کے ذریعہ سے زراعتی تعلیم اور صنعتی
ترغیب کی بھی کوشش ہو رہی ہے اور ملک کی ترقی کے نتایج دیکھنے سے یہ تجربہ
صاف طور پر حاصل ہوتا ہے کہ معاونت باہمی کے کاروبار میں جب تک حکومت
کی سچی اور حقیقی امداد نہ ہو اوس وقت تک زیادہ میعادی قرضے اور مستقل ترقی ملک
کے کام گویا ناممکن ہیں کیونکہ دستور ہے کہ امانت دار زیادہ عرصہ کے لیے روپیہ امانت
کھاتہ میں مشکل سے رکھتے ہیں اور نہ کوئی کاروباری سنٹرل بنک ہی عرصہ کے
لیے روپیہ پھنسا سکتا ہے اور کوئی بھی مستقل ملکی ترقی کا حقیقی کام بیس یا تیس سال
سے کم میں جس سے کہ عمدہ اور پایدار نتایج مترتب ہوں ظاہر ہے کہ نہیں ہو سکتا
نیز بجز حکومت کے یہ اقتدار یا منصب یا اختیار کسی کے بھی قابو کی بات نہیں ہے
چنانچہ گذشتہ جنگ یورپ کے سبب سے اخیات و مویشیون وغیرہ کو سخت نقصان
پہونچ گیا ہے اور بغیر نقد اور جنس کی امداد کے عام زندگی بالخصوص سپاہیوں کی مشکل

ہو گئی ہے اور اپریل ۱۹۱۵ء میں قانون کے ذریعہ سے پھر خاص امداد کا بندوبست منجانب حکومت کیا جا رہا ہے۔

مشترک العمل زراعت کی جماعتوں نے یہاں ابھی وہ ترقی نہیں کی ہے جیسی کہ اٹلی اور رومینیا میں ہے لیکن جنوبی حصۂ فرانس میں نسبتاً یہ زیادہ دکھلائی پڑتی ہیں۔ ان کے ممبران ہر ماہ میں دس بارہ فرینک چندہ جمع کرتے ہیں اور اوسی سے یکجائی خرچ پر زراعت چلاتے ہیں۔ بعض مقامات پر بجلی کے زور سے کھیتوں میں کلیں لگا کر کام کرنے کے واسطے انجمنیں بھی قائم کی گئی ہیں اور کوآپریشن کی کل تحریک کی باگ ایک قومی جمعیت (National Federation) کے ہاتھ میں ہے جس میں علاوہ انجمنوں کے افراد بھی ممبر ہیں۔ اس کمیٹی کے ممبرں کو کاشتکاروں سے خاص تعلق ہے اور محض ایسے ڈائرکٹر یا افسروں سے تعلق نہیں ہے جو صرف اپنے روپیہ کی نگرانی کے واسطے دیکھ بھال کرتے ہیں۔

۱۳ مارچ ۱۹۱۷ء کے قانون کے بموجب دستکاروں اور تاجروں کے لیے بھی قرضہ کا انتظام منجانب حکومت کیا گیا ہے۔ ان کی انجمنوں میں دولتمند ممبران شریک ہیں لیکن منافع کی خواہش عام طور پر زیادہ ہے اور زمانۂ جنگ سے اس وقت تک ملک کی عام کوآپریٹیو تحریکوں کا خاص اثر ملک کے ارتقاے تمدن پر پڑ رہا ہے۔

مستصرفین کی انجمنوں (Consumers Society) کی تعداد ۱۹۱۴ء تک ۳۱۵۶ ہو چکی تھی اور دیگر شعبہ جات امداد باہمی سے ان کے کاروبار میں یک گونہ فرق ہے۔ بڑے بڑے طبیعت دار اہل ملک اور امرا خاص طور پر

ان مین دلچسپی لیتے ہیں اور ان کی بھی قومی جمعیت علیحدہ ہے جسمین پیرس یونین خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ انکے ممبرون کی تعداد ۳۲۰۰۰ سنہ ۱۹۰۹ء تک ہو چکی تھی اور ماہواری کاروبار پانچ لیس فرینک کے قریب تھا۔ اسی یونین کے ذریعہ سے دوران جنگ مین خشک ترکاری۔ آلو۔ اور گوبھی وغیرہ ساٹھ لاکھ آدمیون کو روزانہ تقسیم ہوتا تھا۔

عمارات اور متفرق ضروریات کے رفع کرنیکی بھی انجمنیں قائم ہیں جنمیں سے عمارت کی انجمنوں کی تعداد سنہ ۱۹۱۴ء تک ۲۱۴۔ تھی

افزایش اشیاء کی انجمنون کا آغاز سنہ ۱۸۳۱ء سے ہوا۔ اور گوبوشیمنر نے سنہ ۱۸۳۴ء مین انکی ترقی کے لیے بلیغ کوشش کی مگر سنہ ۱۸۵۵ء تک ایسے کاروبار کا خاتمہ ہو گیا تھا پھر سنہ ۱۸۸۰ء مین مسٹر گوڈن (Mr. Godin) نے اور سنہ ۱۸۸۲ء مین مسٹر فلوکویل (Mr. Floquet) نے ان مین نئی روح پھونکی چنانچہ سنہ ۱۸۹۳ء سے وزیر محکمہ آجران کی سرپرستی مین آکر سنہ ۱۹۱۹ء تک تقریباً سات سو افزایش اشیاء کی سوسائٹیان تیار ہو گئیں۔ اور حکومت کی جانب سے ۱۹۰۰۰۔ فرینک سے انکی بھی امداد کی گئی۔ وزارت آجران (Ministry of Employment) ہی سے مستصرفین اور افزایش اشیاء کی انجمنوں کا بھی تعلق ہے۔ وزارت کی امداد ایک صلاح دہندہ کمیٹی کرتی ہے جس مین نامزدگی اور انتخاب سے انجمنوں کے قائم مقام کام کرتے ہین۔ سرمایہ کے نصف کے برابر تک حکومت سے مدد دیجاتی ہے اور قرضون کی ادائی پانچ سال سے لیکر بیس ۲۰ سال تک رکھی جاتی ہے اور سود صرف ۲ فی صدی قرضہ پر دیا جاتا ہے۔ قرضہ حاصل کرنے سے قبل آگ اور

اتفاقیہ نقصان کا بھی بیمہ کرالینا لازمی ہے سنہ ۱۹۲۱ء تک دیہاتی انجمنوں میں
چھلوں اور حساب رواں کے کاروبار کو بھی جاری کر دیا گیا تھا۔ اور افزایش اشیاء
کی انجمنوں کی ترتیب بذریعہ سنڈیکیٹ اگریکول (Syndicate Agricole)
بھی کے ہوتی تھی جو کہ بڑے بڑے کاشتکاروں کے اتحادات ہیں
اور انھیں اتحادوں کے ذریعہ سے زراعتی ضروریات بھی مہیا کیجاتی تھیں نیز
پھلوں کی فروخت بھی ہوتی تھی افزایشی کاروبار کی انجمنوں میں بالائی۔ دودھ
روٹی وغیرہ کی طرح کی انجمنیں شامل ہیں اور مقام شاریٹی (Charente)
ہی سے پیرس میں زیادہ تر دودھ مہیا ہوتا ہے۔ کیونکہ ڈیری کا کاروبار وہیں زیادہ
ہے۔ اور کارخانے بھی مثلاً پاؤ روٹی بنانے کا کارخانہ یعنی بیکریاں قائم ہوگئی ہیں
آلو سے۔ الکوہل (Alcohol) بھی انھیں انجمنوں میں نکالا جاتا ہے اور کریڈٹ
اگریکول (Credit Agricole) کا کل کاروبار حکومت کی امداد اور حکومت
ہی کی طرف سے قرضے دیکر چل رہا ہے جسپر نگرانی بھی حکامان سرکاری ہی کرتے
ہیں گذشتہ جنگ یورپ میں ایک واقعہ ایسا پیش آیا ہی کہ جس سی معاونت باہمی کی سچی اخلاقی
تعلیم کا اثر نمایاں معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ تھا کہ جس وقت جرمن فوج شمالی حصہ فرانس
مین داخل ہوئی ہے تو ایک انجمن معاونت باہمی کے دروازہ پر اوسکا تختہ لگا ہوا دیکھا
اور جرمن افواج نے کھریا مٹی یا چاک سے یہ الفاظ لکھدیے "یہ جگہ اچھے لوگوں کی ہے"
اور اوس عمارت کو نیز ایسی عمارتوں اور گھروں کو کسی قسم کا بھی نقصان نہیں پہونچایا
گیا۔ اور بعد از جنگ ہر اوس انجمن معاونت باہمی کو جو کسی نہج سے زراعت ملکی کی
امداد کرتی ہے حکومت سے بذریعہ ضلع بنک کے قرض لینے کا اختیار ہوگیا ہے

اور اوس کے سرمایہ حصص کے چھ گونہ تک قرض مل سکتا ہے۔

## اٹلی

ملک اٹلی میں انیسویں صدی کی ابتدا میں سودخواری کی وہی حالت تھی جو پندرھویں صدی میں پائی گئی تھی۔ نہ تو اقتصادیات ہی کے لحاظ سے کوئی خاص ترقی تھی اور نہ تجارتی حیثیت سے کسی قسم کا نشو و نما ملک کا ہوا تھا۔ اختلافات باہمی اور جور و ظلم نے غربا کی حالت کو مطلق پنپنے نہیں دیا تھا بلکہ مہاجنی کاروبار بھی پارینہ اور بوسیدہ اصول پر جاری تھا۔

۱۸۶۸ء تک ہندوستان کے دھرماگولہ کے مماثل غلہ کے ذخیرے اکثر جگہ بنائے جاتے تھے جن کو مانٹی فری مینٹری (Monti Freementari) کہتے تھے۔ انھیں کے ساتھ ساتھ کچھ نقد کا بھی کاروبار ہوتا تھا جسکو مانٹی پیکیونیری (Monti Pecuniarii) کہا جاتا۔ غلہ کے ذخائر میں بجائے نقدی حصہ کشی کے غلہ بھی بقدر قیمت حصہ منظور کر لیا جاتا تھا۔ لیکن گو ۱۸۶۵ء میں اس قسم کا کل کاروبار بند کر دیا گیا تھا تاہم مقام سارڈینیا (Sardinia) میں اب تک امداد باہمی کے اصولوں پر غلہ ہی کی تعداد سے حصہ کشی کی جاتی ہے۔

ملک کی سقیم حالت کا اندازہ کر کے ایم لوزاٹی (M. Luzzati) نے ہمدردی ملک اور قوم کے لحاظ سے اپنی کل زندگی ملک کی بھلائی میں صرف کرنے کے لیے وقف کر دی۔ اور ہر اخلاقی۔ معاشرتی۔ تمدنی و اقتصادی ترقی کی سرگرمی کے لیے وہ آمادہ ہو گیا۔ اوس کے ذاتی اوصاف۔ طلاقت لسانی

علمی قابلیت اور ایمانداری نے ہر خاص و عام پر ایسا گہرا اور مضبوط اثر پیدا کر لیا کہ عام اصلاحات اور ارتقائے تمدن کے شیدائی بھی اوسکی صلاح اور مشورہ کے بغیر قدم نہ اوٹھاتے تھے اور ایک طالب علم سے لیکر ممبران پارلیمنٹ تک سب ہی استفادہ کے متوقع رہتے تھے۔ چنانچہ ۱۸۶۳ء میں جبکہ اوس کا عین عالم شباب تھا اوس نے ایک کتاب "تبلیغ اعتبار" (Diffusion of Credit) کے نام سے لکھکر شائع کی جس سے مصنف کی طرف رجوعات عامّہ میں دن دونی اور رات چوگنی ترقی ہونے لگی۔ ملک جرمنی کے حالات کا اندازہ کرکے اوسے اس بات کا پورا یقین ہوگیا تھا کہ کاشتکاروں کے لیے اگر کوئی بھی ذریعہ سرمایہ داروں کی سخت گیری سے دنیاوی نجات کا ہے تو وہ صرف کوآپریشن ہی کے ذریعہ سے ممکن ہے کیونکہ غریب کاشتکاروں کے لیے اس ملک میں بھی وہی مہیب شکلیں نمایاں تھیں جو ہر ملک میں قبل ترقی کے پائی جاتی تھیں۔ یعنی مہاجن اور سرمایہ دار کا ہر طرف سے لوٹ مار کرنا۔ حاجتمندی کے سبب شرح سود کا آندھی کی طرح ہر طرف بڑھنا اور سرمایہ داروں کے دلوں میں رحم کی گنجایش کا نہونا پچاس فی صدی سے لیکر بارہ سو فی صدی تک سود کی نوبت پہونچ چکی تھی۔ اور کسی نے خوب کہا ہے کہ اس سخت رقم سود کے ہضم کرانے کے لیے ہر یکشنبہ کو ہر قرضدار اپنے مہاجن کو مثل چوروں کے کھانا کھلانے پر بھی مجبور تھا۔ ایسے ہی حالات کو دیکھکر لوزائی ٹ نے شولز کے طریق کار و بار امداد باہمی کی پیروی کو اپنا نصب العین قرار دیا۔ اور کورانہ تقلید کو علیحدہ رکھکر تحقیق و جدت کے میدان میں ملک کے مناسب حال قدم بڑھایا خود اوسکی طبیعت میں جدت پسندی کا مادہ موجود تھا اور ملک کو مفلسی کی ذلت سے بچانے کا خیال بھی غالب تھا

اس لیے خود بھی مجدد بنکر بنک یا پولیری (Bank Popular) کی
بنیاد ڈالی۔ جس مین ذمہ داری محدود کے ساتھ چھوٹے چھوٹے حصص کے جاری
کرنے کی تجویز کی اور چونکہ فطرت انسانی پر اوس کا عقیدہ مضبوط تھا اس لیے
بتدریج نہ کہ بجبر کفایت شعاری کی مشق کو فطرت کے مطابق سمجھتا اور اوسی کی
صلاح دیتا۔ شولز کے طریق پر کے بڑے بڑے حصص جنکی ادائی زیادہ مدت مین باقساط
ملک جرمنی میں رکھی گئی تھی اوس نے اٹلی کے حالات کے مقتضی نہیں سمجھی بلکہ
ایسے چھوٹے چھوٹے حصص جنکی ادائی زیادہ سے زیادہ دس ماہ مین ہو سکے رائج کیے
تاکہ ہر بنک کو اپنی ذمہ داری کے معلوم ہونے کا جلد سے جلد موقع ملے پچاس لایر
یعنی دو پونڈ سے زائد ایک حصہ کی قیمت رکھنا اوس کو اپنے وقت میں مناسب نہیں معلوم
ہوا گو اس کارروائی سے ممبران کے حصص کی خرید کی ممانعت بھی نہ تھی حصص
ہی کے سرمایہ پر قرضہ کے سرمایہ کے بنانے کا وہ مؤید تھا اور اعتبار کے واسطے ضمانت
بھی ضروری سمجھتا تھا۔ سرمایہ کے کما کر مہیا کرنے اور روپیہ کی خریداری کی تعلیم دیتا
یعنی خیرات یا عطیات کے طور پر روپیہ لینے کو نہ حد بری نگاہ سے دیکھتا تھا کفایت شعاری
سے روپیہ جمع کرانے میں اوس کو بیحد غلو تھا اور امداد باہمی کے کاروبار کے لیے ایمانداری
ہی کو سب سے بڑا سرمایہ کہتا بلکہ کاروبار کے طریقے پر ذمہ داری کی تعلیم اور تقسیم کو معاملات
کے واسطے ضروری سمجھتا تھا۔ ممبران میں احتیاط سے انتخاب کے لیے منفرداً و مشترکاً
ذمہ داری اور کاروباری ہونے کے اوصاف کے ساتھ ساتھ دیانتداری بھی لازمی
جانتا۔ اوسکے خیال میں ایسے ہی لوگوں کو شریک انجمن کرنا مناسب تھا کہ جنکے متعلق کسیہ قسم کا
[illegible]

مین تقسیم کام اور علانیہ طور پر پنچایتی اصولوں سے عام فہم طریقون پر کاروبار کرنے نیز اعتبار اور حیثیت کی جانچ اور پڑتال کو امداد باہمی کی کامیابی کا اصلی راز خیال کرتا تھا۔

انتخاب ممبران اور بلا معاوضہ کام کرنے والی انتظامیہ کمیٹی جسکو کاسیگلیو (Consaglio) کہتے ہین اون سب کی اوس نے ایک خاص اسکیم بنائی تھی تاکہ ہر فرد اپنے فرائض کو اچھی طرح سمجھے اور اوس پر عمل کرے۔ اوس کے نزدیک کمیٹی انتظامیہ مین سات ممبران سے لیکر ایک سو ممبران سے زائد بھی منتخب ہو سکتے تھے۔ تاکہ ہر گروہ کے ممبر اوس مین لیے جا سکتے جس سے انواع و اقسام کی واقفیت حاصل ہونے کا موقع رہتا۔ اور ممبران کمیٹی انتظامیہ سے ایک نہ ایک ممبر کو ضرور وقت مین اوقات دفتر کے وقت موجود رہنے کی وہ ہمیشہ تاکید کیا کرتا۔ یہ ممبر ہر قسم کا پورا اختیار رکھتا اور اوسکو سینڈیسای (Sendaco) کہا جاتا وہ ایک سال کے ختم ہونے پر علیحدہ بھی ہو سکتا۔ حقیقتاً کمیٹی کارکن ہی کا نام سینڈیسائی تھا مگر اوسکے افراد کو بھی اوسی نام سے پکارتے تھے۔ کمیٹی کارکن کی سالانہ رپورٹ کمیٹی انتظامیہ سے علیحدہ لکھی جاتی تھی۔ مگر اون کا انتخاب کمیٹی انتظامیہ کے ممبروں ہی سے ہوتا تھا سینڈیسائی کو اگرچہ کل کاروبار کے کرنے کا اختیار تھا۔ لیکن روپیہ کے مہیا کرنے کا انتظام کمیٹی انتظامیہ کا فرض سمجھا جاتا تھا۔ جایداد منقولہ اور غیر منقولہ کی کفالت جایز نہ تھی ممبران کا ذاتی اور زبانی اعتبار زیادہ مقبول تھا۔ غرضکہ چھوٹے چھوٹے حصص معتبر لوگوں کی امداد اور کم شرح سود پر روپیہ دینا معاونت باہمی کے کام کے لیے لوزاٹی کے اصلی اصول تھے۔ کثیر منافع کے ہر طریقہ کاروبار کو وہ حقیقتاً اصول کے خلاف کہتا اور

اور غیروں سے روپیہ لیکر اوس سے امداد دینا یا تجارت یا ہنڈیاون پر کام کا چلانا امداد باہمی کے لیے خطرناک تبلاتا تھا۔ ممبران کی حد قرضہ مقرر کرنے کے لیے ایک آزاد اور معتبر کمیٹی جسکو کامشیٹو (Cometato) کہتے ہیں پندرہ سے لیکر چالیس ممبران تک ہوتا جو یکے بعد دیگرے درخواستہائے قرضہ کی منظوری یا نامنظوری کا اختیار رکھتے تھے۔ اون کے پاس ایک خفیہ رجسٹر رہتا تھا جس مین ممبران کی ہر قسم کی حالت درج ہوتی تھی اور حد قرضہ کے مقرر ہونے میں اوسی سے رہنمائی ہوتی تھی۔ اوس رجسٹر کا نام کیسیل لیٹو (Casellato) تھا اوس کی ترمیم بھی برابر ہوتی اور اوسی کے مطابق ضمانت وغیرہ کی کمی پوری کرائی جاتی۔ اس رجسٹر کی وجہ سے لوگوں کو ایک دوسرے کے قرضہ مین شرکت کی ترغیب بھی ہوتی مثلاً اگر زید کی ضمانت دس روپیہ تک ہے اور عمر کی بیس تک اور بکر کی تیس تک تو مجموعی ساٹھ روپیہ تک تینوں کے دستخطون سے ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ ساٹھ ساٹھ روپیہ دینے کی اجازت تھی۔ مگر یہ اوسی وقت کہ جب اون تینون میں سے کسی نے کسی غیر کی ضمانت کے کاغذ پر دستخط نہ کیے ہوں۔ کامشیٹو میں وہی لوگ ممبر کیے جاتے جو کسی خارجی اثر سے متاثر نہ ہونے والے سمجھے جاتے اور ہر طرح پر رائے دینے میں آزاد ہوتے۔ اون کو خود قرض لینے کا اختیار نہ تھا۔ اس کمیٹی کے احکامات کا اپیل یا مرافعہ ایک دوسری کمیٹی مین ہوتا تھا جس کا نام پروبیوری (Probiviri) تھا۔ مثلاً اگر کسی ممبر کا داخلہ نامنظور کیا جاتا یا کسی کی حد اعتبار کو کم کر دیا جاتا یا ممبری سے علیحدہ کر دیا جاتا تو اوس کا اپیل مجلس مذکورہ مین ہوتا تھا ان تمام کمیٹیوں کے اوپر مجلس عام تھی۔ تحریک معاونت باہمی کی اشاعت کیلیے

سفر کرنے والے مدرسے (Travelling school) بھی حکومت نے قائم کیے تھے۔

ملک جرمنی کی طرح اٹلی مین کوئی بڑا یونین نہیں تھا جس کے باعث تنقیح حسابات میں آسانی ہوتی اور کل کام یکسان اور گٹھا ہوا معلوم ہوتا۔ گو حکومت کی طرف سے نگرانی کا انتظام کیا گیا تھا۔ جو حقیقتاً زیادہ تر نمایشی اور براے نام تھا اور چونکہ لوزاٹی نے منافع حاصل کرنے کے طریقون کو جایز نہین سمجھا تھا اس لیے سنٹرل بنکون کا خیال بھی کما حقہ پورا نہ ہوسکا۔ گو میلان (Milan) اور کریمونہ (Cremona) کے بنکوں نے کچھ کچھ سنٹرل بنکوں کی طرح کی حیثیت حاصل کرلی تھی۔ ان میں ممبران کو قرضہ عموماً کم زمانہ کے لیے بلکہ عموماً تین ماہ کے لیے دیے جانے کا عام قاعدہ تھا اور صرف ایک ہی بار التوا یا تجدید دستاویز کی اجازت تھی۔ مگر کاشتکار اس قاعدہ سے مستثنےٰ تھے اس لیے کہ اون کی تحریری تجدید قرضہ بعض اوقات تین یا چار سال تک ہوکر خاصی توسیع میعاد مین دیدی جاتی تھی۔ کاشتکاروں کو قرض دینے کے لیے اکثر اون کے زمینداروں سے انکی حالت دریافت کیجاتی۔ اور اونکی ضمانت پر بلا تکلف روپیہ دیا جاتا۔ یا انجمنیں بنا کر اور کافی ضمانت طلب کرکے انجمن کے لیے نقد اعتبار کا ایک خاص رقم تک انتظام کرا دیا جاتا اور ایسے اعتبار کی رقم کے اندر انجمن اپنے ممبران سے فرداً فرداً ضمانت لیکر ہر ممبر کے واسطے نقد اعتبار کا انتظام کرا دیتی۔ دیگر قسم کے کاروباریوں کے لیے ضمانت کی تصدیق اصل مالک سے کرائی جاتی تھی۔ مثلاً اگر کسی عمارت کے ٹھیکہ دار نے ٹھیکہ لیا ہے اور اوسے روزانہ مزدورون کی مزدوری دینے کی

ضرورت ہے تو ٹھیکہ دینے والوں سے معاہدہ ٹھیکہ کی تصدیق کرا کے ٹھیکہ نامہ داخل
کرالیا جاتا اور اوسی کی ضمانت پر ٹھیکہ دار کو روپیہ مل جاتا - اسی طرح غریب درزیوں
یا دیگر پیشہ وردں کو اون کی کلون یا آلات کو ضمانت مین لیکر اونکی خریداری کے
واسطے روپیہ دیا جاتا اور وہ لوگ اونھیں کلوں سے کما کر قرض ادا کرتے علی ہذا
دستکاردں کو بھی مال کے تیار ہونے پر دوکان یا گھر سے باہر نہ لیجانے کی شرط پر
امداد دیجاتی اور خریدار کے بہم پہونچنے پر بنک کے روپیہ کی ادائگی پیشتر کرائی جاتی -
اوسکے بعد بقیہ رقم مالک مال کو دلوا دیجاتی - قرضوں کے دینے مین یہ خیال ضرور
ملحوظ رکھا جاتا کہ چھوٹے چھوٹے قرضے پیشتر دیے جاتے - اوس کے بعد بڑے قرضوں
کی باری آتی - پیشہ وروں سے اونکے پیشہ کی آمدنی سے قرضے کی ادائی کرائی جاتی
لیکن علاوہ اصل اور سود کے کچھ اور بھی بطور گھاتہ یا ڈسکونٹ **Discount**
کے اون سے لیا جاتا تھا جس سے غریبوں کا نفع یہ ہوتا تھا کہ کلون یا آلات کو
گران قیمت پر باقساط خریدنے کی ضرورت نہوتی - جیسا کہ فی زمانا سنگر کمپنی وغیرہ
کا دستور ہے - حقیقتاً اعتبار یا سرمایہ کے واسطے حکومت ہی بہت بڑا مرکز تھی اور
جو تھوڑی سی نگرانی کے ساتھ نقد وغیرہ سے ہر قسم کی امداد کرتی تھی - سرمایہ
بنانے کے لیے حصص قائم کیے جاتے تھے اور اکثر سرمایہ محفوظ سرمایہ حصص سے
زایدہ ہوجاتا تھا - عموماً بیس سے پچیس فی صدی تک سالانہ منافع کی رقم مین سے
سرمایہ محفوظ مین رکھ لیتے تھے اور یہ رقم کاروبار مین پھر نہ لگاتے - غرضکہ ایم لوزائی
کی اوس خاص نصیحت پر کہ " اپنے ہی پیروں کھڑے ہونے کی کوشش کرو اور اپنے
گروہ یا گلہ سے کبھی علیحدہ نہو " پورے طور پر عمل کرنے کی کوشش کیجا رہی تھی - ممبر کو

فیس داخلہ بھی ضرور دینا پڑتی تھی۔ کفایت شعاری سے روپیہ بچا کر امانت کی شکل میں لینے کی طرف لوزاٹی کی خاص کوشش تھی کیونکہ وہ لوگون کو عام طور پر کفایت شعاری اور مقامی ضرورتون مین مقامی روپیہ کم لگانے کا عادی دیکھنا چاہتا تھا۔ جس سے شرح سود کے بھی کم ہونے کی امید تھی۔ اوس کی خوش قسمتی سے ملک اٹلی مین جوائنٹ اسٹاک بنکوں یا دیگر مہاجنیں نے اوس کے کاروبار کی مخالفت نہیں کی اور بلا تکلف ابتدا ہی سے اپنا روپیہ کوآپریٹیو بنکوں مین لگانا شروع کر دیا جس کے سبب سنٹرل بنکون کی شاخون کے کھولنے اور اون شاخوں کو خود مختار کر دینے مین بڑی آسانی ہوئی۔ کل ملک میں صوبہ بصوبہ کام بڑھتا گیا۔ پس جن اصولوں پر لوزاٹی نے اٹلی مین اس کام کی بنیاد ڈالی تھی اور جسے آجکل کی دنیا حیرت کی نگاہ سے دیکھ رہی ہے وہ مختصراً یہ تھے۔

اول۔ معاونت باہمی کی انجمنیں نیچے سے اوپر تک ایسی بنائی جائیں جو آزاد اور کامل الاختیار ہوں۔ لیکن ایک دوسرے کے کام آنے کے واسطے آپس میں وابستہ بھی ہوں۔

دوم۔ سنٹرل بنکوں کا سرمایہ زیادہ تر سیال یا چلتی ہوئی حالت مین رکھا جائے۔

سوئم۔ رہن وغیرہ کا کاروبار یعنی جس مین عرصہ تک روپیہ پھنسا رہے کم ہو۔ الا اوس صورت مین جبکہ انجمنون کے کسی خاص نفع کے لیے کیا جائے۔ مثلاً عمارات کی تعمیر وغیرہ کے لیے۔ ایم لوزاٹی کے بنکون مین اوسوقت کے غربا کے شامل ہونیکی گنجایش بیشک کم تھی۔ اور اوسی نے اپنے زمانہ مین غیر سرکاری معاونین کو دو معاشرتی فوج امن

کے وفادار سپاہی" کا لقب دیا تھا اور کسی نے یہ بھی خوب کہا ہے کہ "ملک اٹلی گویا ایک ایسی قوم ہے جو بنکوں میں پھلی اور پھولی"

اٹلی میں گو معاونت باہمی کے بنکوں نے ترقی کی ہے۔ مگر غیر محدود ذمہ داری کو جیسا کہ ماننا چاہیے تھا نہیں مانا گیا جس سے شخصیت اور مالی خودغرضی نے اپنا سکہ ہمیشہ کے واسطے ملک پر جما کر اس تحریک عظیم کے اصلی اصلاحی پہلو کو کمزور کر دیا اور نتیجہ میں ایک افسوس ناک مطلق العنانی اور عدم یکرنگی کا سنٹرل بنکوں کے کل کاروبار پر دھبہ لگ گیا۔ کسی قسم کی کوئی بھی روک تقسیم منافع کی نہیں ہو سکی طبقۂ درمیانی Middle classes کا ان میں بہت بڑا اثر ہے اور در اصل اون کو اس سے بڑے نفعے ہیں۔

یورپ کی آخری عظیم جنگ کے بعد تو یہ سب کے سب تجارتی بنک ہو رہے ہیں اور دوسرے بنکوں سے مقابلے کی طرف متوجہ ہیں۔ قبل جنگ کاشتکاران کو بھی قرض کی حاجت تھی مگر اب وہ خود اس قدر دولت مند ہو گئے ہیں کہ قرض کی حاجت ہی نہیں رہی۔ ۱۹۱۸ء میں پاپولر بنک میلان (Popular Bank Milan) کے حصہ دار ممبران ۲۶۸۲۵ تھے۔

حکومت کی جانب سے ۱۹۱۳ء-۱۹۱۸ء تک بذریعہ قوانین و فرامین شاہی Decrees زراعتی جماعتوں اور زراعت پیشہ لوگوں کو تقریباً ساٹھ لاکھ لیرے کے قریب سالانہ دیا جاتا تھا اور وزراے محکمہ جات زراعت و صنعت و تجارت کی نگرانی میں اس کاروبار کو کیا جا رہا تھا۔ اور ایک نیشنل انسٹیٹیوٹ آف کریڈٹ فار کوآپریشن (National Institute of Credit for Cooperatio

قائم کیا گیا تھا جس کا انتظام ایک کونسل کے ہاتھ میں تھا جس نے باقاعدہ
جماعتوں کی نگرانی اور جانچ بذریعۂ انسپکٹران یا آڈیٹران شروع کرادی تھی اور
معاونت باہمی کی تعلیم کے واسطے بھی خاص اعانت کا انتظام ہوا تھا ہر سال چھ
ہفتوں کے واسطے خاص درجے کھولے جاتے تھے۔ کونسل نے علاوہ زراعتی
انجمنوں کے دیگر کاروبار کی بھی جماعتیں ملک میں جاری کردی ہیں اور یہ جماعتیں
بھی مذکورہ قومی مجلس کی ممبر ہوتی ہیں اور ہر حصے پر ایک ووٹ کا طریقہ رائج ہے۔
دوسرے مقامات کی طرح یہاں ایک ہی پیشہ کے لوگوں میں اتحاد اور میل جول کم ہے
بلکہ ایک مقام کے باشندوں میں زیادہ میل جول پایا جاتا ہے۔

حکومت کی طرف سے کچھ برائے نام نگرانی بھی ہوتی تھی اور قوانین کے ذریعہ
سے نوٹوں کے جاری کرنے اور رقعہ کے لکھے جانے کی اجازت ان بنکوں کو دی گئی
تھی اور اپنے اپنے صوبہ کے سرکاری خزانہ میں سکھارے بھی جاسکتے تھے۔ ابتداً
قرضوں کی تحریرات فیس رجسٹری سے بھی قانوناً مستثنےٰ نہیں ہوتی تھیں بلکہ اونکی
رجسٹری لازمی تھی۔ لیکن اس سے کاروبار میں دقت معلوم ہوئی اور نقصان مایہ
بھی ہوا۔ کیونکہ رجسٹری کے لازمی ہونے نے مواقع سہولت مسدود کردیے تھے۔

جنگ کے بعد سے زراعتی کاروبار بڑے پیمانوں پر اور عام طور سے جاری ہورہا
ہے۔ ایسے ہی براچی اینٹی Braccianti کی جماعتیں بھی بنائی
گئیں ہیں جن میں مزدوری پیشہ شرکت کرکے افزائش کے کاموں کو انجام دیتے
ہیں۔ اون کا اپنا ہی سرمایہ اپنی جماعت میں جمع کرایا جاتا ہے اور اوسی پر قرض
لیتے ہیں مثلاً بہت سے معمار علیحدہ اپنی ایک سوسایٹی بنالیتے ہیں اور متفقہ ٹھیکہ لیکر

عمارتیں - ریلوے لاینس یا بار برداری کے کاموں کو انجام دیتے ہیں - اون کی پاس موٹریں - بڑے بڑے اصطبل - یا پتھر کوٹنے کی کلیں وغیرہ موجود ہیں - اور ۱۹۱۸ء تک ایسی تین ہزار جماعتیں اجیروں کی تھیں -

عموماً اٹلی کے بنک جرمنی کے نمونے سے پانچ باتوں میں مختلف پائے گئے ہیں

(۱) - یہاں کے کاروبار میں جمہوریت زیادہ ہے اور من حیث قوم لوگ مفت کام کر دینے کے شایق ہیں -

(۲) ذمہ داری محدود پر حصہ داری کو زیادہ تر پسند کیا جاتا ہے کیونکہ غربا اور امرا میں کسی نوع کی یکجائی یہاں ممکن ہی نہ تھی -

(۳) - اعتبار کا ذریعہ عموماً ہنڈوی یا رقعہ یا بلٹی مال سمجھی جاتی تھی - اور ازمنہ متوسطہ سے انھیں پر کاروبار ہوتا چلا آرہا ہے - یہاں تک کہ میلاں کا کوآپریٹیو بنک بھی خاصکر ہنڈیاوں یا رقعہ اور کمیشن کے ذریعہ سے کاروبار کرتا ہے -

(۴) جہاں کسی بنک کا سرمایہ کم ہوتا ہے - وہاں عموماً چھوٹے چھوٹے قرضوں کا کاروبار کیا جاتا ہے -

(۵) - افزایشی کاروباریوں سے جرمنی کی طرح اپنے کو غیر متعلق بھی نہیں رکھا گیا ہے اور صنعتی پنچایتیں عموماً دستکاروں یا محنتیوں کی ہیں

(۶) - دیہاتی بنکوں کے ساتھ بھی کوئی مخالفت روا نہیں رکھی گئی ہے - اور دیہاتی اور شہری بنکاوں میں بھی کسی قسم کی تفریق یا معاندانہ برتاؤ کو جایز نہیں رکھا گیا - اٹلی میں معاونت باہمی کے بنکوں کی نا فروشندہ قیمت سال بسال بڑھتی رہتی ہے کیونکہ سرمائیہ محفوظ کا ایک حصہ نسبتاً اون میں شامل کر دیا جاتا ہے -

مشرقی حصۂ اٹلی میں ایک مقام پر ریل بھی محض معاونت باہمی کی انجمن کے ممبران نے اپنی ہی ضرورتوں کے لیے جاری کی ہے اور اوس کے وہی مالک بھی ہیں۔ اوسی کے ساتھ مذہبی اور سیاسی اثرات سے بھی کوئی کام محفوظ نہیں ہے۔ فرقہ بندیاں بہت ہیں۔ جنکی بدولت ایک مقام پر ایک ہی قسم کی کئی انجمنیں مختلف خیالات کے لوگوں کی دکھلائی دیتی ہیں۔ مثلاً محض قرض کے کاروبار کے بنک ایک ہی مقام پر کیتھالک Catholic سوشالٹ Socialist اور لبرل Liberal فرقوں کے علیحدہ علیحدہ قائم ہیں حالانکہ اگر کوشش ہوتی تو ایک ہی اتحاد سب کے واسطے کاروبار کر سکتا تھا۔ میلان Milan میں سوشیٹا یومینٹیریا (Sociale Umanitaria) نے لیبر سوسایٹی Labour Societies کے قواعد خاص بنائے ہیں۔ جن کے رو سے چھوٹے چھوٹے فرد و مل کر انجمنیں بناتے ہیں۔ اون کا کام چھوٹے چھوٹے حصص جاری کر کے نیز فیس داخلہ سے چلایا جاتا ہے۔ اور حصص کے اقساط کی ماہواری ادائی کرائی جاتی ہے۔ اون مزدوروں کے لیے جو ہر سال کے کچھ حصہ میں بیکار گھر پر بیٹھتے ہیں اونکے لیے ایسی انجمنیں بڑی نعمت ہوتی ہیں۔ انجمن سے اونھیں مزدوری بھی دیجاتی ہے اور وہی کاروبار بھی کرتے ہیں۔

کوآپریٹیو فارمنگ کا طریقہ آئرلینڈ اور ڈنمارک کے بہت کچھ خلاف ہے۔ اٹلی کے ممبران انجمن مشترک طور پر اراضیات کو جوتتے ہیں اور اون کی سوسایٹی عموماً اراضیات کو لگان پر لے لیتی ہے اور ممبران میں اونکی رقم چندہ کی اوس مناسبت سے جو وہ اپنی گارنٹی فنڈ (Guarantee Fund) میں ادا کرتے ہیں

ٹکڑے ٹکڑے کرکے تقسیم کردیتی ہے اور زراعتی ڈائرکٹری کے حسب ہدایت ممبران کاشتکاری بھی کرتے ہیں۔

سنہ ۱۹۲۳ء سے ملک اٹلی کی کل تحریک کسی نہ کسی سیاسی شعبہ سے ضرور متعلق ہوگئی ہے۔ یعنی سوشلسٹ یا ریپبلکن Republican یا کیتھالک Catholic فرقوں سے۔ اور ہر ایک کی پشت پناہی پر مزدوری پیشہ یعنی لیبر پارٹی کے لوگ ہوگئے ہیں۔ جن کا مقصد درمیانی کارندوں کو ہر جگہ سے بیدخل کردینا ہے۔ انھیں مزدوری پیشہ والوں نے جنگ کے بعد بڑے بڑے اضلاع کی حالتوں کو سنبھال لیا ہے۔ بڑی بڑی عمارتیں جو خراب ہوگئی تھیں انھیں تعمیر کرلیا ہے۔ ریلوں اور جہازوں کی بھی درستی کرلی ہے۔ جون سنہ ۱۹۲۳ء میں حکومت ہی نے ایک مجلس قومی اعتبار National Credit Institute اس مقصد سے قائم کرادی ہے تاکہ ممالک غیر میں مزدوری پیشہ لوگ اوسکی امداد سے بڑے بڑے کام ٹھیکوں وغیرہ پر لے سکیں۔ ایسے ہی حکومت نے کاشتکاری کرنے والے مزدوروں کی انجمنیں بنواکر مشترک کاشتکاری کرنے میں آسانیاں پیدا کرادی ہیں۔ اور ایسے مزدور کاشتکار ہی اپنے اتحادات قائم کرکے درمیانی کارندوں کو بیدخل کرتے ہیں یعنی ٹھیکہ داروں سے اپنی گردنیں چھوڑاتے ہیں۔ علی ہذا بیس ہزار لائر ڈیریوں کی امداد کے واسطے بھی حکومت نے علیحدہ کردیے تھے نیز روپیہ قرض دینے والی جماعتوں کے واسطے ذمہ داری بھی مہیا کردی تھی۔ ایسے ہی دستکاروں کی متفقہ جماعتیں Mutual workers union اور میلان کا سب سے بڑا معاونت باہمی کا اتحاد بھی بہت کچھ حکومت کی امداد کا احسان مند ہے۔

غرضکہ پندرہ ہزار انجمنیں افزائشی اور انقسامی طریقہ کاروبار کی ۱۹۲۳ء تک اور تقریباً تین ہزار قرض کی دیہاتی انجمنیں بلکہ فیسٹ کوآپریٹیو سنٹرل (Co-operative Central) کی یہ کوشش ہے کہ کل سیاسی متفرق اتحادوں کو متفق کر دیا جائے۔ نیز کاشتکاروں اور مزدوروں میں اتحاد ہوجاوے۔

## آسٹریا و ہنگری

یورپ میں سلطنت آسٹریا ہنگری کی جغرافیائی حالت کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ مختلف اقوام اور مختلف زبانیں وہاں پہونچ کر آپس میں مل جل جاتی تھیں اور ہر وہ نفع جو ملک کو کہیں سے بھی حاصل ہوتا اوس میں ہر قوم کو اوس کا حصہ رسدی ضرور پہونچتا۔ لیکن جس طرح نفع میں سب حصہ دار ہوتے اوسی طرح ترقی کی شاہراہ میں مقابلہ کے لیے بھی آمادہ ہوجاتے۔ چنانچہ معاونت باہمی کی تحریک میں بھی یہی ہوا کہ ہر قوم نے پوری کوشش کی اور ملک جرمنی جو اس کا ہمسایہ ملک تھا وہاں کی زوروں کی تحریک امدادی نے یہاں بھی پورا پورا اثر دکھلایا۔ جرمنی کی ترقیات کی نقل پورے طور پر آسٹریا ہنگری میں ہونے لگی بلکہ شولز کے طریقہ کاروبار معاونت باہمی نے بوہیمیا (Bohemia) سائلیشیا (Silesia) اور موریویا Moravia میں اپنا اثر شولز کی زندگی ہی میں جما لیا تھا اور صنعتی کارخانوں میں ایسی انجمنوں کو بڑی کامیابی ہوئی تھی۔

جرمنی میں جو ویمار (Weimar) یونین شولز کا قائم کیا ہوا تھا اوس میں آسٹریا کے صنعتی کارخانوں کے لوگ ممبر تھے مگر جب ۱۸۷۲ء میں

آسٹیریا کا ایک علٰحدہ یونین قائم ہوا۔ تب ہی دیہار یونین سے علٰحدگی اختیار کی گئی۔
یعنی ۱۸۷۴ء تک ذمہ داری محدود ہی کے ساتھ کاروبار ہوتا رہا۔ ۱۹۰۲ء میں حکومت
کی جانب سے ریفائیسن کے طریقہ پر امداد دینا طے پایا۔ اور تقریباً (۱۱) فیڈریشن اور
پچیس سنٹرل بنک قائم ہوگئے۔ مگر ان میں آپس میں کسی سے بھی کاروباری تعلق
نہ تھا۔ جنوری ۱۹۰۸ء تک بکثرت رجسٹری شدہ انجمنیں ہوگئی تھیں۔ جن میں
(۳۳۰۶) جرمنوں کی۔ (۱۹۱۸) زک (Czech) لوگوں کی۔ (۸۷۸) پولش
قوم کی۔ (۲۴۲) اٹالین قوم کی۔ (۳۲۳) روتھینین (Romanian)
کی۔ (۲۲۰) سلووینیں (Slovenian) کی۔ (۱۰۰) رومینین (Romanian)
کی۔ اور (۹۰) سربوکروشین (Serbo-Croatian) کی۔ ایسے ہی
ملے جلے جرمن پولش۔ یا سلاؤ اٹیلین اقوام کے علٰحدہ علٰحدہ فیڈریشن بھی تھے۔ اور
سب کے سب محنت اور صداقت کے ساتھ اپنی اپنی کامیابی میں مشغول
تھے۔ جوں جوں ریفائیسن کے طریقۂ کام کی غیر محدود ذمہ داری کے ساتھ ملک
میں عام شہرت ہوتی گئی وہی زیادہ مقبول ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ ۱۹۰۸ء میں
(۹۳۱۶) معاونت باہمی کی انجمنیں ہوگئیں جن میں تقریباً (۷۱۱۵) غیر محدود
ذمہ داری کی تھیں۔ اسی وقت لوور آسٹیریا (Lower Austria) کی
مقامی حکومت نے ڈیٹ (Diet) کے ممبروں میں سے دو ماہرین فن کو
ریفائیسن کے مخصوص طریقہ کاروبار کو دیکھنے کے واسطے علاقہ رہائن لینڈ
(Rhineland) میں بھیجا اور ان کی رپورٹ کے مطابق ڈیٹ نے
طے کردیا کہ آئندہ سے ریفائیسن ہی کے طریقہ پر اجرائے کار کیا جانا بہتر ہوگا اور

منجانب حکومت امداد بھی دیجائیگی - چنانچہ مرکزی قرض کی انجمنیں (Central Credit Societies) کو حکومت سے خاصی امداد دیجانے لگی -
اسی طرح اسٹیریا (Styria) باسنیا (Herzigovina) ہرزیگوینا (Herzigovina) اور اپر اسٹیریا (Upper Styria)
میں بھی ریفایسن ہی کا طریقہ کام جاری ہوگیا - مگر یہ عجیب بات تھی کہ ریفایسن کے طریقہ کی انجمنوں میں بکثرت دستکار اور کارخانجات کے لوگ شریک ہوتے تھے - اور کاشتکار شولز کے طریقہ کاروبار کی انجمنوں میں بکثرت شریک ہوتے اس ملک میں بھی چونکہ یہودیوں کے باعث سودخواری بہت بڑھی ہوئی تھی اس لیے پچاس فی صدی خود یہودی انتظامی کمیٹیوں کے ممبر ہوگئے تھے - اور مثل جرمنی اور اٹلی کے خود یہودی انجمنوں میں شریک ہوکر کم سود پر روپیہ لینے اور غیر از ممبراں کو زیادہ سود پر دیکر کاروبار کرنے لگے - ملک پولینڈ میں بھی بہت کچھ کام یہودیوں ہی کے ہاتھ میں ہوگیا - اور ریفایسن نیز شولز دونوں کے طریقہ کام کو ایک ہی وقت میں پولینڈ کے یہودیوں میں رائج کرکے ایک حدتک کام کو بہت کچھ خراب کردیا گیا - افسران افواج بحری و بری نیز دیگر ملازم حکاماں وقت کے لیے بھی قرض کی انجمنیں ۱۹۰۲ء تک قائم ہوچکی تھیں جو اس ملک میں بہت مفید ثابت ہوئیں - اونمیں بکثرت امانتیں آئیں مگر حکومت کا خراب اثر بھی جابجا نظر آنے لگا تھا - اور بہت کچھ حصہ کام کا حکومت کے ہاتھ میں آگیا - بلکہ یک گونہ حکومت کی ذمہ داری بھی خیال کیجانے لگی - اور تقریباً ساٹھ فی صدی قرضے طویل مدت کے لیے مثلاً خریداری اراضی وغیرہ کے لیے محض حکومت کی مداخلت کے باعث

دیے جانے لگے۔ جماعتیں بھی بکثرت بننے لگیں۔ ریفایسن کی انجمنوں میں حصص کا طریقہ بھی جاری تھا اور سیونگ بنک کا کاروبار بھی کیا جاتا تھا اور تین یا چار فی صدی کا منافع بھی دیا جاتا تھا شولز کے طریقہ کی انجمنوں میں اب تک حکومت کو مداخلت نہ تھی۔ غلہ کی فروخت بھی بڑی بڑی انجمنوں کی ذریعہ سے خاص مرکزی مقامات پر کیجاتی تھی جن کے پاس بڑے بڑے گودام (Ware house) ہیں۔ ان کی بہت کچھ ہمت افزائی حکومت کی جانب سے ہوتی۔ اور روپیہ بھی کاروبار کے واسطے دیا جاتا۔ ان کے فوائد کا حکومت کو بھی احساس تھا کیونکہ جنگ کے وقت انھوں نے بڑے بڑے نمایاں کام کیے تھے۔ زیریں حصۂ ملک کے صوبوں میں سنٹرل کریڈٹ بنک (Central Credit Bank) تجارت کا بھی کاروبار کرتا ہے اور اس قدر کافی سرمایہ اسکے پاس ہے کہ ویرہوس جگہ بہ جگہ بنا کر غلہ کی تجارت حکومت کی تحریک پر انہیں کیجاتی ہے۔

## ہنگری

ملک ہنگری کی حالت قبل جنگ ۱۹۱۴ء۔ موجودہ حالت ہندوستان سے ملتی جلتی تھی۔ تقریباً ستر فی صدی آبادی زراعت پیشہ تھی۔ بڑی بڑی ریاستیں چند امراء کے ہاتھ میں تھیں۔ اور چھوٹے چھوٹے حصۂ اراضیات کسانوں کے ہاتھ میں تھے۔ کہا جاتا ہے کہ اراضی زیر کاشت کا بیسواں حصہ اراضی قبضہ داری تھی۔ اور ہر قبضہ دار کے پاس پانچ ایکڑ سے کچھ ہی کم ایسی اراضیات تھیں۔ اسی طرح ایک تہائی حصۂ ملک تقریباً دولتمند امراء کے پاس تھا اور انھیں امراء میں بڑے بڑے خیرخواہ

ملک و قوم تھے۔ بلکہ یہی ملک کے روح رواں تھے۔ غریب کاشتکاروں نیز کاشتکاری کی ترقی کی حقیقتاً اس ملک میں سخت ضرورت تھی۔ غریبوں۔ اور امیروں میں اختلاف پیدا کرا کے کسی کوشش میں کامیابی کی امید بھی نہ تھی۔ بلکہ تقریباً ایک صدی سے قبضہ داری کو مٹایا جا رہا تھا۔ قبل جنگ بہت بڑا حصۂ ملک نہایت زرخیز اور قابل کاشت نظر آتا تھا اور میدانی حصہ جو قابل کاشت تھا پہاڑوں سے گھرا تھا۔ طغیانیوں اور پانی کے باہر نہ نکل سکنے کے ذرایع کی کمی کے سبب کاشتکار سخت نقصان میں رہتے تھے۔ ذرایع آمد و رفت بھی ان میں کم تھے جنگلوں اور پہاڑوں میں قدرتی کانیں موجود تھیں۔ دار السلطنت بوداپسٹ Budapest جو حصۂ میدانی کے درمیاں ہے حقیقتاً ایک تجارتی مرکز تھا اور سلطنت کے ہر قسم کے کاروبار کا مایۂ ناز۔ جو قصبہ جات کہ اس کے گرد و پیش تھے وہاں بازار کی منڈیاں تھیں۔ قصبہ جات کے بڑے بڑے لوگ اپنی بود و باش قصبوں میں کم رکھتے۔ اور پیشہ ور بھی قصبات میں کم پائے جاتے تھے۔ کاروبار عموماً سود خواروں یا چھوٹے چھوٹے تاجروں کے ہاتھ میں تھا۔ لیکن حصۂ ٹرینسل وینیا Transylvania کی حالت کل ملک سے مستثنیٰ تھی یعنی زباں اور اپنے مخصوص تاریخی واقعات سے دیگر حصۂ ملک سے بہت کچھ علیحدہ تھا۔

ہنگری کے ایک معمولی گاؤں میں ۱۸۵۱ء میں ایک قرض کے کاروبار کی جماعت کی ابتدا کی گئی۔ اور اسی کی تقلید میں ۱۸۸۵ء تک امداد باہمی کی تحریک پھیل کر تقریباً چار سو انجمنیں ہو گئی تھیں۔ ان کی رجسٹری ملک کے تجارتی قانون

کے مطابق کیجاتی تھی۔ اور حکومت ان کی طرف ہمیشہ شک کی نگاہ سے دیکھتی تھی۔ ٹرینسل وینیا میں بھی اسی زمانہ سے حصص کی بناپر کاروبار کی ابتدا کی گئی اور ذمہ داری غیر محدود کو اختیار کیا گیا۔ ۱۸۸۶ء میں کونٹ کیرولی —— (Count Karolyi) کی تحریک پر شہر پسٹ (Pesth) کے لوگوں نے ایک ضلع کی انجمن ریفایسن کے اصولوں پر قائم کی۔ اور ٹرینسل وینیا میں تیزی سے اس جماعت کا اثر بڑھ گیا۔

۱۸۹۸ء میں پہلا قانون امداد باہمی کا ہنگری کی پارلیمنٹ نے پاس کیا جس کا اصل مقصد ایک مرکزی جماعت (Central Institute) قائم کرکے اوس کی ملحقہ انجمنوں کے لیے اعتبار حاصل کرانا تھا۔ لیکن یہ قانوناً لازمی نہیں کیا گیا۔ کہ ہر انجمن ایسے ہی انسٹیوٹ سے ملحق ہو۔ انجمنوں کی ترتیب نگرانی۔ نیز روپیہ کا کاروبار اسکے فرایض تھے۔ اور اس کی ملحقہ انجمنوں کو خاص حقوق دیے گئے تھے۔ اور جس وقت کہ مرکزی قرض کی جماعت کونٹ کیرولی نے قائم کی تھی اوس وقت گو چند انجمنیں ابتدائی موجود تھیں لیکن پہلا کام یہ کیا گیا کہ کسانوں کے اتحاد (Farmers Alliance) میں خود اوس نے شرکت کی اوسی کے بعد ۲۲ جنوری ۱۸۹۸ء کو ہانگیا (Hangya) جو تھوک فروشی کی جماعت کا نام تھا ہنگری میں قائم ہوگئی۔ اور مستفرقین کی بھی پہلی ابتدائی انجمن اپریل ۱۸۹۸ء میں اسی تھوک فروشی کی جماعت کے تحت میں قائم ہوئی۔ سرمایہ ابتدا میں دو قسم کے حصص یعنی فاونڈرس شیئر (Founders Share) اور حصص معمولی سے مہیا کیا جانے لگا۔ اول الذکر کی خریداری ملکی حکومت نے

بلکہ خود بادشاہ نے اور مقامی بورڈوں نیز امرا اور اُن اصحاب نے خوب دل کھولکر کی جو امداد باہمی سے ہمدردی رکھتے تھے۔ ہر انجمن جو انسٹیٹوٹ سے ملحق ہوتی۔ اوس کے لیے ضروری تھا کہ ہر پندرہ سو کے سرمایہ کاروباری پر ایک سو کا ایک حصہ معمولی نسبتاً خرید کرے۔ اور قواعد میں فونڈرس شیئرز کے رفتہ رفتہ محو کر دینے کا ساماں بھی رکھا گیا تھا۔ ابتدائی جماعت اور سنٹرل انسٹیٹوٹ کے درمیاں کوئی بھی دوسری جماعت نہیں رکھی گئی تھی۔ کیونکہ بجز دارالسلطنت کے اور کہیں بھی مرکزی جماعت کا قائم کرنا اوس وقت کی حالت کے کسی طرح مناسب نہ تھا انجمنیں براہ راست مرکزی جماعت سے کاروبار کرتی تھین۔ اب ملک مین پچیس سال ہوئے تھے کہ ریلیں بھی بہت ہی ارزان نرخ کرایہ پر جاری ہوگئی تھیں اور دارالسلطنت سے مواضعات اور قصبات تک پہونچنا بالکل ہی آساں ہوگیا تھا۔ اسی طرح ڈاکخانہ کا کاروبار بڑے اعلےٰ پیمانے پر جاری تھا جس سے روپیہ کی ترسیل اور ہر قسم کے کاروبار میں نہایت ارزانی و آسانی تھی یعنی پابندی وقت کے ساتھ خوش اسلوبی سے ہر کام چلنے لگا تھا۔ سنٹرل انسٹیٹوٹ کے ایجنٹ و قائم مقام مختلف حصص ملک مین مقرر تھے اور ضروری ہدایات نیز تنقیح حسابات اور ترتیب کام کی نگرانی کرتے تھے ان ایجنسیوں کی تعداد (۹) تھی۔ اور ہر ایک میں متعدد انسپکٹران موجود تھے۔ ہر انجمن کا معاینہ سال میں چار ماہ کے بعد ہوتا تھا اور ان کے قانون کی دفعہ (۲) کے مطابق بغیر منظوری انسٹیٹوٹ کے کسی انجمن کی رجسٹری نہیں ہوسکتی تھی۔ اوسکو قانوناً ہر قسم کا اختیار نگرانی وغیرہ کا حاصل تھا جس سے بڑا دباؤ بلکہ اختیار انسٹیٹوٹ کو انجمنوں پر تھا یا یوں کہنا چاہیے کہ انسٹیٹوٹ کو قائمی انجمن اور

اس کے توڑنے کی بابت پورا اختیار حاصل تھا۔ انجمنوں اور اون کے ممبران کی کل جائداد پر بھی حق مرجح بطور چارج (Charge) کے قانوناً انسٹیٹیوٹ کو حاصل تھا۔ پھر بھی یہ عجیب بات تھی کہ انجمنیں نہایت آزادی سے اپنا کاروبار کرتی تھیں۔ نہ کہ ملک فرانس کی طرح جہاں باوجود اعلےٰ تمدن تعلیم۔ اور کاروباری واقفیتوں کے انجمنوں کو مقابلتاً آزادی کاروبار حاصل نہیں تھی۔

سنہ ۱۹۰۰ء میں کیتھالک کانگریس (Catholic Congress) کے موقع پر یہ تجویز ہوا تھا کہ بمقام کروشیا (Croatia) میں ایک سنٹرل بنک کھولا جائے تاکہ اس مصیبت زدہ ملک کو بھی قرض وغیرہ کی مصیبتوں سے نجات ملے کیونکہ وہاں کی میگیار (Magyar) قوم ترکوں کی تیغ بے پناہ سے بے حد عاجز تھی اور بردباری سے برداشت کرتے کرتے بیحد تنگ آگئی تھی۔ گو اس مقام پر مغرب و مشرق کے اتصال کی بہت سی خوبیاں بھی نظر آتی تھیں۔ مثلاً مذہبی خدمت کے لیے لوگ بہت جلد آمادہ ہوجاتے تھے۔ سنہ ۱۹۰۲ء سے ریفایسن کی تقلید میں یہاں کاروبار جاری ہوا اور سنہ ۱۹۰۶ء تک (۳۰۰) انجمنیں قائم ہوگئیں جن کی تعداد سنہ ۱۹۱۳ء میں (۲۴۲۵) تک پہونچ گئی۔ انئیں ۷ لاکھ ممبران تھے۔ اور سرمایۂ حصص تین کرور۔ سرمایۂ حساب رواں آٹھ کرور۔ اور سرمایۂ محفوظ آٹھ لاکھ سکۂ رایج الوقت تھا۔ مرکزی انسٹیٹیوٹ کے تحت میں جب کوئی انجمن بنائی جاتی تو ابتداءً اوسکی ذمہ داری محدود رکھی جاتی تھی۔ حصص بھی جاری ہوتے لیکن کل قیمت حصص کی ادائگی کی ضرورت نہ تھی۔ چھ ماہ کی نوٹس سے حصص واپس بھی لیے جاسکتے تھے۔ اور اون پر منافع پانچ فی صدی تک دیا جاتا۔ منافع میں سے دس

فی صدی سرمایہ محفوظ میں رکھا جاتا اور ہر ممبر کی ذمہ داری اپنے حصہ کی نامزدشدہ
قیمت سے پنج گنی رکھی جاتی۔ اس طرح گویا محدود اور غیر محدود ذمہ داری دونوں کا
نباہ کیا جاتا۔ سیونگ بنک یا کرنٹ اکاونٹ کا کاروبار بھی ان میں بہت خوبی سے
جاری تھا۔ لوگ میعادی امانتوں میں سرمایہ کم رکھتے تھے کیونکہ اون کے خیال
میں کاشتکار سے اسکی توقع کرنا غلطی تھی کہ وہ اپنے بچائے ہوے سرمایہ کو میعادی
امانت کھاتہ میں جمع کردے اور تخم ریزی کے وقت یا جب فصلی ضرورت اوسکو ہو
اوس وقت اپنے سرمایہ کے واپس پانے میں اپنے کو مجبور پائے اور یہی لیے فونڈرس
شیئرز کی واپسی بھی جایز رکھی گئی تھی۔ نیز ممبراں کو نقد اعتبار بھی دیا جاتا تھا۔ ہر انجمن کا
کاروبار ہفتہ وار ہوتا اور Current Account یا حساب رواں کی واپسی
کا نوٹس ایک ہفتہ قبل دینا ہوتا۔ کل سرمایۂ سیال کی ذمہ داری مرکزی جماعت اپنے
سر لیتی تھی اور کسی قسم کا بھی روپیہ انجمنوں میں بجز اتفاقیہ خرچ کے لیے تھوڑی
رقم کے۔ نہ رکھا جاتا۔ قرضوں کی منظوری خود ممبراں کے ہاتھ میں تھی۔ اور ملک
فرانس کی طرح کسی اعلی حاکم یا جلسہ کی منظوری کی ضرورت نہ تھی۔ ہر ممبر کے پرونوٹ
کی تصدیق انجمنیں کرکے مرکزی جماعت سے بقدر پرونوٹ روپیہ منگاکر ممبر کے
حوالہ کردیتی تھیں۔ مرکزی انسٹیٹوٹ میں فرداً فرداً حساب ہر قرضہ کا رکھا جاتا اور ایک
ماہواری نقشہ اقساط اور ہر سود کا ہر موضع کی انجمن کو اوس کے آیندہ وجوب کے
متعلق وہی بھیج دیتا۔ قرضے کم میعادی اکثر دیے جاتے اور اون کی دستاویزات
ایسی ہوتیں کہ جو سنٹرل انسٹیٹوٹ کے سکھا ردینے پر عام طور سے مان لیجاتیں۔
بڑی میعاد کے قرضے رہن کی دستاویزوں پر دیے جاتے اور حکومت کی امداد یا

ڈبنچروں کے اجراء پر بڑے میعادی قرضوں کا اطمینان کیا جاتا۔ کسی موضع کی انجمن کو قرض اوس کے سرمایہ حصہ کے پنج گنے سے زیادہ نہ دیا جاتا۔ کمیٹی انتظامیہ کے ممبران کے لیے یہ ضروری نہ تھا کہ وہ انجمن کے بھی ممبر ہوتے۔ بلکہ اکثر قریب کے زمیندار یا گاؤں کے پروہت وغیرہ کمیٹی انتظامیہ میں رکھے جاتے جو امداد باہمی کے کاروبار سے ہمدردی رکھتے اور جنکو ممبری کی خود ضرورت نہ ہوتی۔ اون کو کچھ معاوضہ بھی دیا جاتا لیکن مجموعی معاوضہ دس فی صدی سے زائد نہوتا۔ مواضعات میں معمولی شرح سود چھ فی صدی رکھی جاتی اور امانتوں کی شرح سود ساڑھے چار فی صدی۔ خرچہ انتظامی نصف یا ایک فی صدی تک لیا جاتا۔

سنہ ۱۹۱۲ء میں ۲۴ کروڑ سرمایہ ممبران انجمن کے پاس تھا جنکی تعداد ساڑھے چھ لاکھ ہوگئی تھی۔ اور چھوٹے چھوٹے کاشتکاروں نے بھی اب دل کھول کر امانتیں جمع کی تھیں جس کی تعداد تقریباً ۱۳ کروڑ تک ہوگئی تھی۔ یہاں ملک فرانس کے برخلاف ایک زراعتی انجمن میں دستکار موضع بھی شریک ہوتے تھے۔ اور ادائی قرضہ جات کی رقم مقاصد قرض میں زیادہ نظر آتی تھی سنہ ۱۹۱۲ء میں تقریباً ۴۴ لاکھ کروڑ (Kronen) ادائی قرضہ جات سابقہ کے لیے لیا گیا تھا۔ اور ۳۷ لاکھ خرید اراضی کے لیے۔ ۲۳ لاکھ خرید مکانات۔ تیس لاکھ خرید مویشی۔ اور بیس لاکھ مشترک خرید اشیاء مثلاً کھاد۔ اور دیگر ضروریات کاشتکاری کے لیے جس میں کاپر سلفٹ (Copper Sulphate) کی خریداری زیادہ تعداد میں ہوتی۔ حکومت کی طرف سے ایک کثیر سرمایہ ڈبنچروں کی ضمانت کے واسطے مہیا کر دیا گیا تھا اور سرسری اختیارات (Summary Powers) وصولی مطالبات کے واسطے بھی ملے ہوئے تھے۔ اگر کسی مقام

کاروبار بنک میں خسارہ ہوجاتا تو پبلک کے روپیہ سے کمی پوری کرائی جاتی۔
حقیقتاً سنہ ۱۸۹۰ء سے لیکر سنہ ۱۹۱۴ء تک ملک میں حکومت کی امداد نیز اہل ملک کی
قدردانی سے ہر قسم کی ترقی ہوئی۔ بالخصوص زراعت کی۔

جنگ یورپ کے وقت سے جو سنہ ۱۹۱۴ء سے لیکر سنہ ۱۹۱۹ء میں ختم ہوئی بہت کچھ
حصہ ملک رومینیا۔ اور سربیا اور بوہیمیا کے قبضہ مین نکل گیا اور اب مختلف ناموں سے
ملک کے ٹکڑے ہوگئے۔ مثلاً زیکوسلوویکیا (Czecho-Slovakia)
یوگوسلیویا (Yugo-Slavia) قبل صلح کے جو ۲۳۳۶۔ انجمنین سنٹرل
انسٹیٹوٹ سے ملحق تھین۔ اون میں سے بعد صلح صرف ۹۸۰۔ رہگئی تھیں ۶۶۹
رومینیا میں چلی گئین۔ ۴۶۲۔ سربیا میں۔ اور ۴۲۵ زیکوسلوویکیا مین۔ اسی بنا
پر سنٹرل انسٹیٹوٹ کو مالی نقصان کے علاوہ ان سے کاروبار کرنے میں اب ہر
طرح کی مشکل ہوگئی تھی اور سکہ ملک یعنی کرونن (Kronan) کے نرخ کے
گرجانے سے بھی بڑا نقصان ہوا تھا۔ ہنگری کے ایک کرونی کی قیمت قبل جنگ
قریب ایک پونڈ کے تھی۔ اسی طرح بوہیمیا کے سکہ سوکول (Sokol) جو ہنگری
کے کرونی کے برابر ہوتا تھا اوس کی بھی قیمت بہت گھٹ گئی تھی۔ باوجود ان واقعات
کے سنٹرل انسٹیٹوٹ نئی انجمنیں بقیہ حصہ ملک میں قائم کرکے پھر نہایت
خوبی سے کام کررہا ہے۔ اور کھیتی کی مشترکہ انجمنیں سنہ ۱۹۲۰ء میں بڑے پیمانہ پر بنائی
گئی ہیں۔ ۲۱۔ انجمنین جن میں ڈھائی ہزار خاندان شریک تھے سنہ ۱۹۲۰ء تک تھیں
انہیں اراضیات کو تقسیم کرکے اون کا پٹہ انفرادی جوت کے طریقہ پر ممبران نے لیتے
ہیں۔ اور ملک اٹلی ہے کے مشترکہ کاشتکاری کے اصول کے خلاف یہاں علیحدہ علیحدہ

کاشتکاری کا طریقہ اختیار کرتے ہیں - لیکن انجنیں آلات اور کلیں اور کھاد مشترکہ طور پر خرید کرتی ہیں اور اپنی پیداوار بھی مشترک طریقہ پر بازار میں پہونچاتی ہیں - ہر فارم کے لیے ایک منیجر منجانب سنٹرل انسٹیٹوٹ مقرر ہوتا ہے - سنہ ۱۹۲۰ع سے قانون کی ترمیم ہو کر سنٹرل انسٹیٹوٹ کی ذمہ داری کی وسعت کے ساتھ ساتھ اوس کو حقوق بھی کچھ زیادہ دیے گئے ہیں - اور مختلف وزارتوں سے مختلف قسم کی امداد دیجاتی ہے - مثلاً ۳۰۰۰ - کرون ہر انجمن کے مرتب ہونے پر اوس کے ابتدائی اخراجات کے لیے دیے جاتے ہیں - اور ٹکٹ ڈاکخانہ جات بلکہ مختلف ٹیکسوں سے اون کو مستثنےٰ کیا گیا ہے اور عمدگی انتظام کی ذمہ داری کے خیال سے انسٹیٹوٹ کا صدر ممبر فنانس کے مشورہ کے بعد حکومت کی طرف سے نامزد ہوتا ہے اور دو نائب صدر بھی ہوتے ہیں - جن میں سے ایک کی نامزدگی وزیر تجارت اور دوسرے کی نامزدگی وزیر زراعت کرتا ہے - مینیجنگ ڈائرکٹران کے واسطے بھی منظوری وزارت ضروری ہوگئی ہے اور ایک سرکاری کمشنر بھی نگرانی کار کے لیے مقرر ہوا ہے جس کے بڑے بڑے اختیارات ہیں - وہ ہر ایسی تجویز سے جلسۂ ڈائرکٹران میں اختلاف کر سکتا ہے جو خلافِ قانون ہو اور پھر بغیر فیصلہ وزیر متعلقہ ایسی تجویز پر عمل نہیں ہوتا نیز کسی قاعدہ میں ترمیم بھی بغیر منظوری ممبر فنانس نہیں ہوتی - ممبر مال (Finance) اپنے ہم عصر ممبران صیغۂ انصاف اور زراعت و تجارت سے بھی مشورہ کر لیتا ہے - اس طرح پر گویا تمام وزرائے حکومت ایک طریقہ پر انسٹیٹوٹ کے جزو بنا لیے گئے ہیں اور ممبران انسٹیٹوٹ کے ساتھ ساتھ آزادی سے کام کرتے ہیں - ملک فرانس کی طرح پر یہاں یہ نہیں ہے کہ افسران بیرون محکمہ کا حکم جاری ہو

اور اس کی پابندی لازمی رکھی گئی ہو۔ اس انتظام سے حکومت کو مرکزی انسٹیٹوٹ پر اور مرکزی انسٹیٹوٹ کو آزادی سے اپنی ملحقہ انجمنوں پر پورا اختیار حاصل ہے۔ حکومت کی طرف سے میونسپلٹیوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ اپنے روپیہ کو انسٹیٹوٹ میں امانتاً رکھیں۔ ڈبنچر بھی جاری کیے گئے ہیں جو ۴½ یا ۴ فی صدی منافع کے ہیں اور مجموعی قیمت ایسے ڈبنچروں کی اون پرامیسری نوٹوں سے زیادہ نہیں ہوتی جو بنک کے پاس ضمانتاً رکھے جاتے ہیں نہ سرمایۂ محفوظ کے دس گنے سے زیادہ ہونے پاتی ہے۔ انجمنوں کے نقد اعتبار کی بھی حد انسٹیٹوٹ ہی میں مقرر ہوتی ہے۔

ذخایر غلہ سنہ ۱۹۰۱ء سے جاری ہوئے تھے اور سنہ ۱۹۰۷ء تک ۳۸ انجمنیں قائم ہو چکی تھیں۔ وزارت محکمۂ زراعت بنڈے یا ذخیرے ہر انجمن کو روپیہ سے امداد دیکر بنوا دیتی ہے۔ انکا انتظام انسٹیٹوٹ کے تعلیم یافتہ ملازمین کے ہاتھ میں ہے اور کاشتکاروں کی پیداوار انجمن کے ذخیرے میں لاکر جمع کیجاتی ہے۔ پھر تھوک فروشی کے طریقہ پر انجمن سے فروخت ہوتی ہے اور ہر ممبر کے حساب میں اوسکی قیمت ادا کردیجاتی ہے۔ سنہ ۱۹۰۳ء میں دو کرور کرونین اس کام کی ہمت افزائی کے واسطے دیے گئے تھے۔ کچھ امداد حکومت سے انجمنوں کو غلہ جمع کرنے اور فروخت کرنے کے واسطے نیز دستکاروں اور افزایش اشیاء کے کام کے واسطے علیحدہ اب بھی دیجاتی ہے جس سب کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ اشیاء کی قیمت عمدہ ملتی ہے۔ درمیانی لوگوں کی دست برد سے حفاظت ہے اور عمدہ قسم کا تخم بویا جاتا ہے۔ لیکن اب بازار کی فروخت کے لیے یہاں بھی باہر فن اور کسی بڑی منڈی کی ضرورت محسوس ہوئی

ہے اور سنٹرل انسٹیٹیوٹ کی نگرانی اور حکومت کے خزانہ کی امداد سے کام آسانی سے چل نکلا ہے۔

انگلستان کے طرز پر تقسیم اشیاء کے ذخائر (Distribution Stores) بھی بکثرت اب پھیل رہے ہیں اور اصول کے طور پر بیان کیا جاتا ہے کہ اس اقتصادی دنیا میں کاشتکار کو بھی وہی مرتبہ و منصب حاصل ہے جو دستکار و صناع کو کیونکہ وہ بھی ایک طرح کا دستکار یا مال کا تیار کنندہ ہے۔ روئی کے تخم سے اوسے بھی دودھ بنانا آگیا ہے۔ جس طرح کہ ایک صناع کو دھاتوں سے کلوں کا بنانا آگیا ہے۔ بس صرف فرق یہ ہے کہ وہ اب تک اشیاء کو بازار میں گراں نرخ پر خریدکرتا تھا اور اسی بنا پر تقسیم اشیاء کی انجمنیں بنا کر اوس کی دقتوں کو بھی رفع کیا گیا ہے جن کے ذریعہ سے اب عمدہ مال بھی اوسے ملتا ہے اور گرانی نرخ میں بھی کمی ہوگئی ہے۔ اکثر ضروریات کاشتکاری کے واسطے روپیہ قرض پر زیادہ تر فراہم کرنا ہوتا ہے اور اسی سے سرمایۂ محفوظ کے بنانے کی اوسے ضرورت ہوتی ہے۔ دوسری طرف صناعوں اور دستکاروں کو منافع کثیر کے سبب نیز شہروں میں ہونے سے کاشتکاروں کے مقابلہ میں سرمایہ کی دقت کم رہتی ہے۔ اسی بنا پر ہر مقام کی حکومت کو اپنے کاشتکاری طبقہ کے لیے سیاسی اور اقتصادی نقطۂ نظر سے ایک خاص پالیسی اختیار کرلینا ضروری ہوتی ہے۔ بلکہ اس طبقہ کی تعلیم و تربیت کی پوری کوشش حکومت کا فرض ہے۔ ہنگری میں تو اب کوئی بھی انجمن ایسی نہ ہوگی جو حکومت کی امداد سے نہ بنی ہو۔ اور اب کے جرمنی میں بھی اسکا پورا خیال ہوگیا ہے۔ کہ تربیت اور تعلیم یافتہ کاشتکاروں سے حکومت کا بڑا نفع ہے۔

تھوک فروشی کی انجمنوں وغیرہ میں کاروبار بہت ہی باقاعدہ طریقہ پر کیا جارہا ہے اور ان کے سرمایہ حصص کی مناسبت سے حکومت کی طرف سے بھی سرمایہ دیا جاتا ہے بالخصوص ہنگیا (Hangya) میں جو کاشتکاروں کا تھوک فروشی کا اتحاد ہے۔ خاص (Special) ممبر یا فونڈیشن (Foundation) ممبر اسی لیے رکھے گئے ہیں کہ سرمایہ بآسانی مہیا ہو سکے اور ایسے بھی تھوک فروشی کے اتحادات ہیں جس میں کاشتکاروں اور صنعت وحرفت والوں دونوں کی ضروریات مہیا کیجاتی ہیں۔ مستصرفین کا کاروبار ہنگری کے ہانگیا ہی پر بہت کچھ مبنی رہا ہے۔ گو حقیقتاً ابتدا میں نفع کے برخلاف اس میں نقصان ہوتا پایا گیا تھا۔ مگر کیرولیائی نے اپنی جیب سے چندہ دیکر نقصانات پورے کرکے منافع دکھلانے کی ترکیب نکالی تھی اور نقصان کے اعلان کو راز رکھا تھا۔ چنانچہ سنہ ۱۹۱۱ء تک ایک ہزار انجمنیں مستصرفین کی قائم کی گئی تھیں۔ اور سنہ ۱۴ء تک نفع ہی نفع کاروبار میں رہا اور بڑے زوروں سے کام بھی ہوتا رہا۔ ۳۱۔ دسمبر سنہ ۱۹۱۹ء تک قبل صلحنامہ پر دستخط ہونے کے ۲۲۳۴۔ مستصرفین کی انجمنیں ہانگیا میں شامل تھیں۔ دوسرے مقامات کے مستصرفین کا کاروبار یہاں سے مختلف ہے۔ اور جگہوں پر ابتدائی انجمنیں سنگ بنیاد اس کاروبار کی رہی ہیں اور جب کبھی کوئی تھوک فروشی کی جماعت بنائی گئی۔ تو اس کا تعلق کسی ابتدائی انجمن ہی سے رہا ہے۔ لیکن ہنگری میں یہ نہیں ہوا۔ یہاں تھوک فروشی کی جماعت کی نگرانی میں ابتدائی انجمنیں قائم ہوتی رہی ہیں اور گویا یہ تھوک فروشی کی جماعت کی شاخیں سمجھی جایا کیں اور ہندوستان کی ابتدائی انجمن سعادت باہمی کی کمیٹی انتظامی

کے مثل ہنگری کی ابتدائی انجمن میں بھی خود سوسایٹی اپنے صدر۔ سکریٹری اور خزانچی کا اعزازی انتخاب کرتی ہے۔ صدر عموماً کوئی پادری (Clergy) یا معلم (Teacher) ہوتا ہے اور ابتدائی انجمنیں تقریباً کل کی کل دیہاتوں میں کاشتکاروں ہی کی ہیں قرض کی انجمنوں کی طرح مستصرفین کی انجمنوں کو بھی صلح نامہ سے سخت نقصان پہونچا ہے اور بہت سی انجمنیں ہنگری کی حکومت سے بے نیاز کرکے دوسری سلطنتوں کے حوالہ ہوگئی ہیں تاہم سنہ ۱۹۲۰ء تک (۱۷۷۲) موجود تھیں۔ یہاں اب اس خیال میں بھی تقویت ہورہی ہے کہ جب تک پادریوں یا معلموں کے اثر سے مرکزی جماعت آزاد نہ ہوگی یا ابتدائی انجمن مرکزی جماعت سے اوس وقت تک مستصرفین کا کاروبار عام طور پر دوسرے مقامات کے کاروبار کی طرح کامیاب نہ ہوگا اور اگر کاریگر خود اپنی ابتدائی انجمن بناکر اپنا اثر قائم کرنے لگیں تو اور بھی اچھا ہو۔

## ڈنمارک

---

ڈنمارک میں سنہ ۱۸۵۰ء کے قانون کے مطابق کریڈٹ فانسیر (Credit Foncier) ——— قایم کیے گئے تھے۔ جو صاحب جایداد اور متمول مالکان اراضی کو قرض دیتے تھے۔ اور سنہ ۱۸۵۰ء کی جنگ سے بھی پیشتر ایک رائل ڈینش اگریکلچر سوسایٹی (Royal Danish Agricultural Society) ڈنمارک کے دارالسلطنت کوپن ہیگن (Copenhagen) میں اصول معاونت باہمی کے مطابق قائم تھی۔ ریورینڈ سانی (Rev. Sonne) نے سنہ ۱۸۶۶ء میں

پہلی ڈینش اسٹور سوسایٹی (Danish Store Society) قصبہ تھیسیڈ (Thisted) جو۔ جٹلینڈ (Jutland) میں ہے۔ راکڈیل پانیرس (Rochdale) کی تبعیت میں قائم کی تھی۔ اور ۱۸۹۶ء میں یونیورسٹی کوپن ہیگن کے مقام پر جلسہ کرکے ایک تھوک فروشی کی سوسایٹی جس کا نام ڈینش ہول سیل سوسایٹی تھا قائم کی۔ جو ۱۸۹۸ء میں موجودہ ذخائر کے فیڈریشن میں ملحق ہوگئی۔ اس ڈینش ہول سیل سوسایٹی ——— (Danish Whole-sale Society) کا مقصد افزایشی اور انقسامی دونوں قسم کی تجارت تھی۔ یہاں ذخائر کے فیڈریشن کو فائلس فارینجین (Faelles Forenigen) ——— کہتے ہیں۔

۱۸۸۰ء کے قانون سے چھوٹے چھوٹے کاشتکاروں کے واسطے بھی امدادی سامان کیا گیا مگر شرائط گونہ سخت تھے۔ اس وقت تک غلہ کی برآمد اس ملک سے زیادہ ہوتی تھی لیکن یکبارگی ۱۸۸۲ء سے جب برآمد میں کمی ہوگئی اور درآمد بڑھ گئی نیز جانوروں کی برآمد بھی کم ہوگئی جس سے غلہ کی پیداوار کی کمی کا پتہ چلنے لگا۔ اوسی وقت یورپ کی دیگر سلطنتوں کی طرح غلہ کی قیمتوں کے گرجانے کے باعث اہل ڈنمارک نے بھی جن کو ڈینیز (Danes) کہتے ہیں غلہ کی کاشت بہت کم کردی اور زراعت سے علیحدگی کرکے صنعت اور تجارت کی طرف بہت کچھ متوجہ ہوگئے۔ اسی سال سب سے پہلی ڈیری یعنی دودھ اور مکھن یا مٹھا وغیرہ نکالنے کا کارخانہ قائم ہوا۔

معاونت باہمی کے وہ مرتب طریقے جن کو کہ آج دنیا نے جانا ہے۔ ڈینش

کاشتکار ابتدا ہی سے ان پر عامل تھا اور ملک جرمنی میں بہت بڑی غلہ کی تجارت انھیں کی تھی۔ ڈنمارک میں جس وقت کہ مسٹر سانی ذخایر کے کاروبار کو ترقی دے رہے تھے اوسی وقت پروفیسر سیگلکی (Prof. Segleke) مکھن کی پیداوار کی ترقی علمی اصولوں پر درست کر رہے تھے اور ۱۸۸۲ء میں اسٹیلر اینڈرسن (Stiller Anderson) نے بالائی بنانے کا پہلا کارخانہ امداد باہمی کے اصول پر مشترکاً اور منفرداً ذمہ داری کے ساتھ قائم کیا تھا۔ چنانچہ دس سال کے اندر تقریباً ۸۰۰ کریمریز (Creameries) یعنی کریم یا بالائی بنانے کا کارخانہ قائم ہوگئیں۔ کامیابی کا سب سے بڑا راز یہ تھا کہ فارمر اور سائنسٹ یعنی کسان و اہل علم مل جل کر ایک دوسرے کی مدد کر رہے تھے۔ اس طرح پر کہ ماہرین ویٹرنیری اسکول (Veterinary School) مکھن کے خالص اور عمدہ بنوانے کی کوشش کرتے اور کسان ممبران سوسائٹی اون کے تجربوں سے نفع اٹھاتے ۱۸۸۷ء میں دو سو انجمنیں بلکہ ۱۸۹۰ء تک پانچ سو سوسائٹیاں صرف ذخائر کی دکھلائی پڑتی تھیں۔ حکومت پر بھی بہت کچھ اختیار اُن ہی لوگوں کا زیادہ تھا جن کو کہ زراعت سے زیادہ دلچسپی تھی اور یہی بڑا سبب بھی ترقی کاروبار امداد باہمی ہوا ہے۔ لیکن حکومت کی مداخلت بھی صرف تعلیم اور تبلیغ اصول معاونت باہمی تک رہی۔ کاروبار سے کوئی تعلق حکومت نے نہیں رکھا۔ جس وقت کہ مکھن کی پیداوار میں امداد باہمی کے اصول سے خوب کامیابی ہوگئی تو دیگر پیداوار زراعتی کی طرف توجہ کی گئی مثلاً انڈا۔ گوشت خوک وغیرہ کی تجارت بھی معاونت باہمی کے اصولوں پر جاری ہو کر گویا یورپ کے ناشتہ (Breakfast) کی میز کو ڈنمارک نے بالکل ہی

اپنے اختیار میں کر لیا تھا۔ یہاں تک کہ ۱۸۹۶ء میں انڈوں کی برآمد کی دو بہت بڑی انجمنیں ڈنمارک۔ اور جٹلینڈ (Jutland) میں قائم کی گئیں۔ جو انڈوں کی جمع کرنے والی چھوٹی چھوٹی جماعتوں سے انڈے لیکر باہر بھیجا کرتیں اور ہر انڈے پر چربی یا سر کے سے کوئی نمبر یا ایسا نشان بنا دیا جاتا جس سے انڈوں کے مہیا کرنے والوں کا علیحدہ علیحدہ پتہ چل سکتا۔

۱۹۰۹ء میں دس لاکھ کراؤن[1] کی حکومت نے جانوروں کی ترقی کے لیے امداد دی اور ڈیری یعنی دودھ و مکھن کے کارخانے بکثرت قائم ہونے لگے۔ انھیں کے واسطے ۱۸۹۵ء میں کنٹرول سوسائٹیز (Control Societies) بھی قائم کی جاتی تھیں جن کا کام حساب کا رکھنا۔ جانوروں کے دودھ کا وزن کرنا اور جس قدر بھی گھی یا مکھن نکلتا اوس کی تعداد اور مناسبت وغیرہ سب کا رجسٹروں میں درج کرنا تھا۔ یہی سوسائٹی اس کا بھی اندازہ کرتی تھی کہ کس غذا سے کس قدر مقدار دودھ میں اضافہ ہوتا یا کمی اور یہ امر واقعہ تھا کہ جو جانور اسکی نگرانی میں رکھے جاتے وہ دوسرے جانوروں سے تیاری میں ڈیوڑھے یا دگنے دکھلائی دیتے تھے۔ چھوٹے چھوٹے غریب کاشتکاروں نے اپنا آبائی پیشہ چھوڑ کر انھیں دودھ اور مکھن کے کارخانوں میں شرکت کر لی تھی اور ۱۹۰۵ء تک ۳۷ کروڑ کیلوز (Kilos) کے وزن کا دودھ ان کارخانوں میں ترکیب دیا جاتا تھا جسکی قیمت تقریباً بائیس کروڑ ستر لاکھ کراؤن ہوئی۔ دودھ کی بڑی تعداد ممبران انجمن سے حاصل کیجاتی۔ اکثر ممبران انجمن خالص ہی دودھ مہیا کرتے۔ بالائی اور مکھن نکلا ہوا دودھ

[1] ایک کراؤن اوس وقت ۱/۱ شلنگ کے برابر تھا۔

جس کو انگریزی میں سپر یٹا کہتے ہیں۔ ایک مقررہ قیمت پر وہ خود واپس لے لیتے ہفتہ وار۔ پندرہ روزہ۔ یا ماہواری حساب ہوا کرتا۔ اور خرچہ کاروبار گو ایسے کاموں میں زیادہ ہوتا تاہم کافی منافع حصہ داران کو تقسیم ہوتا تھا۔ منافع ممبران کے فراہم کردہ خالص دودھ کی مقدار پر دیا جاتا تھا۔ چنانچہ ۱۹۰۹ء تک تین کرور چالیس لاکھ کراون تقسیم ہوا تھا۔ اور دودھ دینے والی گایوں کی تعداد۔ بارہ لاکھ بیاسی ہزار تین سو تھی (۱۲۸۲۳۰۰) اور (۱۴۰۵) ڈیریاں تھیں۔ اور کوآپریٹیو فارمنگ صرف اس طرح پر تھی کہ زمین سے پیدا کی ہوئی اشیاء کے فروخت کا انتظام کیا جاتا تھا۔ خانگی ضروریات کے سامان کی انجمنیں مثلاً کھانا کھانے کے مکانات (Eating houses) کی نیز زراعتی اتحادات اور انقسامی طریقہ کاروبار کی انجمنیں بھی قائم تھیں جس سے افزائش اشیاء بلکہ مستصرفین دونوں کے حقوق کی حفاظت کیجاتی تھی۔ اور ۱۹۱۲ء سے حکومت کے قانون کے مطابق ہر ایک ڈبہ مکھن پر جو ڈنمارک سے باہر جاتا۔ اوسپر الفاظ "لرمارکی" (Lurmarke) لکھے ہوتے ۱۹۱۵ء تک ذخائر بھی ۱۵۶۶ قائم ہو چکے تھے جن میں۔ ۲۴۳۱۵۵۔ ممبران تھے۔ اور حقیقتاً ملکی تجارتی قانون سے جس کا مقصد مقابلہ کو آپس میں روکنا تھا۔ ذخائر کے کاموں میں بڑی امداد ملی تھی بڑے بڑے فارم زراعتی بھی قائم ہوگئے تھے جن کا کام تجارتی اصولوں پر چلتا تھا اور زمانہ حال کی ترقیوں سے بھی وہ مالا مال ہیں۔ ہر جگہ ٹیلیفون لگے ہوئے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے کاشتکاروں کے پاس بیس سے لیکر ستر ایکڑ تک اراضی سے کم نہیں ہوتی ہے۔ اور ان کے نیز مالکان اراضی کے مقاصد میں عام طور پر اتحاد ہے۔ ملک میں تعلیم عام ہے۔ اور ہر قسم کی صنعتی تعلیم بھی بہت بڑھ گئی ہے۔ نیز ہر قسم کا کاروبار متفقہ

طور پر کیا جا رہا ہے۔ بلکہ یکجائی برآمد مال کی تدابیر بڑی خوبی سے معاونت باہمی کے
اصول پر کیجا رہی ہیں۔ بعض خاص قسم کے امدادی کاموں کے ساتھ ساتھ خفیہ
کا محکمہ بھی قائم کیا جاتا ہے جو حقوق کی نگرانی کے ساتھ خلاف ورزی قوانین اور
قواعد کی بھی جانچ کرتا رہتا ہے۔ مستصرفین کا کاروبار دیہاتوں میں کچھ کچھ ہے اور
زرعی افزائشی کاروبار کے ساتھ ساتھ ترقی کرتا جا رہا ہے

کریمریز اور تجارتی انجمنوں میں بھی مشترکاً اور منفرداً ذمہ داری رکھی جاتی ہے
اور غیر محدود ذمہ داری کے فوائد بہت سمجھے جاتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ اس سے
مفلس مقامات پر بھی ضمانت مہیا ہو جاتی ہے۔ اور ہر ممبر میں انتظامی معاملات
انجمن کے لیے خاص دلچسپی پیدا ہو جاتی ہے۔ ساتھ ہی اس کے منافع تقسیم کرنیوالا
سرمایۂ حصص غیر ضروری ہو جاتا ہے۔ گو صاحب سرمایہ لوگوں کے لیے اپنے
غریب ہمسایوں کے ساتھ شرکت ضرور مشکل ہو جاتی ہے۔ ڈنمارک میں جو لوگ
ابتداءً تجارتی انجمنوں میں شریک ہوتے ہیں اور جو ابتدائی ضمانت ناموں پر دستخط
کرتے ہیں انھیں کے ذمہ ہر قسم کی ابتدائی ذمہ داری رہتی ہے جس کا اثر یہ ہوتا
ہے کہ جدید ممبران کو مشکل سے شامل کرتے ہیں کیونکہ ان سے شرائط شرکت بمشکل
طے ہوتے ہیں۔

اب تقریباً بیس سال سے دنیا کے مختلف ترقی یافتہ ممالک سے قابل اور
لائق حضرات ڈنمارک کے معاونت باہمی کے کاروبار کو سیکھنے کے لیے جا رہے ہیں
اور اسی ملک کے موجودہ نظام حکومت نے اس کو بھی دکھلا دیا ہے کہ حکومت کے ذریعہ
سے تقسیم دولت اور افزائش اشیاء کا کاروبار بہت اچھی طرح ممکن ہے۔ نیز حکومت ہی

کے اختیار کی یہ بات بھی ہے کہ سب کے حقوق برابر کردے اور مخصوص اجاروں یا شخصی اقتدار کو مٹادے - اسی طرح ملکی افلاس کے رفع کرنے اور عوام کی آسایش کے ساتھ زندگی بسر ہونے کا سامان بھی کردے - آئس لینڈ (Iceland) کو آزادی دیکر اس ملک نے دنیا کو بتلادیا ہے کہ اوس کو اب کسی قسم کی حرص مقبوضات حاصل کرنے یا جبری اقتدار کے اپنے ہاتھ میں رکھنے کی نہیں ہے - بس صرف اپنی تقریباً تیس لاکھ آبادی کی ہر طرح کی بہبودی اوسے مدنظر ہے اور حقیقتاً جو لوگ کہ معاونت باہمی کے کاروبار کے ماہر اور حامی ہیں وہ اگر متفق ہوکر پوری کوشش صحیح اصولوں پر کرنے لگیں تو سیاسی اقتدار بھی حاصل کرلیتے ہیں - غرضکہ اقتصادی اور سیاسی حالات اس ملک میں بالکل ایک دوسرے سے مل گئے ہیں - خود کاشتکاران ہی وہ تمام کاروبار کرتے ہیں جو دیگر ممالک میں سرمایہ دار کرتے ہیں اور چالیس سال کے عرصہ میں محض معاونت باہمی کی تدابیر سے کل ملک اپنی حاجتوں پر حاوی اور قانع ہوگیا ہے بلکہ دولتمندی ہر طرف نظر آتی ہے - کل آبادی میں تقریباً ۹۰ فی صد ایسے کاشتکار ہیں جو مالک الارضی ہیں - باقی ۱۰ فی صد صرف غیر مالک ارضی کاشتکار ہیں - قوانین ۱۸۹۹ء اور ۱۹۰۹ء کے مطابق حکومت کی طرف سے پچاس لاکھ کرون کی رقم صرف امداد کاشتکاران کے واسطے علٰحدہ کردی گئی تھی جو چار فی صدی سالانہ سود پر دیجاتی تھی اور پہلے پانچ سال میں صرف سود لیا جاتا تھا - اس کے بعد رقم قرض دو حصہ کر دیجاتی تھی یعنی ۲/۵ اور ۳/۵ - آخر الذکر حصہ کو پبلک اسٹاک (Public Stock) کی صورت میں قرار دیکر بازار میں اوس کی ایک قیمت مقرر کرادی جاتی تھی اور حکومت کی طرف سے

اوس کی ضمانت بھی ہو جاتی تھی بلکہ ڈنمارک کے مارگیج بنک کے ذریعہ سے اوسکی فروخت بھی ہوتی تھی۔ اول الذکر حصہ پر پانچ فی صدی سود لیا جاتا تھا جس میں سے ایک فی صدی صرف ادائی اصل میں لیلیا جاتا تھا۔ اورجب تقریباً ساڑھے چھیالیس سال میں اس حصہ کی ادائی ہو جاتی تو پٹے کے اسٹاک کو اوسی طرح تبدیل کر لیا جاتا۔ اور (۹۸) سال میں گویا کل مطالبہ ادا کر دیا جاتا۔ سنہ ۱۹۱۴ء سے حکومت کی طرف سے پٹہ جات دیکر ملکیت اراضی بھی دیجانے لگی ہے۔ اور قیمت اراضی پر صرف سود ہی لیا جاتا ہے۔ ترقیات کے واسطے بھی حکومت سے مالی امداد ہوتی ہے اور دس سال تک کوئی سود نہیں لیا جاتا ہے۔

## سوئٹزرلینڈ

یورپ میں بقول گارڈن اوبرائن (Gordon O. Brian) کے اگر پہلی مثال ایک انجمن معاونت باہمی کی تلاش کیجائے تو سوئٹزرلینڈ ہی میں بمقام جورا (Jura) ملیگی۔ جہاں صدیوں سے کاسبان کا طریقہ کاروبار پنیر نے کے واسطے کاشتکاران نے جاری کر رکھا تھا۔ سنہ ۱۸۴۶ء میں کنیٹونل ہائی پاتھی کارکیسے (Continental Hypothekarkasse) یعنی سرکاری رامن) کا بنک بمقام برنی (Bern) قائم ہوا تھا۔ اوسمیں چھوٹے چھوٹے کاشتکاروں کو روپیہ ملتا تھا۔ اور انتظام سرکاری ملازمین کے ہاتھ میں تھا۔ کہا جاتا ہے کہ چودھویں صدی سے فروٹریز (Fruitieres) یعنی پنیر بنانے کے کارخانے ابھی تک قائم ہیں۔ اور سنہ ۱۸۴۸ء سے تاریخ کی رو سے مستصرفین کے

(سوٹزرلینڈ کے ذکر سے پہلے اور ڈنمارک کے خاتمہ پر مندرجہ ذیل عبارت چھپنے سے رہ گئی ہے)

اسی سال کواپریٹیو بنک ڈنمارک بھی کھولا گیا تھا جس کی ۱۹۲۴ء تک

ایک سو شاخین ملک بھر مین پھیل گئی تھین۔ اور سب کا انتظام صدر مقام سے

کیا جاتا تھا۔ اس مین افراد اور انجمنین دونون ممبر تھین۔ افراد کی حصہ داری ۱۹۲۳ء

تک کل سرمایہ حصص کا تیسرا حصہ تھا۔ لیکن قرضہ جات عموماً افراد کو زیادہ دیے

تھے اور انجمنون کو نسبتاً کم۔ ۱۹۲۱ء تک ایک سو کی تعداد مین صرف قرض کی

سوسائٹیان بن چکی تھین۔ گو ۱۹۱۵ء سے اُن کی ابتدا ہوئی تھی۔ انجمین کے

ذریعہ سے مقامی ڈیریون اور تجارتی انجمنون کو روپیہ ملتا تھا۔ اور جب سے

کہ بنک کی شاخین جگہ جگہ کھلنے لگین اوس وقت سے قرض کی انجمنون سے

تصادم بھی ہونے لگا۔ نتیجہ مین قرض کی انجمنون نے کاروبار بند کر دیا۔ اور

جولائی ۱۹۲۵ء کے قریب کواپریٹیو بنک ڈنمارک خود بند ہوگیا جس کے

خاص تین سبب تھے۔ اول یہ کہ افراد حصہ داران اور قرضداروں سے معاملت

تھی۔ جو ملک بھر مین پھیلے ہوئے تھے جس سے روپیہ کی وصولی مین دقت

ہوئی۔ نیز کاروبار کا پھیلاؤ عجلت کے ساتھ کر کے خطرہ مین ڈال دیا گیا تھا۔

دوسرے یہ کہ محدود ذمہ داری کی تجارتی انجمنون سے روپیہ کا لین دین

کیا گیا اور اس کا خیال بھی نہین کیا گیا کہ ادا شدہ سرمایہ حصص کی نسبت کل

ذمہ داریون کے مقابلے مین کم نہ ہونا چاہیے تھی۔ نیز خرید و فروخت کی دوکانین

خود مرکزی بنکون نے کھول دی تھین جن کا انتظام دوسرون کے ہاتھ مین

تھا اور جنھیں اوس کے نقصان سے کم سروکار تھا۔ حالانکہ اصولاً خام اشیاء کے پیدا کرنے والون اور خریداران مال کو اپنی ایجنسی یا دوکان خود کھولنا اصلی اور سچا کاروبار معاونت سمجھا جاتا ہے۔ تیسرے یہ کہ مال کے باہر بھیجنے۔ مثلاً دودھ یا مکھن وغیرہ کے بیرون ملک بھیجنے کی انجمنون نے نقصان پہونچایا تھا گران قیمت کی کلین اور سامان خرید لیا گیا تھا۔ اور رہن کی دستاویزات مین کثیر سرمایہ بھی لگایا گیا تھا۔ جو نرخ بازار کے کم ہو جانے سے اور روپیہ کے پھنس جانے سے مرکزی بنک کے لیے بے حد خسارے کا سبب ہوئے۔

طریقہ معاونت باہمی کا پتہ چلتا ہے۔ مگر ۱۸۶۳ء سے رائفڈیل کے طرز کی تقلید شروع کردی گئی تھی اور انفرادی طریق کاروبار میں دو گروہ ہو گئے ایک وہ کہ جسے قیمت اشیاء کی کمی کی جانب خاص توجہ تھی۔ اور دوسرے کو حدگی وقسم اور معاشرتی فواید معاونت باہمی کی جانب۔ ۱۸۹۰ء میں انفرادی کاروبار کا ایک فیڈریشن بھی قائم ہوا اور جو ذخایر کہ فیڈریشن میں شامل نہیں ہوئے انکو سوس (Wild mauner) لوگ اپنی زبان میں وائلڈے ہیرے (mauner) یعنی جنگلی آدمی کہتے رہے۔

۱۸۹۵ء تک ایک سو زراعتی انجمنیں بھی ہوگئی تھیں۔ جن میں ہر زراعتی کام کی ترتیب پائی جاتی تھی۔ اتحادات سے تخم اور کھاد کی خرید۔ دودھ اور مکھن کے کارخانوں کا چلانا۔ صفائی کی نالیوں کے بنانے کا انتظام۔ مشترکہ چراگاہوں کے رکھنے اور نقد روپیہ مہیا کرنے کا بندوبست ہوتا تھا۔ اسی طرح نوسو ۹۰۰ محض قرض کی انجمنیں بھی تھیں جو تقریباً ایک ایک گاؤں میں قائم ہو کر مثل جوائنٹ اسٹاک بنکوں کے کاروبار کر رہی تھیں اور بہت کچھ مہاجنوں کی قائم مقام تھیں اور ۱۹۱۵ء تک اس ملک کی چالیس لاکھ آبادی کو دیکھتے جس قدر کاروبار ہوتا تھا اوس کو بڑی کامیابی خیال کیا جاتا تھا۔ کیونکہ مستصرفین کی بھی چار سو انجمنیں جن میں تین لاکھ ممبران شریک تھے اب قائم ہو چکی تھیں۔

۲۰۔ مئی ۱۹۱۹ء سے بمقام فریڈارف (Freidorf) معاونت باہمی کے اصولوں پر نوآبادی بھی کرائی گئی اور ڈیڑھ سو مکانات بن گئے۔ ہر ایک میں ایک ہی خاندان کے رہنے کا طریقہ ہے۔ عموماً سوئس لوگ بڑے خرّاج اور مسرف کہے جاتے ہیں

# سویڈن

ملک سویڈن میں ڈنمارک کی بہت کچھ تقلید کی گئی ہے اور چونکہ آزادی خیال بلکہ حریت کا خیال عام طور پر موجود ہے اس لیے کاشتکار کے خیال میں بھی دوسروں کی مداخلت سخت عیب سمجھی جاتی ہے۔ ملک کی آبادی بھی متفرق اور دور دور ہے۔ اور عام طور سے انجمہائے معاونت باہمی ایک دوسرے سے غیر متعلق ہیں صرف صوبہ جات کی ایسی انجمنیں قائم ہیں جنکے سپرد دیہاتوں کی اقتصادی ترقی کی کوشش ہے۔ انکو ہوشلنگ سیلس کپین (Hushalling Saleskapen) کہتے ہیں۔ یہاں انجمنوں کی رجسٹری بھی ضروری نہیں ہے۔ اور صرف رہن کے کاروبار یا مشترکہ خرید کی سوسائٹیوں نے اپنے اتحاد قائم کیے ہیں۔ چودھویں صدی سے فروٹریز (Fruitaneena) یعنی پنیر بنانے کی انجمنیں مثل ملک سویٹزرلینڈ کے قائم ہو کر ابھی تک کاروبار کر رہی ہیں۔ ۱۸۳۶ء میں بمقام اسکینیا (Scaunia) اور ۱۸۶۱ء میں بمقام نارلینڈ (Norrland) پورے پورے صوبوں کے لیے قرض کی جماعتیں کھولی گئی تھیں جو رہن پر کاروبار کرتی تھیں۔ میعاد قرض انجمن طویل رکھی جاتی اور قرض لینے والے ممبران شترکا و منفرداً جماعت کے معاہدوں کے پورا کرنے کے پابند ہوتے۔ اور اوسی طرح اون کی انجمنیں بھی شترکاً و منفرداً بنک آف کریڈٹ آن مارگیج (Bank of Credit or Mortgage) کی نسبتاً اپنے قرضہ کی حد تک ذمہ دار ہوتیں۔ ۲۶ اپریل ۱۸۶۸ء میں حکومت کی جانب سے رائل مارگیج بنک

(Royal Mortgage Bank) اور چار لاکھ چوالیس ہزار پونڈ سے حکومت نے امداد کی۔ اس کے ذریعہ سے مالکان اراضی کی انجمنوں کو قرض دیا جاتا تھا جس کو وہ خود آپس میں تقسیم کر لیتی تھیں۔ اراضیات کی ضمانت پر صرف سوئیڈن ہی کا بنک اُنیسوین صدی تک قرض دیتا تھا۔

مختلف خاندانوں کے واسطے جائداد خرید کرنے کے لیے نیز آگ۔ پتھر۔ پالا یا اُنسا سے بچنے کی انجمنیں زیادہ تر ملکی ضروریات کے اعتبار سے قائم کی جاتی تھیں اور اب کر کے انڈوں سے لیکر گھوڑے۔ بیل۔ سانڈ وغیرہ کی فروخت اور پرورش کی یکجائی انجمنیں بھی قائم ہو رہی ہیں۔ نیز دودھ و مکھن اور جانوروں کے بیمہ کی سوسائٹیاں بھی بن گئی ہیں۔ معاونت باہمی کے مسلخ بھی اسی مقصد سے قائم ہیں کہ قصابوں کے تیار جانوروں بالخصوص سوروں کی فروخت اور اونکے مارے جانے کا کاروبار بآسانی ہو سکے۔ ہر ایسے جانور کے واسطے جس کی فروخت اونھیں منظور ہوتی ہے ممبران انجمن دس کروں جمع کرتے ہیں اور بعد فروخت ایک مقررہ رقم بطور سرمایۂ محفوظ منہا ہو کر کل منافع حسب قیمت فروخت جانوران تقسیم کر لیا جاتا ہے یکجا خرید کی انجمنیں بھی ۱۹۱۸ء تک تقریباً آٹھ سو قائم تھیں جن میں چالیس ہزار ممبر تھے۔ صوبہ داران کے بھی ایسے اتحادات تھے جن کو سوئیڈن کے کاشتکاروں کا قومی اتحاد (Swedish Farmers National Union) کہا جاتا تھا۔

## گریٹ برٹن

---

دول متحدہ انگلستان اور آئرلینڈ میں یورپ کی دیگر سلطنتوں کی طرح

اگرچہ سولھوین صدی مین کاشتکاری پر بہت کچھ بسر اوقات تھی تاہم کاشتکارون اور اہل حرفہ مین کچھ کچھ معاونت باہمی کا بھی خیال پیدا ہو گیا تھا۔ جس کا اصلی بانی رابرٹ اووین (Robert Owen) تھا۔ جو ۱۷۷۱ء مین بمقام مانٹ گامری شایر (Montgomery shire) پیدا ہوا اوس نے ایک کپڑے کی دوکان مین بحثیت اسسٹنٹ کے کام سیکھا اور رفتہ رفتہ مینچسٹر کے ایک روئی کے کارخانہ کا منیجر ہو گیا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد نیو لینارک (New Lanark) کے کارخانون کا حصہ دار بھی ہو گیا۔ اور اوسی وقت سے اوسکو مزدورون کی حالت کے دیکھنے کا پورا موقع ملا۔ جو جہالت۔ تکلیف۔ اور ہر قسم کی بداعمالی مین مبتلا تھے۔ جب اون کی درستی حالت اور چال وچلن کی ترقی کی طرف وہ متوجہ ہوا تو اوسے یہ بھی محسوس ہوا کہ اون پر قیود کے لگانے سے کسی حالت کی ترقی ناممکن تھی۔ بلکہ خود اونھیں لوگون کی امداد سے اون کی درستی حالت کرانا ضروری تھا۔ چنانچہ رابرٹ اووین نے ایک مدرسہ چال وچلن کی درستی کے لیے سب سے پہلے قائم کیا۔ جس مین مزدورون کے لڑکون کی ابتدائی تربیت اور تعلیم ہونے لگی۔ اوس نے اپنے تجربہ اور قابلیت سے مقامی حالت کا اندازہ کرکے اپنے لوگون کو یہ سمجھایا کہ ایک ہی تنور کچھ زیادہ خرچ اور تکلیف سے سو خاندانون کے لیے روٹی تیار کر سکتا ہے جس کے باعث سو چولھے اور سو گھرون کے علیحدہ علیحدہ باورچی آزاد ہو سکتے ہین یا ایک ملجائی کپڑے دھونے کے کارخانہ سے سیکڑون علیحدہ گھرون کے ناصاف اور غیر مطبوع کام کو عمدگی سے تھوڑے عرصہ مین کرالیا جا سکتا تھا۔ اور معاونت باہمی کے ذریعہ سے ہر بنیادی کام مساوی حقوق اور تقسیم دولت کے ساتھ

خوش اسلوبی سے ہو سکتا تھا۔ اوسی نے فیکٹری کارخانوں ( Factory )
اور صرف آٹھ گھنٹوں کی مزدوری کے قوانین جاری کرنے کی ابتدا میں صلاح دی
تھی۔ نیز کارخانجاتی طریق میں دارالذخایر کے قائم کرنے کی بھی ضرورت کو ظاہر
کیا تھا۔ جس طریقہ کاروبار نے کہ برطانیہ عظمیٰ کی کل اقتصادی زندگی کا کایاپلیٹ کر دیا
ہے۔ رابرٹ اوون اپنے ہر خیال میں معاونت باہمی کا خواب دیکھا کرتا تھا
بلکہ اجتماعوں یا اتحادوں کے خیال کا وہ ابتدا ہی سے مؤید تھا۔ چنانچہ ۱۸۲۷ء میں
مقام ملتھم ( Meltham ) کی ملوں یا کارخانوں میں جو ہیڈرس فیلڈ
( Heddersfield ) کے قریب میں واقع ہیں ایک ایسی انجمن قائم کی گئی تھی جو
اشیاء کے خرید یا آپس میں منافع کی تقسیم کر لیتی تھی۔ اوسکے بعد ۱۸۳۰ء سے معاونت
باہمی کی ایک کانگریس بھی لندن میں کی گئی۔ اور اوس میں یہ تجویز منظور ہوئی کہ جو انجمنیں
تقسیم منافع کے واسطے روپیہ پس انداز کریں اون کو شریک کانفرنس نہ کیا جائے۔
راکڈیل کے نوربافوں نے ابتدا میں دو پنس یا تین پنس فی ہفتہ فی کس جمع
کرکے کاروبار شروع کیا تھا جو ختم سال تک اٹھائیس پونڈ ہو گئے تھے جس سے
محض مکھن۔ شکر۔ دلیا۔ آٹا۔ یا چربی کی بتی کی تجارت شروع کی گئی اور یہ دوکان
دی ایکوی ٹیبل پائونیرس آف راکڈیل ( The Equitable Pioneers of Rocndale )
————— کے نام سے مشہور ہوئی اس کے ذخیرے کی
دوکان ایک گلی میں تھی اور اس کے کاروبار پر ہمسایوں نے ہر طریقہ پر مضحکہ اڑایا
مگر پھر بھی باری باری سے ہر شام کو چند گھنٹہ کے لیے ان میں سے ہر شریک استقلال
کے ساتھ دوکان کا انتظام کرتا رہا۔ اور نقد قیمت پر صحیح وزن کے ساتھ عمدہ قسم کے

مال کی فروخت ہوتی رہی۔ ہر ممبر کی ایک ہی رائے جلسۂ عام میں رکھی گئی۔ اور منافع کی تقسیم بھی تین حصوں پر مقرر ہوئی۔ ایک حصہ ممبران کی خرید کی نسبت سے ان کے لیے مخصوص تھا۔ دوسرا سرمایۂ محفوظ کے طور پر۔ اور تیسرا تعلیم کے لیے۔ یہاں تک کہ سنہ ۱۸۵۹ء تک ان کے ایک سو تیس ذخائر شمالی انگلستان اور اسکاٹ لینڈ میں ہوگئے۔ بلکہ سنہ ۱۸۵۲ء ہی تک جبکہ پہلا صنعتی اور پراویڈنٹ سوسائٹیز —— (Provident Societies) کا قانون جاری کیا گیا تو ان معاونت باہمی کے ذخائر کی قانونی ہستی بھی بحیثیت ایک جماعت قانون کے مان لی گئی تھی۔ پھر سنہ ۱۸۶۲ء کے پراویڈنٹ سوسائٹیز کے قانون سے مستصرفین کے ذخائر کی بھی اجازت ہوئی اور قانون کے مطابق رجسٹری محدود ذمہ داری کے ساتھ ہونے لگی۔ سنہ ۱۹۱۷ء تک ایک ہزار تین سو چھیاسٹھ (۱۳۶۶) خردہ فروشی کے اصول پر انقسامی انجمنیں دولت متحدہ میں قائم ہوگئی تھیں جن کا سرمایہ چار کروڑ پچاسی لاکھ چوہتر ہزار پچاس پونڈ تھا اور جن میں سینتیس لاکھ اٹھاسی ہزار چار سو نوے ۳۷۸۸۴۹۰ ممبر تھے۔ حقیقتاً سنہ ۱۸۵۰ء سے لیکر سنہ ۱۸۶۵ء تک کل ممالک یورپ میں راکڈیل پانیرس کی تقلید میں ہزارہا ذخائر کھل گئے۔ اور مورخین کی رائے میں مستصرفین کے طریقہ معاونت باہمی کی ابتدا انھیں راکڈیل سے ہے لیکن باقاعدہ طور سے انکی ابتدا انگلستان میں بجائے سنہ ۱۸۳۰ء کے سنہ ۱۸۴۴ء سے کی جاتی ہے جبکہ (۲۸) نوربافان راکڈیل میں سے ایک شخص ہوورتھ (Howarth) نے مال کے نرخ بازار پر فروخت کرنے اور خریداروں میں اون کی خریداری کی تعداد کی نسبت سے منافع تقسیم کرنے کی ترکیب کو دریافت کیا۔ اسی ترکیب کو اوسکے دیگر ساتھیوں نے

اپنی معاونت باہمی کے لیے آپس میں بھی جاری کیا - کہا جاتا ہے کہ اسی ترکیب کے نہ معلوم ہونے کے سبب معاونت باہمی کے ذخایر اوس وقت تک کامیابی سے نہ چل سکے تھے کیونکہ جو انجمنیں کہ اوس سے قبل قائم بھی ہوئی تھیں اُن میں منافع یا بچت کے سرمایہ کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا تھا -

دولت متحدہ انگلستان و آئرلینڈ میں جماعتوں کی رجسٹری انجمنہائے معاونت باہمی کے طور پر کرانا لازمی نہ تھی - تاہم ذیل کے طریقوں سے قانونی لباس پہنایا جا سکتا تھا - (۱) شاہی حکم یا چارٹر (Charter) سے (۲) حسب قوانین کمپنی ہائے سرمایہ شرکت (۳) صنعتی اور پراویڈنٹ سوسائٹیز کے قانون (Industrial Provident Societies) ۱۸۹۳ء یا فرینڈلی سوسائٹیز کے تحت میں رجسٹری کرانے سے - لیکن معاونت باہمی کی کثیر انجمنوں کی رجسٹری تحت قانون ۱۸۹۳ء ہی کی گئی - اور اس قانون کے نفاذ کی ضرورت انقسامی طریقہ کاروبار کے دن دونے اور رات چوگنے ہونے کے باعث پیش آئی تھی - چنانچہ اس وقت تک بوجہ تقلید راکڈیل پاینیرس ان کا کام حسب ذیل چار اصولوں پر نہ صرف کامیابی سے چل ہی رہا ہے - بلکہ کل یورپ اور امریکہ میں اون کی پوری پوری تقلید کیجا رہی ہے اور بڑی بڑی کتابیں بھی ڈنمارک - اٹلی - جرمنی - فنلینڈ - و امریکہ میں انہیں اصولوں پر لکھی گئی ہیں -

(اول) تعداد ممبران اور سرمایہ کا غیر محدود ہونا -

(دوم) بلا خیال تعداد حصہ داری ہر ممبر کا ایک ووٹ ہونا -

(سوم) رقم حصہ پر سود مقرر ہونا اور ہر ممبر کا ایک مقررہ تعداد حصص کا کم سے کم مالک ہونا -

(چہارم) علاوہ رقم سود کے دوسری طرح کے منافعوں کی تقسیم کو تجارت یا آمدنی
کے مطابق کرنا نہ کہ حصہ داری کی مناسبت سے جس سے کاروبار میں سب کو
اختیارات برابر رہتے ہیں۔ اور منافع بھی برابر کا تقسیم ہوتا ہے پھر نہ تو خراب مال
کے فروخت کی گنجایش ہوتی ہے نہ بے ایمانی یا کثرت منافع کی خواہش اور لوٹ مار
ہی کا گذر نظر آتا ہے اسمیں حصص کی واپسی اور مناسب رقم سود کا ملنا ہی کافی ترغیب
حصہ داروں کے لیے تھی بلکہ تجارت پر جو منافع دیا جاتا تجویز ہوتا وہ اکثر جمع ہی رکھا
جاتا اور ممبران یا اون کے ورثاء کے آیندہ وقت پر کام آتا۔

تجارت کی انجمنوں کا اتحاد یعنی کوآپریٹیو ہول سیل سوسائٹی انگلستان
(Co-operative whole-sale society of England) ۱۸۶۳ء
میں ایبراہم گرین وڈ (Abraham Greenwood) نے قائم کیا
اور مختلف مقامات پر اب اس سوسائٹی کی متعدد قسم کی جائدادیں ہوگئی ہیں مثلاً
کینیڈا میں گیہوں کی کاشت اور سیلون میں چاے کی کاشت انھیں کی تھی اور
۱۹۱۵ء تک ستائیس ہزار پانچ سو (۲۷۵۰۰) مزدوران کے یہاں ملازم تھے اور
اڑتالیس (۴۸) افزایشی کاروبار کے کارخانے اور تین جہاز علاوہ متعدد خرید کی ایجنسیوں
کے ان کے پاس موجود تھے۔ ذخایر کے کاروبار کو اصول امداد باہمی پر چلانے کے
لیے بڑی بڑی فیاضیاں بھی لوگوں نے دکھلائیں۔ بالخصوص علاوہ ممبران کے
دوسروں کے ساتھ کاروبار کے جایز رکھنے یا قرض کے کاروبار کے متعلق۔ آخر میں
پھر یہی طے پایا کہ ذخایر کے کاروبار میں ممبران کے علاوہ دوسروں کے ساتھ کاروبار
کرنا ناگزیر ہوتا ہے۔ گو اون کا خود سرمایہ کاروبار میں نہ ہونے کے باعث اون کو

نفع اوٹھانے کا حق نہیں تاہم بغیر دوسروں سے کاروبار کیے ہوئے پوری کامیابی مشکل سمجھی گئی - یہی حالت قرض پر لین دین کرنے کی بھی مانی گئی کیونکہ مسابقت و مقابلہ میں قرض کے کاروبار کی بھی مجبوری ہوتی ہے - لیکن تمام نقائص کا دفعیہ اسی ترکیب سے ممکن سمجھا گیا ہے کہ کاروبار کرنے والوں کو ترغیب و تحریص سے ممبر بنانے کی کوشش کی جائے اور تعداد حصص بھی غیر محدود رکھی جائے جس سے حصص کی قیمت ان کی نامزد شدہ قیمت سے زیادہ نہ ہونے پائے - اسی لیے راکڈیل پائنیرس نے بھی ڈیویڈنڈ (Dividend) کا ایسا طریقہ جاری کیا تھا جس میں منافع تجارت کی نسبت یا مقدار ہی پر تقسیم ہوتا تھا - مثال کے طور پر یوں سمجھنا چاہیے کہ اگر پانچ ہزار (۵۰۰۰) پونڈ سے کاروبار کیا جائے جس پر کہ پانچ سو پونڈ (۵۰۰) منافع حاصل ہوا ہو اور کمیٹی انتظامی ایک شلنگ چھ پینس فی پونڈ کا منافع تقسیم کرنا طے کرے تو پانچ ہزار (۵۰۰۰) پونڈ کی تجارت پر ایسا منافع تین سو پچھتر (۳۷۵) پونڈ ہوگا - اب اگر زید نے بیس پونڈ کا مال خرید کیا ہے تو بیس شلنگ کے منافع کا اوس کو حق ہوگا - یعنی اوس کی خریداری کی کل قیمت صرف اٹھارہ ۱۸ پونڈ دس ۱۰ شلنگ رہ جائیگی - چنانچہ آج کل بھی یہی واپسی قیمت بہ شکل ریبیٹ Rebate یا بونس (Bonus) کے دینے کی ترکیب ذخایر کے کاروبار میں دنیا کی بڑی ترقی کا باعث ہو رہی ہے - انقسامی انجمنوں میں ذمہ داری محدود کے حصص کی تعداد کے غیر معین ہونے کا عام قاعدہ ہے اور ذمہ داری غیر محدود سے عام طور پر لوگ گھبراتے ہیں کیونکہ تقسیم منافع کی اس میں گنجایش کم ہے بلکہ کل منافع اکثر سرمایۂ محفوظ ہی میں رکھا جاتا ہے جبکہ تقسیم کی بھی ازروئے قواعد اجازت نہیں

ہوتی لیکن تعداد حصص کے غیر محدود رکھنے کا بڑا سبب یہ تھا کہ حصص کی قیمت اوس قدر نہ بڑھ سکے کہ جس سے قماربازی کی نوبت پہونچ جائے - ایسی انجمنوں کو ہر قسم کے کاروبار کا اختیار تھا بس صرف قواعد میں ذمہ داری محدود کی قید لازمی تھی - مگر انگلستان میں ذمہ داری محدود لازمی رکھی جاتی جبکہ انجمنوں کے قواعد میں حصص کی واپسی کی اجازت ہوتی - فرنڈلی سوسائٹیز ایکٹ (Friendly Societies Act) کے بموجب صرف غیر محدود ذمہ داری کی اجازت تھی - لیکن اماننوں کی اجازت نہ تھی جس کے واسطے بارڈننگ پاورس ایکٹ (Borrowing Powers Act) پاس ہوا تھا - سی - ڈبلو - ایس یعنی کوآپریٹیو ہول سیل سوسائٹی (Co-operative Wholesale Society) کا اصلی مرکز بمقام منچسٹر ہے اور اوس کے ایک چیک کی دنیا کی بازاروں میں وہی وقعت ہے جو بنک انگلستان کے کرنسی نوٹوں کی - اس کی دوکان کی شاخیں اور ذخایر نیز اون کی شاندار عمارتیں شہر یارک (York) میں قابل دید ہیں - انقسامی طریقۂ کاروبار کے اصولوں اور طریقے کی بھی تعلیم منچسٹر کوآپریٹیو یونین (Manchester Co-operative Union) میں خاص طور پر ہوتی ہے اور حقیقتاً اہل انگلستان نے اپنے شاندار انقسامی کام کی ترقی کو دیکھکر دیگر صنعتی - زراعتی - اور افراشی طریقوں کو اپنے دماغوں سے بالکل محو کر دیا ہے - انگلستان کے سیاسی طبقات میں ایسی ترقی کو گروہ مستغرقین کی تحریکات کا نتیجہ خیال کیا جاتا ہے جو مشترکہ زراعتی و صنعتی تحریکات کو اس کے محکوم بنانے کی فکر میں ہر وقت لگے رہتے ہیں - شولز کا وہ قول کہ " انقسامی طریقہ

کاروبار جو معاونت باہمی کے اصولوں پر کیا جاے۔ اس سے ہر قسم کا کام چل سکتا ہے۔ یہاں صحیح کر دکھایا گیا ہے کیونکہ اشیاء کے مہیا کرنے اور اون کی تقسیم کے زمرہ میں ہر نوع کے کاروبار کی گنجایش ہے اور سی۔ ڈبلو۔ ایس۔ نہ صرف عمدہ اور ارزاں قسم کی اشیاء کی فراہمی کرتا ہے۔ بلکہ تقسیم۔ روانگی اور فروخت اشیاء کا بھی کام اسی کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ مقام لنکلن (Lincoln) کی صنعتی معاونت باہمی کی انجمن بھی حقیقتاً ایسے کاروبار کا ایک نمونہ ہے جس سے درمیانی نفع حاصل کرنے والوں کے ساتھ مستصرفین۔ مزدور۔ اجیر۔ بلکہ کل محنت کر کے اشیاء پیدا کرنے والوں کو برابر کا نفع حاصل کرایا جاتا ہے اور درحقیقت منچسٹر کی معاونت باہمی کی تھوک فروشی کی انجمن ایک انسانی معجزہ نظر آتی ہے جس نے حرفتی طبقہ کے لوگوں کو نہ صرف دولتمند ہی بنا دیا ہے بلکہ علم۔ فضل۔ اخلاق۔ اور معاشرت میں بھی ان کا درجہ دنیا میں بہت بلند ہو گیا ہے۔ ۱۹۱۹ء کے اعداد سے اس کے شرکاء کی تعداد چالیس لاکھ معلوم ہوتی ہے۔ ان کا سرمایۂ حصص تقریباً سات کروڑ پونڈ سے کچھ کم تھا اور ان کی سالانہ فروخت کی آمدنی میں لاکھ پونڈ سے کچھ ہی کم تھی۔ بمقام سنڈرلینڈ (Sunderland) عورتوں کا بھی ایک اتحاد معاونت باہمی کے اصول پر بنام وومینس گلڈ (Womans guild) قائم ہے۔

زرعی معاونت باہمی کے کاروبار کرنے کا خیال گو برطانیہ عظمیٰ میں دوسری اقوام سے بہت قبل کیا گیا تھا مگر حقیقتاً اس وقت تک روز اول ہی ہے۔ کوئی نمایاں ترقی قابل ذکر نہیں ہوئی۔ کیونکہ کاشتکاروں کو ان کے زمینداروں سے صرف زمین ہی قانوناً نہیں دلوائی جاتی تھی بلکہ ایک مقررہ سرمایہ بھی نیز

کاشتکار کو ہل جل کر کاشتکاری کرنے سے ہمیشہ عار رہا ہے۔ زرعی قرض کی انجمنوں کی رجسٹری تحت قانون ۱۸۹۶ء کیجاتی ہے۔ اور رسوم اسٹامپ وغیرہ سے مستثنٰے ہیں اور اس وقت تک اپنی ضرورت سے زاید سرمایہ کو صرف ٹرسٹیوں ہی کے ذریعہ سے کاروبار میں لگایا جاتا ہے۔ جب ۱۸۹۸ء میں غیر ممبران سے قرض یا امانت حاصل کرنے کا اختیار دینے کے لیے سوسائٹیز باروئنگ پاورس ایکٹ (Societies Borrowing Powers Act) پاس کیا گیا تب بھی ان کو کسی قسم کی تجارت کا اختیار نہیں دیا گیا۔ اور رجسٹرار کے پاس سالانہ نقشہ جات کے پہونچنے کی ہدایت ہوئی تھی۔ سنہ ۱۹۰۰ء سے حقیقی زرعی امداد باہمی کے کام کا خیال شروع ہوا اور برٹش ایگریکلچرل سوسایٹی (Br. Agricultural Society) قائم ہوئی۔ تب سنہ ۱۹۰۱ء میں نیشنل ایگریکلچرل یونین (National Agricultural Union) کے ساتھ اسے ضم کر کے اس کا نام ایگریکلچرل آرگنائزیشن سوسائٹی (Agricultural Organisation Society) یعنی اے۔ او۔ ایس A. O. S. رکھا گیا اور اب اسی کی معرفت بڑے بڑے کاشتکاروں کو معاونت باہمی کے طریقہ کی تعلیم دیجاتی ہے۔ سنہ ۱۹۰۶ء میں سنٹرل کوآپریٹیو ایگریکلچر بنک لیمٹڈ (Central Co-operative Agricultural Bank Ltd.) مرتب ہوا جس کا مقصد مقامی قرض کی انجمنوں کے لیے سرمایہ مہیا کرنا تھا۔ پھر سنہ ۱۹۰۸ء سے اسمال ہولڈنگز والاٹمنٹ ایکٹ اس لیے نافذ کیا گیا کہ اراضیات کو حاصل کر کے ممبران انجمنوں کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے زمین کو پٹوں پر اٹھا دیا جا سکے اور

حکومت کا زرعی بورڈ بھی اب اس کام کی ترقی میں حصہ لینے لگا - اپریل ۱۹۰۹ء سے - اے - او - ایس - کے ذریعہ سے بارہ سو پونڈ سے سولہ سو پونڈ تک زرعی انجمنوں کی ترقی کے واسطے امداد دی گئی تھی - چنانچہ انگلستان - اور ویلز میں چار سو تیئیس (۴۲۳) رجسٹری شدہ انجمنیں قائم ہو چکی تھیں جن میں تینتالیس ہزار پانچ سو (۴۳۵۰۰) ممبر تھے - فروری ۱۹۱۳ء میں لارڈ شیفٹس بری ——— (Lord Shaftsbury) چیرمین - اے - او - ایس - انگلستان و ویلز نے اپنی ایک تحریر میں جو اخبار ٹائمز (Times) کو بھیجی تھی ظاہر کیا تھا کو آپریٹیو قرض کی تحریک کی کاشتکاران انگلستان اور ویلز میں عام نامقبولیت کی وجہ یہ ہے کہ ہر ممبر کاشتکار منفرداً انجمن کے کل قرضہ کی بابت ذمہ دار ہونا اور ذمہ داری غیر محدود کی بنا پر کام کرنا اچھا نہیں سمجھتا - انگلستان کا کاشتکار عموماً قرض سے بہت بھاگتا ہے اور غیر محدود ذمہ داری کے اوڑھنے میں اپنے اسکاٹ لینڈ کے بھائی کاشتکار کی طرح بہت محتاط ہے - زراعتی انجمنیں غیر رجسٹری شدہ بھی بکثرت ہیں بلکہ مکھن اور کریم وغیرہ کے کارخانے انگلستان میں بہت کم ہیں - گو کہ اب بیمہ مویشیاں کا کچھ کچھ کاروبار ہے مگر اسکاٹ لینڈ میں ڈیری کا کاروبار اچھی طرح جاری ہے اور اسکاٹش اگریکلچرل سوسایٹی (Scottish Agricultural Society) ——— اسکاٹش وومنس گلڈ (Scottish Womens Guilds) بھی قائم ہیں - آخر الذکر میں ۱۹۱۹ء تک انیس ہزار سات سو نناوے (۱۹۷۹۹) ممبران تھے اور اوس کی دو سو ایک (۲۰۱) شاخیں تھیں - بچوں کے واسطے بھی پینی بنک (Penny Bank) قائم ہیں جن میں وہ رقم جو کہ والدین سے

اون کو ملتی ہے وہ لیجا کر جمع کراتے ہیں۔

انگلش سی۔ڈبلو۔ایس۔اور اسکاٹش سی۔ڈبلو۔ایس نے دوران جنگ عظیم یورپ سنہ ۱۹۱۴ء مین جو کارہائے نمایاں ملک کی امداد مین کیے ہیں اونکے باعث ایک بہت بڑا انقلاب ملک مین دکھلائی پڑتا ہے۔اور سنہ ۱۹۱۶ء کی لنکیسٹر (Lancaster) اور سنہ ۱۹۱۷ء سوان سیا (Swansea) واقع ویلز (Wales) کی کانگریسوں کی رپورٹ سے معاونت باہمی کے طبقہ کی اوس بے چینی کا پتہ چلتا ہے جو عام سیاسی معاملات میں دلچسپی لینے کی بابت اونھیں پیدا ہوگئی ہے۔اونکا خیال ہے کہ اون کے ساتھ حکومت کی جانب سے بڑی بے انصافی کی گئی ہے اور دار العوام انگلستان میں اون کے قائم مقاموں کے موجود ہونے کی ضرورت بھی اونھوں نے ظاہر کردی ہے۔بلکہ سنہ ۱۹۱۹ء میں ایک کوآپریٹیو پارٹی بھی لیورپول کی کانگریس (Liverpool Congress) سے پاس ہوکر بنائی گئی۔سنہ ۱۹۲۰ء تک افزایش اشیاء کی بھی چھیاسی (۸۶) انجمنیں انگلستان میں قائم ہوچکی تھیں۔دولت متحدہ انگلستان و آئرلینڈ کا ایک معاونت باہمی کا یونین بھی تھا جس کے ذریعہ سے سالانہ کوآپریٹیو کانگریس اور کانفرنس وغیرہ مرتب ہوا کرتی تھیں۔

سنہ ۱۹۰۶ء سے جو امداد کہ اے۔او۔ایس کی حکومت کی جانب سے ہوئی ہے اوس سے معاونت باہمی کے طریقوں کی تیزی سے ترقی ہوچلی تھی چنانچہ سنہ ۱۹۲۰ء تک (۱۰۵۵) کوآپریٹیو سوسائٹیز ہوگئی تھیں جن میں (۱۷۸۱۴۴۵۹) پونڈ کا سرمایہ لگا ہوا تھا۔

یہاں بھی حکومت کی امداد مختلف وزارتوں کے ذریعہ سے دی گئی ہے۔ سنہ ۱۳ و ۱۹۱۴ء میں (۹۵۰) پونڈ کی امداد حکومت نے دی تھی۔ پھر سنہ ۱۷ و ۱۹۱۸ء میں (۱۸۰۰) پونڈ کی جس میں سے سات سو پونڈ صرف ڈیری کے کاروبار کی ہمت افزائی کے واسطے دیے گئے تھے۔ سنہ ۱۸-۱۹۱۹ء میں (۲۹۰۰) پونڈ دیا گیا اور سنہ ۱۹۲۰ء میں (۴۵۰۰) پونڈ۔ لیکن سنہ ۲۱-۱۹۲۲ء میں (۱۵۵۰) پونڈ کر دیے گئے۔ اور حکومت کی مالی امداد کے لیے ایسے دلائل پیش کیے گئے تھے کہ عمال حکومت کا کارآمد ہو جانا تنخواہ داروں کی ضرورت نہ رہنا۔ قانون کی درستگی میں آسانیاں۔ حکام کی مہربانیوں سے بڑے بڑے کاموں کا نکلنا۔ اور بالخصوص ابتدا میں تو ایسی امداد سم قاتل نہیں ہوتی۔ نیز کاروباری اصولوں پر مالی امداد دینے میں کسی وقت بھی ہرج نہیں ہے۔ بس صرف یہ خیال رہے کہ شرائط حسب ضرورت ہوں اور سخت نہ ہوں۔ علاوہ مالی امداد کے حکومت کی سب سے بڑی امداد اس میں بھی ہونا چاہیے کہ قوانین اور قواعد عام فہم اور عمل میں آسان ہوں۔ نیز ہر سد باب ترقی کو رفع کرنے والے ہوں۔ ابھی تک انگلستان میں رجسٹرار کے سپرد معاونت باہمی کی ترقی یا آڈٹ نہیں ہے۔

## آیرلینڈ

---

اٹھارویں صدی میں چھوٹے چھوٹے کاشتکار ایک قسم کی معاونت باہمی کی انجمن جس کو وہاں ناٹ (Knott) کہتے تھے بناتے تھے جن کا مقصد چھوٹے چھوٹے کاشتکاروں کے جیسے ہل یا دیگر آلات کشاورزی مشترک طور پر مہیا

کرتا تھا اور چونکہ فرقہ بندی (Clan system) جس وقت تک آئرلینڈ
میں رائج تھی اسی وجہ سے ایسی انجمنیں بہی کبھی اٹھ کھڑی ہوتی تھیں جسطرح
کہ جرمنی میں ۱۸۴۹ء کی خرابی حالت زراعت نے لوگوں کو معاونت باہمی کی
طرف متوجہ کر دیا تھا - اوسی طرح یہاں بھی اٹھارویں صدی کی زراعتی افتادگی
کو دیکھکر - نیز جوشیلی ملکی تحریکات کے سبب ملک میں عام طور پر معاونت باہمی کی
تحریک کی طرف توجہ ہو گئی تھی - نیز ڈنمارک کے مقابلہ کے لیے ابتداءً ڈیریاں
ترتیب ہونے لگی تھیں - اور درحقیقت اس ملک کی تاریخ معاونت باہمی اس
بنا پر دلچسپ اور قدرتاً قابل غور ہے کہ اسکاٹ لینڈ - امریکہ - ہندوستان فلینڈ
اور سربیا میں آئرلینڈ ہی کے نمونہ کاروبار کو سامنے رکھکر حتی الامکان پیروی
کی گئی ہے -

۱۸۸۹ء میں سر ہارس پلنکٹ (Sir Horace Plunkett) نے
انگلستان کے مستصرفین ہی کی معاونت باہمی کی کامیابی کو دیکھکر آئرلینڈ میں
معاونت باہمی کے طریقے کے رواج کے لیے کمر ہمت باندھی تھی - اور بہ امداد
کوآپریٹیو یونین گریٹ برٹن اور آئرلینڈ ایک معاونت باہمی کی ڈیری سوسایٹی
ڈرم کل لوگھر (Drum Collogher) کے مقام پر قائم کی اور تقریروں
سے برابر معاونت باہمی کی تبلیغ کرتے رہے - ۱۸۹۱ء سے مسٹر اینڈرسن
(Mr. Anderson) بھی ان کے شریک ہو گئے - ۱۸۹۴ء میں پلنکٹ صاحب
کی صدارت میں آئرش اگریکلچرل آرگنا یزیشن سوسائٹی

یعنی - آئی - اے - او - ایس {Irish Agricultural Organisation Society}

قائم ہوئی۔ اس کا کام تعلیم و تربیت و امداد ممبران انجمہائے معاونت باہمی تھا اور کسی قسم کی تجارت اس کے ذریعہ سے نہیں کیجاتی تھی۔ اسی زمانہ مین مسٹر ہنری ڈبلو وولف (Mr. Henry W. Wolf) کو بھی بمقام ڈبلن اس غرض سے دعوت دی گئی کہ وہ مختلف پہلوؤں سے زراعتی طریقہائے معاونت باہمی کے متعلق جو براعظم یورپ مین اس وقت مروج تھے اون پر تقریر کریں۔ چنانچہ ڈونیرل (Donaraail) میں ایک نقد کا بنک یفاسین کے طرز پر غیر محدود ذمہ داری کے ساتھ بغیر حصص کے ۱۸۹۵ء میں قائم کیا گیا جس سے کاشتکاروں کو قرض دیا جانے لگا۔ اس وقت میں آئرلینڈ کے سیاسیات کے حامیوں کی توجہ ارتقائے تمدن کی طرف بھی بہت مائل تھی اور خوداختیاری حکومت و زراعتی اصلاح کے لیے اہل ملک کوشان تھے۔ چنانچہ سرہارس پلنکٹ۔ لارڈ مانٹ ایگل (Lord Monteagle) اور فادر فنلے (Father Finlay) کے ہم خیالون کی بابت سیاسی گروہ کا یہ گمان ہوگیا تھا کہ اون کی آزادی کی کوششوں میں یہ معاونین ہارج تھے۔ اور کاشتکارون کو حکومت سے امداد دلوا کر نیز اون کی خود کی انجمنیں بنوا کر ایک طرح پر سیاسی تحریکات سے علیحدہ رکھنے کی گویا کوشش کیجارہی تھی۔ حالانکہ تاجران ملک سیاسی گروہ کے ساتھ تھے اور محکمۂ زراعت حکومت کو بھی سیاسی گروہ نے اپنے موافق کرلیا تھا حتی کہ جن مقامات پر کہ معاونت باہمی کے بالائی کے بنانے کے کارخانے قائم ہوتے سوہاں کوئی نہ کوئی شخص اپنا ذاتی کارخانہ بھی اوسی کام کے لیے کھول دیتا اور دودھ وغیرہ فروخت کرنے والے لوگون کو عمدہ

قیمت دینے کے لالچ دیکر مقابلہ کے لیے سیاسی گروہ ملک میں سے کوئی نہ کوئی ضرور
تیار ہو جاتا - محکمہ زراعت اور معاونت باہمی دونوں کے انسپکٹر اور کارکن بھی
میل جول سے کام نہ کرتے اور چھوٹے چھوٹے تاجر جو سخت شرح سود پر ملک میں
سودی روپیہ قرض پر پھیلاتے تھے جنکو کہ آئرلینڈ میں گام بین میں ——
(Gambeanman) کہتے ہیں اون کی مخالفت بھی حد درجہ بڑھی ہوئی تھی -
لیکن پھر بھی (آئی - اے - او - ایس -) کے ذریعہ سے ہر طرح کی مخالفت کا مقابلہ
کیا گیا - اور ۱۸۹۸ء تک (۳۸) انجمنیں جن میں (۱۸۶۶) ممبران تھے قائم ہی
ہو گئیں - بلکہ ڈسٹرکٹ بورڈ نے بھی ۱۸۹۷ء میں ایک سو پونڈ سے امداد کی - اور
عام شرح سود پانچ فی صدی سے لیکر سوا چھ فی صدی (۶¼) تک رکھی گئی -
پادری صاحبان اور معلم مدارس اعزازی طور پر بحیثیت سکریٹری اکثر انجمنوں کا کام
انجام دینے لگے - حسابات کی تنقیح وغیرہ - آئی - اے - او - ایس کے اسٹاف
کے سپرد ہو گئی - نیز ریفائسن کے طریقے کی انجمنوں کی رجسٹری فرینڈلی سوسائیز
ایکٹ (Friendly Societies Act) کے بموجب ہونے لگی - اور اوسی کے
مطابق جو رجسٹرار مقرر ہوتا - اوس کے پاس حسابات وغیرہ کے نقشہ جات سالانہ بھی
بھیجے جانے لگے سنہ ۱۸۹۵ء میں بمقام بیلن ڈگین (Ballinduggan)
ایک محدود ذمہ داری کے اصول پر بھی انجمن رجسٹری کی گئی تھی - لیکن سر ہارس
پلنکٹ کا قول تھا کہ ریفائسن کی رائے پر - نیز اون کے ذاتی تجربہ سے غربا میں
اون کی ایمانداری اور محنت کے سبب ضمانت کا کافی سامان موجود ہوتا ہے
اس لیے ذمہ داری غیر محدود ہی اون کے واسطے زیادہ مناسب تھی - گو ایسی

ضمانت ایک کاروباری مہاجن کی نگاہ مین کوئی وقعت نہ رکھتی ہو تاہم غربا کے طریقۂ معاشرت کو دیکھتے ہوے اگر ادن کی انجمن کے قواعد مین ایسے ممبر انجمن کے اخراج کا بندوبست کر دیا گیا ہو جو افزایش کاروبار کے واسطے قرض لیے ہوے روپیہ کو بیجا استعمال کرے تب کوئی وجہ نہین کہ اون کی ایسی ذمہ داری کا اعتبار نہ کیا جاوے۔

ملک آئرلینڈ مین ایک شخص ڈین سویفٹ (Dean Swift) نے ڈبلن کے غریب کاشتکارون کی مالی امداد اٹھارھوین صدی کی ابتداہی مین مشترکہ اصول پر کی تھی۔ نیز مشنری لوگون نے ۳۷-۱۸۳۸ء تک مشترکہ ذمہ داری پر بلاسودی قرضون سے چھوٹے چھوٹے تاجرون کی امداد کرائی تھی۔ بلکہ اسی اٹھارھوین صدی کے درمیانی حصہ مین۔ میوزیکل سوسایٹی (Musical Society) نے اپنی آمدنی سے لون سوسائٹیز (Loan Societies) کو مالی مدد دی تھی۔ اور ملکی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ ۱۷۵۶ء مین خیراتی لون فنڈس (Charitable Loan Funds) کے لیے ایک قانون بھی پاس کیا گیا تھا چنانچہ ۱۸۲۳ء کے قانون سے لون فنڈ سوسایٹیز کی ترقی کے لیے کاروبار کا جاری کرنا جایز قرار دیا گیا۔ پھر ۱۸۳۶ء مین ایک لون فنڈ بورڈ (Loan Fund Board) قائم ہوا۔ مگر ۱۸۵۵ء سے ۱۸۹۶ء تک ان لون فنڈ سوسائٹیز کے مظالم۔ بے ایمانیان اور بیجا ٹکس لگانے کے الزامات کی شہرت ہو گئی جس سے اوسی سال کے آخر مین ایک تحقیقاتی کمیٹی بٹھائی گئی۔ اور قانون ۱۹۰۰ء کے رُو سے لون فنڈ کے بقایا کی وصولی کی بھی جبراً اجازت ہوئی بلکہ ۱۹۰۶ء

مین اوس کی ترمیم کر کے لون فنڈ سوسائٹیز کے بقایا کی وصولیابی بآسانی کرنیکی اجازت دی گئی۔ بالآخر ۱۹۱۴ء مین انھین کو معاونت باہمی کی انجمنون مین تبدیل کرنے کی سفارش ہوئی۔

سر ہارس پلنکٹ نے ڈیری اور کریمریز (Creameries) کی انجمنون کی ترتیب کی ضرورت ابتدا ہی سے محسوس کر لی تھی اور تقریباً پہلی کریمری کے بنانے کے لیے اونھین پچاس جلسے کاشتکارون کے وقتاً فوقتاً کرنا پڑے تھے۔ ۱۸۹۱ء تک پندرہ کریمریز مرتب ہوئین۔ لیکن ۱۹۰۸ء تک بہت تیزی سے دو سو بانوے ۲۹۲ تک تعداد پہونچ گئی جس مین (۴۴۰۴۲) کاشتکار شریک تھے اور ادا شدہ حصص کا سرمایہ ایک لاکھ تیس ہزار پونڈ ہو گیا تھا۔ ۱۹۰۸ء کے آئی۔ اے۔ او۔ ایس۔ کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ جس قدر اراضی ملک آئرلینڈ مین ڈیری وغیرہ کے کاروبار کے لیے دیجا سکتی تھی وہ سب انھین کریمریز کے نذر ہو چکی تھی۔ ابتدا مین کریمریز کے کاروبار مین نقصانات بہت ہوئے۔ اول تو ہوشیار انتظام کرنے والون کی کمیابی تھی۔ حساب رکھنے اور چارہ وغیرہ کی دقتین تھین مختلف کارخانون مین مقابلے ہوتے اور حالات بازار سے ناتجربہ کار منیجرون کی ناواقفیت کے سبب بہت کم قیمت پر مال فروخت ہوتا تھا۔ لیکن حکومت کی طرف سے منیجرون کو باقاعدہ تعلیم دلوا کر آسانی پیدا کرائی گئی اور مکھن وغیرہ کا تخمینہ قیمت بھی قائم کر دیا گیا۔ حالانکہ ۱۸۹۲ء ہی مین ایک تجارتی اتحاد بھی مذکورہ اغراض کے لیے قائم کیا گیا تھا جس کا نام آئرش کوآپریٹو ایجنسی سوسائٹی (Irish Co-operative Agency Society) تھا۔ مگر اس کے کاروبار مین یہ وقت برابر

نظر آتی تھی کہ جب ممبران کو بازار مین قیمت اشیاء کی کم ملتی اسی وقت ایجنسی سوسائٹی کے ہاتھ مکھن وغیرہ فروخت کرنے پر ممبران مجبور ہوتے۔ اور جب بازار مین اچھی قیمت ملتی تو وہین فروخت کر دیتے سنہ ۱۹۱۶ء سے مکھن اور سیریٹا (Scanaka) دونون کے کارخانے الگ ہونے لگے تھے سنہ ۱۹۱۷ء مین (۳۵۰) کو آپریٹو کریمریز قائم تھین جن کے صرف مکھن کی قیمت چالیس لاکھ پونڈ اس وقت اندازہ کی گئی تھی۔ فنلینڈ۔ جرمنی۔ فرانس۔ روس۔ اٹلی۔ آسٹریا۔ اور امریکہ کی ریاستہاے مینی سوٹا (Mannisaka) مین ہین کی تقلید مین جو رائڈیل طریقہ کے مماثل ہے۔ کاروبار کیا گیا۔ گو خفیف سا اختلاف اپنی ضرورتون کے موافق ہر جگہ ہوا تھا۔ آئرلینڈ مین اشیاء کے مہیا کرنے والون کو ماہواری مکھن کی بازاری قیمت کے مطابق معاوضہ اور ختم سال کے بعد شرکاء کو منافع بھی بطور ڈیویڈنڈ کے ملتا یا بطور سرمایہ محفوظ کے رکھ لیا جاتا۔ کریمریز کے کارخانون مین مٹھا مہی۔ یا چھاچ جو مکھن نکالنے کے بعد بچتا اوسے دودھ مہیا کرنے والون کو واپس کر دینے کا طریقہ رائج تھا اور اکثر انھین کارخانون مین کپڑا دھونے کے کارخانے یا لکڑی چیرنے یا اشیاء کے پیسنے کے کارخانے بھی بڑھا دیے جاتے تھے۔

قرض کی انجمنون کے ساتھ ساتھ جب دیگر ضروریات کاشتکاری کی انجمنین بھی قائم ہونا شروع ہوگئین۔ تو انجمنی سوسائٹیز کا نام سنہ ۱۸۹۸ء سے آئرش ایگریکلچرل ہول سیل سوسایٹی لمٹیڈ (Irish Agricultural Wholesale Society Ltd) رکھدیا گیا جس کے ذریعہ سے مصنوعی کھاد کی قیمت مین بہت کمی کرادیجاتی

تھی اور زرعی تجارت کی انجمنین بھی بکثرت قائم کرا دی گئین - بیماریون کے دفعیہ کے لیے آلو کے عرق کے چھڑکنے کا دستور بھی ملک مین عام طور پر رائج ہوگیا تھا - نیز اون انڈے - جو - مرغی اور دیگر جانورون کی تجارت بھی متحدہ طور پر یہ انجمنین کرنے لگی تھین - سن کو پیٹنے - گوشت کو پکا کر سکھانے - شہد کی مکھی کے چھتون کو قائم رکھنے نیز لیس یا کارچوب بنانے کی انجمنین بھی رفتہ رفتہ مرتب ہوگئین - مسٹر ہارس پلنکٹ نے ایک گروہ سرآوردہ قابل حضرات کا محض اس لیے اکٹھا کیا تھا کہ وہ دیگر ممالک کی حکومتون کے مختلف زرعی امدادی طریقون کو دریافت کرتے اور پلنکٹ ہاوس انسٹیٹیوٹ ( Plunkett House Institute ) مین جو پلنکٹ ہاوس مین اپنے (آئی - اے - او - ایس -) کا دفتر قائم کیے ہوئے تھا - وقتاً فوقتاً لکچر دیتے - ایک کتب خانہ بھی اوس کے متعلق تھا - اور اوسی دفتر سے ہر قسم کی علمی و عملی تحقیقاتین زراعت پیشہ لوگون کے لیے کیجاتی رہین -

سنہ ۱۹۰۱ع مین محکمۂ زراعت نے ایک ہزار تین سو پچاس پونڈ سے اٹھارہ انجمنون کی امداد کی تھی - اور چھتیس انجمنون کی امداد ڈسٹرکٹ بورڈ نے کی تھی - تین فی صدی سود پر روپیہ زراعتی بنکون کو دیا جاتا تھا - سنہ ۱۹۰۲ع مین مختلف کونٹی کونسلون County Council نے بھی زرعی بنکون کی ترتیب مین مالی امداد دینا شروع کر دی اور بنکہاے سرمایہ شرکت بھی اب امداد سے دریغ نہ کرنے لگے - امانتین بھی حاصل ہونے لگین - سنہ ۱۹۰۴ع تک دوسو (۲۰۰) انجمنین ہوگئین جن کا سرمایہ اٹھائیس ہزار (۲۸۰۰۰) پونڈ تک پہونچ گیا - حکومت کی امداد بھی رقم مذکورہ کے نصف کے بقدر پہونچ چکی تھی مگر تجدید قرضہ جات والتوا کی خواہش زیادہ نظر آنے لگی -

اس لیے ۱۹۰۸ء سے حکومت کی امداد مین کمی ہونا شروع ہوگئی۔ چنانچہ ۱۹۱۳ء
تک محکمہ زراعت کی امداد کی رقم چھ ہزار پانچ سوتیئس (۶۵۲۳) پونڈ ہوچکی تھی اور
ڈسٹرکٹ بوردون سے پانچ ہزار پینتالیس (۵۰۴۵) پونڈ قرضہ جات کے نہ ادا
ہوسکنے کے باعث جو تجربہ آئرلینڈ مین اس وقت ہوا تھا اوس کے مختلف اسباب
بیان کیے جاتے ہین مثلاً غیر مستحق شخصون کو قرض سکرٹیریون اور کمیٹی نے دیدیا تھا
اور سال بسال اوس کی التوا دیتے رہتے تھے۔ لوگ بھی عام طور پر حکومت کے ذرائع
کو غیر محدود جانکر قرض کو ایک عطیہ سلطنت سمجھتے تھے۔ بعضون کا تو یہ خیال تھا کہ
کہ اصل کی ادائی کی اوس وقت تک ضرورت نہ تھی جس وقت تک سود پہونچتا رہے
بلکہ واپسی مطالبات کی تاکید کو اس خیال سے کہ حکومت روپیہ دیکر واپس لینے کی
توقع کبھی نہ رکھیگی نہایت ناپسندیدہ نظر سے دیکھا جاتا تھا اور عام خیال یہ ہوگیا تھا کہ
اگر حکومت کا روپیہ واپس کردیا جائیگا تو امانت دار اپنی امانتین واپس لے لینگے
جس سے سوسائٹی کے اعتبار مین کمی ہوگی۔ روپیہ بھی صرف تین فی صدی سود پر
پانچ چھ سال کی میعاد ادائی کے لیے لینا لوگ اپنا حق سمجھتے تھے۔ آئرلینڈ مین ایسے
قرضون سے گو بہت کچھ فوائد ملک کو ہوے لیکن بقایا کی وصولی قانونی چارہ جوئی
سے جہان جہان اور جب کی گئی تو نادہندی کے سبب غریب ساتھیون کو خمیازہ
بھگتنا پڑا۔

عام طور پر چونکہ ملک آئرلینڈ مین چھوٹے چھوٹے کاشتکار ہین۔ اس لیے جرمنی
کے طریقے کے لینڈ شیفتن جاری کرنا مناسب نہین سمجھے گئے کیونکہ حقیت کی
رجسٹری سرسری اختیارات کا ضابطہ اور حکومت کی جانب سے سخت نگرانی اس

طریقہ مین ضروری عنصر ہین۔ غیر محدود ذمہ داری کے معنی ملک آئرلینڈ مین دفعہ ۵ کے بموجب یہ رکھے گئے ہین کہ ہر ممبر سوسائٹی مشترکاً و منفرداً انجمن کے قرضے کا اوسی قدر ذمہ دار ہوگا جتنا کہ ہر دوسرا ممبر۔ نیز جو قرض کہ ایک ممبر یا اوس کے ضامنون سے ادا نہ ہوسکے اوسکی بھی ذمہ داری ہر ایک پر ہوگی۔ اور جو قرض کہ کسی ممبر کی ممبری کی حالت مین لیا گیا ہو اوس کا بھی ہر ممبر انجمن ذمہ دار ہوگا۔ ضامن ممبر کی ذمہ داری اوسکی رقم ضمانت سے زاید نہ سمجھی جاویگی بلکہ کسی ممبر کے فوت ہوجانے سے اوسکے ورثا یا قائم مقامان۔ یا منتظمین جایداد پر صرف ایسے ہی قرضون کی ادائی کی ذمہ داری قائم رہیگی جو اوس نے خود لیے ہون اور جو اوسکے وقت وفات تک نہ ادا ہوئے ہون۔ نیز اونکا سود بھی۔

آئرلینڈ کے قانون دان حضرات کی راے ہے کہ اگر سوسائٹی کے قرضہ جات کی ادائی صرف متمول شرکا سے کرائی جائیگی تو ساہوکار یا متمول لوگ معاونت باہمی کی انجمنون مین شریک ہونا پسند نہ کرین گے۔ اس لیے انجمن کے ٹرسٹی (trustee) یا لیکوئیڈیٹر (liquidator) کو ایسا اختیار دیا جانا مناسب ہوتا ہے کہ جس سے فرداً فرداً کل ممبران پر قرض کو پھیلا کر وصول کیجاوے۔ جرمنی مین کوئی قرض دہندہ کسی خاص ممبر انجمن سے اوس وقت تک کوئی مطالبہ وصول نہین کرسکتا جب تک کہ فرداً فرداً ذمہ داری کو پھیلا کر وصول کر لینے مین تین ماہ نہ گذرلین اور ایسے تین ماہ مین قرض دہندہ کا روپیہ وصول نہ ہوجائے ایسی سلسلہ مین (آئی۔ اے۔ او۔ ایس) کی دفعہ ۱۲ ضمن ۵۔ ای بھی قابل تذکرہ ہے۔ اوس کے رو سے ایک ممبر انجمن جب اپنے ضلع کو چھوڑ دے تو اوسکی ممبری ختم ہوجاتی

ہے۔لیکن شرط یہ ہے کہ اوس نے اپنے کل دیون چاہے وہ ذاتی ہون یا بحیثیت ممبر انجمن کے ہوئے ہون۔ادا کر دیے ہون۔مگر مذکورہ قاعدہ نمبر ۵ کی ذمہ داری سے چھ ماہ کی مدت تک وہ بری نہین ہو سکتا۔اس قاعدہ کی بھی تفصیل قانوناً یون کی گئی ہے کہ ایک ممبر مستعفی ہونے کے بعد صرف اپنی انجمن اور ممبران انجمن کے درمیان چھ ماہ کے گذرنے کے بعد ذمہ داری سے بری ہو سکتا ہے۔لیکن کسی بیرونی قرض دینے والے کو جس نے سوسائٹی کو ایسے مستعفی ممبر کے دوران ممبری مین قرض دیا ہے ایسا ممبر پورے طور پر ذمہ دار ادائی قرضہ انجمن اوس وقت تک رہیگا جب تک قانوناً حد سماعت عارض نہ ہو جائے۔

ملک جرمنی مین بھی کسی ممبر کے استعفے یا اخراج کے بعد ایسا ممبر اپنی انجمن کے قرضون کی ادائی کا ذمہ دار سمجھا جاتا ہے۔اگر اوس کے استعفے یا اخراج کی تاریخ سے چھ ماہ کے اندر انجمن شکست ہو جائے۔اسی طرح تاریخ ڈگری کے بعد سے اگر چھ ماہ کے اندر فرداً فرداً ذمہ داری پھیلا کر وصولیابی نہین ہوئی ہے تو سابق ممبران جنھون نے دو سال کے اندر تاریخ کارروائی دیوالیہ کے شروع ہونے سے انجمن سے علیحدگی اختیار کی ہے تو اون کو بھی اپنی جایداد سے قرضہ ادا کرنا ہوتا ہے۔عدالتون مین ایک کوآپریٹیو رجسٹر رہتا ہے۔اوس مین ممبر کی علیحدگی کی نوٹس کی تاریخ بھی درج کی جاتی ہے۔نیز وجہ علیحدگی بھی۔کیونکہ تین ماہ کا نوٹس ممبر کو علیحدگی کے وقت دینا لازمی ہے۔

ملک آیرلینڈ کی معاونت باہمی کی تاریخ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کاشتکارون کو روپیہ وقت پر نہ مہیا ہونے سے بڑی بڑی مصیبتون مین مبتلا ہونا پڑتا تھا

اور سخت سے سخت سود کے ادا کرنے پر بھی وہ تیار ہو جاتے تھے۔ سود کے وقت پر ادا کر دینے سے اعتبار کے قائم رکھنے کا خیال اون کے دلون مین اس درجہ مضبوط تھا کہ اپنی محنت سے پیدا کی ہوئی اجناس کو ارزان سے ارزان نرخ پر فروخت کر ڈالنے مین اُنھین ایک لمحہ کا تامل نہ ہوتا اور اپنی اور اپنے بچون کی روزانہ بسر اوقات کے لیے دوکانداروں سے اجناس تک قرض لیکر بسر اوقات کر لیتے۔ اسی طرح جس وقت کہ تخم اور کھاد موسم بہار کے زمانہ مین اُن کو قرض لینے کی ضرورت پیش آجاتی تو نرخ تک کے دریافت کرنے کے منتظر نہ رہتے اور اوس کے جلد سے جلد حاصل کرنے مین اس قدر محو ہو جاتے کہ دوکانداروں کے کھاتون مین اندراج ہو جانے تک کے بھی منتظر نہ رہتے بلکہ اوسی کے ایمان پر اور اوس کے حسب لخواہ درج کر لینے کے لیے چھوڑ کر چلے جاتے ایسے طرز عمل سے عام طور پر آئرلینڈ کے کاشتکاروں پر اسقدر مطالبات ہو گئے تھے کہ فصل کی تیاری کے وقت کل پیداوار دوسرون کے نذر ہو جاتی اور اتنا بھی پس انداز نہ ہو سکتا کہ جس سے جانورون کے چارہ کی بھی گنجایش ہوتی۔ بیچارے کاشتکاران ملک عموماً مہاجنون اور بالخصوص یہودیون یا ٹرسٹ آکشن (Trust Auction) کے شکار مدتون سے ہو رہے تھے اور جہان ایک مرتبہ اون کے یہان پھنس جاتے تھے پھر نکلنا مشکل ہوتا تھا۔ بہت سے خاندان محض انھین کے سخت گیر چنگل سے بچنے کے لیے ملک چھوڑ کر نوآبادیون یا غیر ممالک مین چلے گئے۔ یہان کے ٹرسٹ آکشن کے مختلف طریقے تھے۔ مثلاً کسی کاشتکار کو اگر دس پونڈ نقد کی ضرورت ہوتی۔ تو وہ اپنی ایک گائے کو نیلام کے مقام پر لاتا اور نیلام کے وقت اوس کا کوئی دوست یا عزیز اپنے نام پر بولی ختم کرا لیتا۔ اور ہمیشہ بولی اس قدر بڑھائی جاتی کہ اصلی قیمت سے

زیادہ رقم پر ڈگری کرتی یا بولی ختم ہوتی - خریدار اوسی وقت نیلام کنندہ کے نام ایک
رقعہ میعادی لکھ دیتا اور نیلام کنندہ اوس رقعہ کو اپنی ضمانت پر اور اپنے دستخطون سے
کسی جوائنٹ اسٹاک بنک مین سکھار دیتا اور ایسے سکھارنے کے نام سے بھی ایک
رقم بطور ڈسکونٹ (discount) الگ وصول کرتا اور پانچ فی صدی
فیس نیلام مزید برآن - پھر خریدار بھی نیلام شدہ جانورون کو اوسی کھیت یا گواڑے یا
باڑے مین جہان سے کہ وہ آیا تھا ہانک دیتا اور اوس کا اصلی مالک بنک سے روپیہ
رقعہ پر لیکر گھر چلا جاتا - اکثر ایسا بھی ہوتا کہ ایک ہی جانور کو باپ نے بیٹے کے نام پر
بولی بول کر چھوڑ دالیا اور دوسرے دن اوسی جانور کو پھر بیٹے نے باپ کے نام پر
فروخت کرالیا اور اس طرح دو دن مین دس بیس پونڈ ایک ہی گھر مین آجاتے بعض
اوقات ایک ہی جانور پر اولٹ پھیر کرکے سات آٹھ نیلامون مین ستر یا اسّی پونڈ
دلوا دیا جاتا اور ادائی رقعہ اور قرضہ بنک بھی نیلامون کے اولٹ پھیر سے ہوتی
رہتی جس سے نہ صرف کاشتکار ہی قرضہ سے گران بار ہوتے بلکہ قرضہ کی رقوم حقیقتاً
نہ وصول ہوکر اور محض نمایشی کارروائی ہونے سے خود نیلام کنندہ یا بنک بھی
دیوالیہ ہوجاتے - میعاد مقررہ پر رقعہ کی ادائی مشکل ہی سے ہوسکتی تھی اور اس لیے
سلسلہ معاملت و نیلام بھی مشکل سے ختم ہوتا - اکثر ایسا بھی ہوتا کہ خود نیلام کنندہ کو نیلام
کی کارروائی کے سازشی ہونے کی اطلاع تک نہ ہوتی - اور زیادتی کاروبار کے سبب
نمایشی یا غلط نیلام کو اصلی اور سچے معاملات سے علیحدہ کرنا مشکل ہوجاتا - اکثر فصل
استادہ کا بھی نیلام کیا جاتا تھا اور جایداد منقولہ ہونے کے سبب معاملہ کی اصلیت
کا دریافت کرنا بھی وقت طلب ہوتا - قرض کی تعداد بڑھتی جاتی اور کاشتکار

ہمیشہ کے لیے نیلام کنندہ کا دست نگر یا غلام رہتا - عموماً آخرین اوس کی اراضی کے رہن یا بیع کی نوبت آجاتی - بعض اوقات جانورون کے خواہشمند کاشتکارون کے سبب جانورون کی بولی بڑھ جاتی - یا جو کاشتکار محض جانورون کے ذریعہ سے روپیہ حاصل کرنے کے خواہشمند ہوتے وہ بھی خواہی نخواہی قیمت کو بڑھا کر جانورون کو حاصل کرتے اور پھر نیلام مین دیگر رقعون کے ذریعہ سے روپیہ حاصل کرتے - ایسے کاروبار پر شرح سود بھی بنکون مین پندرہ فی صدی سے کم نہ ادا کرنی پڑتی تھی - عام طور پر مقامی مہاجن یا دوکاندار جن کو گامبین مین Gombeen men کہتے تھے وہ بھی حاجتمند کاشتکارون کو سخت سے سخت شرح سود پر روپیہ دیتے - اور قرضدارون کو اسپر مجبور کرتے کہ اپنی پیداوار کو کسی دوسرے شخص کے ہاتھ فروخت نہ کرین - ورنہ قرض کے دعادی وغیرہ سے پریشانیون مین مبتلا کیا جاتا - قرض دینے کے بابت جو قوانین سنہ ۱۹۰۰ء و سنہ ۱۹۱۱ء مین جاری کیے گئے تھے اون کا بہت کچھ اثر ہوا اور سنہ ۱۹۱۱ء تک کی مردم شماری سے پتہ چلتا ہے کہ صرف پانچ ہزار کچھ زائد ہی یہودی وہان لین دین کا کاروبار کرتے تھے - حالانکہ مہاجنی کاروبار کے واسطے رجسٹری کی بھی ضرورت تھی اور جس کی ہر تیسرے سال تجدید کرانا ہوتی تھی - چنانچہ سنہ ۱۹۱۰ء تک دو سو چوہتر [۲۷۴] کی رجسٹری ہو چکی تھی - شرح سود بھی ساٹھ فی صدی اور چوراسی فی صدی تک پائی گئی تھی اور ایک خاص مقام پر ایک سو چار فی صدی تک پہونچ گئی تھی اسکاٹ لینڈ مین بھی مذکورہ طرز کے نیلام جاری تھے -

بیشتر گو انگلستان - اسکاٹ لینڈ و آئرلینڈ کے (اے - او ایس) علحدہ علحدہ

تھے مگر تینون کا متفقہ بورڈ ۱۹۰۰ء مین قائم کیا گیا - جو مشترکاً و منفرداً اپنے اپنے ممالک کی ہر قسم کی زرعی اور تجارتی ضرورتون کے مہیا کرنے مین مصروف ہوے اور گامبائن (Gombines) بھی معاونت باہمی کے طریقون کے سبب ۱۸۹۰ء ہی سے بہت کچھ کم ہونے لگے یہان تک کہ اب ان کا پتہ بھی نہین رہا ہے اور نہ درمیانی اشخاص کا کاروبار مین کوئی نام ہی جانتا ہے - مسٹر جارج رسل George Rusel نے جو اتحادی طریقہ کاروبار کو معاونت باہمی مین جاری کرادیا ہے اوس سے آئرلینڈ کی وہ زرعی ترقی دکھائی پڑ رہی ہے کہ جس سے اس زمانہ کی دنیا حیرت مین ہے -

یکم جون ۱۹۱۲ء کو جو چھیالیسوین سالانہ کانگریس ڈبلن مین ہوئی تھی اوس مین بارہ سو کوآپریٹیو ڈیلیگیٹ موجود تھے اور مسٹر رابرٹ فلیمنگ Robert Fleming ——— نے اپنے خطبۂ صدارت مین بیان کیا تھا کہ معاونت باہمی کا کاروبار اس وقت تیرہ کرور پونڈ سے کچھ زائد کا تھا اور سرمایۂ حصص چار لاکھ بارہ ہزار پونڈ کے قریب پہونچ گیا تھا - انجمنون کی تعداد ۱۹۱۳ء تک ایک ہزار پانچ سو آٹھ تھی جن مین اکتیس لاکھ دس ہزار تین سو نوے ممبران تھے - اور انجمن نے سب سے قیمتی نصیحت یہ بھی کی تھی کہ راکڈیل پایونیرس کی طرح اہل ملک کو اپنی ضروریات کی اشیاء کو خود ہی پیدا کرنے کی کوشش کرنا چاہیئے تا کہ ملک بھر اپنی مدد آپ کرنے کے قابل بن جائے - اب اس زمانہ مین محکمۂ زراعت سے بھی بڑے بڑے زراعتی تجربات انجمہاے زراعتی کے ذریعہ سے کرائے جاتے ہین اور جب جب ممبرون کو تجربون کے واسطے سرمایہ کی ضرورت ہوتی ہے تو حکومت سے

فیاضی کے ساتھ روپیہ دیا جاتا ہے - چنانچہ بڑے بڑے کارخانے بھی معاونت باہمی سے چل رہے ہین - جوائنٹ اسٹاک بنک ہین انجمنون کی دستاویزین یا پرونوٹ سکھارے جاتے ہین - اور اون کی ضمانت مین کیمیٹی کی ایک تحریر جس مین ششترکا دستورًا ذمہ داری غیر محدود دکھالی جاتی ہے کافی تصور کیجاتی ہے - اور کمیٹی بھی دوسرے ممبرون سے ایک ضمانت نامہ لکھا لیتی ہے یا قرض کی ذمہ داری والے حصص ( Loan Guarantee Shares ) جاری کرالیتی ہے جن کے حصص کی نامزد شدہ قیمت عمومًا ایک پونڈ ہوتی ہے مگر صرف ایک شلنگ خرید حصص کے وقت ادا کرنا ہوتا ہے - باقی قیمت کی ادائی انجمن کے دیوالیہ ہونے پر کرائی جاتی ہے -

## بلجیم

ملک بلجیم کے صوبہ فلینڈرس ( Flanders ) مین بموجب فرمان شاہی مورخہ ۹ - دسمبر ۱۸۴۷ء خاص قسم کی جماعتین بنائی جاتی تھین - جن مین سے وہ جماعتین جو بند یا آب پاشی کی نالیان وغیرہ سمندر کے کنارے بناتی تھین اون کو پولڈرس ( Polders ) کہتے تھے اور جو جماعتین کہ اندرون حصص ملک مین دریاؤن یا چشمون سے حفاظت یا آب پاشی کے لیے انتظام کرتی تھین اون کو واٹرنگ گوز ( Wateringues ) کہتے تھے - ان مین سے بعض کو مقامی ملکی انتظام کا بھی حق حاصل تھا - بنز ٹیکس وغیرہ کے لگانے یا موقوف کرنے کا بھی اختیار تھا -

جب کہ سنہ ۱۸۴۸ع کے انقلاب فرانس کے واقعہ نے ملک بلجیم کو بھی بہت کچھ مالی نقصان پہونچایا تو فرینکو آیس ہیک (Francois Haeck) نے یونینس ڈو کریڈٹ (Unions du Credit) قائم کرکے ملک کا اعتبار ایک مستقل سرمایہ کے ساتھ حکومت کی امداد سے علیحدہ قائم کرانے کی ترکیب کا اعلان کیا اور چھوٹے چھوٹے تاجرون اور دستکارون کو مشترکہ ذمہ داری سے کاروبار کرنے کی طرف متوجہ کیا بلکہ مختلف مقامات پر ان کے اتحاوات بھی قائم کرانا شروع کرا دیے۔ اوس کے دماغ مین ہر گاؤن مین ایک آزاد یونین اور اوس کے اوپر ایک سنٹرل یونین قائم کرانے کا خیال تھا۔ حکومت نے بھی دو ملکی بنکون کی امداد سے اوسی وقت کافی سرمایہ مہیا کرنے کا بندوبست کیا۔ چنانچہ سنہ ۱۸۸۵ع سے ذخایر کے قائم کرنے کی طرف ملک کی توجہ شروع ہوئی اور سنہ ۱۸۶۰ع کے قانون تعلیم اور سنہ ۱۸۹۰ع کے قانون تعلیم زراعت نے ملک مین ہر طرح کی ترقی کی مستحکم بنیاد ڈال دی جس کے باعث عام اعلےٰ تعلیم کے مدارج اور تدابیر منزل کی ترقی کی طرف کاشتکارون نیز دیگر اہل ملک کی ہمت افزائی ہونے لگی اور اہل فرانس کی طرح اہل بلجیم نے بھی معاونت زرعی کی طرف ذرایع وسیع کرنا شروع کر دیے۔ ایک انجمن معاونت زرعی کی ترتیب تحت قوانین سنہ ۱۸۷۳ع و ۲۲ مئی سنہ ۱۸۸۶ع ہوتی تھی جس مین کم سے کم سات آدمیون کی شرکت لازمی تھی۔ قواعد کی بھی رجسٹری کی جاتی اور ذمہ داری مشترکاً یا منفرداً کسی مقررہ یا غیر مقررہ زمانہ کے لئے جیسی کہ صورت ہوتی منظور کیجاتی۔ مختلف ٹیکسون کی ادائی سے بھی قانوناً انجمنون کو مستثنے کیا گیا تھا بلکہ انجمنین دو طرح پر

مرتب ہونے لگین۔ ایک عمال احکومت کی طرف سے جنھون نے کہ زرعی انجمنون
کے تین مراتب قائم کیے۔
(اوّل) Agricultural Committees یا زراعتی کمیٹیان جو رعایا کے
ہر زرعی مفاد کے لیے کسی ایسے خاص حصہ ملک مین جہان وزیر زراعت مقرر
کر دیتا قائم کیجاتین۔ ان مین کم از کم پچاس ممبر ہوتے اور چند ممبران اعزازی بھی
شریک کیے جاتے۔
(دوم) بذریعہ انتخاب صوبہ دار زراعتی اتحادات بنائے جاتے جن کو پراونشیل
سوسائٹیز آف اگریکلچر (Provincial Societies of Agriculture) کہا جاتا
اور ہر مذکورہ کمیٹی کا صدر اور ایک ممبر دو سال کے لیے انکے بھی ممبر ہوتے انھین
صوبہ کے زراعتی اتحادون سے روپیہ وغیرہ کی امداد دیجاتی۔ اور کل امور سالانہ
جلسون مین طے ہوتے۔
(سوم) ایک اعلی زرعی کونسل (Superior Council of Agriculture)
بھی قائم کی جاتی جس مین (۳۶) ممبر ہوتے۔ (۱۸) کا تقرر
بادشاہ وقت کرتا اور (۹) ممبر زراعتی انجمنون سے لیے جاتے تھے جو سب چھ سال
تک اس کے ممبر رہتے۔ دیگر (۹) ممبرون کا انتخاب سال بسال کے لیے ہوتا انھین
کے ذریعہ سے بڑی بڑی زراعتی بیمہ کے کام کی انجمنیں اور نمائشین ترتیب
دیجاتی تھین۔
حقیقتاً زمانہ کی روش نے سوشلزم کو یہان بھی پھیلا رکھا تھا اور ۱۸۹۵ء سے
معاونت باہمی کی اہمیت اور اس کا احساس بھی پیدا ہو چلا تھا اور چونکہ اس ملک

مین چھوٹے چھوٹے کاشتکار یا مالک اراضی مواضعات مین رہتے اور خود ہی کسانی کرتے تھے۔ اون کی اراضی کی بھی ایک خاص وقعت اون کی نگاہ مین تھی اور کل واقعات زندگی سے اون کی اراضیات کا وجود وابستہ تھا بلکہ باپ دادا سے لیکر نسلاً بعد نسلٍ اپنی اراضی کو وراثت جان کر اوسکی خاص قدر کرتے تھے۔ لہذا یورپ کے اون عام اثرات کا جو عملی تحقیقاتون یا ایجادات کی ترقیون سے اوس زمانہ مین عام طور پر مترتب ہو رہے تھے بلجیم کا بھی متاثر ہونا لازمی تھا۔ ایک طرف تو انگلستان کی ترقیون کی جھلک۔ دوسری جانب فرانس اور جرمنی کے انقلابات عظیم نے یہان کے لوگون کی آنکھون کو اچھی طرح کھول دیا۔ نئی نئی علمی اور صنعتی ایجادون اور آلات کشاورزی اور ترقی کھاد کے مصالحون کے دریافت کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ منفرداً کاشتکارون کے لیے اون کی فی الوقت آمدنی کافی نہ ثابت ہوئی۔ اور درمیانی منافع خوارون کو جو نفع کاشتکارون کو نقصان پہونچا کر تجارت مین ہو رہا تھا اوس کا احساس بھی کاسبان ملک کو بخوبی ہو گیا تھا نیز ہمسرانہ سلطنتون مین مل جل کر سرمایہ مہیا کرنے کے نتائج اون کو روز روشن کی طرح دکھلائی دے رہے تھے بالخصوص پرورش اور حفاظت نسل جانوران اور افزایشی کاروبار کی ترقی کے سامان۔ چنانچہ سنہ ۱۹ء کے قانون حکومت سے حصص کے ذریعہ سے سرمایہ بنانے یا اعتبار قائم کرانے اور اتحادون کی رجسٹری کا بندوبست رعایا نے حکومت سے کرا ہی چھوڑا اور برسل Brussels کے اتحاد نے تمام مخالفت کے جھونکون کو برداشت کرکے پارلیمنٹ سے رجسٹری کے احکامات بذریعہ قانون نافذ کرا لیے۔

سنہ ۱۸۵۰ء سے سنہ ۱۸۹۰ء تک متعدد کوششین ذخایر کے بنانے کی بھی کی گئین
ور بمقام جھینٹ (Ghent) سنہ ۱۸۸۰ء مین وورسٹ Voorcut
کی بنیاد پڑی جس کا کل کاروبار سوشلسٹ اصول پر تھا۔ ان مین صرف مزدوری پیشہ
لوگ شریک کیے جاتے اور سرمایہ حصص پر نہ سود ہی دیا جاتا اور نہ منافع بلکہ کل منافع
ایک طرح کے بیت المال (Common Fund) مین جمع کیا جاتا۔ اس
جدید طریقہ کے اصلی بانیان پیپی (Paepe) انسیلی (Anseele)
اور وینڈرویلڈی (Vandervelde) تھے اور ان سب کی رائے مین
ذخایر کا مقصد صرف کم قیمت پر مال کی فراہمی نہ تھی بلکہ ایسے اجتماعون سی سرمایہ لدون
کے خلاف مزدوری پیشہ لوگون کے لیے اقتصادی سامان جنگ کا مہیا کرانا تھا۔
نیز اخلاقی ترقی اور معاشرتی میل جول کے بڑھانے کا یہی ذریعہ تھا۔
سنہ ۱۸۸۴ء مین ایک دارالعوام (Peoples House) بمقام برسل اسی لیے
قائم کیا گیا۔ زرعی لیگ اور سنڈیکیٹ Agricultural League and Syndicate
بھی کسانون کے ہر قسم کے فائدہ کے کامون کی ترقی اور حفاظت
کے لیے بنائی جانے لگی اور ان کا مقصد عموماً خرید و فروخت مین ایک دوسرے کی
امداد کرنا تھا۔ دودھ۔ مکھن یا پنیر کے کارخانے قائم کرانا اور ترقی جانوران اور زرعی
اعتبار کا بندوبست کرانا ہوتا تھا۔ لیکن ایسے اتحادون کو کسی قسم کے منافع حاصل کرنے
کا مطلق حق نہ تھا۔
نقد کی معاونت باہمی کی انجمن کے لئے سرمایہ بنانا اور اس پر منافع دینا
یہان قانوناً لازمی رکھا گیا تھا۔ ان مین حصص بہت چھوٹی چھوٹی رقوم کے مقرر

کیے جاتے اور اُن پر منافع بھی زیادہ نہ دیا جاتا۔ بلکہ معمولی شرح سود سے کسی طرح زائد نہ ہوتا۔ اس کا جلسۂ عام General Assembly ہی ایک انتظامی بورڈ یا کونسل نگرانی نیز تحویلدار مقرر کرسکتا۔ بلکہ ممبران کی امانتون قرضے۔ یا حساب روان کا بھی انتظام وہی کرتا۔ ہر دیہاتی بنک کی کل جائداد مثلاً فیس داخلہ رقوم حصص سب سرمایۂ محفوظ سمجھے جاتے۔ اونکا ریزور فنڈ دو قسم کا ہوتا۔ ایک مشروط دوسرا خالص۔ اول الذکر وہ رقم منافع ہوتی جو کسی مرکزی بنک سے قرض لیے ہوے روپے سے حاصل ہوتی اور دیہاتی بنکون کی ملکیت نہ سمجھی جاتی بلکہ انجمن کے ٹوٹنے یا مکمل ترمیم قواعد کی حالت مین ایسا کل سرمایہ سنٹرل بنک کو دیدیا جاتا۔ سرمایۂ خالص وہ سرمایہ ہوتا جو دیہاتی بنکون کو امانتون یا دیگر قرضہ جات پر بطور منافع کے حاصل ہوتا۔ یہ انجمن کی ملکیت بھی سمجھا جاتا اور کاروبار کے بند کرنے کے وقت اوسے سوسایٹی تقسیم کرسکتی تھی۔

سنہ ۱۹۰۶ء سے عورتون کے کلب بھی ایک خاص طرح کی انجمنون کے طور پر قائم ہونے لگے جن کے مقاصد خانگی امورات کی تعلیم یعنی مان بننے کی قابلیت پیدا کرنا نیز کھیتون کے کاروبار کرانے کی تربیت دینا تھا۔ انھین ضروریات کے لیے کتب خانے وغیرہ بھی مہیا کیے گئے اور لکچر بھی دیے جانے لگے تھے۔ پھولون اور ترکاریون کے تخم یا دیگر قسم کی اشیا کی نمائشین وغیرہ اور مستورات کی دلچسپی کے واسطے خانگی ضروریات کی اشیا، یا زراعت کی کلون پر چھٹیان ڈالنے کے لیے جلسے وغیرہ بھی انھین کے ذریعے سے مرتب کرائے جاتے۔ مرغیون، شہد کی مکھیون اور انگور کے درختون کے بڑھانے نیز دیگر افزایشی کاروبار کی بھی انجمنین ان کی سرپرستی مین قائم ہوتین اور ایک حسب

مویشیان بھی رکھا جاتا۔ بلکہ سالانہ نمایشون کے موقعون پر جس ممبر کے پاس عمدہ
جانور ہوتے اونھین انعامات وغیرہ دیے جاتے چنانچہ ایسی انجمنون کے اتحادات
بھی قائم تھے۔ اور ۱۹۱۰ء تک (۱۵۸) کامیٹیز Committees جنمین
(۳۵۲۸۸) ممبر تھے قائم ہوچکی تھین۔ نیز زرعی لیگون کی تعداد بھی تقریباً (۱۰۱۴)
ہوچکی تھی اور مرکزی انجمنون کے ذریعے سے ان کا اتحاد خرید و فروخت کا بھی بندوبست
کرتا تھا اور جو شعبہ کہ خریداری کے لیے قائم تھا اوس کو مرکزی خرید اور شمارخانہ
Central Purchase Counting House کہتے تھے متفقہ
خرید و فروخت کا انتظام نیز تھوک فروشی کی انجمنین اب ملک مین بخوبی چل رہی ہین
بالخصوص کوآپریٹیو کارخانے (Mills) یہان قابل دید ہین۔ اور حکومت
کی طرف سے پنیر بنانے کی ڈیریون کی بھی بہت کچھ امداد کی گئی ہے۔
ملک بلجیم مین کفایت شعاری سے بچانے کی تاکید کی حاجت کم تھی۔ لوگون مین
خود ہی اس کا مادہ موجود تھا۔ اب سیونگ بنکون مین روپیہ رکھنے کے بجاے
عام طور پر افزایشی کاروبار مین سرمایہ لگایا جاتا ہے اور سیاسیات کا اثر بہت کچھ
معاونت باہمی کے کاروبار مین سرایت کرگیا ہے۔ چنانچہ کیتھولک Catholic
—— اور سوشلسٹ Socialists دو فرقے بھی ہوگئے ہین۔ دیہاتی
آبادی مین مذہبی اثر کے سبب کیتھولک طبقہ کا اثر زیادہ ہے۔ اسی طرح شہری
آبادی مین سوشلسٹ کا اثر بہت ہے۔ اور کسانون کی بلجمن لیگ ——
Belgian League of Peasants جس کا اصلی مرکز۔ لووین
Louvaine مین ہے بہت کچھ مذہبی پارٹی کے اثر مین ہے ۱۹۱۲ء کی

جنگ کے بعد سے جرمنون کا اثر بھی زیادہ بڑھ رہا ہے۔

یہان کا معاونت باہمی کا قانون ابھی مکمل نہین ہے اور بے حد سخت ہے مستقرفین کی انجمنون مین رائفدیل کا طریقہ اختیار کیا گیا ہے - کیتھالک ملازمین سرکاری اور سوشالسٹ - ہر شہ زقون کے علیحدہ علیحدہ اتحادات Federation قائم ہین - مزدورون کی امداد کی انجمنین بن گئی ہین جن کو یہان "قوم" [illegible] کہا جاتا ہے اور اون کا مقصد جہازون سے بندرگاہون پر مال کا اوتارنا اور چڑھانا ہے - کپڑے اور جوتے بنانے نیز چھاپے کے کام کی بھی امدادی انجمنین اب قائم ہو گئی ہین - خاص پراسل [illegible] کے سیر چشم اور فیاض اہل ملک نے ایک دوکان ایسی بھی قائم کی ہے جس مین عورتون کے دستی کام کی تیار کی ہوئی اشیا عورتون ہی کی انجمن کی معرفت وہان فروخت کی جاتی ہین - اوس دوکان مین عورتین بھی حصہ دار ہین مگر انتظامی کمیٹی مین وہ ابھی تک نہین لیجاتی ہین -

کاشتکارون کی لیگ کا ایک مرکزی قرض کا بنک بھی لوین ([illegible]) مین قائم ہو گیا ہے جس مین ہر انجمن کا سو فرنیک کا ایک حصہ ہے اور دس گونی ذمہ داری کے ساتھ ایک ہزار فرنیک کا کھاتہ ہر سوسایٹی کے نام کھولا جاتا ہے - اور امانتون پر صرف تین فی صدی منافع ملتا ہے - باقی نفع سرمایۂ محفوظ مین جمع ہوتا ہے - قرض کی ابتدائی انجمنین ریفایسن کے طرز کی ہین اور تقریباً چھ سنٹرل بنک بھی موجود ہین - جو اپنے انتظامی اختیارات مین بالکل آزاد ہین -



# روس

یورپ مین جبکہ ہر جانب معاونت باہمی کی تحریک جاری تھی تو سلطنت روس کے کاشتکاران اسکے یک گونہ مخالف تھے۔ لیکن اپنی نوع کا ایک خاص طریقۂ امداد اون کے یہان بھی رائج تھا۔ چند کاشتکار مل کر ایک جماعت یا آرٹیل (Artelle) بناتے اور مخصوص اوقات مین اپنے گھرون کو چھوڑکر تلاش معاش مین دور نکل جاتے اور مختلف پیشے مثلاً۔ مزدوری۔ نجاری۔ آہنگری۔ ہرکاری گری دربانی یا کھیتی کرتے اور دن بھر کام کرنے کے بعد شب کو سب ایک ہی مقام پر ملکر رہتے۔ خورونوش بھی سب کا ایک ہی جا رہتا۔ گو کوئی قاعدہ وقانون ان کے لیے نہ تھا۔ لیکن اون کا سردار قافلہ اشاروسٹا Atamastaro بڑے وسیع اختیارات رکھتا تھا۔ تقریباً سب کے پاس تھوڑی اپنی زمینداری بھی اپنے مقام پر ہوتی تھی اور عموماً ایک ہی مقام کے رہنے والے سب ہوتے تھے۔ سال کا کچھ حصہ کمانے کے لیے اپنے مقام سے باہر گذارتے تھے۔ حقیقتاً ان آرٹیل کا مفہوم کسانون یا مزدورون کا ایسا جلسہ تھا جس کا مقصد مشترکہ کسب معاش یا فراہمئ اشیاء وغیرہ ہوتا۔ منافع کی تقسیم ہر ممبر کے کام کی نسبت سے کیجاتی تھی۔ ان کے اکثر کاشتکار دوسرے ممالک مین جاکر مختلف کاروبار مثلاً ڈیری کا کام سیکھ آتے تھے اور واپسی پر بامداد زمس ٹوو Zemstvo جو احرار ان قوم وملک کا ایک اجتماع تھا پنیر وغیرہ بنانے کے لیے آرٹیل وغیرہ قائم کرتے۔ زار روس کی حکومت نے بڑی بڑی رعایتین ان آرٹیل کے واسطے ملحوظ رکھی تھین اور ملک کی ایسی تجارتین جن کا

تعلق کہ برآمد مال سے تھا انھین کے ذریعہ سے بہت کچھ نفع حاصل کرتی تھین بعد مین بھی آرٹیل معاونت باہمی کی بڑی بڑی انجمنین بنا دیے گئے جو قانون و قواعد کے مطابق کام کرنے لگے۔

سنہ ۱۸۴۰ء مین کاشتکارون کے بنک Peasants Bank بھی بننے لگے۔ ماسکو اور اوڈیسا Moscow & Odessa مین اس وقت رہن کے کاروبار کے بنک بکثرت موجود تھے اور دس کرور روبل[1] کے ڈبینچر جاری ہو چکے تھے امراے ملک کا بھی ایک علیحدہ بنک Nobles Bank تھا لیکن کاشتکارون کے بنک کا مقصد مکفولہ اراضیات کو چھوڑانے اور سیرکی غلامی سے آزادی تھا کہا جاتا ہے کہ شہنشاہ الکزینڈر Alexander نے غلامون کو آزادی دیکر اپنے خیال مین ایسے تمام بنکون کی موت کا گجر بجا دیا تھا۔ یہ بھی مشہور ہے کہ ملکہ کیتھرائن Catherine کے زمانہ مین چند جرمنی نوآبادون نے اپنے ملک کے طرز پر معاونت باہمی کی انجمنین یہان بھی قائم کی تھین لیکن تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ سنہ ۱۸۶۵ء تک ایک زمیندار۔ ایم لوگوی نائین M. Luguinine ——— نے جو عرصہ تک جرمنی مین شولز کی شاگردی کر چکا تھا۔ شولز کے اصولون کے مطابق (۲۴۵۶) انجمن ہاے معاونت باہمی قائم کر دی تھین جنمین سے (۳۷۵) حکومت سے قرض لیکر کاروبار کرتی تھین سنہ ۱۸۶۶ء مین ڈاروویٹوو Dorovatovo کے مقام پہ پہلی اصلی معاونت باہمی کی قرض Credit کی انجمن قائم کیگئی جس کا نام Loan and Saving Association

[1] ایک روبل برابر عہ؍ کے تھا۔

لون اینڈ سیونگ ایسوسی ایشن تھا۔ اس کے تین سال بعد بمقام فیلن منڈلسکو دوسری انجمن قائم ہوئی اور یہی دونون دیگر صوبجات و اضلاع کے لیے بطور نمونہ کام دینے لگین۔ فیلن کی انجمن مین قرض دائی انجمن کے برخلاف وقت داخلہ کل رقم چندہ یا فیس ایکبار گی لی جاتی تھی مگر ڈارو ویڈوو کی انجمن مین حصص کی ادائی سالانہ اقساط مین کرائی جاتی تھی۔ انھین کی دیکھا دیکھی ماسکو کے کاشتکارون نے ۱۸۷۸ء مین ایک خاص کمیٹی قائم کی جس کے ذریعہ سے کل سلطنت مین معاونت باہمی کی ترقی کی تحریک ہونے لگی۔ خزانۂ شاہی سے بھی اوسے ۵ ہزار روبل کی امداد دی گیی اور یورپین حصۂ روس مین ان کی بڑی تعداد پھیل گئی۔ ۱۸۸۷ء مین بورڈ انتظامیہ نے ان انجمنون مین حصص کے ذریعہ سے سرمایہ بنانے کی کوشش کو زیادہ پایا جس سے معمولی کاشتکارون کے لیے شرکت مین دقت محسوس ہونے لگی۔ نیز متمول کاشتکار ضرورت سے زائد روپیہ لیکر دوسرون کو زیادہ شرح سود پر قرض دیکر نفع اٹھاتے پائے گئے۔ اسی لیے عام طور پر روپیہ کی واپسی کی تاکید کیجانے لگی۔ اور نتیجہ مین ۱۸۹۸ء مین (۳۹۵) انجمنون نے اپنے کو دیوالیہ قرار دیکر کاروبار بند کردیا۔

سینٹ پیٹرس برگ St. Petersburg ماسکو Moscow اور یاروسلا Yaroslav مین ردکرمیون اور عاملون کے بھی مختلف آرٹیل تھے جن کے ذریعہ سے بڑے بڑے بنکون۔ کارخانون اور دوکانون کے لیے ملازمین مہیا کیے جاتے۔ ان کی بھی رجسٹری ہوتی تھی اور عام طور پر ملک مین ان کا بڑا اثر تھا۔ ان مین نئے ممبرون کی شرکت کے وقت علاوہ چندہ قانونی

کے بڑی بڑی دیگر فیسین بھی لیجاتی تھین اور ایسے نئے ممبران بڑی خوشی سے
اوس کی ادائی کے لیئے تیار ہوتے تھے - کیونکہ اون کا آرٹیل وقت داخلہ سے
مستقل ملازمت اور مقررہ گذارہ کا ذمہ دار ہو جاتا تھا - اگر کوئی ممبر بیمار ہو جاتا تو
اوسے اختیار تھا کہ آرٹیل سے استعفٰے دیکر اپنے حصہ سرمایہ کو واپس لے لیتا -
ریفایسن کے طریقہ کی انجمنون کے قائم کرنے مین شاہزادے ویسلٹ چیکو
A. Yakovelew اور اے یاکا ولیو Vamiltchikow
نے بڑی کوششین کین - مگر حکومت کی امداد قلیل رقم کے حصص اور اون پر
بڑی بڑی رقمون کے قرضون کے لیے جانے نے - نیز خود سرمایہ نہ بنا سکنے کے سبب
ایسے بنک نہ چلے - گو ۱۸۹۵ء مین قواعد کی بہت کچھ ترمیم ہوئی مگر پھر بھی کامیابی
نہ ہوئی پھر ۱۹۰۴ء مین قواعد کی ترمیم ہوئی اور جائداد مکفولہ کی ضمانت پر انجمن
سے ممبرون کو قرض دیا جانے لگا - ضمانت مین ساٹھ فی صدی کا پرتہ لگایا جاتا تھا
اور انجمنین اپنے نفع کے لیے ممبرون کا مال واسباب بھی خرید کر سکتی تھین - معمولی
ضمانت پر تین سو روبلس تک اور کفالت جائداد پر ایک ہزار روبلس تک از روے
قواعد قرض دیا جا سکتا تھا - حصص بھی جاری ہونے لگے جن پر سود بھی دیا جاتا جو
دس فی صدی سے زائد نہ ہوتا تھا - میعاد قرض مین چھے بارہ ماہ سے لیکر پانچ سال
تک اجازت ملتی - ۱۹۰۵ء مین پھر قانون کی ترمیم ہوئی جس سے ۱۹۱۰ء تک
لون اور سیونگ بنک کی تعداد چار ہزار ہو گئی - نیز کریڈٹ ایسوسی ایشن کی تعداد
تین ہزار دو سو تک پہونچ گئی - جن مین بیس لاکھ ممبر ہو گئے - ۱۸۹۵ء سے باقاعدہ
طور پر ڈیری کا کاروبار بھی جاری ہو گیا تھا - جس مین سائبیریا کی ریل کے نکل جانے

سے نیز حکومت کی امداد سے بہت ترقی ہونے لگی تھی - ان مین ممبران انجمن اپنے
جانورون کی کل پیداوار اپنی انجمنون مین دیتے اور مشترکاً و منفرداً ذمہ دار ہوتے
معاہدہ کی رجسٹری بھی کیجاتی - جب سوسایٹی بن جاتی تو ہر ممبر جانورون کی
تعداد کی مناسبت سے ایک مقررہ رقم انجمن کو دیتا - اگر کسی کے پاس نقد نہ ہوتا
تو اوسی قیمت کا دودھ اس سے داخل کرایا جاتا - انجمن کا کل کام جلسۂ عام مین ہوتا
جس مین ہر ممبر کا ووٹ ہوتا - جانورون کی تعداد پر ووٹ (راے) کا حق نہ تھا
جلسۂ عام ہی سے منیجر منتخب ہوتا - اوسی کے سپرد عملہ کا تقرر - پیداوار کے فروخت کا
انتظام نیز حساب و کتاب رکھا جاتا وہی نقد رقومات کا ذمہ دار ہوتا - اور اوسی کی
معرفت کلین وغیرہ خرید کیجاتین - بعض اوقات ڈیریون کا انتظام ماہرین فن کے
سپرد کیا جاتا - جن کی ملازمت کے معاہدہ مین مکھن وغیرہ کے اچھے اور برے بننے
پر تنخواہ کی کمی و بیشی کا انحصار لکھا لیا جاتا تھا - اور اسی بنا پر ماہرین فن عمدہ قسم
کے مکھن بنانے کی طرف متوجہ رہتے - محکمۂ زراعت و مال سے سنہ ۱۹۰۲ء مین بہت
کچھ مزید امداد انجمنون کو دی گئی - اور عمدہ و مکمل سامان کلون وغیرہ کا بھی مہیا کیا
گیا - سنہ ۱۹۰۷ء مین (۲۷۰) انجمنون کا ایک اتحاد بھی سائبیریا مین قائم ہوا جس مین
باون ہزار کاشتکار شریک تھے - مغربی سائبیریا مین قدرتی چراگاہون کے
سبب نیز ریل کے نکل جانے سے اور بھی زیادہ ترقی ہو گئی - اور ایم بالکجاین
M. Balakshine ان سب کا نمایندہ قرار پایا - سنہ ۱۹۰۵ء مین مکھن
کی تجارت کے لیے فن لینڈ مین ایک اتحاد بھی قائم ہو گیا تھا - سنہ ۱۹۰۸ء سے ہر
ممبر سوسایٹی اوسی کے ذریعہ سے اپنی کل ضروریات مہیا کرنے لگا اور اپنی پیداوار

بھی یونین ہی کی معرفت فروخت کراتا - اگر ایسے قواعد کی خلاف ورزی ہوتی تو جرمانہ کی سزا دیجاتی ۔ سنہ ۱۹۰۹ء سے پنیر واندون کی فروخت بھی شامل کرلی گئی حصص صرف چار پونڈ فی حصہ کے رکھے جاتے - مگر اون کی ذمہ داری بیس پونڈ .. ہوتی - سود بھی چھ فی صدی دیا جاتا نیز بقیہ منافع کی تقسیم تجارت کی مناسبت سے ہوتی - نقشہ جات ترقی کے دیکھنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ڈیری کے اندر جو جانور لاکر رکھے جاتے تھے اون کی تعداد مین زیادتی نہین دکھلائی دیتی تھی مگر خود کاشتکارون کی شرکت مین زیادتی نظر آیا کرتی تھی - نیز متمول کاشتکار بمقابلہ غریب کاشتکارون کے شرکت کرنے مین بیشتر پیش قدمی کرتے تھے - ان ڈیریون کے ساتھ مین اکثر ممبران کی ضرورتون کے لحاظ سے ذخایر بھی قائم کیے جاتے تھے - چنانچہ ختم سنہ ۱۹۰۹ء تک صوبۂ ٹومسک Tomsk مین (۶۱۲) معاونت باہمی کے ایسے کارخانے تھے جن مین سے بعض مین ایک ایک ہزار ممبر شریک تھے اور اوسطاً فی کاشتکار کے گھر پانچ گائین اندازہ کی گئی تھین -

سنہ ۱۸۶۵ء سے مستصرفین کی معاونت باہمی کی ابتدا بمقام ریگا Riga ہوئی تھی جن مین دولت مند اصحاب شریک تھے اور غریب مزدورون کو صرف خرید و فروخت کا موقع تھا - پھر سنہ ۱۸۷۰ء سے موجودہ طرز کے ذخایر کی سب سے پہلی انجمن قائم ہوئی اور سنہ ۱۹۱۷ء تک (۵۴۲) ذخایر کارخانون سے متعلق ہوگئے - حالانکہ سنہ ۱۸۹۱ء کے قحط نے قصبات اور دیہاتون تک مین ذخایر قائم کرادیے تھے مگر وہ موجودہ اصول معاونت باہمی کے اصول پر نہ تھے کیونکہ کارخانون کے ڈائرکٹر و منیجر کمیٹیون کے ممبر ہوتے تھے جس سے آزادی خیال و کاروبار حاصل نہ تھی -

جب ۱۹۰۵ء سے مواضعات کے مستصرفین کی انجمنین آزاد اصولون پر قائم ہوئے لگین اوس وقت سے ایسی انجمنین تیزی سے بڑھ گئین اور ۱۹۱۵ء تک ایسی انجمنین تقریبًا بیس ہزار ہو گئی تھین جو اتحادون کے ماتحت کام کرتی تھین ان مین ذخایر کے ساتھ تھوک فروشی کا کاروبار بھی ہوتا۔ ان کا اصلی مرکز ۱۹۰۵ء کا قائم شدہ ماسکو کا اتحاد ہے اور اصلی محرک پروفیسر زائبیر Prof. Ziber مانا گیا ہے۔ ان انجمنون مین پیپلس پیلس — People Palace بھی شامل کر دی گئی ہین جن مین ممبران کی تفریح طبع اور آسائیون کا پورا بندوبست کیا جاتا ہے۔

بعضون کا خیال ہے کہ ملک روس کی معاونت باہمی کے اصلی محرک چرنی شیوس کی Tcherny Shevsky اور ڈوبرولیوباو — Dobrolyubov تھے۔ مگر یہ امر ابھی تک پایۂ ثبوت کو نہین پہونچ سکا ہے۔ سنہ ۱۹۱۰ء تک روس کے اون کاشتکارون کی تعداد تقریبًا پچیس کرور تھی جو عام طور پر بجید قانع۔ جاہل۔ قرض کے عادی اور فضول خرچ تھے۔ نیز حکومت کی طرف سے جو امدادی سنٹرل بنک وغیرہ قایم کیے گئے تھے۔ اون کی مخالفت بھی رجسٹری شدہ انجمنون نے کی تھی جس سے اوس وقت کی انجمنہاے معاونت باہمی کو باغیون کا جلسہ خیال کیا جاتا تھا۔ مگر موجودہ ملکی آزادی یا بغاوت کو تو معاونین انجمنہاے معاونت باہمی اپنے ملک کی بڑی کامیابی خیال کرتے ہین بلکہ یہ خیال بھی عام ہو گیا ہے کہ جس طرح باہمی میل ملاپ سے حکومت کے مظالم سے قومین آزاد ہو سکتی ہین اوسی طرح باقاعدہ و مرتب معاونت سے اقتصادی آزادی بھی پورے طور پر ممکن ہے

چنانچہ چھوٹے زمینداروں کے واسطے فیڈرل لینڈ بنک Federal Land Bank اور بڑے زمینداروں کے لیے جوائنٹ اسٹاک لینڈ بنک Joint-stock Land Bank ۱۹۱۶ء میں قائم ہو گئے تھے

لیکن دیگر ممالک سے بین الاقوامی تجارتی تعلقات جاری کرنے کی اصلی کوشش ۱۹۱۹ء سے روس میں کی گئی اور معاونت باہمی کے کاروبار کے نمایندے لندن میں بھی بھیج گئے تھے - مثلاً ماسکو کا نیروڈنی بنک Narodny Bank یا سائبیریا کے پنیر بنانے والے ذخایر - سلطنت روس میں جنگ ۱۹۱۴ء کی ابتدا کے وقت بیس ۳۵ ہزار معاونت باہمی کی انجمنیں تھیں مگر ۱۹۱۹ء تک پچاس ۵۰ ہزار ہو گئی تھیں - اور مثل جرمنی یا آسٹریا کے یہاں بھی مرکزی قسم کے کاروبار میں بڑی ترقی ہو گئی ہے -

## ناروے

کاشتکاروں نے معاونت باہمی کا کام ملک ناروے میں تھوڑے ہی عرصہ سے شروع کیا ہے اور ڈنمارک کی تقلید کی گئی ہے - مختلف اضلاع میں دیہاتوں کی اقتصادی ترقی کے لیے انجمنیں قائم ہیں - رائل سوسایٹی Royal Society اور نارویجین کاشتکاروں کے اتحاد Norwegian Farmers Union قائم ہیں -

یہاں معاونت باہمی کی بالائی کے بنانے کی انجمنیں بہت زیادہ ہیں جن میں پنیر و مکھن بھی بہت بنتا ہے - پہاڑی دیہاتوں سے دودھ کو جمع کرکے شہروں میں

سمجھنے کی انجمنین بھی قائم ہین اور ۱۹۰۴ء سے پہلا معاونت باہمی کا ایک ٹیم Hameenlinna یعنی سور کے گوشت کی دوکان بمقام ہمار
قائم ہوئی تھی۔
معاونت باہمی نے یہان بھی اہل ملک کی معاشرتی زندگی پر سخت اثر ڈالا ہے اور اونھون نے اپنی سیاسی زندگی کا اس کو بھی ایک ضروری جزو قرار دے لیا ہے۔ بلکہ اس کے ذریعہ سے تمام اجتماعی زندگی کے حقوق حاصل کر لیے ہین۔ یونین کے ذریعہ سے بڑی اقتصادی و زراعتی ترقیون کی کوشش ہو رہی ہے نیز پیپلس پیلیس Peoples Palace یعنی ایک دیوان عام بھی قائم ہے جسمین نوشت وخواند کا پورا انتظام ہے۔

## اسپین

سنہ ۱۷۴۹ء سے ممالک اسپین و پرتگال مین غریب کسان کچھ کچھ مشترکہ ذمہ داری سے مہاجنین سے قرض حاصل کرتے تھے۔ لیکن ایسے اشتراک صرف اپنے اپنے خاندانون ہی تک محدود رہتے۔ ان کا اثر یہ ضرور تھا کہ اکثر نوجوانون کو بدچلنی و اسراف سے ایسی ذمہ داری بچا لیتی تھی۔ لیکن اسپین مین سنہ ۱۵۵۵ء سے شاہ فلپ دوم نے قرض دینے کے لیے اور غلہ ہی مین قرض کی واپسی کے لیے ذخایر تخم قائم کر دیے تھے جنکو پاسی ٹاس Positos کہتے تھے۔
ملک پرتگال مین سنہ ۱۸۶۰ء سے اراضیات پر قرض لینے والے بنکون کو ۲۵ سال کے واسطے ڈبنچر جاری کرنے کی اجازت ملی تھی اور سود کی آمدنی پر دس فی صدی

ٹیکس بھی معاف ہوجاتا تھا۔ ایسے کاروبار کے لیے ایک کمپنی بھی قائم ہوئی تھی نیز اسپین میں ۱۸۷۳ع میں لینڈ مارگیج بنک Land Mortgage Bank کھولا گیا۔ لیکن حکومت ہی کی جانب سے اسکا صدر مقرر ہوتا اور کوئی بھی قرض دوسو پونڈ سے کم نہ دیا جاتا جس سے کاشتکاری کے طبقہ کی ضروریات کسی طرح پوری نہیں ہوسکتی تھیں۔

اسپین میں شروع شروع چھوٹے چھوٹے دوکاندار جنکو زیپیٹرا Zapatero کہتے تھے مل جل کر چمڑا خرید کرتے اور جوتے بناتے تھے لیکن جسطرح کہ ہر جگہ زمانۂ حال کے اداراتی کاروبار سے چھوٹے چھوٹے کارگر مفقود ہوتے جارہے ہیں اوسی طرح یہان بھی انکا خاتمہ ہوگیا۔

مزدوری پیشہ اور دیہاتیون میں برادرانہ تعلقات کا قائم رکھنا اس ملک کی ایک خاص بات تھی۔ اور ازمنۂ متوسطہ مین ایسی جماعتین بھی بنائی جاتی تھین جو ایک دوسرے کی خدمت بھی کیا کرتی تھین۔ مشترک محنت سے اراضیات کی کاشت ہوتی تھی۔ اور آیندہ کی حاجتون کے لیے منافع علیحدہ کرکے رکھ لیا جاتا تھا۔ اور پراویڈنٹ لینڈ کلب Provident Land Club بھی تھے جن کا مقصد متفقہ طور پر اپنی ہر طرح کی حفاظت کرنا تھا۔

## ہالینڈ

ملک ہالینڈ میں [illegible] کے قانون کے رو سے ہوئی جسکی رو سے انجمنین قائم کی جانے لگین۔ اور بہ بھی دیگر اجتماع ملک مین اس سے پیشتر

پائے جاتے تھے اون کو بھی قانونی حیثیت دی گئی۔کسی شاہی فرمان کی اسکے واسطے حاجت نہ سمجھی گئی تھی بلکہ محض ایک اشتہار عام کے ذریعہ سے ہر انجمن اپنے قواعد وغیرہ بناکر سرکاری جریدہ Gazette یا اخبار مین شایع کر کے کاروبار کرسکتی تھی۔کسی خاص ذمہ داری کی پابندی بھی نہ تھی۔لیکن پھر بھی ہر شخص اپنی انجمن سے علیحدگی کے ایک سال تک اپنی انجمن کی ذمہ داریون کا پابند رہتا۔منافع مال کی فراہمی کے تناسب سے ممبران مین تقسیم ہوتا تھا حالانکہ قانون ۱۸۵۵ء کے مطابق پیشہ ورون کے کاروبار کی حفاظت کے لیے جو انجمنین قائم ہوئی تھین اون کو کچھ حقوق دیے جاتے تھے اور اونکی قانونی حیثیت تسلیم ہوجاتی تھی۔چنانچہ معاونت باہمی کی ڈیریان اور بیمہ کی انجمنین اسی کے تحت مین اب بھی قائم ہوتی ہین۔

اس ملک کے ڈچ کاشتکارون مین معاونت باہمی کی اصلی تحریک ۱۸۸۶ء سے شروع ہوئی تھی جبکہ وہ ہر قسم کی ارضی وسماوی آفت کے شکار ہوے تھے اور ابتدا مین حکومت کی جانب سے اس تحریک کے خیال کو عمال کے ذریعہ سے پھیلانے کی کوشش کی گئی اور بمقام ہیگ Hague بڑے بڑے افسرون کی امداد کے واسطے امدادی ذخایر قایم ہوے تھے۔جن مین کاروباریون کو شریک نہ کیا جاتا تا لیکن ۱۸۹۰ء تک کوئی خاص اثر نہین پیدا ہوا۔آخر مین خود کاشتکارون نے اسکی طرف توجہ کی اور معاونت باہمی کرنے لگے۔اور کاروباری لوگون Working classes نے بھی اپنی پہلی وال ہارڈنگ سوسایٹی Valharding Society یا Perseverance Society ہیگ مین قائم کی۔

نیز کاشتکارون کا بھی ایک اجتماع قائم کیا گیا اور اوس کو قانونی حیثیت دینے کے لیے فرمان شاہی کی ضرورت سمجھی گئی۔

نام لوزون نوٹس شپ Naamlooze Vennootschap جو کہ ایک طرح کا اتحاد قائم ہوا تھا۔ اوسکی ذمہ داری بہ حصص رکھی گئی جس کی تعداد ممبران اور سرمایہ مین کبھی تبدیلی نہ کیجاتی۔ اور ممبران صرف حصہ کی قیمت کی حد تک ذمہ دار ہوتے بلکہ منافع بھی حصص کی اداشدہ قیمت کی حد تک تقسیم کیا جاتا۔

۱۸۷۶ء کے قانون کے مطابق سنٹرل بنکون کی صورت مین قرض کی انجمنین بھی قائم ہونے لگی تھین۔ لیکن اونیسوین صدی کے آخر مین پہلا زرعتی بنک یوفائسن کے طرز پر قائم ہوا جس مین مقامی بنک اور افراد بحیثیت حصہ دارون کے شریک ہوے۔ یوٹرکٹ Utrecht مین بھی ایک سنٹرل بنک تھا جو صرف زرعتی انجمنہاے معاونت باہمی کو ممبر بناتا تھا جس مین پانچ سو فلارنس[1] کا ایک حصہ ہر ممبر کو خریدنا ہوتا۔ مگر اوس کی ذمہ داری دو ہزار فلارنس تک ہوتی۔

اسی طرح اینڈہوون Eindhoven مین سنٹرل بنک صرف زرعتی انجمنون کو اپنا حصہ دار بناتا اور اوسی کے متعلق ایک دیہاتی قرض کا بنک بھی ۱۹۰۸ء مین محض رہن پر کاروبار کرنے کے لیے قائم ہوا تھا۔ تیسرا سنٹرل بنک بمقام الک مار Alkmaar قائم ہوا۔ لیکن ہر دو آخر الذکر سنٹرل بنکون مین ممبران کی ذمہ داری صرف خرید شدہ حصص کی قیمت تک رکھی گئی تھی۔

ہالینڈ مین ۱۹۲۱ء تک چار یونین بھی ہو گئے تھے اور ہر یونین سنٹرل بنک سے

---

[1] فلارن = ایک شلنگ ۸ پنس = دو فرینک۔

متعلق تھا۔ شمال اور جنوب کے حصص ملک مین ان کا کام عمدگی سے چل رہا تھا
بلکہ کفایت شعاری سے روپیہ بھی بہت جمع ہوگیا تھا۔ ملک بلجیم کی تقلید یہان عموماً
کی گئی تھی اور دودھ۔ مکھن۔ پنیر وغیرہ کے کارخانے بہت قائم ہوگئے تھے جن کے
اصول چھوٹے چھوٹے حصے۔ غیر محدود ذمہ داری۔ دائرہ کام بہت محدود۔ منافع
حصص چار فی صدی سے زیادہ نہ دینا۔ اور فیس داخلہ نصف فلارن سے زیادہ نہ
مقرر کرنا تھا۔

رومن کیتھالک فرقہ مین اور دیگر فرقون مین سخت مذہبی تعصب تھا۔ مگر بنک
کے کاروبار پر اس کا کوئی اثر نہ ہوتا۔ اخلاقی اور مذہبی تعلیم۔ نیز کفایت شعاری
کی تربیت ان کا نصب العین تھا۔ مقامی بنکون کی امداد۔ اون کی قائمی کے وقت
حکومت کی جانب سے سرمایہ سے کی جاتی تھی۔ سنہ ۱۹۱۹ء تک زراعتی قرض کے
کاروبار مین نیز ذخایر کے کام مین بہت ترقی ہوگئی تھی۔ ذخایر کے ساتھ تھوک فروشی
کی انجمنین بہت اچھی حالت مین دکھلائی پڑتی تھین اور اب آپس کی معاشرت
بلکہ سیاسیات مین معاونت باہمی کا اثر اچھی طرح نمایان ہونے لگا ہے اور پیپلیس
پیلیس Peoples Palace یہان بھی قائم ہے۔ نیز عام طور پر مل جل کر
خرید کے واسطے بھی معاونت باہمی کے اجتماع بکثرت قائم کیے جاتے ہین گو انکو کوئی
قانونی حیثیت نہین دیجاتی۔

سنہ ۱۹۲۲ء تک زراعت پیشون کے واسطے عام طور پر سامان ہوگیا تھا۔ مگر
شہرون مین درمیانی طبقہ کے واسطے اعتبار کا سامان مطلق نہ تھا۔ کئی کئی غیر محدود
ذمہ داری کی انجمنون مین ایک وقت مین ممبران شریک کر لیے جاتے تھے۔ زرعی

انجمنین اکثر صرف خرید کی تھین - جو ریجنیل یونین (Regional Union)
مین گروپ وار داخل ہوتین - اور یونین کا الحاق راٹرڈیم (Rotterdam)
کے مرکزی بیورو (Bureau) سے تھا - جسمین حصہ داری کا
رواج ہی بالکل نہین تھا - بلکہ خریدارون کو اون کے کاروبار کی مناسبت سے
سرمایۂ محفوظ مین ایک مقررہ رقم ادا کرنا ہوتی تھی - ممبران سے کوئی فرد خرید بھی نہین
حاصل کیجاتی تھی - یونین خود اپنی ذمہ داری پر خرید و فروخت کرتا تھا - سرکاری
انسپکٹرون کے اختیارات مین مال کا تیار کرانا - اون کا نرخ مقرر کرنا - نیز مال کے
اچھے ہونے کی تصدیق کرنا ہوتا تھا - ڈیری بنک لیوواڑڈن
Dairy Bank of Leeuwarden صوبہ کی جماعتون کے واسطے سرمایہ مہیا
کرتا ہے - جو جماعتین عام اجتماع General Federation کے تحت
مین ہین - انجمنین اپنی خاص ضرورتون کے واسطے اپنے ڈبیجر خود جاری کرتی ہین
اور ڈیری اکسپورٹ یونین Dairy Export Union ہی کے
ذریعہ سے تقریباً ایک تہائی مکھن ملک کا فروخت ہوتا ہے - انڈے - مرغیون وغیرہ
کی برآمد کے کاروبار کے واسطے بھی اتحادات قایم ہین - شکر کے کارخانون مین
ممبران کی حصہ داری - اونکھ - یا نیشکر کے مہیا کرنے پر گھٹتی یا بڑھتی ہے - اور اگر کوئی
ممبر اپنا پیداوار کارخانون مین نہین دیتا ہے تو اوس پر جرمانہ ہوتا ہے اور جرمانہ
کے نہ ادا ہونے پر ممبر کا اخراج کیا جاتا ہے - شکر کی مقدار کے مطابق ممبران کو قیمت
دی جاتی ہے -



# امریکہ

ملک امریکہ مین عام طور پر لفظ معاونت باہمی کا مفہوم وہ نہین لیا گیا جیسا کہ یورپ مین ہے بلکہ ٹریڈس یونین سے ملتا جلتا ہے - لیکن پھر بھی جس وقت کہ ملک آئرلینڈ مین سر ہارس پلنکیٹ بالائی کے کارخانون کو ترتیب دے رہے تھے اوسی وقت پروفیسر ہیکر Prof. Haecker مینی سوٹا Minnesota مین اہل ڈین کی تقلید مین بالائی بنانے کے کاروبار کو جاری کرا رہے تھے - جس کو اپنے محاورہ مین وہ گم شوانگ Gemeinschaft(?) کہتے تھے -

یہان کے کاشتکارون نے تقریبًا کرورون ایکڑ آراضی اپنے مخصوص معاونت باہمی کے زیر اہتمام کر لی ہے اور تنہا کاشتکارون کا ایک تعلیمی و تعاون کا ایسا اتحاد جنوبی حصہ ملک مین قایم تھا جس مین ۱۹۱۱ء تک تقریبًا بیس لاکھ ممبران شامل ہو چکے تھے اور (۱۶۴۸) روئی بھرنے والے گودام بھی ان ہی کے موجود تھے - نیز (۲۴۵) روئی کے گٹھے بنانے والے کارخانے اور درجنون اخبار جاری تھے - ان کے پاس کوئلہ کی کانین - آٹے کی ملین - آلات سازی کے کارخانے - سیکڑون مختلف قسم کے ذخایر - آتش زدگی یا جان و مال کے بیمہ کی کمپنیان نیز دیگر قسم کے کاروبار کے اتحادات اب موجود ہین - غرضکہ قومی حیثیت سے جب کسی قسم کی ضرورت لاحق ہوتی ہے اور نقصان اور ذلت کے سامنے کا اندیشہ ہوتا ہے تو اتحادات قائم کر کے فورًا ترقی حالت کی طرف متوجہ ہو جاتے ہین -

اس ملک کے گرینج Grange کی جو پیشہ کاشتکاری کے معاونین کا
ایک جلسہ ہے اور تقریبًا (۵۴) یا (۵۵) سال سے قائم ہے تمام ریاستون
مین شاخین بھی موجود ہین۔ اسی طرح امریکن سوسائٹی آف ایکوئٹی ———
Equity American Society of جس کا صدر دفتر مقام وس کانسن
Wisconsin متوسط حصہ مغرب مین ہے اپنی ماتحت انجمنون کی سرپرستی
کرتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ معاونت باہمی کے کاروبار مین میل جول سے فروخت
کا کام خرید سے زیادہ خطرناک و مشکل ہے۔ لیکن کاشتکاران ملک امریکہ کی کاروباری
قابلیت و ہمت نے فروخت کے کام مین بھی یورپ کو مات کر دیا ہے۔ ملک کے
مخصوص حالات اور یگانگت و یکرنگی پیداوار غلہ و پھل پھلاری نے متحدہ فروخت
کے کاروبار مین بہت کچھ آسانی بھی ان کے لیے پیدا کر دی ہے اور خرید کا کام اب
ان کے خیال مین بہت آسان ہو گیا ہے۔ چنانچہ عام طور پر تبادلہ غلہ و میوہ جات
کی انجمنین بالتخصیص و بکثرت دکھلائی پڑتی ہین۔ ان کے تبادلے کے دفترون مین
نقد پر کاروبار ہوتا ہے۔ ملک کے مغربی حصہ کی سلطنتون مین باہمی بیمہ کی کمپنیان بھی
بہت قائم ہین جن مین لین دین کا بھی کاروبار ہوتا ہے۔ اس ملک کے اتحادات
مین مخصوص محاسبین معاونت باہمی کی کمی نے اصلی ترقی کو بہت کچھ نقصان پہونچایا
ہے۔ کہتے ہین کہ تھوڑا عرصہ ہوا ملک جرمنی مین بھی حسابی تنقیحات کی طرف کم توجہی
نے سخت نقصانات پہونچائے تھے۔

امریکہ کے کاشتکارون نے ملک کے سیاسیات مین بہت بڑا حصہ لیا ہے
اوران کے قائم مقامون نے جو بطور سی نیٹرس Senators کے اون کی

قومی پارلیمنٹ مین شریک ہوتے ہین بہت کچھ اپنے کاشتکار بھائیون کی ضروریات ملکی کو پورا کیا ہے اور اون کے حقوق ملکی کی حفاظت کرتے ہین - ایم لوزاٹی کے مثل ایم الفانس ڈس جارڈون M. Alphonse des Jardins کا بھی طریقہ یونین شمالی امریکہ مین بمقام کوئی بیک (Quebec) جاری ہے اس مین کاشتکارون کو بھی نفع رسانی کا موقع ہے اور مسٹر ہنری وولف کے مفید مشورون سے نفع اوٹھایا جارہا ہے -

چونکہ ۱۹۱۷ء تک سچے معاونت باہمی کے طریقۂ کار کے قوانین نہ تھے اس لیے ابتدا مین بلا قوانین کے کام چلایا گیا اور کوئی بیک Quebec مین جو قانون انجمنون کی حفاظت کے لیے بنایا بھی گیا اوس مین امانتون کو غیر از ممبران سے لینے کی اجازت نہین رکھی گئی جس سے دائرۂ اثر وسیع نہ ہو سکا اور نہ کفایت شعاری ہی کے اصول قائم ہوے - نیز ممبران کو بوقت شرکت حلف دیا جاتا تھا - جو ہر طرح اصول معاونت باہمی کے خلاف تھا - لیکن صنعت وحرفت کی امداد کے واسطے اب قرض کے بنک بھی جاری ہونے لگے ہین اور ممکن ہے کہ وولف صاحب کی وہ کتاب جو خاص امریکہ کے واسطے اونھون نے لکھی ہے اپنا اثر دکھلائے -

یہان کا طریقہ مارس (Morris) جو اپنے قسم کا ایک خاص طریقہ ہے اوس کے ذریعہ سے ایک تجارتی بنک ذمہ داری محدود سے حصص کی بنا پر بنایا جاتا ہے اور اوس مین منافع بھی حصص پر ممبران کو دیا جاتا ہے - جو شخص دس پاونڈ قرض لینا چاہتا ہے وہ دو ضامنون کے ساتھ پرونوٹ تحریر کر دیتا ہے - بنک مذکور چھ فی صدی یعنی بارہ شلنگ بطور ڈسکونٹ یا بٹہ کاٹ کر دس پاونڈ دیدیتا ہے - اور اوس کی

ادائی پچاس ہفتوں میں فی ہفتہ چار شلنگ کے قسط سے کرنے کی ہدایت کر دیتا ہے۔ بنک کو سال بھر کا سود بھی چھ فی صدی سے ملتا ہے۔ اور اصل رقم میں بھی دو فی صدی ہر ہفتہ ادائی ہوتی جاتی ہے۔ اقساط کی ادائی مختلف قسم کے سارٹیفکٹوں کے ذریعہ سے جو بنک فروخت کرتا رہتا ہے کرائی جاتی ہے۔ مثلاً (الف) یا (ب) دو قسم کے اگر سارٹیفکٹ مقرر ہوں اور (الف) قسم کا سارٹیفکٹ چار شلنگ فی ہفتہ ادائی کا ہو اور اوسے خرید لیا جائے تو پچاس ہفتوں کی ادائی کے بعد گویا اوس نے دس پونڈ ادا کر دیے اور اپنے سارٹیفکٹ کا مالک ہو گیا۔ دو ہفتوں کے بعد اصل قرضہ کی ادائی کی تاریخ جب آجا دے تو وہ اپنے سارٹیفکٹ کی بنیاد پر اپنے ادا شدہ دس پاونڈ واپس لے سکتا ہے اور اپنے پرونوٹ کی ادائی کر سکتا ہے۔ اگر اوس کی ادائی مناسب نہ سمجھے کیونکہ چار شلنگ ہفتہ وار اوسے اپنی محنت سے کما کر ادا کرنا آسان معلوم ہو سکتا ہے تو اپنا سارٹیفکٹ (الف) وہ سارٹیفکٹ (ب) سے تبدیل کر سکتا ہے۔ جن پر ہر ششماہی میں چھ فی صدی منافع تقسیم کرنے کا قاعدہ ہوتا ہے اور بیس دن کے نوٹس پر اوس کو نقد بھی کیا جا سکتا ہے نیز اونکی ضمانت پر دوسرے سال کے لیے پھر قرض دس پاونڈ ملنے کا بھی قاعدہ رکھتے ہیں جس سے ساکھ قائم رہتی ہے اور سابقہ قرضہ کی ادائی کے بعد ضامنوں کی بھی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ سارٹیفکٹ (ب) داخل کرنے پر ضمانت کافی سمجھی جاتی ہے۔

ملک امریکہ میں بیمہ کی کمپنیوں کا کاروبار رہن تقریباً چالیس فی صدی کاشتکاری پر ہے۔ اور عام شرح سود بھی تقریباً ساڑھے پانچ فی صدی سے زائد نہیں ہے۔

# جاپان

ملک جاپان مین ۱۸۹۶ء سے نینو میا سانٹاکو Nino-Miya Santakoo سے ہمدرد ملک نے باہم میل جول کرکے ہوٹوکو شاکو Hotokushakoo کے طریقے پر سرمایہ مہیا کرنے کی ایک اسکیم بنائی تھی۔ اور مختلف اقسام کے بنک مثلاً رہن کے بنک۔ ترقی اراضیات یا زراعت وصنعت کے بنک قائم ہوئے تھے۔ نیز خرید وفروخت کی انجمنین ۱۸۵۶ء سے لیکر ۱۹۰۰ء تک قائم ہوئی تھین اور ملک کے قانون کے مطابق معاونت باہمی کا کاروبار بھی کیا جانے لگا تھا۔ چنانچہ کروڑون ین[1] (Yen) ایسے کاروبار مین اب لگا ہوا ہے۔

اپریل ۱۹۲۲ء مین اٹھاروین کوآپریٹیو کانگریس ہوئی جبکہ چودہ ہزار سوسائٹیان تھین جن مین ساڑھے تین لاکھ ممبر تھے۔ زیادہ تعداد قرض کی انجمنون کی تھی۔ نقد قرض دو سو ملین ین اور امانت ڈھائی سو ملین ین کے قریب تھی۔

سیاسی جماعتون مین سین کائے Seiyukai نے جو سب سے زبردست ملکی جماعت ہے۔ ۱۰۔ فروری ۱۹۲۳ء کو ایک بل دارالعوام House of Representatives مین ایک مرکزی مالی امداد کی انجمن Central Institute قائم کرنے کے متعلق پیش کیا تھا جس مین حکومت سے پندرہ ملین ین کی امداد کی خواہش کی گئی تھی۔ جو منظور ہوئی۔ اور جن انجمنون کے

[1] جاپانی سکہ ین۔ انگریزی دو شلنگ سے کچھ زائد ہوتا ہے اور ہندوستانی ڈیڑھ یا دو روپیہ کے برابر ہوتا ہے۔

اتحادات قائم تھے اون کو باہمی کے ذریعہ سے انسٹیٹیوٹ روپیہ دیتا تھا۔ یا اگر خود انجمنیں انسٹیٹیوٹ کی ممبر ہو جائیں تو اون کو براہ راست دیا جاتا۔ اور انسٹیٹیوٹ کو اپنے بانڈ Bonds یا دستاویزات وغیرہ جاری کرنے کا خود بھی حق تھا جنکی تعداد اوس کی ادا شدہ آمدنی حصص وغیرہ کے دس گنے تک مقرر کی گئی تھی۔ ایک حصہ کی قیمت ایک سو ین انسٹیٹیوٹ مین تھی۔ سرکاری امداد پر کوئی منافع پندرہ سال تک نہ لیے جانے کا بھی وعدہ کیا گیا تھا۔ پھر خرید کی انجمنوں کا بھی ایک قومی اتحاد قائم ہوا۔ اور انکی تعداد بھی دس ہزار کے قریب ہو گئی تھی۔

یہاں بھی ہندوستان کی طرح حکومت نے معاونت باہمی کے کاروبار کو اوپر سے نیچے تک پھیلایا ہے۔ یعنی مرکزی بنک پہلے قائم کیے پھر انجمنیں بنوائیں اور ابتدا سے مالی امداد دی تھی۔ اور جرمنی کی نقل میں سنہ ۱۹۰۰ع مین قانون امداد باہمی بھی جاری ہوا جسکی سنہ ۱۹۱۷ اور سنہ ۱۹۲۱ء مین پھر ترمیم ہوئی۔ اوس کے ذریعہ سے قرض نیز خرید و فروخت اور کلون کے کاروبار کی اجازت ہوئی۔ ہندوستان کے ندموں بلکہ چٹ فنڈ کی طرح کی "موجنس" Mujins یا "گویا" بھی قرض دینے کے واسطے قائم تھیں جن کا کوئی بھی اخلاقی مقصد نہ تھا۔ صرف کم میعادی قرض بولی یا قرعہ پر شریکوں کو دیا جاتا۔ سنہ ۱۹۰۶ء تک حکومت کی نگرانی ان مین نہ تھی۔ سنہ ۱۹۱۹ء تک ان کی تعداد سولہ لاکھ ہو گئی تھی۔ اور حکومت نے قواعد بھی ان کے واسطے جاری کر دیے تھے۔

ہوٹوکوشا Hotokusha عام طور پر مندروں سے متعلق ہیں اور اُن کا مقصد مفید کاموں مین امداد دینا ہے۔ مثلاً مخصوص آراضیات اور

ریاستون کی واپسی - ان کے طریقے ریفائیسن کے طریقون سے ملتے ہوئے تھے مگر علاوہ کاروباری اصولون کے ان مین اخلاقی امور کا بہت خیال رکھا جاتا ہے نیز معاشرتی اور اخلاقی اصولون کو کاروباری پر بھی مقدم رکھا جاتا سنہ ۱۹۲۰ع تک صرف ایک پریفکچر Prefecture مین ان کی تعداد (۵۴۳) تھی - جس مین (۱۹۲۳۵۱) ممبر تھے - انھین ممبرون کے فیڈریشن بھی تھے جو چھ لاکھ ین قرض پر دے چکے تھے -

زمانہ حال کے ہوٹوکوشا موجودہ معاونت باہمی کے اصولون کو بہت کچھ اختیار کر رہے ہین - یعنی امانتون اور حصص وغیرہ سے سرمایہ بناتے ہین ور قرض بھی جو دیتے ہین وہ اقساط مین ادا کرتے ہین - ملک جاپان کی آبادی سنہ ۱۹۲۱ع تک تقریباً چھ کرور تھی - جن مین چھوٹے چھوٹے کاشتکار اور دستکار بہت ہین - جو سود خوارون کے چنگل مین پھنسے ہوئے ہین - جن مین بکثرت ایسے کسان بھی ہین - جو ۲½ ایکڑ سے زائد جوت تک نہین رکھتے - چوتھائی آبادی ملک کی ایسی ہے کہ جس کے ہر خاندان کے پاس ۱½ ایکڑ سے زاید جوت نہین ہے - اسّی فی صدی زمیندار اپنے ہی ہاتھ سے اراضیات جوتتے ہین اور کاشتکاری ہاتھ ہی سے عموماً ہوتی ہے - نیز جانوران کی تعداد کم ہے -

معاونت باہمی کے قرض کی انجمنون مین جرمنی کے شولز کے اصول زیادہ لیے گئے ہین اور ہندوستان کی ابتدائی انجمنون سے ملتی جلتی ہین - گو ہندوستان سے چار باتون مین اختلاف عموماً پایا جاتا ہے -

(۱) ساٹھ فی صدی سے زائد ممبران کی اپنی امانت ہے - برخلاف ہندوستان کے

جہاں دس فی صدی ہے۔

(۲) سرمایۂ محفوظ قابل تقسیم ہے۔ جو ہندوستان میں نہیں ہے۔

(۳) اوسط تعداد ممبری سوسایٹی میں ڈیڑھ سو ہے جو ہندوستان میں تقریبًا پچیس ہے۔

(۴) حکومت نے بکثرت مالی امداد کی ہے سنہ ۱۹۲۱ع میں تقریبًا ایک کرور پچاس لاکھ ین مطالبہ حکومت کا تھا اور چھ سو ملازمین سرکاری نگرانی کے واسطے مقرر تھے۔

سنہ ۱۹۰۵ع میں ایک معاونت باہمی کا اتحاد قائم کیا گیا تھا جسکو سنہ ۱۹۰۹ع میں حکومت نے تسلیم کیا۔ اسی کے ذریعہ سے ترویج تعلیم۔ اور تھوک فروشی کا کام انجام پاتا تھا۔ سنہ ۱۹۲۱ع تک ۱۷۰۸۔ اتحادات قائم ہو چکے تھے اور دس ہزار خرید کی انجمنیں تھیں۔ ان کا کام انڈنٹ Indent کے ذریعہ سے زراعتی اشیا کی خرید اور خانگی ضروریات کی چیزوں کا جمع کرنا تھا۔ سیاسیات یا مذہب کو معاونت باہمی سے یہاں کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور عمومًا امانت رکھنے والوں کی تعداد قرض لینے والوں سے زائد ہوتی ہے۔ اور تقریبًا سترہ طریقوں سے امانتیں لیجاتی ہیں۔ اب نصف کے قریب آبادی معاونت باہمی کے اصولوں پر کاروبار کر رہی ہے۔

ڈاکٹر اوگاٹا Ogata کی کتاب جو انھوں نے معاونت باہمی پر لکھی ہے قابل ملاحظہ ہے۔ اور ممکن ہے کہ اہل ہند کے واسطے بہت کچھ مفید ہو۔ مگر اب جاپان میں تقریبًا ہر گاؤں کا ایک وای ایم۔ ایسوسی ایشن Y. M. Association

——— ہے جس کا مقصد ہر قسم کی ترقی ہے - اون کو مذہب کی باتون سے کوئی واسطہ نہین ہے - ان کا بڑا کام علاوہ قرض کے بازار مین مال فروخت کرنا اور خریدنا ہے -

## ٹرکی

---

ٹرکی مین ۱۸۶۸ء سے ایک بڑا زراعتی بنک جاری کیا گیا تھا جس مین چھوٹے چھوٹے بنک جن کو "منافع صندک" کہتے ہین شامل تھے اور جو رقم کہ حکومت کو بطور فدیہ یعنی گیارھوان حصہ ( معطلکہ ح ) کے وصول ہوتی تھی وہ اوسی مین دیجاتی تھی - افسران حکومت کی ایک انتظامی کمیٹی اس کام کی نگرانی کرتی تھی - اور جائداد کی ضمانت پر قرض دیا جاتا تھا - شرح سود چھ فی صدی تھی - لیکن ایک فی صدی کمیشن بھی پہلے لیا جاتا تھا - ۱۹۰۸ء تک حکومت کی جانب سے ساڑھے بارہ لاکھ ممبران کو ایک کرور لیرا[1] دیا جاچکا تھا - آخری جنگ یورپ سے قبل جو جمہوری حکومت قائم تھی اوس کو نفع رسانی کاشتکاران کا بہت بڑا خیال تھا اور ایجنٹون و مختارون کے ذریعہ سے معاونت باہمی کو جاری کیا جا رہا تھا -

## یونان

---

ملک یونان مین معاونت باہمی کی تحریک ۱۹۱۲ء سے شروع ہوئی اور ایک خاص محکمہ بھی اس کے واسطے قائم ہوا اور ۱۹۱۴ء مین پہلا قانون پاس ہوا جس مین

---

[1] لیرا = ۱۸ شلنگ -

سب سے زیادہ دلچسپ وہ سزا کی دفعہ رکھی گئی ہے جس سے چھ ماہ کی قید اوس شخص کو دیجا سکتی ہے جو کسی ذاتی سبب سے معاونت باہمی کی ترویج مین مزاحم ہو یا ممبری سے کسی کو روکے یا تحریک سے نقصان پہونچائے ۔

## مصر

مصر مین کریڈٹ فانسیر Credit Foncier سنہ۱۸۸۰ع مین قائم ہوکر جائداد غیر منقولہ کی ضمانت پر رہن کا کاروبار کیا جاتا تھا - رہونہ جائداد کے مطابق ڈبینچر بھی جاری کیے جاتے تھے - بیس لیرا کا ایک حصہ تھا جس مین سے ابتدا مین پانچ لیرے حصہ داری کے لیے اداشدہ ہونا لازمی تھے - اسی اداشدہ رقم پر سود بھی چھ فی صدی ادا کیا جاتا تھا - اوس کے بعد منافع سے جو رقم بچتی اوس مین سے دس فی صدی سرمایہ محفوظ مین رکھا جاتا پانچ فی صدی بورڈ ڈائرکٹران کا حصہ تھا اور پندرہ فی صدی بانیان بنک یعنی فاونڈرس Founders کا حصہ تھا - باقی ستر فی صدی حصہ داران کو منافع کے طریقہ پر دیجاتا مذکورہ خامیون کو رفع کرنے کے واسطے ایک بنک بنام کریڈٹ اگریکول Credit Agricole بھی جاری ہوا اور کریڈٹ فانسیر مین اوسے بھی شامل کر دیا گیا جس سے کاشتکاری ضروریات کے رفع کرانے کا پورا بندوبست ہوگیا تھا اوس کی متعدد شاخین ملک مین پھیلائی گئین - حقیقتاً کاشتکارون کی فصل مویشی اور آلات کشتاورزی وغیرہ کی ذمہ داری پر گویا روپیہ دیا جانا تجویز ہوا تھا - نیز وصولی کے واسطے بھی خاص قانون جاری کرنے کی تجویز کی گئی تھی -

لیکن معاونت باہمی کے اون اصولون سے جن پر کام کے چلنے کا دار و مدار ہے
دوری ہی ہوتی چلی گئی۔ اور بنک تک کاشتکار کا آسانی سے پہونچنا یا بنک کو
کافی ضمانت کا حاصل ہونا اور قرض خواہون کو ہر طرح کی آسانی نصیب ہونا
مشکل ہو گیا۔

ٹرکی کے مثل زراعتی بنک کے اصول اور ہندوستان کے مثل تقاوی کے
اصولون کو ملا جلا کر حکومت کی جانب سے زرعی بنک جن مین کہ افراد کو براہ راست
قرض دیا جاتا تھا جاری تھے۔ کاشتکارون کو آٹھ فی صدی پر قرض دیا جاتا ہے
حکومت کے عملے کے سپرد انتظام ہے محض ذاتی ذمہ داری پر پندرہ ماہ کی قسط سے
تقریباً بیس مصری سکہ پونڈ تک دیا جاتا ہے۔ اس سے زائد زمانہ کے لیے دس
سال تک پانچ سو مصری پونڈ جائداد رہن رکھکر کسی انگریزی ملازم سرکاری کے
سامنے قرض دیے جانے کا طریقہ ہے۔ اب لوگون کو سچے معاونت باہمی کی طرف
بھی توجہ ہوئی ہے اور بنکہائے سرمایۂ شرکت سے ذمہ داری کر کے قرض حاصل
کیا جانے لگا ہے۔ کاشتکارون نے بھی نو ایجاد کلون اور آلات کشاورزی کا
استعمال شروع کر دیا ہے۔ زراعتی اجتماع Agricultural Syndicate
بھی قائم ہو گئے ہین۔ اور ۱۹۱۰ء تک قاہرہ کے بنک کا ایک انگریز منیجر تھا

## رومینیا

ملک رومینیا مین ابتداءً تقریباً تین حصہ آبادی بالکل جاہل تھی اور اسی وجہ
سے مہاجنوں کی شرح سود ساٹھ فی صدی سے کم نہ ہوتی تھی۔ بلکہ بعض اوقات

پانچ سو فی صدی تک پہونچ جاتی۔ درمیانی طبقہ کے لوگ جن کو بویارڈس — [illegible] کہتے ہین کاشتکاران کو اتنی کافی زمین نہین دیتے تھے کہ جس سے اون کے خاندان کی پوری پرورش ہوسکتی۔اس لیے بیچارے مزدوری کرکے پیٹ پالتے تھے۔ مگر مزدوری بھی کافی نہ ملتی تھی۔ ان ہی مصیبتون کے سبب کاشتکارون نے تقرزگان کی انجمنین شروع شروع مین قائم کین اور حصہ داری کے اصول پر سرمایہ جمع کرکے یکجا طور پر اراضیات لینا شروع کردین بلکہ آپس مین شکمی طور پر جوتنے اور بونے لگے۔ یعنی مل جل کر کھیتی (کوآپریٹیو فارمنگ) جس کو اون کی زبان مین آبسٹیائی [illegible] کہتے ہین کرنے لگے۔ اس کے مختلف طریقے تھے۔ بعض اوقات ہیزم سوختنی یا عمارتی کے واسطے بھی سرکاری جنگلات کے ٹکڑے لینے کے لیے ایسی انجمنین بنائی جاتین اور اون کے لیے سرمایۂ ذمہ داری کی رقم چندہ کی مناسبت سے جنگل یا اراضی کو آپس مین تقسیم کرلیتے تھے۔ یا کل شرکا مشترک طور پر کسی منتخب کمیٹی یا شخصیت کی ماتحتی مین کاروبار کرتے اور تقسیم منافع اپنی محنت کی مناسبت سے کرتے یا سب مین برابر تقسیم کرلیتے اصلیت یہ تھی کہ اگر کاشتکار اور اون کے خاندان کے لوگ تنہا اپنی اراضیات پر اپنا کل کاروبار کرسکتے تو معاونت باہمی کی ضرورت ہی دنیا کو نہ ہوتی لیکن جس وقت کہ مزدوری پیشہ لوگون کو محض تھوڑی سی مزدوری دے کر اون سے کام لیا جاتا ہے اوس وقت مزدورون کو اپنی اصلی حالت وحقیقت معلوم ہوتی ہے۔ اور اون کے دل مین بھی یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ بلا استحقاق بہت تھوڑی سی مزدوری پر کسی مالک اراضی کو اون کی محنت سے پیدا کیے ہوے مال پر کلیتاً کیسے حق

حاصل ہو سکتا ہے۔ یہی سوشلزم (Socialism) کا خیال ملک ڈینمارک میں معاونت باہمی کی تحریک کا زیادہ تر باعث ہوا۔ لیکن ابھی تک یہاں انفرادی نفع کے لیے اس کام کو کیا جا رہا ہے۔ پادریوں اور مدرسوں نے اپنے ملک کے جاہلوں کی خدمت کے خیال سے ہر طرح کی امداد دی تھی۔ اور حکومت کی جانب سے زراعت کا سرمایہ بھی مہیا کیا گیا تھا جس میں رہن پر امداد دی جاتی تھی۔

سنہ ۱۹۰۲ء تک آٹھ اتحادات زرعی پیداوار کے لیے اور سات سو پیپلس بنک Peoples Bank قائم ہو گئے تھے۔ زرعی اتحادات کا کام لیس ٹرسٹ Lease Trust یعنی ضمانتی پٹوں کی بنا پر خوب چلا۔ اس کا انتظام خود ممبران پر تقسیم ہوتا تھا اور زراعت بھی علمی ترقیات کے اصولوں پر کی جاتی تھی۔ زراعتی فارم کے اتحادات بھی قائم ہو گئے تھے اور ایک چھوٹا سا کاشتکار بھی بڑے سے بڑے پیمانہ کے کام کو اگر چاہتا تو بآسانی کر سکتا تھا۔ تقریباً ہر گاؤں میں ایک پیپلس بنک تھا اور درمیانی اشخاص کو منافع کی گنجایش بہت کم باقی رہی تھی۔ نیز حکومت اور پبلک دونوں کی طرف سے ان کی ہر قسم کی امداد شروع ہو گئی تھی۔

سنہ ۱۹۰۳ء سے ریفائیسن کی پیروی کے طریقے میں سنٹرل بنک بھی حکومت نے جاری کر دیا تھا۔ لیکن ان کا کل کاروبار عمال حکومت ہی کے ہاتھ میں تھا یہ ضرور تھا کہ جب کاروبار زیادہ پھیل جاتا تو فیڈریشن قائم کرا کے کام چلایا جانے لگتا اب تک حکومت پر بھروسہ کرنے کی عادت اس قدر موجود تھی کہ خود اہل ملک کام کرنے سے گھبراتے تھے۔ شروع سنہ ۱۹۱۱ء تک (۳۳۵۶) انجمنیں قائم ہو چکی تھیں

جن مین (۵۹۲۳۶۰) ممبر تھے اور سرمایہ ادا شدہ (۳۳۴۲۲۱۵) پونڈ تھا زراعتی پیداوار کے اتحادات (۱۷۰۳) اور پیپلس بنک (۳۷۵۵) قائم تھے۔

جرمنی کی تقلید مین بادشاہ رومینیا نے ۱۸۹۳ء مین لینڈ شیفٹن بھی جاری کیے تھے جو ۱۹۰۰ء تک تین سو سوسائٹیون کی شکل مین قائم ہو گئے تھے ان کا قاعدہ یہ تھا کہ ہر سوسائٹی مین کم از کم ساٹھ ممبر ضرور رہتے جن مین ہر ایک کی جایداد کی قیمت (۲۰۰) پونڈ ہوتی۔ حکومت صرف پہلی باران کو روپے سے امداد دیتی تھی اور اوسی کے مقرر کردہ کمشنرون کے ذریعہ سے کل کاروبار ہوتا تھا۔

## آسٹریلیا

حکومت آسٹریلیا کا رقبہ (۲۹۷۴۵۸۱) مربع میل ہے۔ یعنی ہندوستان سے ۲ گنا بڑا ہے اور اوس کی آبادی ستاون پچاس لاکھ کے قریب ہے۔ تقریبًا بارہ فی صدی لوگ یورپین اقوام کے علاوہ یہان آباد ہین۔ کاشتکاری یا صنعتی کاروبار یا کانون مین کام کرنا یہان کے اصلی کاروبار ہین۔ کاشتکاران ملک کا معاونت باہمی کے مرتب طریقون پر کاروبار خوب چل رہا ہے۔ اور اونھین کی مستصرفین کی انجمنین بھی موجود ہین۔ بلکہ کاشتکارون کے معاونت باہمی کے اتحاد کا ایک بازار بھی خاص طور پر لنڈن مین محدود ذمہ داری کے ساتھ قائم اور نافذ ہے یعنی ———

*Farmers Australian Co-operative Federation Ltd.*

اس جزیرہ نما مین چھوٹی چھوٹی ریاستین بھی ہین جو بہت بہت دور پر واقع ہین لہذا متفقہ کاروبار مشکل سے ہو سکتا ہے۔ اسی سبب سے ایک خاص کمیٹی مرتب ہے

جس کے ذریعہ سے باہم سب کا کاروبار ہوتا ہے۔ جنوبی حصہ مین ایک کوآپریٹیو یونین ہے۔ مغربی حصہ ملک مین کاشتکارون کے لیے معاونت باہمی کے طریقے کی مستصرفین کی تھوک فروشی کی انجمن ہے (Farmers Co-operative Consumers Wholesale Society) ایسے ہی جدید جنوبی ویلس (New South Wales) مین بھی مستصرفین کی تھوک فروشی کی ایک سوسایٹی ہے۔

باہتمام اسحاق علی علوی مالک و مہتمم

الناظر پریس واقع لکھنؤ میں طبع ہوئی